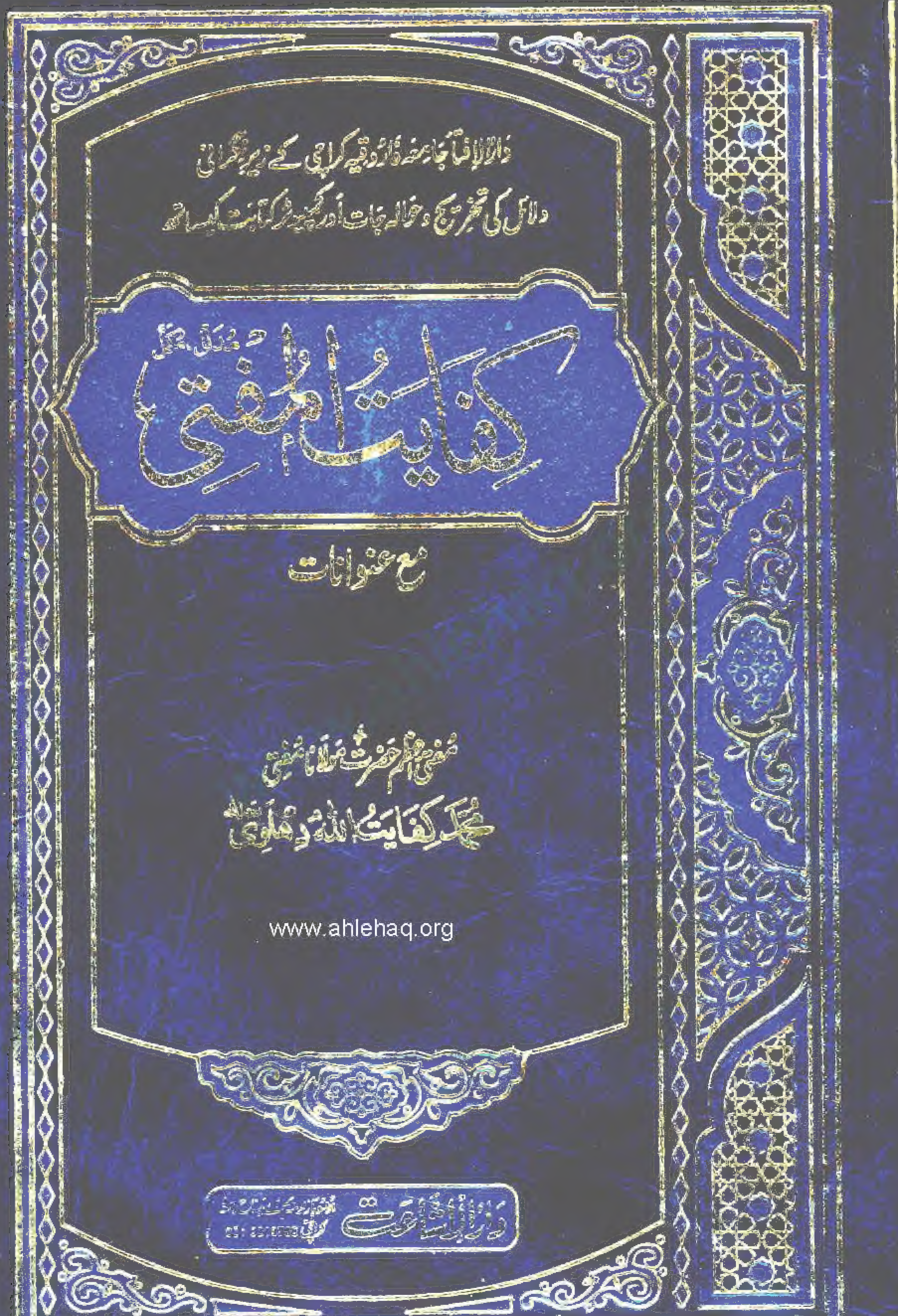

دار الافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی کے زیر نگرانی
دلائل کی تخریج، حوالہ جات اور کمپیوٹر کتابت کے ساتھ

مدلل مکمل

کفایت المفتی

مع عنوانات

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی
محمد کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ

www.ahlehaq.org

دار الاشاعت
[illegible]
کراچی [illegible]

دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی کے زیرِ نگرانی
دلائل کی تخریج و حوالہ جات اور کمپیوٹر کتابت کیساتھ

مدلل، مکمل

کفایت المفتی

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی
محمد کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ

جلدِ اوّل

کتاب الایمان والکفر
کتاب العقائد

www.ahlehaq.org

دارالاشاعت اردو بازار کراچی
فون: 021-2213768

کاپی رائٹ رجسٹریشن نمبر

اس جدید تخریج وترتیب وعنوانات اور کمپیوٹر کمپوزنگ کے جملہ حقوق
باقاعدہ معاہدہ کے تحت بحق دارالاشاعت کراچی محفوظ ہیں

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی دارالاشاعت کراچی
طباعت : جولائی ۲۰۰۱ء شکیل پریس کراچی۔
ضخامت : 3780 صفحات در ۹ جلد مکمل

www.ahlehaq.org

ملنے کے پتے

بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت العلوم 26 نابھہ روڈ لاہور
کشمیر بکڈپو۔ چنیوٹ بازار فیصل آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
مکتبہ رحمانیہ ۱۸۔ اردو بازار لاہور

عرض ناشر

مفتی اعظم ہند حضرت مفتی کفایت اللہ دھلوی رحمتہ اللہ علیہ کا نام نامی کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ ہندو پاکستان کا کوئی دار الافتاءٔ آپکے فتاوی جو ۹ جلد میں ''کفایت المفتی'' کے نام سے طبع ہوئے ہیں سے مستغنی نہیں۔ آپکے فتاوی دینی و علمی حلقوں میں سند کا درجہ رکھتے۔ اب تک یہ مشہور فتاوی قدیم لیتھو کے انداز سے طبع ہو رہے تھے اور اس میں حواشی درج نہ ہونے کی وجہ سے اس سے فائدہ اٹھانا مفتیانِ کرام و علماءٔ کے لیے ایک مسئلہ بنا ہوا تھا اور وقت کے ساتھ ساتھ اس سے استفادہ کم سے کم ہوتا چلا جا رہا تھا۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی کے ذمہ داران کو جنہوں نے اس علمی ضرورت کو پورا کرنے کا ارادہ فرمایا اور اپنے دار الافتاءٔ کے ذریعہ اس ''کفایت المفتی'' ۹ جلد کی مکمل تخریج کر کے ہر فتوی پر دلائل اور حوالے درج کر دیئے اور ہر مسئلہ پر عنوان قائم کیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دار الاشاعت کراچی سے دینی موضوعات پر متعدد تحقیقی کتب شائع ہوئی ہیں جن میں فقہی کتب کا بھی ماشاء اللہ قابل قدر ذخیرہ ہے۔ اتفاق سے احقر اس کتاب کی کمپوزنگ شروع کرانے سے قبل مختلف علماءٔ سے مشورہ کر رہا تھا کہ اس میں افادیت کے نقطۂ نظر سے کیا کیا کام کرایا جائے کہ ایک روز '' مولانا زبیر اشرف بن حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہم'' نے دوران مشورہ بتلایا کہ جو کام آپ شروع کرنے کا خیال کر رہے ہیں وہ تو دار الافتاءٔ جامعہ فاروقیہ میں ہوا ہے آپ تحقیق کر لیں کہیں محنت ڈبل نہ ہو جائے۔

تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ کام ہو چکا ہے۔ احقر نے جامعہ کے ذمہ دار حضرات سے رابطہ کر کے مختلف تجاویز پیش کیں اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے اِن حضرات کو ان سے مشورہ کے بعد ''رئیس الجامعہ استاذ الاساتذہ حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم'' کی اجازت سے یہ معاہدہ تحریری طے پا گیا اور اس طرح کفایت المفتی مکمل کو نئے کام کے ساتھ وجود میں لانے کے مجاز پائے۔

اس کام میں تصحیح کے مرحلہ میں نہایت مشکلات پیش آئیں لیکن علماءٔ اور مصححین خود متخصص تھے ان کی محنت سے یہ کام تمام مراحل سے گزر کر آپکے ہاتھوں میں ہے۔ امید ہے حضرات مفتیان کرام، علماءٔ و طلبا اس سے استفادہ کے وقت اپنی دعاؤں میں اُن تمام حضرات کو یاد رکھیں گے کہ جنہوں نے اس کام میں کسی درجہ بھی حصہ لیا ہے۔

ہم نے ہر ممکن کوشش کی ہے تصحیح، کمپوزنگ، کاغذ طباعت و جلد بندی کا معیار اچھا ہو۔ امید ہے کہ آپ پسند فرمائینگے۔ اللہ تعالیٰ ہماری کوششوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین

www.ahlehaq.org

ہمارے ادارے سے شائع شدہ فقہی ذخیرہ

فتاوی دار العلوم دیوبند ۲ حصے	حضرت مفتی محمد شفیعؒ	فتاوی رحیمیہ ۱۰ حصے کامل ترتیب جدید کمپیوٹر کمپوزنگ مع ٹائٹل	حضرت مفتی عبد الرحیم لاجپوری
بہشتی زیور مدلل مکمل	حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ	فتاوی دار العلوم دیوبند کامل ۱۲ حصے ۱۰ جلد	حضرت مفتی عزیز الرحمن صاحب مدظلہم
فتاوی عالمگیری اردو ۱۰ جلد مع پیش لفظ	مفتی محمد تقی عثانی مدظلہم	خواتین کے لیے شرعی احکام	ترتیب اہلیہ ظریف تھانوی صاحب
ہمارے عائلی مسائل	مولانا مفتی محمد تقی عثانی	اسلامی قانون نکاح۔ طلاق۔ وراثت	مفتی فضیل الرحمن، ہلال عثمانی
اسلام کا نظام اراضی	مولانا مفتی محمد شفیعؒ	علم الفقہ	مفتی عبد الشکورؒ صاحب
مسائل معارف القرآن	مولانا مفتی محمد شفیعؒ	قانون وراثت	حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب مدظلہم
انسانی اعضاء کی پیوندکاری	مولانا مفتی محمد شفیعؒ	ڈاڑھی کی شرعی حیثیت	حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ
پراویڈینٹ فنڈ پر زکوۃ اور سود کا مسئلہ	مولانا مفتی محمد شفیعؒ	حیلۂ ناجزہ یعنی عورتوں کا حق تنسیخ نکاح	حضرت تھانویؒ
بیمۂ زندگی	مولانا مفتی محمد شفیعؒ	کفایت المفتی جدید مدلل مکمل	حضرت مفتی کفایت اللہ دہلویؒ
رفیق سفر یعنی سفر کے آداب واحکام	مولانا مفتی محمد شفیعؒ	حضورؐ کے سوالات اور صحابہؓ کے جوابات	تصیف للہ حدوح
معدن الحقائق شرح کنز الرقائق	مولانا محمد حنیف گنگوہی	صحابہؓ کے سوالات اور آنحضرتؐ کے جوابات	تصیف للہ حدوح
الصبح النوری شرح قدوری	مولانا محمد حنیف گنگوہی		

عین الہدایہ جدید اردو

جس میں متن ہدایہ ترجمہ وتشریح سلیس زبان میں عنوانات وپیراگراف کے ساتھ جدید انداز میں، خوبصورت کمپیوٹر کمپوزنگ۔ طلبہ واساتذہ کے لیے بہترین تشریح زیر طبع

طالب دعا

خلیل اشرف عثمانی

فہرست عنوانات

پہلا باب
دارالاسلام اور دارالحرب

دارالحرب میں بینک کی ملازمت ۳۳
کیا اب ہندوستان دارالحرب ہے؟ .... //
دارالحرب کے کافروں سے سود لینا ۳۴
دارالحرب میں قائم بیمہ کمپنی سے بیمہ کرانا ۳۵
دارالحرب میں جمعہ و عیدین اور سود کا حکم .... //
ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالاسلام راجح قول کی تحقیق ۳۶
کفار سے سود لینا اور اس کو غرباء میں تقسیم کرنا .... //
دارالحرب سے ہجرت اور مسلمانوں کا آپس میں سودی کاروبار .... //
ہندوستان دارالحرب ہے ۳۷
دارالحرب کی تعریف اور ہندوستان میں مسلمانوں کی ذمہ داریاں .... //
دارالحرب میں سود لینا اور دارالحرب کے شرائط ۳۸
ہندوستان میں سود لینے کا حکم .... //

دوسرا باب
اسباب نجات

نجات کے لئے ایمان شرط ہے ۳۹
حضور اکرم ﷺ اور قرآن پاک پر ایمان لانا نجات کے لئے شرط ہے۔ ۴۲
کافر جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا ۴۳
کافر، زانی، سود وغیرہ کے معصوم بچے اور نابالغ مجنون جنتی ہیں ۴۴

تیسرا باب
موجبات کفر

قرآن مجید کا انکار کرنے اور اپنے آپ کو کافر کہنے والا کافر ہے ۴۵
رہنماؤں کو سجدہ کرنے والے کے جنازہ کا حکم .... //

عنوان	صفحہ
شرعی قانون وراثت کا انکار کفر ہے	۴۶
رسالت و قرآن مجید کے منکر کو جنتی سمجھنے والے کی امامت درست نہیں	"
غیر اللہ کی پوجا کرنا کفر ہے	۴۷
اللہ تعالیٰ کے نام کی توہین کفر ہے	"
بت کو توڑنا ایمان کی علامت ہے	"
پیر کو خدا کہنے والے کو مؤذن بنانا اور اس سے میت کو غسل دلوانا	۴۸
"ہم خدا اور رسول ﷺ کا حکم نہیں مانتے" یہ الفاظ کہنے والے کا حکم	"
"ہم شریعت کے پابند نہیں رسم و رواج کے پابند ہیں" یہ الفاظ کہنا	۴۹
"یا اللہ تو نے بڑا ظلم کیا" کہنا	۵۰
"خدا کی ایسی تیسی" کلمہ کفر ہے	"
شرعی فتویٰ کے منکر کا حکم	۵۱
رسالت کا منکر ہمیشہ جہنم ہی رہے گا	۵۲
کیا مندرجہ ذیل جملوں کا اعتراف کرنے والا مسلمان ہے؟	۵۳
چند مسائل کی تحقیق	۵۴
"مومن کافر سے بہتر ہے" کہنے کا حکم	۵۵
نبی ﷺ کی توہین کرنے والا کافر ہے	"
"میں نہیں مانوں گا چاہے رسول اللہ ﷺ مجھے کہیں"	"
عالم دین کی توہین کرنا	۵۶

چوتھا باب

مسئلہ ارتداد

عنوان	صفحہ
مرتد دین اسلام میں واپس آسکتا ہے	۵۷
مرتد کے اسلام میں داخل ہونے کا طریقہ	"
کیا ملازمت حاصل کرنے کے لئے اپنے کو ہندو ظاہر کرنے والے کو مسلمان ماننا چاہئے؟	"
کسی پر دین تبدیل کرنے کا بہتان لگانا	"
کنواں بنانے میں ہندو کی مدد کرنے والے کو منع کرنا	۵۸
نبی علیہ السلام کو معاذ اللہ برا بھلا کہنے، شریعت کی توہین کرنے اور اپنے آپ کو سکھ کہلوانے کا حکم	۶۰

www.ahlehaq.org

عنوان — صفحہ
بغیر عذر کے گواہی کو مؤخر کرنا …… ۶۰
مرتد کے قبول اسلام کے بعد اس سے تعلقات ختم کرنا درست نہیں …… ۶۱
نیند کی حالت میں الفاظ کفریہ کہنا اور جاگنے کی حالت میں درود شریف میں لفظ محمد ﷺ کے بجائے لفظ زید کہنا …… ۶۲
اسلام قبول کرنے سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں …… ۶۹
کسی دنیاوی غرض کے لئے کلمہ کفر کہنا …… "

پانچواں باب
اہل کتاب

کیا موجودہ زمانے کے یہودی و نصاریٰ اہل کتاب ہیں …… ۷۰
یہود و نصاریٰ کا ذبیحہ اور ان سے نکاح کا حکم …… "
یہود و نصاریٰ کے ذلیل اور لعنتی ہونے کا مطلب …… "
قرآن کریم کی ایک آیت کا مطلب …… ۷۱
کیا موجودہ عیسائی و یہودی اہل کتاب ہیں ؟ …… "
موجودہ انجیل اور توراۃ پر اعتراض کا حکم …… "

چھٹا باب
متفرق مسائل

جنگلی لوگوں کو مسلمان کرنا …… ۷۳
کتاب "ستھیارتھ پرکاش" کو ممنوع قرار دینے کے لئے کوشش کرنا باعث ثواب ہے …… "
مسلمان ہونے کے بعد ہندوؤں سے تعلقات رکھنا …… "
باپ کے خوف سے زبان سے اقرار نہ کرنا …… ۷۴
سیاسی اختلاف کی وجہ سے کسی کو کافر کہنا …… "

کتاب العقائد
پہلا باب : اللہ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ کے لئے جمع کا صیغہ استعمال کرنا …… ۷۵
حدیث "لا تتحرک ذرۃ الا باذن اللہ" پر اعتراض کا جواب …… "
کیا اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے ؟ …… ۷۶

www.ahlehaq.org

عنوان ..... صفحہ
خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنا ثابت ہے ۷۷
خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا دعویٰ کرنے والے کو بتوں کی پوجا کرنے والوں سے بدتر کہنے کا مطلب ..... //
اللہ تعالیٰ کو عالم الغیب نہ سمجھنے والے کا ایمان کا حکم ۷۸
اللہ تعالیٰ کی طرف بھول کی نسبت کرنا ..... //
اللہ تعالیٰ کی صفت خلق (پیدا کرنے کی طاقت) ہمیشہ سے ہے ..... //
اللہ تعالیٰ قدرت کے باوجود بعض کام نہیں کرتے ..... //
کیا اللہ تعالیٰ مسجود ہونے میں مخلوق کا محتاج ہے؟ ..... //
لفظ "اللہ" اسم ذات ہے ۷۹
مذکورہ اعتقادیات کا حکم ..... //

دوسرا باب
انبیاء علیہم السلام

کیا انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں؟ ۸۰
نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بشر ہیں ..... //
آدم علیہ السلام کی طرف گناہ کی نسبت کرنا غلط ہے ۸۱
اس عالم کی امامت جو پادری سے میل جول رکھے اور نبی علیہ السلام و صحابہ کی توہین پر خاموش رہے ۸۲
ہندو کا نبی علیہ السلام کی توہین کے بعد معافی طلب کرنا ۸۳
حضور ﷺ کی پیدائش عام انسانوں کی طرح ہوئی ۸۵
کیا حضور ﷺ کی تمام دعائیں قبول ہوئی تھیں؟ ..... //
کیا حضور ﷺ نے دنیاوی کاموں میں امت کو اختیار دیا ہے؟ ..... //
حضور ﷺ کی وفات طبعی ہوئی ..... //
نبی علیہ السلام کے سایہ کی تحقیق ۸۶
عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ زمین پر آنے کو نہ ماننے والے گمراہ ہیں ۸۸
حضور ﷺ عالم الغیب نہیں تھے ..... //
کیا حضور ﷺ قبر میں زندہ ہیں؟ ..... //
زیارۃ القبور اور ایصال ثواب مستحب ہے ..... //
اولیاء اللہ کی کرامتیں برحق ہیں ..... //

www.ahlehaq.org

عنوان	صفحہ
عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کفر ہے	۸۹
کرشن جی کا نبی اور وید نامی کتاب کا آسمانی کتاب ہونا بے دلیل ہے	//
نبی پر شیطان قابو نہیں پا سکتا	۹۰
غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک ہے	//
نبی علیہ السلام کا پیشاب وپاخانہ پاک تھا	//
کیا حضور ﷺ کے سر میں جوئیں پڑتی تھیں	//
کیا نبی علیہ السلام کا نور اللہ کے نور سے نکلا ہے؟	۹۱
مذکورہ اشعار کا حکم	//
نامناسب اشعار کے لئے قرآن کریم سے دلیل دینے والا جاہل ہے کافر نہیں	۹۲
نبی علیہ السلام کو "پیارے نبی" کہنا بے ادبی نہیں ہے	۹۳
کار کا نام معاذ اللہ "نبی ﷺ" رکھنا	//
نبی علیہ السلام کو بشر سمجھنا عین اسلامی تعلیم ہے	//
حضور ﷺ عالم الغیب نہیں تھے	۹۴
کیا حضور ﷺ اپنی رائے سے شریعت میں کمی بیشی کر سکتے تھے؟	//
غیر اسلامی حکومت میں حضور ﷺ کو برا بھلا کہنے والے غیر مسلم کو معاف کرنا	//
غیر اسلامی حکومت میں حضور ﷺ کے گستاخ کو معاف کرنا	//
غیر اسلامی حکومت میں حضور کو برا بھلا کہنے والے کے قاتل کو اگر قتل کر دیا جائے تو وہ شہید ہے	//
مندرجہ ذیل عقیدہ قرآن وسنت کے خلاف ہے	۹۵
لفظ "محمد" پر پاؤں رکھنا بے ادبی ہے	۹۶
درود شریف میں کس فضیلت کی وجہ سے حضور ﷺ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دی جاتی ہے؟	//
کیا درود شریف میں حضور علیہ السلام کی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ سلسلہ نبوت جاری رہنے میں ہے؟	//
"اگر حضور ﷺ پوری امت کے حالات نہیں دیکھ رہے تو ہم ایسے اندھے نبی سے پناہ مانگتے ہیں" کلمہ توہین ہے	۹۷
"حضور ﷺ اچھے برے ہر عمل کو دیکھتے ہیں۔" اس عقیدہ کا حکم ہے	//

www.ahlehaq.org

عنوان	صفحہ
حضور ﷺ کے حاضر ناظر ہونے کو کسی دلیل سے ثابت کرنا	۹۷
حضور ﷺ کو عالم الغیب ماننا امت کے عقیدہ کے خلاف ہے	۹۸
حضور ﷺ کے عالم غیب ہونے کے بارے میں امام اعظم رحمۃ اللہ کا قول	〃
کیا حدیث قرآن کی طرح ہے؟	〃
کیا حضور ﷺ کا ہر فعل مذہب ہے؟	〃
مذہب بنانا کس کا حق ہے؟	〃
حضور ﷺ کی روح کو ہر جگہ حاضر ناظر کہنے والا اہلسنت والجماعت سے خارج ہے	۹۹
کرشن جی کو نبی اور گیتا نامی کتاب کو آسمانی کتاب کہنا بے ثبوت ہے	〃
حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے نور کا ٹکڑا اور حاضر ناظر کہنے والے کا حکم	۱۰۰
"حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بیکار ثابت کر دیا ہے" کہنے والے کا حکم	۱۰۱
"ہم جس کا کھائیں گے اس کا گائیں گے" کہنے والے کا حکم	〃
کیا "حضور ﷺ نبی مقتدر تھے"	〃
کیا "اللہ جھوٹ بولنے پر قادر ہے"	〃
کیا حضور ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں	〃
حضور ﷺ کو عام انسانوں کی طرح نہ سمجھنا	۱۰۳
معراج کا [illegible] اور جسم کے ساتھ ہونا ثابت ہے یا نہیں	۱۰۴
آیت "ماکان [illegible]" کا شان نزول	۱۰۵
کیا "حضور ﷺ کے تمام آباؤ اجداد مسلمان تھے"	〃
نبی علیہ السلام [illegible] موت، خوشی اور شیطان [illegible] نہیں ہیں	۱۰۶
کیا "حضور ﷺ کو مثل چرواہے کی مانند کہنا درست ہے"	〃
حضور ﷺ کو مثل چرواہے کی مانند کہنا توہین نہیں ہے	۱۰۷
اگر لفظ چرواہے کی توہین سمجھی غلطی ہو تو اس سے توبہ کرنے کا طریقہ	〃
حضور ﷺ کو مثل چرواہے کی کہنے والے کی امامت کا حکم	〃
حضور ﷺ کو مثل چرواہے کی کہنے والے کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟	〃
کیا ہندوستان میں آنے والے ہندوؤں کے تمام پیشوا اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے تھے؟	۱۰۸
کیا خواب میں شیطان نبی علیہ السلام کے علاوہ دوسرے انبیاء کی صورت میں آسکتا ہے؟	۱۰۹

عنوان	صفحہ
کسی ولی کے بارے میں یہ کہنا کہ "پیغمبر اس پر رشک کرتے ہیں" درست نہیں	۱۰۹
واقعہ معراج کی طرف منسوب غلط قصیدہ پڑھنا گناہ ہے	۱۱۰
"میں آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے لئے گیا تھا" کہنے کا حکم	〃
کسی بزرگ کو "دونوں جہانوں کا سورج" کہنے کا حکم	۱۱۱
اولیائے کرام کے تمام الہامات حق نہیں ہوتے	〃
کیا حضور ﷺ کا سایہ تھا؟	〃
دل سے حضور ﷺ کو زندہ نہ ماننا	۱۱۲
حضور ﷺ کا نام مبارک سن کر انگوٹھے چومنا ثابت نہیں	۱۱۳
حضور ﷺ کے بال مبارک اور اولیائے کرام کی چادر کی زیارت کرنا	〃
حضور علیہ السلام کو حاضر ناظر نہ ماننے والے کی امامت درست ہے	〃
معراج میں شیخ عبدالقادر جیلانی کا حضور علیہ السلام کو کندھا دینے والا قصہ من گھڑت ہے	〃
حضور علیہ السلام کے بول و براز وغیرہ پاک تھے	۱۱۴

تیسرا باب
ملائکہ علیہم السلام

عنوان	صفحہ
شب برات میں روزی تقسیم کرنے والے فرشتے کا نام اور اس کی کیفیت	۱۱۵
کیا ملائکہ اور عقول مجردہ ایک ہی چیز ہیں	〃

چوتھا باب
معجزات و کرامات

عنوان	صفحہ
نبی علیہ السلام کا مردوں کو زندہ کرنا ثابت نہیں	۱۱۶
کیا حضور ﷺ کا سایہ زمین پر پڑتا تھا؟	〃
چاند کو دو ٹکڑے کرنا حضور ﷺ کا معجزہ ہے	〃
"قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ کے مردوں کو زندہ کرنے کی نسبت کی گئی" جب کہ آپ سے اقیوں نے مردوں کو زندہ کیا	〃
کیا کرامت کا منکر کافر ہے؟	〃
کیا نبی علیہ السلام کے قدم کی وجہ سے پتھر کا نرم ہونا اور اس پر قدم کا نقش ہونا معجزہ ہے"	۱۱۷
"عرش کے اوپر ہمارا لقب حبیب الرحمن پکارا گیا" کہنے والے کا حکم	〃

عنوان	صفحہ
نوٹ: حضور کی طرف منسوب مذکورہ روایت درست نہیں	۱۱۸
مسئلہ: جن بھی معجزات ثابت کر سکتے ہیں؟	۱۱۹
پیغمبر کی وفات کے بعد معجزہ صادر ہو سکتا ہے	〃

پانچواں باب

قرآن مجید اور دیگر کتب سماویہ

عنوان	صفحہ
حضرت اقدس نبی علیہ السلام اور قرآن کریم میں سے افضل کون ہے؟	۱۲۴
موجودہ دور میں بھی آسمانی کتابوں پر عمل کا ثواب ہے یا نہیں	〃
تینوں آسمانی کتابیں منسوخ ہو چکی ہیں	〃
قرآن مجید افضل ہے یا حضور علیہ السلام	۱۲۵
قرآن کریم کے قریب اس سے اونچی جگہ پر بیٹھنا منع ہے	[illegible]
اس چارپائی سے نیچے قرآن ہو اس پر بیٹھنا خلاف ادب ہے	〃
بے ادبی ہوتی ہے	〃
قرآن کریم کے اوپر جلد پر چڑھنے والی چیز نہ رکھنے کا حکم	〃
قرآن مجید کے بوسیدہ اوراق جلانے کا حکم	۱۲۶
اوپر رکھے ہوئے قرآن شریف کی طرف پیٹھ کرنے کا حکم	〃
نمازی کے قریب قرآن کریم ہو تو سجدہ ہوتا ہے	〃
قرآن مجید کے بوسیدہ اوراق کا حکم	۱۲۷
قرآنی آیات کے اوراق ردی میں استعمال کرنا جائز نہیں	۱۲۸
جلسہ میں قرآن کریم کی تلاوت کو نعت وغیرہ سے مقدم رکھا جائے	〃
قرآن مجید کا صرف ترجمہ شائع کرنا	〃
قرآن و حدیث کے مقابلے میں مولوی کی بات کو ترجیح دینے کا حکم	۱۲۹
قرآن کریم کی تجارت سے حاصل شدہ نفع کا حکم	〃
قرآن کریم کو اجزاء کی صورت میں شائع کرنا	〃
قرآن کریم کو مختلف رنگوں سے مزین کرنا	〃
ناقص پارہ لکھوا کے رکھنا جائز نہیں	۱۳۰
غلط رسم خط میں قرآن شائع کرنا	〃

عنوان	صفحہ
غیر مسلم سے قرآن مجید کی جلد بنوانا	۱۳۱
قرآن مجید کے بوسیدہ اوراق کا حکم	"
قرآن کریم کے علاوہ مزید جو اس پارے بنائے جاتے ہیں ان کو ناپاک چیز کے ساتھ تشبیہ دینا	"
قرآن مجید کو ناحق کہنا	۱۳۲
قرآنی آیت کے اخبارات کو ردی میں استعمال کرنا جائز ہے	"
قرآن مجید کی تلاوت کے دوران کسی کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا	"
قرآن مجید کو بے وضو چھونا جائز نہیں	۱۳۳
قرآن مجید کا ترجمہ کرنا جائز ہے	"
قرآن مجید کے ترجمے کو بغیر وضو چھونا	"
قرآن مجید کا ترجمہ غیر مسلم کے ہاتھ فروخت کرنا	"
قرآن مجید کو غیر عربی رسم خط میں لکھنا	"
کاغذ پر لکھی ہوئی آیت کو بغیر وضو چھونا	"
قرآن مجید کی چھپی ہوئی پرانی جلدوں کا حکم	"
قرآن شریف کی تلاوت پر اجرت لینا جائز نہیں	"
تلاوت پر اجرت لینے والے کی امامت کا حکم	"
امامت کی اجرت لینا جائز ہے	"
قرآنی آیت "لا یمسہ الا المطہرون" کا مطلب	"
موجودہ [illegible] کے مضامین تبدیل شدہ ہیں	۱۳۴

چھٹا باب

خلیفہ، امام، امیر

عنوان	صفحہ
حدیث شریف میں مذکور بارہ خلفاء کا مصداق کون ہیں	۱۳۵
حضرت علی کو خلفاء میں افضل اور صدیق کی خلافت کے بارے میں حضور ﷺ نے کچھ ارشاد نہیں فرمایا" کہنے والے کی امامت کا حکم	"
ان عہدوں میں فرق	۱۳۷
پمفلٹ "علامات کی حدیث شریف کا مختصر بیان" میں سوال وجواب کی تصدیق	"
اشتہار "اعلان عام برائے رفع اتہام" میں درج عقائد والے کا حکم	"

عنوان	صفحہ
آیت "واولی الامر منکم" کو ہندوستان کے موجودہ حکمرانوں پر محمول کرنے والے کی امامت ناجائز ہے	۱۳۹
حرام کو حلال سمجھنے اور خلاف شرع افعال والے کی بیعت کرنا ناجائز ہے........................	۱۴۰
بیعت وامارت کے معتقد پر طعن کرنا اور ایک امیر کی موجودگی میں دوسرے کا بیعت کروانا	//
بارہ خلفاء والی روایت درست ہے	//
یزید بن معاویہ کو کافر یا ملعون کہنے والے کا حکم	//
صوبہ میں ایک امیر کی موجودگی میں دوسرا امیر بنانا ناجائز ہے........................	۱۴۱
صوبہ میں ایک امیر کی موجودگی میں دوسرے شخص کا امارت کا دعوی باطل ہے	//
صوبے کے امیر کی اجازت کے بغیر اس کے کسی ضلع میں امیر کا انتخاب درست نہیں	//
امیر صوبہ کے عطا کردہ لقب کے علاوہ دوسرا لقب اختیار کرنا	//
مختلف پارٹیوں کو یکجا ہونے اور ایک امیر منتخب کرنے کی تجویز کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرنا	۱۴۲
مختلف پارٹیاں ایک امیر منتخب کریں تو وہ شرعی امیر ہوگا........................	//
کن امور میں شرعی امیر کی اطاعت ضروری ہے؟	//
شریعت کے مطابق فیصلے نہ کرنے والے امیر کو معزول کرنے کا حکم	۱۴۳
عقل اور خواہش یا شریعت کے مطابق فیصلہ کرنے پر آخرت میں سزا وجزاء	//
اسلام میں سائنسی ایجادات کا استعمال مطلقاً ممنوع نہیں	//

ساتواں باب

تقدیر وتدبیر

عنوان	صفحہ
وسیلہ اور تقدیر کا انکار کرنے والے کا حکم........................	۱۴۵
انسان اپنے افعال میں خود مختار ہے نہ کہ مجبور محض........................	//

آٹھواں باب اختلافی مسائل، فصل اول مسئلہ عید میلاد

عنوان	صفحہ
یوم ولادت کی صحیح تاریخ اور یوم ولادت منانے کا حکم........................	۱۴۷
عید میلاد النبی ﷺ منانا قرآن، حدیث اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی تعلیمات کے خلاف ہے	//
عید میلاد النبی ﷺ منانا بدعت ہے	۱۴۹
عید میلاد النبی ﷺ کے دن جلوس، جلسہ اور عوام میں شیرینی تقسیم کرنا........................	//
جشن میلاد النبی کو سجانے اور معطر کرنے کا حکم........................	//
کسی دن میں مقررہ تعین سے مجلس منعقد کرنا خیر وبرکت کا باعث ہے؟	۱۵۰

عنوان	صفحہ
مروجہ میلاد کی ابتداء کب ہوئی؟ کیا اس کا ثبوت قرآن وحدیث سے ہے؟	۱۵۰
میلاد میں قیام کے ثبوت کے لئے پیش کردہ حدیث سے استدلال درست نہیں	〃
آیت "وما اھل بہ لغیر اللہ" میں ذبح کے وقت کا اعتبار ہے یا ذبح سے پہلے کا؟	〃
واعظ کے ارشاد پر حاضرین کا بلند آواز سے درود پڑھنا	۱۵۱
"درود شریف نبی علیہ السلام خود سنتے ہیں اور پڑھنے والے کو پہچانتے ہیں" کہنے کا حکم	〃
حضور ﷺ یا غوث پاک کے نام کی نیاز دینا اور نیاز دینے والوں کے ساتھ کھانے کا حکم	〃
میلاد شریف کب اور کس نے ایجاد کی؟	۱۵۲
موجودہ دور میں عید میلاد النبی کی حیثیت مذہبی نہیں	۱۵۳

فصل دوم: جلسہ سیرت

عنوان	صفحہ
عید میلاد النبی ﷺ منانے کی نیت سے جلسہ کرنا بدعت ہے قرآن وحدیث سے اس کا ثبوت نہیں	〃
"امام مہدی کے زمانے میں امام مہدی ایک طرف اور سارے علماء ایک طرف ہوں گے" یہ قول غلط ہے	〃
قرآن وحدیث میں عید میلاد النبی کا ثبوت نہیں ہے	۱۵۴
صحابہ وتابعین وغیرہ کے دور میں عید میلاد النبی نہیں منائی گئی	〃
کیا حضور ﷺ نے مسلمانوں کو منظم کرنے کا کوئی طریقہ بتلایا ہے؟	〃
پنجگانہ نمازیں، نماز عیدین اور حج بلاشبہ مسلمانوں کو منظم کرنے کا بہترین ذریعہ ہیں	〃
شعائر اسلام سے توجہ ہٹا کر دوسری باتیں اسلام میں پیدا کرنا بدعت ہے اور ایسے امور پر روپیہ خرچ کرنا اسراف ہے	〃
مسلمانوں کو منظم کرنے کا وہی طریقہ معتبر ہے جو قرآن وسنت سے ثابت ہو	〃
جلسہ سیرت النبی کی صدارت کا فرد مشرک کے حوالے کرنا	۱۵۶

فصل سوم: مسئلہ قیام

عنوان	صفحہ
صحابہ وتابعین کے دور میں نہ میلاد تھی نہ میلاد کا قیام	۱۵۷
قیام کی ابتداء اور اس کا حکم	〃
میلاد و قیام بدعت ہے اور بدعت کہنے والوں کو وہابی کہنا درست نہیں	۱۵۸
میلاد شریف میں قیام ثابت نہیں	۱۵۹
میلاد میں کھڑا ہونا بے اصل اور دوسروں کو کھڑا ہونے پر مجبور کرنا گناہ ہے	〃
محفل میلاد میں کھڑے ہو کر سلام پڑھنے پر اصرار بدعت ہے	۱۶۰

عنوان	صفحہ
میلاد شریف میں قیام اور اس کو حرام کہنے والے کی امامت کا حکم	۱۶۰
میلاد شریف میں قیام اور نبی علیہ السلام کا نام سن کر انگوٹھے چومنے کا حکم ……	۱۶۲
میلاد شریف میں حضور ﷺ خود یا آپ کی روح آتی ہے" یہ عقیدہ قرآن و حدیث کے خلاف ہے	״
فصل چہارم: مسئلہ علم غیب	
محفل میلاد منعقد کرنا بدعت ہے ……	۱۶۴
حضور ﷺ محفل میلاد میں تشریف نہیں لاتے	״
مسئلہ علم غیب	״
ایصال ثواب کے لئے دن مقرر کرنا درست نہیں ……	״
شرک و بدعت کی تعریف	״
محبت کی وجہ سے یا رسول اللہ ﷺ کہنا اور "السلام علیک ایها النبی" کو اس کی دلیل بتانا	۱۶۶
محفل میلاد میں قیام کرنا ……	۱۶۷
یا رسول اللہ، یا غوث کہنا اور ان سے مدد مانگنا	״
گیارہویں شریف پکانے اور کھانے کا حکم	״
نماز میں حضور ﷺ کا تصور آنا	״
محفل میلاد میں صلوٰۃ و سلام اس خیال سے پڑھنا کہ حضور علیہ السلام کی روح مبارک تشریف لاتی ہے شرعاً ناجائز ہے	۱۶۸
مسئلہ علم غیب	۱۷۰
حدیث "اتقوا فراسة المؤمن" کی تحقیق	۱۷۲
حضور ﷺ کو حاضر و ناظر سمجھنے [illegible] ہے	
حضور ﷺ کے بارے میں ذاتی علم غیب کا عقیدہ رکھنا درست نہیں	״
یا رسول اللہ کہنا اور مسئلہ علم غیب	۱۷۳
[illegible]	״
[illegible] کا حکم	۱۸۴
مسئلہ علم غیب	
[illegible]	
[illegible] نہیں	״

عنوان	صفحہ
اولیاء اللہ سے مدد مانگنا جائز نہیں	۱۸۴
مصیبت کے وقت حضرت جنید بغدادی کو پکارنے پر نجات کا قصہ من گھڑت ہے	۱۸۵
حضور ﷺ کے بارے میں کلی علم غیب کا اعتقاد رکھنا کفر ہے	//
حضور ﷺ کو عالم الغیب نہ جاننے والے سے وعظ نہ کروانے کی قید لگانا ناجائز ہے	۱۸۶
کسی صحابی کی جوتی کی وجہ سے بادشاہ کے سر کے درد کا صحیح ہونے کا قصہ من گھڑت ہے	//
اور اس جوتی کو مشکل کشا کہنا شرک ہے	//
حضور علیہ السلام کے عالم الغیب ہونے کے لئے معراج کے قصہ کو دلیل بتانا	//
من گھڑت قصے بیان کرنے والے واعظ کے وعظ میں شرکت سے بچنا چاہئے	//
سماع کو برا بھلا کہنے والے کا وعظ نہ سننا چاہئے	//
حقیقی مددگار اللہ تعالیٰ کو جانتے ہوئے غیر اللہ سے مدد مانگنے کو جائز کہنے کا حکم	۱۹۶
براہ راست اولیاء اللہ کی ارواح سے مدد مانگنا درست نہیں	//
"اغثنی یا رسول اللہ" کہنا	//
یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ کہنا اور اولیاء اللہ سے مدد مانگنا جائز نہیں	//
غیر اللہ سے مدد مانگنا جائز نہیں	//
ہر وقت یا رسول اللہ کہنا اور اس سے منع کرنے والے کو کافر کہنا	۱۹۷
مندرجہ ذیل عقائد قرآن و سنت کے خلاف ہیں	۱۹۸
نبی علیہ السلام کو عالم الغیب اور حاضر ناظر سمجھنا	//
یا رسول اللہ پکارنے پر حضور علیہ السلام کا مدد کرنا	//
محبوب سبحانی اللہ تعالیٰ کے فیصلے بدل دیتے ہیں اور مشکلات حل کرتے ہیں	//
اولیاء اللہ اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا برابر ہے	//
مندرجہ بالا عقائد کو اہلسنت والجماعت کی طرف منسوب کرنا درست نہیں	//
مندرجہ بالا عقائد کے نہ ماننے والے کو غیر مقلد، وہابی، نجدی اور کافر کہنا	//

فصل پنجم : مجلس شہادت

عنوان	صفحہ
محرم کے پہلے دس دنوں میں مجلس کرنا اور ان میں شرکت ناجائز ہے	۲۰۱

فصل ششم : مسئلہ سماع موتیٰ

عنوان	صفحہ
مردوں کے سننے کے بارے میں محققین علماء کا مسلک	//

فصل ہفتم ، وہابی کی تحقیق

عنوان	صفحہ
وہابی فرقہ کی ابتداء کب سے ہوئی اور اس کا موجد کون تھا؟ ہندوستان میں یہ فرقہ کب رونما ہوا؟	۲۰۲

عنوان	صفحہ
علمائے دیوبند کو وہابی کہنا	۲۰۲
میلاد شریف میں قیام سے منع کرنے والے کو کافر کہنا صحیح نہیں	″
مروجہ اعراس بزرگان سے منع کرنے والا کافر نہیں ہوتا	″
موجودہ دور کے وہابیوں (سنت کی اتباع کرنے والوں) کو مسجد سے روکنا جائز نہیں	″
علمائے دیوبند کو کافر کہنے والا ظالم ہے	″
ایسی مساجد میں جانا جائز نہیں جہاں علمائے اہل حق کو کافر کہا جاتا ہو	″
علمائے دیوبند سب سے بڑے پرہیزگار و متقی ہیں	۲۰۶
علماء کی توہین کرنا گناہ ہے	۲۰۸
"نماز میں حضور ﷺ کا خیال آنا گدھے کا خیال آنے سے برا ہے" کہنے والے کا حکم	″
دیوبندی اور غیر مقلد کو کافر کہنے والے کی امامت کا حکم	″
ڈھول کے ساتھ قوالی سننا ناجائز ہے	″
علمائے دیوبند کو وہابی اور کافر کہنا درست نہیں	″
تقویۃ الایمان، صراط مستقیم وغیرہ قابل عمل کتب ہیں	″
حضور ﷺ کو عالم الغیب اور اللہ تعالیٰ کی شان کے سامنے چمار سے زیادہ ذلیل کہنا درست نہیں	۲۰۹
وہابی، رضاخانی، غیر مقلد، قادیانی اور رافضی وغیرہ کلمہ گو ہیں یا نہیں	″
وہابیوں کے پیچھے نماز پڑھنا	۲۱۰
حنفیوں کے ہاں حدیث سے بڑھ کر فقہ ہے یہ بات درست نہیں	″
علمائے دیوبند کو وہابی، مقلد اور غیر مقلد کہنا	″
سیرت کمیٹی اور اس کے بانی کو برا بھلا کہنا	″
شرک و بدعت کی تردید، رسومات قبیحہ سے روکنے اور علمائے دیوبند کو حق بجانب سمجھنے والے کی امامت درست ہے	۲۱۳
قبر پر اذان کو درست نہ سمجھنے والا اہل سنت والجماعت میں سے ہے	۲۱۴
بہشتی زیور معتبر کتاب ہے	″

فصل ہشتم: احترام اولیاء

عنوان	صفحہ
معین الدین اجمیری کی تعریف پر سبحان اللہ وغیرہ کہنا	۲۱۵

فصل نہم: نذر و نیاز اور فاتحہ

عنوان	صفحہ
چند چیزوں کے نام پر اذان کرنے اور ان کے کھانے کا حکم	۲۱۶
کسی بزرگ کی قبر پر چادر یا چڑھاوا چڑھانا حرام ہے	″
گیارہویں میں غرباء و مساکین کے علاوہ برادری کو کھلانے کا حکم	۲۱۷
حضور ﷺ کا کھانے پر فاتحہ پڑھنا کسی روایت سے ثابت نہیں	″
کتب فقہ میں گیارہویں کا ذکر نہیں اور غیر اللہ کے نام کا بکرا حرام ہے	″
مراد پوری ہونے پر کسی مزار پر صاحب مزار کی نیاز کھانے اور کھلانے کا حکم	″
شہداء اور اولیاء کی ارواح کو حاجت روا سمجھنا اور ان کے وسیلے سے مرادیں ملنا	″
یہ مروجہ میلاد میں شریک نہ ہونے والے اور نماز چھوڑنے والے برابر درجے کے گناہ گار ہیں؟	″
نماز عیدین کے بعد معانقہ اور فرض نمازوں کے بعد مصافحہ کرنا مکروہ ہے	″
مروجہ گیارہویں بدعت ہے	۲۱۸
اولیاء اللہ کے مزار کے سامنے حلوہ وغیرہ رکھ کر فاتحہ پڑھنا ثابت نہیں	۲۱۹
گیارہویں، فاتحہ اور ختم نعمت کی خاطر بچے کو گلے کا زیور پہنانا درست نہیں	″
اولیاء اللہ سے محبت، وظائف کا پڑھنا اور ان کے نام کا صدقہ وغیرہ بدعت افعال ہیں	″
ایصال ثواب کا صحیح طریقہ	″
غوث پاک کا مقام "ھو" تک پہنچنے کا قصہ اور لفظ "ھو" سے گیارہویں، فاتحہ وغیرہ کا ثابت کرنا خلاف شرع ہے	۲۲۱
ایصال ثواب کے لئے دن مقرر کرنا درست نہیں، البتہ مقرر کرنے سے کھانا حرام نہیں ہوتا	″
سوم، چہلم وغیرہ کے جواز کے لئے علماء کے فعل کو دلیل بنانا	″
شب برات اور گیارہویں کی نیاز بے اصل ہے	۲۲۳
مزار پر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنا	″
تیجہ، چہلم، گیارہویں وغیرہ کے لئے دن مقرر کرنا بدعت ہے، لیکن اس سے کھانا حرام نہیں ہوتا	″
دوسروں کو گناہ سے منع کرنا اور خود گناہ کرنا "اتامرون الناس بالبر الآیۃ" کے خلاف ہے	″
ایصال ثواب کیلئے دن اور وظائف متعین کرنا بے ثبوت ہے	۲۲۴
میلاد میں قیام کو واجب اور اس کے چھوڑنے والے کو فاسق اور وہابی کہنے والا گناہ گار ہے	″
شب برات کی افضلیت اور آسمان سے نداء کی حدیث ثابت ہے یا نہیں	″
کھانے پر فاتحہ پڑھ کر دینا جائز ہے اور اس کو ضروری سمجھنا غلط ہے	۲۲۶

عنوان	صفحہ
شب برات کے موقع پر نیاز، فاتحہ وغیرہ ثابت نہیں	۲۲۶
میلاد میں ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا درست نہیں	//
قرآن کریم اور وظیفہ وغیرہ پڑھوا کر کھانا کھلانا جائز نہیں	۲۲۸
برسی اور عرس شریف پڑھنا، تقسیم کرنا بدعت ہے	۲۲۹
چہلم اور کھانے وغیرہ پر فاتحہ دلانا بے اصل ہے	۲۳۰
قبروں پر غلاف چڑھانا، میلہ کرنا اور اہل قبور سے مرادیں مانگنا جائز نہیں	//

فصل دہم: مسئلہ سجدہ تعظیمی

عنوان	صفحہ
سجدہ تعظیمی کا حکم	۲۳۱
بزرگ کے ہاتھوں کو بوسہ دینا اور جھک کر اس سے ملنے کو ہاتھ لگانے کا حکم	//
علی بخش، رسول بخش وغیرہ نام رکھنے اور یا رسول اللہ کہنے کا حکم	//
قبر کے سامنے سجدہ تعظیمی اور سجدہ عبادت کا حکم	//
مرشد یا والدین کو سجدہ تعظیمی کرنا جائز نہیں	۲۳۳

نواں باب: بدعات اور اقسام شرک

عنوان	صفحہ
بدعتیوں کا کھانا اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم	۲۳۴
تعزیہ کی مجلس منعقد کرنے والے کے ایمان اور امامت کا حکم	//
مولود شریف منانا اور اس میں قیام کرنا ثابت نہیں	//
دس محرم کو کھچڑا پکانا، شربت پلانا، نئے کپڑے پہننا اور سرمہ لگانا بے اصل ہے	۲۳۵
محرم کے پہلے دس دنوں میں کھانا پکا کر وغیرہ تقسیم کرنا اور سبیل لگانا بدعت ہے	//
بدعت کی کتنی قسمیں ہیں؟	۲۳۶
آستانہ، مزار اور علم کے نام سے عمارت بنا کر اس کا احترام کرنا بدعت ہے	//
صفر کے آخری بدھ کی رسومات اور فاتحہ کا حکم	//
محرم کے مخصوص ایام میں حلیم پکا کر تقسیم کرنا بدعت ہے	۲۳۷
تعزیہ بنا کر اس کی تعظیم کرنا، تعزیے سے منت مرادیں مانگنا اور سینہ کوبی وغیرہ سب امور حرام ہیں	//
حضرت امیر معاویہ پر غصب خلافت کا الزام لگانا اور یہ کہنا کہ یزید کو ولی عہد بنایا تھا درست نہیں	//
"یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ" کا وظیفہ پڑھنا ناجائز ہے	۲۳۸
قبروں پر پھولوں کے ہار رکھنا ناجائز ہے	//
قبر پر چادر چڑھانا، قبر کے پاس شیرینی وغیرہ تقسیم کرنا بدعت ہے	//

عنوان	صفحہ
تعزیہ کو برا بھلا کہنے کا حکم	۲۳۹
جعلی اور مصنوعی قبر بنانا گناہ ہے	〃
بارہ ربیع الاول کو دکانیں بند کرنے کا حکم	۲۴۰
تعزیہ داری کی رسم ناجائز ہے	〃
رجب کے مہینے میں نبی صاحب کا روٹ بنانا شرعی حکم نہیں بلکہ بدعت ہے	۲۴۱
یوم صدیق اکبر منانے کی خواہش پر کہنا کہ اس تقریب سے میرے دل کو بے حد تکلیف ہوتی اور یوم صدیق شریعت کی نظر میں	〃
خواب میں کسی بزرگ کا کہنا کہ میری قبر پر پختہ گنبد بناؤ اور قبر پر گنبد وغیرہ بنانے کا شرعی حکم	۲۴۲
پانچ محرم الحرام کو شان اسلام دکھانے کی غرض سے جلوس کی شکل میں تعزیہ داری کرنا	۲۴۳
اللہ تعالیٰ کی ذات کو حضور ﷺ کے ساتھ شکل و صورت میں تشبیہ دینا اور یہ کہنا کہ احمد اور احد میں فرق صرف میم کا ہے	۲۴۴
حضور ﷺ اور اولیائے کرام کو حاضر ناظر کہنا	〃
سرود سننا حرام ہے اس کو حلال سمجھنا کفر ہے	〃
حضور ﷺ کے لئے اللہ تعالیٰ کی صفات ثابت کرنا شرک ہے	۲۴۵
آیت "انما المشرکون نجس الآیۃ" کے نزول کے بعد مشرک کے ساتھ کھانا کھانے کا حکم	۲۴۶
نماز میں حضور ﷺ کا خیال آئے تو کافر، بھینس، گدھے وغیرہ کا خیال آنے سے بدتر ہے	۲۴۷
"اللہ تعالیٰ کی ذات کو زمان و مکان سے پاک جاننا اور ہر طرف سے دیدار الٰہی کو حق جاننا بدعت ہے" کہنے والے کا حکم	〃
تشہد میں "السلام علیک ایہا النبی" اس خیال سے پڑھنا کہ حضور ﷺ خود سامنے سنتے ہیں شرکیہ عقیدہ ہے	〃
کن باتوں سے شرک لازم آتا ہے؟ اور ان سے بچنے کا طریقہ	۲۴۸
نماز میں کسی بزرگ یا حضور ﷺ کا خیال آنے کا حکم	〃
جس مسجد میں شرکیہ افعال ہوتے ہوں اس میں نماز پڑھنے کا حکم	۲۴۹
محرم میں شیر کا بت بنانا شرعاً ناجائز ہے	۲۵۰
بت کی عبادت کرنا کفر ہے	〃
غیر اللہ کی نذر کرنا اور منت ماننا حرام ہے	〃

عنوان	صفحہ
بتوں کو مرادیں پوری کرنیوالا اور ان کی تعظیم کو حلال سمجھنا کفر ہے۔	۲۵۰
بت کے منہ میں ڈالا جانے والا گوشت حرام ہے	〃
"مٹی کے شیر میں معاذ اللہ حضور ﷺ کی روح ہے" کہنے والے کا حکم	〃
شرکیہ رسم کو مٹانا اور مٹانے کی کوشش کرنا ثواب کا کام ہے	〃
بتوں کی حمایت کرنا اور ان کو قائم رکھنے کی کوشش کرنا حرام ہے	〃
حضرت حسینؓ کی شہادت سے پہلے دس محرم کے دن ہونے والی رسومات	۲۵۱
دس محرم کو حلوہ، کھچڑہ پکانے اور فاتحہ دلوانے کا حکم	〃
نو محرم کو سبز کپڑے پہننا، فاتحہ دلوانا اور تعزیوں پر مہندیاں چڑھانا ناجائز ہے	〃
ناچ رنگ کی محفل میں قبریں وغیرہ رکھنا اور گلی کوچوں میں نوحہ کرنا جائز نہیں۔	〃
کیا انیس اور دبیر شعراء کے مرثیوں کا مضمون صحیح ہے؟	〃
دس محرم کے روزے کا حکم	〃
غریب آدمی اہل بیت کے ساتھ محبت کا اظہار کس طرح کرے؟	〃
"تعزیوں اور مہندی وغیرہ سے شوکت اسلام ظاہر ہوتی ہے" یہ خیال غلط ہے۔	〃
رجب کو کونڈے اور شب برات کو حلوہ وغیرہ پکانا بدعت ہے	〃
تعزیہ بنا کر جلوس نکالنا اور اس سے مرادیں مانگنا حرام ہے	۲۵۳
مقررہ تاریخ کو کسی بزرگ کا میلاد منانا اور فاتحہ خوانی کرانا جائز ہے	۲۵۴
ایصال ثواب کا شرعی طریقہ کیا ہے؟	۲۵۵
ایصال ثواب کے لئے دن مقرر کرنا بے اصل ہے	〃
کسی غذا کو ایصال ثواب کے لئے خاص کرنے کا حکم	〃
کیا صحابہ، تابعین اور ائمہ اربعہ کے زمانے میں حلوے کی رسم تھی؟	〃
فقہاء کے کلام میں شب برات کے حلوے کا ذکر نہیں ہے	〃
اگر کوئی مستحب کام فرض یا واجب سمجھا جانے لگے تو اس کو چھوڑ دینا ضروری ہے	〃
سنتوں کے بعد فاتحہ خوانی اور درود کی باقاعدہ پابندی کرنا بدعت ہے	۲۵۷
اولیاء کے نام کا جھنڈا نکالنا بدعت ہے	〃
اولیاء و شہداء کی زیارت کرنا اور ان سے مرادیں مانگنے کا حکم	〃
پیشین گوئی پر پختہ اعتقاد رکھنے کا حکم	۲۵۸

دسواں باب: کائنات عالم

عنوان	صفحہ
قرآن وحدیث کی رو سے زمین و آسمان ساکن ہیں یا متحرک "	۲۵۸
بارش بادلوں سے برستی ہے یا آسمان سے ؟	〃
جنات کی پیدائش انسان سے پہلے ہوئی یا بعد میں	۲۵۹
کیا یہ درست ہے کہ زمینیں سات ہیں اور ان کو بیل نے سینگوں پر اٹھایا ہوا ہے "	۲۶۰
کیا زمین گول ہے ؟	〃
چاند میں روشنی آنے کو مغرب کے وقت سے شامل کرنا	〃
کتاب "ہزار مسئلہ" قابل اعتماد نہیں ہے	〃
گائے کے سینگ پر زمین کا ہونا درست ہے یا نہیں ؟.....	۲۶۱

گیارہواں باب
ذات پات، نسل، قبیلہ

عنوان	صفحہ
حضرت صدیق اکبر، عمر فاروق، عثمان غنی رضی اللہ عنہم کی اولاد کا صدیقی، فاروقی اور عثمانی ہونا درست ہے	۲۶۱
صدیقی اور فاروقی کہلوائے جانے والے کا اپنے کو قریشی کہلوانا درست ہے	〃
چاروں خلیفوں کی اولادیں نضر بن کنانہ کی اولاد میں سے ہیں	〃
ہندو لڑکی کے مسلمان ہونے پر اسے مسلم برادری میں نہ سمجھنا درست نہیں......	۲۶۲
پہلے تین خلیفوں کی اولاد کو سید کہنا درست ہے یا نہیں ؟	〃
گندگی وغیرہ صاف کرنے کا پیشہ اختیار کرنے والے کو حقیر سمجھنا درست نہیں	۲۶۳
حدیث "قدموا قریشا" حدیث ثابت ہے	〃
سیدہ فاطمہ کے علاوہ بقیہ بنو ہاشم سید ہیں ؟	۲۶۴
جن لوگوں کے لئے صدقہ لینا حرام ہے ان کو سید پکارنا ضروری نہیں.	〃
دوسرے مسلمان کو ذلیل سمجھنے اور مسلمانوں میں فتنہ برپا کرنے والے کا حکم....	۲۶۵
سید ہونے کی وجہ سے اپنے کو دوسروں سے بڑا اور دوسروں کو ذلیل سمجھنا............	〃
شیخ، سید، مغل اور پٹھان کو اعلیٰ اور دوسری قوموں کو ذلیل سمجھنا درست نہیں	۲۶۶
اعلیٰ ذات والے غیر مسلم کو گھٹیا پیشہ والے مسلمان پر ترجیح دینا	〃
اعلیٰ یا ادنیٰ قوم والے غیر مسلم کا جوٹھا استعمال کرنا	〃
غیر مسلموں کا جوٹھا استعمال کرنا درست ہے بشرطیکہ ان کے منہ سے کوئی نجاست لگی ہوئی نہ ہو..	〃

عنوان	صفحہ
ایک برتن میں غیر مسلم کے ساتھ کھانا کھانے کا حکم	۲۶۸
غیر مسلم سے مسجد میں جھاڑو دلوانا	؍؍
کیا اصلی قوم کو چھوڑ کر لفظ "فقیر" سے نسبت بیان کرنا سلف صالحین میں رواج تھا؟	۲۶۹
لفظ "فقیر" سے مشہور ہونے والے مسلمانوں کو حقوق سے محروم کرنا درست نہیں	؍؍
اپنے اصلی قبیلہ کی طرف نسبت کرنا درست ہے	؍؍
مسلمان کو ایسے لفظ سے مخاطب کرنا جس سے اس کی حقارت ظاہر ہو درست نہیں	۲۷۰
سادات کے سلسلہ کی ابتداء کہاں سے ہوئی؟ اور سید کہے جانے کی وجہ کیا ہے؟	۲۷۱
صحابہ کو انصار کا لقب ملنے کی وجہ اور کیا صحابہ میں پیشے کی طرف نسبت کرنے کا رواج تھا؟	۲۷۲
میراثی قوم آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے	۲۷۳
حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکے جانے کے وقت کسی کا زنا کرنا ثابت نہیں	؍؍
پارچہ بافی کا پیشہ اختیار کرنے کی وجہ سے اپنے کو انصاری کہلوانا	؍؍
نومسلم بھنگیوں کے ساتھ کھانا اور ان کا جماعت میں شامل ہونے کا حکم	۲۷۴
قریش اور انصار میں سے فوقیت کس کو حاصل ہے؟	؍؍
سڑک پر جھاڑو دینے والے نومسلموں کو مسجد سے روکنے اور ان کے ساتھ کھانے کا حکم	۲۷۵
سڑکوں پر جھاڑو دینا کسی کو اسلامی برادری سے خارج نہیں کر سکتا	؍؍
کسی مسلمان کا بعض غیر مسلموں کو اعلیٰ اور بعض کو ادنیٰ قرار دے کر اعلیٰ والوں کے ساتھ کھانے پینے کا حکم	۲۷۶
اعلیٰ مسلم اقوام کا ادنیٰ مسلم اقوام سے تعلق رکھنا خلاف شریعت نہیں	۲۷۸
کسی مسلمان کے لئے علم دین حاصل کرنے کی ممانعت نہیں	؍؍
گھٹیا مسلم اقوام کا دینی و دنیاوی ترقی کرنا شرعاً جائز ہے	؍؍
ولی اور بزرگ وغیرہ گھٹیا قوم میں بھی ہو سکتے ہیں	؍؍
یہ غلط ہے کہ گھٹیا اقوام کو مراتب ولایت حاصل نہیں ہوتے	؍؍
کیا کتاب "غایات النسب" اور اس کے ضمیمہ کے مضامین صحیح ہیں؟	؍؍

بارھواں باب

معاصی اور توبہ

عنوان	صفحہ
حقوق العباد معاف کروائے بغیر توبہ قبول نہیں ہوتی	۲۸۰
مجبوری کی وجہ سے کچی توبہ کرنے والے کی بیعت جائز ہے	؍؍

عنوان — صفحہ
حقوق اللہ سے توبہ کے بعد ان کی قضا یا وصیت کرنا ضروری ہے …… ۲۸۰
کبیرہ گناہ کرنے والے کو کافر کہنے والا گناہ گار ہے …… ۲۸۱
بار بار گناہ کر کے بار بار توبہ کرنا اچھا نہیں …… ۲۸۲
صرف گناہ کے ارادہ سے گناہ نہیں لکھا جاتا …… //
گناہ سے سچی توبہ کرنے سے گناہ معاف ہو جاتا ہے …… //
فطرتی طور پر معذور شخص بھی گناہ کرنے کی وجہ سے گناہ گار ہو سکتے ہیں …… ۲۸۳
گمراہ شخص کی توبہ قبول ہے …… //
لڑائی کی وجہ سے مولی کا مخالفین پر کفر کا فتوی لگانا …… //
کتنی عمر تک بچے معصوم ہوتے ہیں؟ …… ۲۸۴
زانیہ کا زنا سے کمایا ہوا مال توبہ سے حلال نہیں ہوتا …… //
نابالغی کی حالت میں کیے ہوئے گناہوں پر پکڑ نہیں ہے …… ۲۸۵
گناہ سے توبہ کرنے کے بعد پھر وہی گناہ کرنا بہت برا ہے …… ۲۸۶
غیر ظاہری اسباب سے آئندہ کی تاریخ میں کسی چیز کا وعدہ پورا نہ کرنا جھوٹ نہیں ہے …… //
بغیر گناہوں کی عبادت کرنیوالا توبہ کرنے والے گناہ گار سے بہتر ہے …… //

تیرھواں باب
مختلف فرقے

فصل اول: فرقہ شیعہ …… ۲۸۷
شیعوں کا ذبیحہ اور ان کے ساتھ کھانا کھانا، رشتہ کرنا اور تعلقات رکھنا …… //
شیعہ اسماعیلیہ کا سنیوں کی مسجد میں نمازیں پڑھنے کا حکم …… //
کیا شیعہ اسماعیلیہ سنیوں کی مسجد میں قرآن مجید سن سکتے ہیں اور اپنے طرز پر نماز پڑھ سکتے ہیں؟ …… //
مسجد میں شیعہ اسماعیلیہ کو زدو کوب کرنا …… //
مسجد میں حنفی مذہب امام کے پیچھے شیعوں کا نماز پڑھنا اور تلاوت و وعظ سننے کا حکم …… ۲۸۸
شیعہ کا سنی لڑکی سے نکاح منعقد نہیں ہوتا …… ۲۸۹
شیعہ کا سنی لڑکی سے نکاح منعقد نہیں ہوتا …… //
رافضیت اختیار کر کے حضرت عمرؓ کو گالی دینے والا مرتد ہے …… ۲۹۰
مرتد کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا جائے؟ …… //

عنوان	صفحہ
برادری کے مرتد کے ساتھ تعلقات منقطع کرنا ضروری ہے	۲۹۰
کیا مرتد کو برادری سے خارج کرنا ضروری ہے؟	//
رافضی کے ساتھ سنیوں کا نکاح منعقد نہیں ہوتا	//
شیعوں کے ساتھ سنی مسلمانوں کا نکاح جائز نہیں	//
کیا شیعوں پر سید کا اطلاق کرنا درست ہے؟	۲۹۳
کیا شیعہ مسلمان ہیں؟	۲۹۴
کیا اذان میں اشہد ان علیاً ولی اللہ کہنا خلفائے ثلاثہ پر تبرا ہے؟	//
مسلمانوں پر نہی عن المنکر کرنا فرض ہے	//
سیدنا امیر معاویہؓ اور علمائے حقانیہ کو گالیاں دینے والا رافضی اور گمراہ ہے	۲۹۵
مذکورہ شعر کہنا درست نہیں	۲۹۶
ایک مقدمہ "یزید اور عبدالرحمن بن ملجم وغیرہ مسلمانوں کے پیشوا ہیں" میں مفتی صاحب کا گواہی دینا غلط ہے	//
مقدمہ جونپور میں شہادت کی نقل کی طلب	//
شیعہ سنی میں کون تھے؟	//
رشید احمد گنگوہی کے مذکورہ فتویٰ "وقوع کذب باری کے معنی درست ہو گئے" کا کیا مطلب ہے؟	//
کیا کربلا کی لڑائی جہاد تھا؟	۲۹۷
یادگار حسینی میں شرکت حرام ہے	۲۹۸
یادگار حسینی کی تکذیب کرنا ثواب کا کام ہے	//
اہلسنت والجماعت کے جلسہ یادگار حسینی میں شرکت کا شرعی حکم	//
جلسہ یادگار حسینی کے خلاف کوشش وسعی کرنا ثواب کا کام ہے	//
حسینؓ کو قتل کرنے والوں اور یزید کو گالیاں دینا جائز نہیں	//
تعزیہ نکالنا اور ماتم کرنا ناجائز ہے	۲۹۹
شیعہ کا کفن دفن مسلمانوں پر ضروری ہے یا نہیں	//

فصل دوم 'فرقہ دہریہ'

زمانہ کو الٰہ ماننا درست نہیں	۳۰۰
مولانا شبلی کے عقائد کیا تھے؟	۳۰۱

عنوان	صفحہ
فصل سوم : فرقہ خاکساراں	
مذکورہ عقائد کا حامل دائرہ اسلام سے خارج ہے۔	۳۰۲
مذکورہ عقائد والوں کی حمایت کرنیوالا دائرہ اسلام سے خارج ہے۔	"
مرتد کا نکاح باطل اور مہر کی ادائیگی ضروری ہے۔	"
تحریک خاکساراں میں شامل ہونے والے غلطی پر ہیں	"
فوجی پریکٹس کے لئے تحریک خاکساراں میں شامل ہونا عقل کے خلاف ہے۔	"
اپنے ساتھ بیلچہ رکھنے کا شرعی حکم	"
"سلف کا اجتہاد کافی نہیں ہے" کہنے والے کا حکم	"
غلطی کی وجہ سے تحریک خاکساراں میں شمولیت سے ارتداد لازم نہیں آتا	۳۰۳
تحریک خاکساراں میں شامل ہونے والے کا ایمان خطرے میں ہے۔	۳۰۶
تحریک خاکساراں کے متعلق حضرت مفتی اعظم کی رائے	"
تحریک خاکساراں کے عقائد مسلمانوں کے لئے خطرناک ہیں	۳۰۷
تحریک خاکساراں پر مختصر تبصرہ۔	۳۰۹
تحریک خاکساراں غیر اسلامی تحریک ہے اس میں شامل ہونا جائز نہیں	۳۱۰
تحریک خاکساراں میں شامل ہونے والوں کو اس سے علیحدگی اختیار کرنا ضروری ہے۔	"
تحریک میں شمولیت پر اصرار کرنے والے غلطی پر ہیں	"
تحریک خاکسار کے جیسے جلوسوں میں شرکت ناجائز ہے اور اس سے منع کرنا ثواب ہے	"
تحریک خاکسار کی مدد اور تعریف کرنا ناجائز ہے	"
تحریک خاکسار میں شامل ہونا جائز نہیں	۳۱۲
کتاب "تذکرہ" کے مضامین کفر والحاد پر مبنی ہیں	"
تحریک خاکسار کا رکن بننے والے کی امامت درست نہیں	"
اسلامی حدود میں رہتے ہوئے جہاد کی ٹریننگ سیکھنا ضروری ہے۔	"
علامہ مشرقی کے عقائد سے بیزاری کا اعلان کرنے سے خاکساران مسلمان ہیں یا نہیں؟	۳۱۴
ایسے لوگوں کو کافر کہنے والے کا حکم	"
تحریک خاکسار کا بانی علامہ مشرقی کافر ہے	۳۱۵
مرتد کے حکم پر جان قربان کرنے والے شہید ہیں یا نہیں؟	"

عنوان	صفحہ
تحریک خاکسار کے مقتولین کو شہید سمجھنے والے کا حکم	۳۱۵
علامہ مشرقی اور اس کے مددگاروں کی مذہبی امداد حرام ہے	۳۱۷
علامہ مشرقی کے مذہبی عقائد کی حمایت کرنے والے اخبار کو سیاسی ترجمان سمجھنا غلط ہے	″
علامہ مشرقی اور اس کے رضاکاروں کے ساتھ اتحاد عمل کرنے کا حکم	″
علامہ مشرقی کافر اور اس کی اتباع کرنے والے گمراہ ہیں	۳۱۸

فصل چہارم : فرقہ قادیانی

عنوان	صفحہ
حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ ہیں	۳۱۹
قرآنی آیت "من بعدی اسمہ احمد" کا مصداق بلاتردد حضور ﷺ ہیں	″
حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنیوالا مردود اور گمراہ ہے	″
مرزا غلام احمد قادیانی کے مذکورہ قول کی تصدیق کرنے والے کافر ہیں اور ان سے رشتہ کرنا جائز نہیں	۳۲۰
میاں بیوی میں سے کسی ایک کا مرزا غلام احمد قادیانی کے قول کی تصدیق کرنے سے نکاح فاسد ہو جائے گا	″
مرزائیوں کے ذبیحہ کا حکم	۳۲۲
مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے کافر ہیں	″
قادیانی یا ان کو اچھا سمجھنے والوں کے ساتھ میل جول، رشتہ وغیرہ کرنا جائز نہیں	۳۲۳
قادیانیوں کے عقائد جاننے کے باوجود ان کو مسلمان سمجھنے والے اسلام سے خارج ہیں	″
ایک فتویٰ کی تصدیق	۳۲۴
علمائے ربانیین مرزا غلام احمد کو کافر سمجھتے ہیں	۳۲۵
مرزا غلام احمد کی تصدیق کرنے والے کافر ہیں	″
قادیانیوں سے ہر قسم قطع تعلق ضروری ہے	″
قادیانیوں کے ہاں کھانا کھانے والے کی سزا	″
کیا نسلی مرزائی اہل کتاب کے حکم میں ہیں؟	″
غلام احمد قادیانی کی تصدیق کرنے والا اور اپنے آپ کو ہندوؤں کا اوتار بتانے والا گمراہ ہے	″
تبلیغ کے لئے قادیانیوں کو چندہ دینا جائز نہیں	۳۲۶
قادیانی کا کلمہ پڑھ کر مرنے والے کے جنازہ میں شرکت کا حکم	۳۲۷
اسلامی انجمن میں قادیانیوں کو ممبر بنانا جائز نہیں	۳۲۷
جس انجمن میں قادیانی ممبر ہوں اس میں شرکت ناجائز ہے	″

عنوان	صفحہ
کیا قادیانی مرتد ہیں؟	۳۲۸
فصل پنجم فرقہ مودودی	
کیا جماعت اسلامی والے گمراہ ہیں؟	〃
جماعت اسلامی کا رکن بننا جائز ہے	〃
فصل ششم فرقہ مہدویہ	
فرقہ مہدویہ کا نکاح حرام ہے	۳۲۹
فصل ہفتم فرقہ حراں (سندھ)	
کسی انسان کو خدا سمجھنے اور بیت اللہ کے علاوہ دوسری جگہ حج کرنے والے اور قبر کو سجدہ کرنے والے ملحد اور زندیق ہیں	〃
مذکورہ افعال کرنے والے لوگوں سے رشتہ کرنا جائز نہیں	〃
کیا پہلے سے منعقد شدہ نکاح کو قائم رکھا جائے؟	〃
کسی پیر کو امام الرسل سمجھنا اور بیت اللہ کے علاوہ کسی جگہ حج کرنا کفر ہے	۳۳۰
کفر اور خوف کفر میں فرق	〃
چودھواں باب **تقلید واجتہاد**	
غیر مقلدین کی امامت، ان کا وعظ سننا اور ان سے تعلقات کا حکم	۳۳۱
تقلید والوں کو مشرک کہنے والے کی امامت درست نہیں	۳۳۲
غیر مقلدین کے ساتھ کھانا کھانا جائز ہے	〃
اہل حدیث مسلمانوں اور اہلسنت والجماعت میں سے ہیں ان کے ساتھ نکاح کرنا درست ہے۔	۳۳۳
غیر مقلدین کو کافر کہنے والے کا حکم	〃
اہلحدیث عورت کے غسل دینے کی وجہ سے میت کی نماز جنازہ نہ پڑھانا	〃
جنازے میں اہلحدیث کے شامل نہ ہونے کی وجہ سے میت کو جنتی کہنا	〃
کیا اہلحدیث حضرات کا پیسہ مسجد میں خرچ کیا جا سکتا ہے؟	〃
امام کے پیچھے قرات اور سینے پر ہاتھ باندھنے کا حکم	۳۳۴
کیا حضور ﷺ نے پوری عمر رفع یدین کیا؟	〃
تراویح کی رکعت کی صحیح تعداد کیا ہے؟	〃

عنوان	صفحہ
اہل حدیث کا دعویٰ کہ ان کا گروہ ہی جنتی ہے باطل ہے	۳۳۴
غیر مقلد امام کی وجہ سے جماعت کے وقت الگ نماز پڑھنے کا حکم	۳۳۵
حنفی کے لئے غیر مقلد کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم	"
غیر مقلدین کو کافر کہنے والا گناہ گار ہے	"
غیر مقلدین کے ساتھ مصافحہ کرنا جائز ہے	"
غیر مقلدین کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے	"
کیا ائمہ اربعہ کی تقلید کرنا قرآن وحدیث سے ثابت ہے؟	"
یہ درست نہیں کہ تقلید کی وجہ سے بعض احادیث پر عمل نہیں ہوتا	"
رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد پیدا ہونے والے ائمہ کی پیروی کیوں؟	"
کیا ائمہ نے اپنی پیروی کا حکم دیا ہے؟	"
ائمہ اربعہ کس کی تقلید کرتے تھے؟	"
ائمہ کی بات قرآن وحدیث کے مطابق ہوتی ہے	"
ائمہ کے درمیان بعض مسائل میں اختلاف کیوں ہے؟	"
چاروں اماموں کا مذہب سنت نبوی ﷺ کے موافق ہے	۳۳۷
مجتہد کی تعریف اور مجتہد کیا اس زمانے میں ہو سکتا ہے؟	"
کیا امام اعظم نے شریعت کے مسائل اپنی طرف سے بنائے ہیں؟	۳۳۸
حنفی مذہب چھوڑ کر شافعی مذہب اختیار کرنا	"

پندرھواں باب

متفرقات

عنوان	صفحہ
حضرت حسینؓ کی شہادت کو قوموں کے گناہوں کا کفارہ کہنا باطل اور بے ہودہ خیال ہے	۳۴۰
کسی خاص چشمے میں شفا کی نیت سے نہانے کو شرک کہنا	۳۴۱
کیا ہر شہر اور بستی میں قطب کا ہونا ضروری ہے؟	"
انتیس کے چاند کی صرف خبر سن کر افطار کرانا جائز نہیں	۳۴۲
شریعت کی رو سے ہر فعل بد کی رسم کا ازالہ اپنی استطاعت کے مطابق ضروری ہے	"
دول و صرف ایک جماعت کے ساتھ رشتہ نکاح قائم کرنے کو پسند کرنا شریعت کے خلاف ہے	"

عنوان	صفحہ
کیا شریعت کے احکام تمام مسلمانوں پر یکساں ضروری ہیں؟	۳۴۳
کیا لفظ "غفراں پناہ" غیر خدا پر بولا جاسکتا ہے؟ ..	″
شہدائے کربلا کے مبالغہ آمیز حالات بیان کرنا جائز نہیں	″
یزید کو کافر کہنے اور اس پر لعنت کرنے کا حکم	″
علامہ شبلی کی غیر صحیح اعتقادات کی تحقیق	″
علامہ شبلی کی غیر صحیح اعتقادات اور چند شبہات کا جواب	۳۴۵
کیا علامہ شبلی نے اپنے بعض غیر صحیح اعتقادات سے توبہ کی تھی؟	″
کیا مندرجہ ذیل عبارت شرع کے موافق ہے؟	۳۴۶
[illegible] قبر والے سے دعا کی درخواست کرنا جائز نہیں	″
گیارہویں کی رسم بدعت ہے	″
مسلمان کا کیا عقیدہ ہونا چاہئے؟	″
خواجہ باقی باللہ کے مزار پر رکھے ہوئے قدم شریف کی سند کیا ہے؟	۳۴۷
گیارہویں شریف کی کیا حقیقت ہے؟	″
مزارات پر پھول، چادر چڑھانا اور چراغ جلانا ناجائز ہے	″
محی الدین جیلانی کا قصہ بیان کرنے والے کی امامت کا حکم	۳۴۸
کیا مذکورہ ایک سو تیس مسائل پر اعتقاد رکھنے والا گناہ گار ہے؟	″
کیا اولیاء اللہ اپنی قبور میں زندہ ہیں؟	۳۴۹
مشرکانہ افعال کرنے والے سے کس طرح برتاؤ کیا جائے؟	″
زناکار عورت سے علی الاعلان زنا کرنے والے کے ساتھ تعلقات ختم کردینے چاہئیں	″
قرآن کو ترجمہ کے ساتھ پڑھنا بغیر ترجمہ کے پڑھنے سے بہتر ہے	۳۵۰
اولیاء اور بزرگان دین کی قبروں کی زیارت کرنے اور ان سے مدد مانگنے کا حکم	″
معراج کی رات نبی علیہ السلام کہاں تک گئے؟	″
صحابہ کے لئے توہین آمیز الفاظ کہنے والے کی سزا	۳۵۱
کیا فاسق و فاجر مسلمان کے لئے لفظ "مرحوم" استعمال کرسکتے ہیں؟	″
غیر مسلم کے ساتھ ایک برتن میں کھانا کھانے کا حکم	″
کیا مسلمان کے لئے خدا، رسول، قرآن وغیرہ کے منکر کے ہاتھ کا کھانا جائز ہے؟	۳۵۲

عنوان	صفحہ
کن عقائد کی وجہ سے علامہ مشرقی کو کافر کہا گیا؟	۳۵۲
مذکورہ چند علماء و بزرگان دین کی اقتداء درست تھی یا نہیں	۳۵۳
بے نمازی کے باقی نیک اعمال قابل قبول ہیں	〃
کرشن جی کے پیغام کے پرچار کو باعث برکت کہنے والے کا حکم	۳۵۵
کیا حجر اسود عام پتھروں کی طرح ایک پتھر ہے؟	〃
نبی علیہ السلام کی طرف منسوب آثار کی عزت و تکریم کرنے کا حکم	۳۵۶
امت کا تہتر گروہوں میں تقسیم ہونے والی حدیث کی تحقیق	۳۵۹
حضور ﷺ اور صحابہ کی مکمل پیروی کرنے والا فرقہ کون سا ہے؟	〃
شیخ عبدالقادر جیلانی کو "قدوۃ العارفین، امام الصدیقین اور حاکم علی القدر والقضاء" کہنا جائز ہے.	۳۶۰
صرف گناہ کے ارادے سے گناہ نہیں لکھا جاتا	۳۶۱
نیکی کے ارادے سے نیکی لکھی جاتی ہے	〃
کیا درج ذیل شعر حضور ﷺ کی شان میں بے ادبی ہے؟	۳۶۲
افعال میں عقل دل کے تابع ہے	〃
کیا مندرجہ ذیل عقائد اہلسنت والجماعت کے عقائد ہیں؟	۳۶۳
حضرات علمائے دیوبند کو گمراہ کہنا غلط ہے	۳۶۶
درج ذیل شعر کے حذف کی کوشش کرنا ثواب کا کام ہے	〃
حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی و دیگر علماء مقدس اور بزرگ ہیں ان کی تصنیفات معتبر ہیں	۳۶۷
من گھڑت وصیت ناموں پر یقین کرنا جہالت اور گناہ ہے	۳۶۸
کسی دینی کتاب میں قیامت کی تعیین کا ذکر موجود نہیں ہے	۳۶۹
شریعت کی رو سے درج ذیل اشعار کا حکم	۳۷۰
بغیر دلیل کے کسی پر زنا کی تہمت لگانا اور قرآن کی بے ادبی کرنا	۳۷۱

ابتدائیہ

از شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ، صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

الحمدللّٰہ على نعمه الظاهرة والباطنة قديماً وحديثاً والصلاة والسلام على نبيه ورسوله محمد وآله وصحبه الذين ساروا في نصرة دينه سيرا حثيثاً وعلى اتباعهم الذين ورثوا العلم، والعلماء ورثة الانبياء اكرم بهم وارثاً وموروثاً

اما بعد:

جس طرح قرآن مجید خدا کی آخری کتاب اور پیغمبر اسلام سلسلۂ نبوت کی آخری کڑی ہے، اسی طرح اسلام کا پیش کیا ہوا نظام حیات سب سے آخری ابدی اور مکمل دستور ہے، یہ نہ صرف اسلام کا دعوی ہے بلکہ ایک طویل تاریخ ہے جو اس کی تصدیق کرتی آرہی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ دنیا میں جو بھی انسان کے خود ساختہ نظام ہیں، ان میں قوانین کی تدوین میں موجود اسباب وقتی مسائل اور ذرائع کی رعایت کی جاتی ہے، مسائل اور اسباب کی خصوصیت یہ ہے کہ ان میں ہمیشہ تبدیلی اور تغیر پیش آتا رہتا ہے، اس لئے ان قوانین کا بھی حال یہ ہوتا ہے کہ ایک زمانہ گزرنے کے بعد دوسرے زمانے میں وہ فرسودہ اور بے کار ہو جاتے ہیں۔ اس کے برخلاف اسلامی قانون میں انسان اور اس کی فطرت کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

انسانی فطرت ہمیشہ یکساں رہتی ہے مثلاً مسرت وغم، آرام و تکلیف، غصہ و رحم، دوستی و دشمنی اور مختلف واقعات پر منفی و مثبت ردعمل کھانے پینے اور معاشرت کی بنیادی ضرورتیں اور اس میں خوب سے خوب تر کی تلاش کا جذبہ، یہ چیزیں ہیں جو ابتدائے آفرینش سے انسان میں ہیں۔ اور جب تک انسان رہے گا اس کی یہ خصوصیات بھی قائم رہیں گی۔ اب فطری بات ہے کہ جس دستور حیات میں مرکزی حیثیت انہی امور کو دی جائے گی وہ خود بھی ابدی اور لافانی ہوگا۔

انسان کی زندگی کا کوئی بھی پہلو ایسا نہیں جس میں اسلام نے اس کی راہنمائی نہ کی ہو، پھر اسلام کے پاس فقہ و قانون کا جو ذخیرہ موجود ہے وہ قانونی دقیقہ سنجی اور ژرف نگاہی، مصالح کی رعایت اور انسانی فطرت سے ہم آہنگی کا شاہکار ہے اور دنیا کے کسی جدید سے جدید قانون کو بھی اس کے مقابلے میں پیش کرنا مشکل ہے۔

فقہائے اسلام نے اپنی بالغ نظری اور بلند نگاہی سے انسانی زندگی کے جزئیات کا اس قدر احاطہ کیا ہے کہ بجا طور پر آج کی اس نئی دنیا میں بھی ایسے کم کم ہی مسائل ملیں گے جن کے لئے فقہ کے اس قدیم ذخیرہ میں کوئی نظیر موجود نہ ہو۔ بالخصوص فقہائے احناف کے یہاں چونکہ فقہ تقدیری کا حصہ زیادہ ہے اس لئے ان کی کتب فقہ میں جامعیت اور وسعت اور بھی زیادہ ہے۔

برصغیر پاک و ہند میں ماضی قریب کے زمانہ میں جو فتاوی مدون کئے گئے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کی اپنی

خصوصیت اور شان ہے۔ ”ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است“ کے پیش نظر ہر ایک کا اپنا ایک مقام ہے، لیکن حضرات علماء دیوبند کثر اللہ سوادہم کے فتاوی اور تحقیقات کو جو مقام اہل علم و تحقیق کے ہاں حاصل ہے اس کا انکار کوئی صاحب علم و عقل نہیں کر سکتا۔ آج وہ کونسی لائبریری یا دار الافتاء ہے جو فتاوی دار العلوم دیوبند، امداد الفتاوی، فتاوی محمودیہ، فتاوی خلیلیہ، اور کفایت المفتی وغیرہ سے خالی ہو یا جہاں ان مذکورۃ الصدر کتابوں کو چھوڑ کر کوئی مفتی فتوی دے سکتا ہو۔

ان ہی کتب فتاوی میں سے ایک ”کفایت المفتی“ ہے جو حضرت اقدس فقیہ ہند ابو حنیفہ ثانی مفتی محمد کفایت اللہ کے نام سے منسوب ہے اس کتاب میں مندرجہ فتاوی جات کی سند کے لئے حضرت مفتی صاحب موصوف کا نام ہی کافی ہے۔ آپ کے تحریر کردہ فتاوی کی عبارات کی جامعیت اور مانعیت سے وہی شخص واقف ہوگا جس نے ایک طویل زمانہ فقہ و فتاوی کی کتب کے کھنگالنے میں صرف کیا ہو اور تفقہ سے غیر معمولی مناسبت بھی رکھتا ہو، بقول حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کہ مفتی کفایت اللہ صاحب کی تحریروں کا ایک ایک لفظ موزوں اور مناسب ہوتا ہے اور قید احترازی کے طور پر ذکر کیا جاتا ہے اس لئے مجھے ان کی کسی تحریر میں کتر و بیونت کی گنجائش معلوم نہیں ہوتی

اللہ تعالی نے حضرت مفتی صاحب کو جن خوبیوں سے نوازا ہے ان کا معترف وہی شخص ہو سکتا ہے جس نے آپ کو دیکھا ہو یا آپ کے علوم کا مطالعہ کیا ہو، تاہم ”کفایت المفتی“ میں مندرج فتاوی حضرت مفتی صاحب کی مستقل تصنیف اور تحقیقات نہیں، بلکہ سائلین اور مستفتی حضرات کے سوالات کے جوابات ہیں، اس لئے ان میں قدرے اختصار سے کام لیا گیا ہے مصادر اور ماخذ کا ذکر نہیں کیا گیا ہے اہل علم و دانش کے مزید افادہ کے لئے ”دار الافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی“ کے شعبہ تخصص فی الفقہ الاسلامی کے اساتذہ اور متخصصین نے بڑی جانفشانی کیساتھ اس کی تخریج کی ہے اور ہر مسئلے کا عنوان قائم کیا ہے۔

اللہ تعالی اس کو پڑھنے والوں کے لئے نافع، مقبول اور کام کرنے والوں کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالی وسلم علی خیر خلقہ محمد و علی آلہ وصحبہ اجمعین

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ

مختصر سوانح، علمی مآثر و سیاسی کارناموں پر طائرانہ نظر

خاندانی پس منظر

تقریباً تین صدی پہلے جزیرۃ العرب کے جنوبی ساحلی خطہ میں بسنے والے اہل یمن بغرضِ تجارت بادبانی کشتیوں کے ذریعے ہندوستان آتے، بحرین سے موتی خرید کر یہاں لاتے اور تجارتی سامان و مسالہ جات لے کر عرب علاقوں میں فروخت کرتے، ایسی ہی بادبانی کشتی کو ساحل مراد سے پیشتر تند طوفانی موجوں نے آگھیرا، چند ثانیوں بعد یہ سفینہ طوفان کی تاب نہ لا کر شکست و ریخت اور اہل سفینہ دریا برد ہو کر آخرت کو سدھار گئے، کوئی ذی نفس زندہ نہ بچا سوائے اس کمسن بچے کے جو تختہ پر بہتا ہوا ساحل پہنچا بھوپال کا کوئی باشندہ اس کو ساحل سے اپنے ساتھ لے آیا یہ مسن بچہ جس کا نام شیخ جمال تھا اور جو اس بدنصیب قافلہ کے سردار کا بیٹا تھا، اسی شخص کے زیر تربیت اور اسی کے سایہ شفقت میں پرورش پاتا رہا اس خدا ترس انسان نے اپنے خندان کی دوشیزہ سے شادی کروا کے شیخ جمال کو اپنی فرزندی میں لے لیا، یہی شیخ جمال مفتی صاحب قدس سرہ کے مورث اعلیٰ ہیں۔

کچھ عرصہ بعد یہ خندان بھوپال سے نقل مکانی کر کے شاہجہان پور میں آباد ہو گیا اور یہیں بود و باش اختیار کی، یہاں کے محلّہ ”سب زئی“ میں حضرت مفتی صاحب ۱۲۹۲ھ میں پیدا ہوئے اور اسی محلّہ کو آپ کا منشائے طفولیت ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ آپ کے والد بڑے متقی، پرہیزگار، صالح اور صاحب نسبت بزرگ تھے، کثیر العیال تھے، تنگیٔ معاش کے باوجود بڑی عالی ہمتی و جفاکشی سے نامساعد حالات سے نبرد آزما رہے، اپنے فرزند جگر گوشہ کے بارے میں بڑے بلند الفاظ میں اظہار فرماتے کہ میں اس کو عالم دین بنانا چاہتا ہوں۔

تعلیم

پانچ برس کی عمر میں حافظ برکت اللہ صاحب کے مکتب میں تعلیم کا آغاز ہوا، قرآن مجید اسی مکتب میں ختم کر کے اردو و فارسی کی ابتدائی تعلیم حافظ نسیم اللہ کے مکتب واقع محلّہ ”درک زئی“ میں حاصل کی، مکتبوں سے فراغت و سیرابی کے بعد محلّہ خلیل شرقی میں مولوی اعزاز حسن خان کے مدرسۂ اعزازیہ میں داخلہ لیا، فارسی ادب کی کتاب ”سکندر نامہ“ اور عربی کی ابتدائی کتب ایک ماہر فن استاذ حافظ بدھن خان کے زیر سایہ شروع کیں، اسی مدرسے کے ایک اور استاذ محترم مولانا عبید الحق خان افغانی جو مولانا لطف اللہ علی گڑھی جیسے شہرۂ آفاق عالم کے شاگرد تھے، کے حضور زانوئے تلمذ طے کئے۔

مولانا عبید اللہ کی نگاہ جوہر شناس سے آپ کے وہبی کمالات و فطری صلاحیتیں چھپی نہ رہ سکیں، جلد ہی آپ کو اندازہ ہو گیا کہ یہ لڑکا آگے چل کر بڑا نام پیدا کرے گا۔ بنابریں آپ کے والد کو مشورہ دیا کہ صاحبزادہ کو اعلیٰ تعلیم

سے لے دیوبند بھیج دیں، والدین کو اپنی غربت وتنگ دستی اور صاحبزادہ کی خرد سالی کی وجہ سے تردد ہوا اور وہ اس مشورہ پر رضامند نہ ہوئے، مفتی صاحب اس وقت اپنی عمر کی پندرہ بہاریں دیکھ چکے تھے۔ بالآخر فیصلہ یہ ہوا کہ مدرسہ شاہی مراد آباد میں سلسلہ تعلیم جاری رہے، چنانچہ آپ وہاں داخل ہوئے اور حضرت مولانا عبدالعلی میرٹھی مرحوم (تلمیذ رشید حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ) اور مولانا محمد حسن وغیرہ سے کسب فیض کیا، یہاں دو سال تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۳۱۲ھ میں آپ دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے، اس زمانہ میں دارالعلوم کے مہتمم مولانا محمد منیر صاحب اور صدر مدرس شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب تھے۔ دیوبند میں درج ذیل اساتذہ سے تعلیم حاصل کی

شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ، مولانا خلیل احمد سہارنپوری، مولانا حکیم محمد حسن (مولانا محمود حسن سے چھوٹے بھائی) مولانا منفعت علی مرحوم وغیرہ قیام دیوبند کے زمانہ میں شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی ان کے بھائی مولانا سید احمد فیض آبادی، مولانا عبدالخالق شاہجہانپوری وغیرہ حضرت مفتی صاحب کے خصوصی رفقاء میں رہے۔ اسی طرح دورۂ حدیث کے سال مولانا محمد انور شاہ کشمیری، مولانا محمد شفیع دیوبندیؒ (شیخ الحدیث مدرسہ عبدالرب دہلی)، مولانا ضیاء الحق اور مولانا امین الدین وغیرہ آپ کے شریک درس رہے۔

فراغت وتدریس

آپ تقریباً ۲۲ برس کی عمر میں ۱۳۱۵ھ میں دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہو کر وطن مالوف واپس آ گئے۔ وہاں آپ کے استاذ و مربی اول مولانا عبیدالحق خان صاحب مدرسہ اعزازیہ میں مبتدعین کے غلبہ سے دلبرداشتہ ہو کر ۱۳۱۴ھ میں مدرسہ عین العلم کی بنیاد ڈال چکے تھے، جب آپ شاہجہانپور پہنچے تو انہوں نے آپ کو اپنے مدرسہ میں مدرس مقرر کیا، حضرت مفتی صاحب مدرسہ عین العلم کے تمام انتظامی امور بحسن وخوبی انجام دیتے رہے۔

اگرچہ مدرسہ کی مالی حالت روز بروز خراب ہوتی رہی اور اساتذہ کی تنخواہ میں بجائے ترقی، تنزل آتا گیا، لیکن آپ دنیا کے مال ومتاع سے تمام تر استغناء کے ساتھ اپنے استاذ مولانا عبیدالحق خان صاحب کی وفات بتاریخ رمضان المبارک ۱۳۲۱ھ تک تقریباً پانچ سال پورے انہماک واخلاص کے ساتھ مسند تدریس پر رونق افروز رہے۔ مدرسہ عین العلم میں آپ سے مستفید ہونے والوں میں مولانا حافظ اعزاز علی (استاذ ادب وفقہ دارالعلوم دیوبند) اور مفتی مہدی حسن (مفتی دارالعلوم دیوبند) سرفہرست ہیں۔

اسی زمانہ میں آپ کے رفیق خاص مولانا امین الدین نے دہلی میں مدرسہ امینیہ کے نام سے ایک درسگاہ قائم کی جس کے صدر مدرس مولانا انور شاہ کشمیریؒ مقرر ہوئے تھے لیکن کچھ خانگی وجوبات اور والد محترم کے اصرار پر آپ کو وطن واپس جانا پڑا۔ ان کے جانے کے بعد مولانا امین الدین کے ایماء پر حضرت مفتی صاحب مدرسہ امینیہ دہلی تشریف لا کر مسند تدریس پر متمکن ہوئے۔ رمضان المبارک ۱۳۳۸ھ مطابق ۱۹۲۰ء میں مولانا امین الدین کا انتقال ہوا۔ انہی دنوں حضرت شیخ الہندؒ مالٹا سے رہا ہو کر ہندوستان تشریف لے آئے تھے انہوں نے اپنی موجودگی میں ۹ شوال ۱۳۳۸ھ میں ایک بڑے جلسے کے حضور آپ کو مدرسہ کا مہتمم بنایا۔

اسی طرح مدرسہ عالیہ فتح پور کے اہتمام کی ذمہ داری بھی آپ کو تفویض کی گئی، جس کے بعد مدرسہ نے حیرت انگیز ترقی کی اور اس کا تعلیمی معیار اس قدر بلند ہوا کہ مولوی فاضل کے امتحان میں اس مدرسہ کے طلبہ ہر سال اول درجہ پر کامیاب ہوتے اور پنجاب یونیورسٹی سے تمغہ حاصل کرتے۔

خانگی زندگی

آپ کی پہلی شادی مدرسہ عین العلم کی تدریس کے دوران ہوئی، اس زوجہ سے ایک لڑکا و ایک لڑکی تولید ہوئے، لیکن بچپن ہی میں فوت ہوگئے، پھر عرصہ بعد رفیقہ حیات بھی داغ مفارقت دے گئی۔ بعد ازاں دوسرا عقد آپ نے جناب شرف الدین کی صاحبزادی سے کیا، ان سے سات اولادیں ہوئیں (جن میں دو لڑکے دو لڑکیاں بقید حیات رہیں)۔

دھلی میں مدرسہ امینیہ کی تدریس کے ساتھ آپ انجمن ہدایت الاسلام کے دفتر میں بطور محاسب کام کرتے رہے، لیکن کچھ عرصہ بعد آپ نے محض اس وجہ سے ملازمت کو خیر باد کہا کہ بعض غلط و ناجائز حسابات آپ کو لکھنے پڑتے تھے جس کی آپ کی دینی حمیت روادار نہ تھی۔ بعد ازیں ۱۳۲۳ھ میں حافظ زاہد حسن امروہوی کی شرکت میں کتابوں کی تجارت شروع کی، لیکن یہ شرکت بھی زیادہ دن نہ چلی۔ پھر مولوی عبدالغنی دہلوی کے ساتھ شرکت کی، جس کے نتیجہ میں کتب خانہ رحیمیہ قائم ہوا۔ یہ کتب خانہ آپ کی وفات اور اس کے بعد تک قائم رہا۔

دینی خدمات

حضرت مفتی صاحبؒ نے اپنی حیات مستعار اسلام اور اہل اسلام کے لئے وقف کر لی تھی، تشنگان علوم شرعیہ کی سیرابی اور اسلام و مسلمانوں کی خدمت کے لئے آپ نے اپنا عیش و آرام تج دیا، اور اسی کو اپنا مطمح نظر اور ہدف زندگی قرار دیا۔ اسی کے ساتھ آپ نے اپنے فقہی خداداد ذوق کے ذریعے اسلام کی جو خدمت انجام دی وہ رہتی دنیا تک یاد رہے گی مدرسہ عین العلم کی تدریس کے دوران ہی آپ نے فتوی نویسی کا شغل جاری فرما دیا تھا۔ سب سے پہلا فتوی جو بہت مدلل و مبسوط تھا اس کو شاہجہانپور کے تمام علماء اور خاص کر آپ کے استاذ مولانا عبید الحق صاحب نے بہت سراہا۔ دھلی منتقل ہونے کے بعد دہلی کی تمام عدالتوں میں آپ کے فتوی کو معتبر سمجھا جانے لگا، اور آپ کی صاف و واضح تحریر سے عدالتوں کو کافی آسانی ہوگئی۔

خود فرماتے تھے کہ حصول تعلیم کے زمانہ میں، میں نے اگرچہ بہت کم محنت کی، مگر افتاء کے معاملہ میں بڑی احتیاط و حزم سے کام لیا کرتا تھا۔

فرق باطلہ کا تعاقب

حضرت مفتی صاحب اسلام بالخصوص دیوبندی مکتبہ فکر کے عظیم ترجمان تھے، اسلامی عقائد کا دفاع اور مسلمانوں کو فرق باطلہ کے مکر و خداع سے بچانا نہ صرف آپ کا نصب العین بلکہ مقصد حیات تھا۔ تحریک خلافت کے

خاتمہ کے بعد ۱۹۲۲ء میں جب سوامی شردھانند نے شدھی کی تحریک شروع کی اور ہزاروں مسلمانوں کو مرتد بنایا تو آپ نے بحیثیت صدر جمعیت علماء ہند اس کی روک تھام کے لئے کوششیں شروع کیں تبلیغی وفود بھیجے گئے اور جلسے جلوس کے ذریعے رائے عامہ کو منظم و بیدار کیا گیا۔ آپ نے اس پر اکتفا نہیں کیا بلکہ خود بھی ایک وفد لے کر بمقام اچھنیرہ پہنچے اور وہاں کے مسلمانوں کو مرتد ہونے سے بچایا۔

ردعیسائیت

شدھی تحریک کی طرح آپ نے دوسری باطل تحریکوں اور فتنوں کی سرکوبی میں بھی کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا عیسائی مشنریاں جو حکومت کی سرپرستی میں پورے ملک خاص کر مسلمانوں کو مرتد بنانا چاہتی تھیں حضرت مفتی صاحب نے ان کا مقابلہ کر کے نہ صرف پسپائی پر مجبور کیا بلکہ انہیں ملک بدر ہونا پڑا مدرسہ معین العلم میں آپ درس و تدریس کے ساتھ عیسائیوں سے مناظرہ کرنے سے بھی نہ چوکتے تھے مولانا اعزاز علی اس زمانے کے ایک مناظرہ کا حال اس طرح بیان فرماتے ہیں:

> "میں حضرت مفتی صاحب سے شاہجہانپور میں سکندر نامہ پڑھتا تھا کہ معلوم ہوا کہ سبزی منڈی میں عیسائیوں نے اسلام اور داعی اسلام کے خلاف ہفوات بکنا شروع کر دی ہیں۔ حضرت مفتی اعظم اپنے ایک شاگرد کو لے کر مجمع میں جا گھسے اور ان بدزبانوں پر اعتراضات شروع کر دیئے، اول تو وہ یہ سمجھے کہ کوئی ناواقف بول رہا ہے۔ مگر اعتراضات کی اہمیت نے بتایا کہ معترض کوئی معمولی آدمی نہیں تو مناظرہ سے انکار کر کے گانا شروع کر دیا۔ حضرت نے تقریباً دس قدم کے فاصلہ پر کھڑے ہو کر ان اعتراضات کا جواب دیا اور ان کے مسلمات ہی سے ان پر اعتراضات شروع کر دیئے۔ ہفتہ تک یہ سلسلہ چلتا رہا پھر ختم ہو گیا اور اس طرح ختم ہوا کہ عیسائیوں کی تقریر میں بجز میرے (کہ میں یادداشت مرتب کرنے کی غرض سے جایا کرتا تھا) سوا کوئی ایک متنفس بھی ان کے پاس نہ جایا کرتا تھا"

انگریزی سامراج نے برصغیر میں اپنی حکومت کی زندگی بڑھانے اور عیسائیت کی نشر و اشاعت کے لئے ان تحریکوں ہی کا سہارا نہیں لیا بلکہ بعض ایسے قانونی اقدامات بھی کئے جو اس کی پالیسی میں مددگار ثابت ہو سکتے تھے۔ ساردا ایکٹ ۱۹۲۹ء مخلوط شادیوں کا ایکٹ ایسے قانون مثال میں پیش کئے جا سکتے ہیں، حضرت مفتی اعظمؒ نے اس قانون کی مخالفت اور مسلمانوں کے دین و ایمان کے تحفظ کے لئے ۱۹۲۹ء میں "مجلس تحفظ ناموس شریعت" کے نام سے ایک تنظیم قائم کی اور عام ایجی ٹیشن اور قانون شکنی کا اعلان کیا، خود بھی اس قانون شکنی میں شریک ہوئے۔ "ساردا بل" پر آپ کی معرکۃ الآراء تنقید کو اہل علم حلقوں میں زبردست پذیرائی حاصل ہوئی اور آپ کی تحریک پورے طور کامیاب ہوئی۔

ردِقادیانیت

آپؒ قادیانیوں کا تعاقب کر کے ان کے حقیقی چہرہ کو دنیا کے سامنے پیش کرنے اور ان کے بے بنیاد مذہب

کی حقیقت اور پس پردہ کارفرما عناصر کے مقاصد کو مسلمانوں پر واضح کرنے میں بھی پیش پیش رہے۔ چنانچہ شاہجہانپور میں ایک تاجر حاجی عبدالقدیر، حافظ سید علی اور حافظ مختار احمد کے ذریعے فتنہ قادیانیت نے ہاتھ پیر پھیلانے شروع کئے تو مولوی محمد اکرام اللہ خان مرحوم نے ان کے رد میں مضامین لکھے، حضرت مفتی صاحب نے اس کو ناکافی سمجھ کر خود ایک رسالہ "البرہان" جاری کیا جس کے مدیر آپ خود تھے۔ اس کا پہلا شمارہ شعبان ۱۳۲۱ھ میں شائع ہوا اور غالباً اس وقت تک جاری رہا جب تک کہ آپ نے دھلی میں اقامت طے نہ فرمائی۔ اس رسالے میں قادیانیوں کے عقائد باطلہ کی زبردست تردید ہوتی تھی۔

فتویٰ نویسی

پہلے بتایا جا چکا کہ مفتی صاحب نے شاہجہان پور کے زمانے سے ہی فتویٰ نویسی کا کام شروع فرمایا تھا اور یہ سلسلہ دھلی میں بھی جاری رہا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تقریباً پچاس سال کے عرصے میں آپ نے لاکھوں فتاویٰ کے جوابات دیئے اس طرح آپ کے فتاویٰ کا عظیم الشان ذخیرہ، جزئیات فقہ اسلامی کا لازوال خزانہ اور فقہ اسلامی میں بیش بہا اضافہ ہے۔

فتویٰ نویسی کیلئے آپ ہر وقت مصروف رہتے، عام طور پر تدریس سے فارغ ہونے کے بعد دوپہر کے کھانے سے پہلے ضروری مسائل کے جوابات تحریر فرمایا کرتے، لیکن اگر کوئی وقت مقررہ سے پہلے بھی آتا تو اسی وقت اپنا کام چھوڑ کر پہلے جواب تحریر فرما کر سائل کو رخصت فرماتے، ایسا بھی ہوا کہ آپ کھانا تناول فرما رہے تھے کہ کوئی مسئلہ دریافت کرنے آیا تو آپ کھانا چھوڑ کر فتویٰ نویسی میں مشغول ہو گئے، کوئی اگر بازار میں مسئلہ آپ کے پاس آتا تو وہیں کسی کونے میں بیٹھ کر جواب تحریر فرماتے، آپ کے جوابات پر تمام علماء اور آپ کے اساتذہ کو کامل اعتماد تھا، چنانچہ جب انگریزوں سے ترک موالات کے زمانے میں لوگوں نے حضرت شیخ الہندؒ سے فتویٰ طلب کیا تو آپ نے اس مسئلہ میں فتویٰ دینے کے لئے جن تین حضرات کے نام تجویز کئے ان میں حضرت مفتی صاحب کا نام گرامی سرفہرست تھا، حضرت مفتی صاحب کے فتاویٰ کی یہ خصوصیت تھی کہ نہایت مختصر مگر مدلل اور عبارت واضح ہوتی کہ ہر ایک اس کو سمجھ سکے، اسی وجہ سے آپ کے فتاویٰ علماء عوام اور عدالتوں میں یکساں مشہور اور مقبول تھے۔

تصانیف

حضرت مفتی صاحب کے اوقات بہت مصروف رہتے، تدریسی اور سیاسی سرگرمیاں، فتویٰ نویسی کا کام، مختلف اداروں کی سرپرستی کی وجہ سے ہر وقت مشاغل میں گھرے رہتے، بایں ہمہ تصنیف و تالیف کے لئے وقت نکالنا بہت مشکل تھا لیکن اس کے باوجود آپ نے اس میدان کو بھی تشنہ نہ چھوڑا۔ آپ کی مشہور و معروف تالیف "تعلیم الاسلام" ہے جو آپ نے بچوں کے لئے سوال و جواب کی شکل میں تحریر فرمائی مگر حقیقت یہ ہے کہ بڑے بھی اس سے بے نیاز نہیں رہ سکتے۔

یہ کتاب نہایت ضروری اسلامی عقائد اور اعمال پر مشتمل اور پاک و ہند کے اسلامی مدارس میں داخل نصاب

ہے۔ اس کے کئی زبانوں میں ترجمے بھی ہو چکے ہیں۔ اور آج تک لاکھوں کی تعداد میں اس کے نسخے مفید عام و خاص ہو رہے ہیں۔

آپ کے جمع شدہ فتاویٰ بھی دنیائے تصنیف و تالیف کے آسمان کا روشن ستارہ ہیں اس کے علاوہ آپ نے اپنے استاد حضرت شیخ الہند کے حالات پر مشتمل ایک رسالہ تحریر فرمایا

دوسرا رسالہ ''مسلمانوں کے مذہبی و قومی اغراض کی حفاظت'' کے عنوان سے ۱۹۱۷ء میں شائع ہوا اس طرح مختلف مجلات میں خصوصاً ماہنامہ ''البرہان'' میں شائع شدہ آپ کے مضامین و مقالات اور خطبات و مکتوبات کا بہت بڑا ذخیرہ بھی موجود ہے۔

سیاسی خدمات

چمنستان قاسم و رشید سے حضرت مفتی صاحب صرف درس و تدریس اور علوم دینیہ کے چند پھول لے کر نہیں نکلے تھے، بلکہ آپ بہت بہترین مدرس اور بے مثال مفتی ہونے کے علاوہ بحر سیاست کے تجربہ کار شناور اور اس کے طوفانوں اور طغیانیوں سے نبرد آزما ہونے کا تجربہ کامل رکھتے تھے۔

حضرت شیخ الہندؒ کا وہ تاریخی جملہ آج بھی مسلم ہے:

> ''جب آپ کے کسی شاگرد نے سیاسی مسئلہ کے بارے میں مفتی صاحب سے مشورہ کرنے کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا، بیشک تم لوگ سیاستداں ہو لیکن مولوی کفایت اللہ کا دماغ سیاست ساز ہے''۔

حضرت شیخ الہند کی گرفتاری کے بعد ہندوستان کی سیاست کا رخ بدلنا شروع ہوا۔

جب کانگریس اور مسلم لیگ کا سمجھوتہ ''میثاق لکھنؤ'' کے نام سے شائع ہوا تو جماعت علماء میں سے سب سے پہلے حضرت مفتی صاحب کی نگاہ دور اندیش نے اس کی خامیوں اور مضرات کا اندازہ لگایا اور مسلمانوں کو اس سے آگاہ کیا جس کے بعد ہندوستان کے مسلمانوں نے اس سمجھوتہ کو نا قابل قبول گردانا، علماء یہ خطرہ محسوس کر رہے تھے کہ اگر قومی و ملی نقطۂ نظر سے مسلمانوں کو صحیح رہنمائی نہ کی گئی تو آئندہ چل کر اس سے مزید غلطیاں سرزد ہونے کا قوی امکان ہے، چنانچہ ۱۹۱۹ء میں جمعیت علماء ہند کا قیام عمل میں آیا اور تمام ہندوستان کے علماء نے متفقہ طور پر آپ کو صدر منتخب کیا۔

جمعیۃ کا سب سے پہلا دفتر مدرسہ امینیہ دہلی میں آپ کے کمرہ میں قائم ہوا کوئی محرر اور خادم نہیں تھا، بلکہ آپ خود اور مولانا احمد سعید صاحب (ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء ہند) اپنے ہاتھوں سے تمام کام کیا کرتے تھے۔

آپ کے بلند اخلاق اور پاکیزہ کردار اور مضبوط و مستحکم عزم و ارادہ کا نتیجہ تھا کہ مختلف الخیال علماء جو ہمیشہ جزوی مسائل میں الجھے رہتے تھے ایک جگہ جمع ہو کر مستقبل کے بارے میں سوچنے لگے۔

جمعیۃ علماء کی آپ نے اپنے ہاتھوں سے پرورش کی اور اپنی محنت و جانفشانی سے پروان چڑھایا۔

تقریباً ۲۰ برس آپ جمعیۃ علماء کے صدر رہے مگر تواضع و انکساری کا عالم یہ تھا کہ اس طویل عرصہ میں کبھی

سالانہ کانفرس کی صدارت نہیں فرمائی۔

قومی کاموں میں حتی الامکان اپنی جیب سے خرچ کرتے تھے۔

جمعیۃ علماء کے اجلاس پشاور ۱۹۲۸ء میں آپ کے صاحبزادے آپ کے ساتھ تھے' استقبالیہ کمیٹی کے بے حد اصرار کے باوجود آپ نے صاحبزادے کا سفر خرچ لینے سے یہ فرما کر انکار کیا کہ یہ صدر کا بچہ ضرور ہے مگر جمعیۃ کا رکن نہیں ہے اس کا سفر خرچ لینے کا مجھے کوئی حق نہیں۔

۱۹۳۰ء کی تحریک سول نافرمانی میں آپ کو بے انتہا باغیانہ اور خطرناک تقریریں کرنے کے جرم میں ۱۱/۱ اکتوبر ۱۹۳۰ مطابق ۱۸ جمادی الاولی ۱۳۴۹ھ کو اپنے دولت خانہ واقع کوچہ چیلان سے رات چار بجے گرفتار کیا گیا۔ چھ ماہ قید بامشقت کی سزا سنائی گئی اور اے کلاس دی گئی۔

کچھ دن دہلی جیل میں رہے اس کے بعد گجرات جیل میں منتقل کر دیا گیا جہاں ڈاکٹر احمد انصاری، مولانا احمد سعید دہلوی۔ مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی وغیرہ آپ کے ساتھ رہے۔

دوسری گول میز کانفرس (۱۹۳۱ء) کی ناکامی کے بعد دوبارہ سول نافرمانی شروع ہوئی اس موقعہ پر جمعیۃ علماء ہند نے سول نافرمانی کی تحریک کا سب سے پہلا ڈکٹیٹر مفتی صاحب کو مقرر کیا۔ اور دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کے لئے ۱۱ مارچ ۱۹۳۲ بروز جمعہ جمعیۃ علماء کی طرف سے جلسہ و جلوس کا اعلان کیا گیا۔

مفتی صاحب جب اسٹیج پر کھڑے ہو کر اپنا طوفانی بیان پڑھنا چاہتے تھے تو پولیس نے بے تحاشہ لاٹھی چارج شروع کر دیا اور نہتے عوام کو بری طرح زدوکوب کیا جب عوام منتشر ہو گئے تو آپ کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا گیا جیل میں عدالت قائم کی گئی اور آپ کو اٹھارہ ماہ قید بامشقت کی سزا دی گئی پھر آپ کو نیو سنٹرل جیل ملتان میں رکھا گیا۔ وہاں مولانا احمد سعید دہلوی' مولانا حبیب الرحمن، مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری، ڈاکٹر انصاری وغیرہ ساتھ تھے جیل اور قید و بند کی صعوبتیں بھی آپ کے راستہ میں رکاوٹ نہ بن سکیں چنانچہ آپ نے جیل ہی میں ایک طرف سے تعلیم و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا' چنانچہ مولانا احمد سعید دہلوی لکھتے ہیں کہ فتح الباری شرح بخاری کا آخری پارہ میں نے حضرت مفتی صاحب سے گجرات جیل میں سراجی اور دیوان حماسہ ملتان جیل میں پڑھا اور دوسری طرف جیل میں موجود ہندوستان کے چند حضرات سے سیاسی گفتگو اور آئندہ کا پروگرام طے فرمایا۔

مولانا احمد سعید مزید لکھتے ہیں کہ قیدیوں سے پھٹے ہوئے کپڑے عام طور پر مفتی صاحب سیا کرتے تھے اور قیدیوں سے کام لینے کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ یہ لوگ بھی ہماری طرح کے قیدی ہیں ان سے ہم خدمت کس طرح لے سکتے ہیں۔

مؤتمر حجاز

جب سلطان ابن سعود نے حجاز مقدس میں شریف مکہ کی حکومت ختم کر دی تو دنیا اسلام کا ایک نمائندہ اجتماع منعقد کرنے کی تجویز پیش ہوئی اس کے مطابق ایک موتمر عالم اسلامی مورخہ ۲۶ ذی القعدہ ۱۳۴۴ھ مطابق ۱۹۲۶ء کو

شریف عدنان کی صدارت میں منعقد ہوئی جس میں عام اسلامی ممالک کے منتخب وفود شریک ہوئے جمعیۃ علماء ہند کی طرف سے جو وفد بھیجا گیا اس کے صدر حضرت مفتی صاحب تھے اس عظیم الشان بین الاقوامی کانفرنس میں ہند، مصر، فلسطین، جاوا، بیروت، شام، سوڈان، نجد، حجاز، روس، ترکمانستان، افغانستان اور دیگر ممالک کے وفود نے شرکت کی، مؤتمر عالم اسلامی کی سبجکٹ کمیٹی میں چھ افراد کو شامل کیا گیا جن میں حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب بھی شامل تھے۔ حضرت مفتی صاحب نے مؤتمر اسلامی میں مرکزی کردار کے ساتھ کام کیا آپ نے حجاز کے علماء اور خود سلطان ابن سعود سے سرزمین حجاز کے انتظامی امور کے متعلق کئی اصلاحی تجاویز منظور کرائیں آپ نے حجاز میں تمام مذاہب فقہیہ اور وفود کے آزادیٔ خیال و عمل کا مطالبہ کیا اور حجاز میں بردہ فروشی کے غیر شرعی رواج کے انسداد کی تجاویز پیش کیں ان کے علاوہ بعض دیگر اصلاحی تجاویز پیش کیں اور اپنی خداداد قوت استدلال سے منظور کرائیں۔

مصر کی مؤتمر فلسطین

جب برطانیہ نے فلسطین کو تقسیم کیا اور ایک حصہ میں یہودیوں کی حکومت قائم کردی تو فلسطین کے عربوں میں سخت بے چینی اور اضطراب پیدا ہوگیا اس لئے انہوں نے برطانیہ کے خلاف سخت تحریک چلائی جسے حکومت برطانیہ نے تشدد آمیز انداز میں ختم کرنے کی کوشش کی حضرت مفتی صاحب نے جمعیت علماء ہند کے زیر نگرانی مجلس تحفظ فلسطین قائم کی اور فلسطین کے مظلوموں کے لئے چندہ جمع کیا تقسیم فلسطین کے خلاف ۲۶ اگست ۱۹۳۸ء کو یوم فلسطین منایا گیا اس کے بعد قاہرہ میں عالم اسلام کی نمائندہ ایک کانفرنس منعقد کرنے کی تجویز پیش ہوئی اور مورخہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۸ء کو قاہرہ میں جناب علی علویہ پاشا کی صدارت میں یہ مؤتمر فلسطین منعقد ہوئی جس میں عالم اسلام کے تقریباً ساڑھے تین ہزار نمائندے شریک ہوئے۔ جمعیۃ علماء ہند کی طرف سے جو وفد بھیجا گیا اس کے صدر حضرت مفتی صاحب تھے قاہرہ پہنچنے پر حضرت مفتی صاحب کا بہت شاندار اور مثالی استقبال کیا گیا مفتی اکبر زندہ باد ہندی وفد زندہ باد کے فلک شگاف نعروں کے ساتھ ایک عظیم الشان جلوس کی شکل میں آپ کو قیام گاہ تک لے جایا گیا۔ ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۸ء کو شام کے پانچ بجے مؤتمر شروع ہوئی اتنے بڑے اجلاس میں یہ شرف آپ کے حصے میں آیا کہ صدر کے دائیں جانب کی کرسی آپ کے لئے مخصوص کی گئی سبجکٹ کمیٹی میں آپ کا نام سب سے پہلے رکھا گیا لیکن حضرت مفتی صاحب کی بیماری جو دوران سفر شروع ہوئی مصر پہنچ کر شدت اختیار کر گئی اور آپ شدید بیماری میں مبتلا رہے اس لئے خود مؤتمر میں شریک نہ ہوسکے اس لئے مولانا عبدالحق مدنی نے مؤتمر میں آپ کا بیان پڑھا اور آپ کی نمائندگی کی۔

جاہ و جمال سے [illegible] تک، حضرت مفتی صاحب نے اپنی زندگی خدمت دین اور مذہب و وطن کی آزادی کے لئے وقف فرمائی تھی تاکہ اہل اسلام اس خطہ زمین میں سکون و اطمینان کے ساتھ تمام احکام شرعیہ کے مطابق زندگی بسر کرسکیں لیکن یہ مجاہدین ملت اور شہیدان وطن کا خواب تھا جو آزادی کے بعد بھی پورا نہ ہوا اپنی

زندگی میں انہوں نے حصول مقصود کے لئے بڑی بڑی کٹھن منزلیں طے کیں، بڑی بڑی آفتیں جھیلیں لیکن اس دنیائے کون وفساد سے کوچ کرنے سے پہلے خود اپنی آنکھوں سے اپنی آرزوؤں کا خون ہوتے ہوئے بھی دیکھ گئے یہ جگر کا ناسور وہ اپنے ساتھ لے گئے زندگی میں اس کو بہتے ہوئے کسی نے نہ دیکھا آپ تقریباً دس برس سے گوشہ نشین اور ہر قسم کی سیاسی سرگرمی سے دستبردار ہوگئے تھے الہ آباد کے ہندو اخبار "امرت پتریکا" نے جب رحمۃ للعالمین کی شان میں گستاخی کی اور اس کے خلاف احتجاج کے طور پر ۱۴ اگست ۱۹۵۲ کو جامع مسجد شاہ جہانی کے سامنے جمعیۃ علماء کے اہتمام سے بہت بڑا عظیم الشان جلسہ ہوا اس کی صدارت آپ نے ہی فرمائی یہ دس برس گوشہ نشینی کے بعد پہلی اور آخری صدارت تھی اسی وقت سے آپ کی صحت گرنے لگی آپ ہر وقت اداس اور ملول رہنے لگے ایک دن آبدیدہ ہوکر فرمایا کہ ہم کو اپنی زندگی میں کیا کیا دیکھنا تھا کسی کو کیا خبر تھی کہ ملت اسلامیہ کے اس بوڑھے سپاہ سالار کے دل پر کیا گزر رہی ہے آدھی صدی دینی وسیاسی جدوجہد میں گزار کر بوڑھا شہسوار زمانہ کی ناسازگاری سے تھک چکا تھا اب اسکو نیند وآرام کی ضرورت تھی۔

وفات

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت کا ایک جھونکا آیا اور ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۷۲ھ مطابق ۳۱ دسمبر ۱۹۵۲ء رات کو ساڑھے دس بجے اور نئے عیسوی سال کی آمد سے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ پہلے اس پیکر اخلاص ووفا کو ابدی نیند آگئی۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

یکم جنوری ۱۹۵۳ کو ستر کروڑ مسلمانوں کے مذہبی پیشوا کی خبر وفات جونہی شہر میں پھیلی ہر طرف سناٹا چھا گیا، شہر کے تمام مسلم علاقوں میں کاروبار بند ہوگئے نماز فجر کے بعد ہی مفتی صاحب کے مکان کے باہر لوگوں کا ہجوم ہوگیا سات بجے زیارت کے لئے چہرہ مبارک سے کفن ہٹا دیا گیا اور لوگ تقریباً پانچ گھنٹے تک مسلسل قطار لگا کر زیارت کرتے گئے یہ طے کیا گیا کہ شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی نماز جنازہ پڑھائیں گے مگر وہ وقت پر دہلی نہ پہنچ سکے اس لئے حضرت مولانا احمد سعید صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی جس میں ایک لاکھ آدمی شریک ہوئے اس کے بعد جنازہ "مہرولی" لیجایا گیا اس وقت شیخ الاسلام مولانا مدنی، مولانا قاری محمد طیب، حضرت مولانا اعزاز علی اور حضرت مولانا ابراہیم صاحب بلیاوی بھی پہنچ گئے اور آخری دیدار کے لئے تشریف لائے اس کے بعد مولانا احمد سعید اور مولوی حفیظ الرحمن واصف نے (حضرت مولانا کے بڑے صاحبزادے) قبر میں اتر کر میت کو لحد میں رکھا، تقریباً مغرب کے وقت ہزاروں انسان اپنی اس جلیل القدر اور گراں مایہ ذات کو سپرد خاک کر کے واپس ہوئے۔

ہوگیا گل آہ دہلی کا چراغ

۱۳۷۲ھ

اس جملے سے نکلتی ہے تاریخ وفات اور یہی مادہ تاریخ لوح مزار پر مرقوم ہے۔

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العالمين حمد الشاكرين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد و
على اله و صحبه و تابعيهم باحسان الٰى يوم الدين

اما بعد:

فتویٰ کی لغوی تعریف

لفظ ''فتویٰ'' فاء کے فتحہ کیساتھ بھی منقول ہے اور فاء کے ضمہ کے ساتھ بھی لیکن صحیح فاء کے فتحہ کے ساتھ ہے جس کے معنی ہیں کسی بھی سوال کا جواب دینا، چاہے وہ کوئی شرعی سوال ہو یا غیر شرعی۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

''يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي رُؤْيَايَ إِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُونَ'' (سورۂ یوسف ۱۲: ۴۳)

ترجمہ ''اے دربار والو تعبیر کہو مجھ سے میرے خواب کی اگر ہو تم خواب کی تعبیر بتانے والے۔

''يُوسُفُ أَيُّهَا الصِّدِّيقُ أَفْتِنَا فِي سَبْعِ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ'' (سورۂ یوسف ۱۲: ۴۶)

''اے یوسف اے سچے! حکم دے ہم کو اس خواب میں سات گائیں موٹی۔

''قُضِيَ الْأَمْرُ الَّذِي فِيهِ تَسْتَفْتِيَانِ'' (سورۂ یوسف ۱۲: ۴۱)

''فیصلہ ہوا وہ کام جس کی تحقیق تم چاہتے تھے۔

''يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي أَمْرِي'' (سورۃ النمل ۲۷: ۳۲)

اے دربار والو مشورہ دو مجھ کو میرے کام میں۔

مذکورہ بالا آیتوں میں لفظ فتویٰ مطلق جواب حاصل کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے کوئی شرعی حکم دریافت کرنے کے لئے نہیں۔

لیکن بعد میں لفظ ''فتویٰ'' شرعی حکم معلوم کرنے کے لئے خاص کیا گیا یعنی شرعی مسئلہ پوچھنے کو فتویٰ کہا گیا اور قرآن کریم میں بھی اسی معنی کے لئے استعمال کیا گیا، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے

''وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ'' (سورۃ النساء ۴: ۱۲۷)

اور تجھ سے رخصت مانگتے ہیں عورتوں کے نکاح کی کہہ دو اللہ تم کو اجازت دیتا ہے۔

يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ (سورۃ النساء ۴: ۱۷۶)

حکم پوچھتے ہیں تجھ سے سو کہہ دے اللہ حکم بتاتا ہے تم کو کلالہ کا۔

احادیث مبارکہ میں بھی لفظ ''فتویٰ'' شرعی حکم معلوم کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے

”اجرؤکم علی الفتیا أجرؤ کم علی النار“

(اخرجہ الدارمی فی سننہ : ۱/۱۵۷)

”الاثم ما حاک فی صدرک وان افتاک الناس وافتوک“

اصطلاحی تعریف:

الاخبار بحکم اللّٰہ تعالی عن مسئلة دینیة بمقتضی الادلة الشرعیة لمن سائل عنه فی امر نازل علی جهة العموم والشمول لاعلی وجه الالزام (المصباح ص ۱۶)

فتویٰ کا تاریخی پس منظر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں فتوی

رسالت کے زمانہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود مفتی الثقلین تھے اور منصب افتاء پر فائز تھے، وحی کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتوی دیا کرتے تھے، اور آپ کے فتاویٰ جوامع الکلم تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ فتاویٰ (یعنی احادیث) اسلام کا دوسرا ماخذ ہیں، ہر مسلمان کے لئے ان پر عمل کرنا ضروری ہے اور سرِ مو کسی کو انحراف کرنے کی گنجائش نہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

مَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (الحشر ۵۹.۷)

ترجمہ: رسول تم کو جو کچھ دے دیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس چیز سے تم کو روک دیں تم رک جایا کرو۔

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ

ترجمہ: پھر اگر کسی امر میں باہم اختلاف کرنے لگو تو اس امر کو اللہ اور رسول کے حوالہ کر دیا کرو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد زریں میں کوئی دوسرا فتوی دینے والا نہیں تھا، ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی صحابی کو دور دراز علاقوں کے لئے کبھی کبھی مفتی بنا کر بھیج دیتے، تو وہ منصب قضاء وافتاء پر فائز ہوتے اور لوگوں کی صحیح رہنمائی فرماتے، جیسے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کی طرف قاضی بنا کر روانہ فرمایا اور آپ ﷺ نے ان کو قرآن، حدیث اور قیاس واجتہاد کے ذریعے سے فتویٰ دینے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فتاویٰ کے ذریعے سے مسلمانوں کی ہر چیز میں یعنی عبادات میں معاملات، اخلاقیات وآداب، معاشرت سب چیزوں میں صحیح رہنمائی فرمائی، ہر بات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فتاویٰ وارشادات موجود ہیں اور مسلمانوں کے لئے مشعل راہ ہیں۔

صحابہ کرام کے دور میں فتویٰ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دار فانی سے رخصت ہونے کے بعد فتویٰ کے کام اور ذمہ داری کو صحابہ کرام نے سنبھالا اور احسن طریقے سے انجام دیا، حضرات صحابہ کرام میں سے جو فتوی دیا کرتے تھے ان کی تعداد

ایک سو تیس سے کچھ زائد تھی، جن میں مرد بھی شامل ہیں اور عورتیں بھی۔

البتہ زیادہ فتویٰ دینے والے سات تھے جن کے نام یہ ہیں:

حضرت عمر بن الخطاب، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عائشہ، حضرت زید بن ثابت، حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

ان کے علاوہ وہ صحابہ کرام جو ان سے کم فتویٰ دیا کرتے تھے، ان کی تعداد بھی بہت ہے ان میں سے چند کے نام درج ذیل ہے:

حضرت ابوبکر صدیق، حضرت ام سلمہ، حضرت انس بن مالک، حضرت ابوسعید خدری، حضرت عثمان بن عفان، حضرت ابوہریرہ، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سلمان فارسی، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت معاذ بن جبل، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت عمران بن حصین، حضرت ابوبکرہ، حضرت عبادہ بن صامت اور حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

تابعین کے دور میں فتویٰ

تعلیم وتربیت اور فقہ وفتویٰ کا سلسلہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے بعد کہیں جا کر رکا نہیں، بلکہ اس ذمہ داری کو حضرات صحابہ کرام کے شاگردوں نے احسن طریقے سے سنبھالا اور دل وجان سے اس کی حفاظت کر کے آنے والی نسل تک کماحقہ پہنچایا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور مبارک میں بفضل خداوندی بہت فتوحات حاصل ہوئیں، اس وجہ سے حضرات تابعین مختلف بلاد اسلامیہ میں دین متین کی خدمت سرانجام دے رہے تھے۔

اکثر بلاد اسلامیہ میں ایسے لوگ مقرر تھے جو لوگوں کی رہنمائی کرتے، مدینہ منورہ میں حضرت سعید بن المسیب، ابوسلمۃ بن عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت عروۃ بن الزبیر، حضرت عبیداللہ، حضرت قاسم بن محمد، حضرت سلیمان بن یسار اور حضرت خارجہ بن زید، انہی کو فقہاء سبعہ بھی کہا جاتا ہے۔

بعض حضرات نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کی جگہ ابوبکر بن الحارث بن ہشام کا تذکرہ کیا ہے ان کے اسماء کو کسی شاعر نے شعر میں جمع کیا ہے:

”الا کل من لایقتدی بائمة،   فقسمته ضیزی عن الحق خارجه
فحذهم عبد الله عروة قاسم،   سعید ابوبکر سلیمان خارجة“

مکہ مکرمہ میں عطا ابن ابی رباح، علی بن ابی طلحہ اور عبدالملک بن جریج یہ کام کیا کرتے تھے۔

کوفہ میں ابراہیم نخعی ابن ابی سلیمان، عامر بن شراحیل شعبی، علقمہ، سعید اور مرہ ہمدانی، بصرہ میں حضرت حسن بصری، یمن میں طاؤس بن کیسان اور شام میں حضرت مکحول، ابوادریس الخولانی، شراحیل بن السمط عبداللہ بن ابی

زکریا الخزاعی، قبیصہ بن ابی ذویب الخزاعی، عبد بن امیہ، سلیمان بن الخبیب المحاربی، حارث بن عمیر الزبیدی، خالد بن معدان، عبدالرحمن بن غنم الاشعری، جبیر بن نفیر، عبدالرحمن بن جبیر بن نفیر، عمر بن عبدالعزیز اور رجاء بن حیوۃ اس کام میں مصروف تھے۔

ان کے اکثر فتاویٰ جات، موطات، سنن، اور مسندات وغیرہ میں موجود ہیں۔

امام ابوحنیفہ

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ بھی تابعین میں سے ہیں، آپ کی پیدائش کے وقت بہت صحابہ کرام کوفہ میں موجود تھے۔ اور وہ حضرات صحابہ ام یہ ہیں حضرت ابن نفیل، حضرت واثلہ، حضرت عبداللہ بن عامر، حضرت ابن ابی اوفیٰ، حضرت عتبہ، حضرت مقداد، حضرت ابن بسر، حضرت سہل بن سعد، حضرت انس، حضرت عبدالرحمن ابن یزید، حضرت محمود بن لبید، حضرت محمود بن الربیع، حضرت ابوامامہ، حضرت ابوالطفیل، حضرت عمرو بن حریث، حضرت عمرو بن سلمہ، حضرت ابن عباس، حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہم وعنا اجمعین۔

(ردالمحتار مقدمہ، ج ا ص ۱۴۹، ۱۵۰ طبع جدید بیروت)

آٹھ صحابہ کرام سے آپ نے روایت نقل کی ہے اور وہ یہ ہیں

حضرت انس، حضرت جابر، حضرت ابی اوفیٰ، حضرت عامر، حضرت ابن انیس، حضرت واثلہ، حضرت ابن جزء، حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ تعالیٰ عنہا وعنہم اجمعین۔

علامہ شمس الدین محمد ابوالنصر بن عرب شاہ الانصاری الحنفی نے اپنی کتاب ''جواہر العقائد و درر القلائد'' میں ان صحابہ کرام کے نام کو شعر میں بیان فرمایا ہے جن سے امام صاحب نے روایت کی ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں

معتقدا مذهب عظيم الشان،   ابی حنيفة الفتی النعمان
التابعی سابق الأ ئمة،   بالعلم والدين سراج الامة
جمعامن اصحاب النبی ادركا.   اثرهم قداقتفی ومسلكا
طريقه واضحة المنهاج،   سالمة من الضلال الداجی
وقدروی عن انس و. جابر،   وابن ابی اوفی كذاعن عامر
اعنی اباالطفيل ذا ابن واثلة،   وابن انيس الفتی و واثلة
عن ابن جزء قدروی الامام،   بنت عجرد هی التمام
رضی الله الكريم دائما،   عنهم و عن كل الصحاب العظما

(الدرالمختار مقدمہ ص ۱۵۰، ۱۵۲)

چھ اور بھی صحابہ ہیں جن سے امام صاحب کی روایت منقول ہے اور وہ درج ذیل ہیں

حضرت سہل بن سعد، حضرت سائب بن یزید بن سعید، حضرت عبداللہ بن بسر، حضرت محمود بن الربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

علامہ شامی فرماتے ہیں:

”وزاد (ای ابن الحجر الهیثمی) علی من ذکر ها ممن روی عنهم الامام فقال منهم سهل بن سعد ووفاته سنة ٨٨ وقیل بعد ها، ومهم السائب بن یزید بن سعید، ووفاته سنة احدی اواثنین اواربع و تسعین، ومنهم عبداللّٰه بن بسر ووفاته سنه ٩٢، ومهم محمود بن الربیع ووفاته ٩٩“ (رد المحتار، مقدمه، ج ١، ص ١٥٢)

استنباط مسائل میں امام ابوحنیفہؒ کا طریقہ

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ استنباط مسائل میں حد درجہ احتیاط فرماتے تھے آپ زمانے کے علماء کرام کی ایک بڑی جماعت جمع کرتے اور اس جماعت میں ہر فن کے ماہر شریک ہوتے تھے جو اپنے علم و فن میں کامل دسترس رکھنے کے ساتھ خداترسی و فرض شناسی اور دیگر اوصاف حمیدہ کے ساتھ متصف تھے خود امام صاحب اس جماعت کے صدر کی حیثیت رکھتے، کوئی مشکل مسئلہ پیش آجاتا تو سب ملکر بحث و مباحثہ اور غور و خوض کرتے تھے، جب سب علماء کسی مسئلے پر متفق ہو جاتے تو امام ابوحنیفہ امام ابو یوسف کو فرماتے کہ اس کو فلاں باب میں داخل کرو۔

”روی الامام ابوجعفر الشیرابازی عن شقیق البلخی انه کان یقول کان الامام ابوحنیفة من اورع الناس وأعدالناس، اکرم الناس، اکثرهم احتیاطا فی الدین، وابعدهم عن القول بالرای فی دین اللّٰه عزوجل، وکان لایضع مسئلةً فی العلم حتی یجمع اصحابه علیها ویعقد علیهامجلسا فاذا اتفق اصحابه کلهم علی موافقتها للشریعة قال لأبی یوسف أوغیره ضعهافی الباب الفلانی اه کذا فی المیزان للامام الشعرانی قدس سرهٗ

ونقل ط عن مسند الخوارزمی: ان الامام: اجتمع معه الف من اصحابه، أجلهم و افضلهم اربعون قد بلغو احدا لاجتهاد فقربهم وأدناهم وقال لهم: انی الجمت هذا الفقه واسرجته لکم فأعینونی، فان الناس قدجعلونی جسرًاعلی الناس فان المنتهی لغیری واللعب علی ظهری فکان اذا وقعت واقعة شاورهم، ناظرهم وحاورهم وسألهم، فیسمع ماعدهم من الاخبار والاثار ویقول ماعنده وناظرهم شهراً او اکثر حتی یستقر آخر الاقوال فیثبتهٗ ابویوسف، حتی أثبت الأصول علی هذا المنهاج شوریٰ، لانه تفرد بذلک کغیره من الائمة اه“ (ردالمحتار، مقدمہ ج ١/١٥٢، داراحیاء التراث بیروت)

امام صاحب کے شاگرد

اللہ تبارک وتعالیٰ نے امام صاحب کو ایسے شاگرد عطا فرمائے تھے جنہوں نے شاگردی کا حق ادا کر دیا اور امام صاحب کے علوم کو دنیا کے چاروں اطراف پہنچایا، ان اطراف میں امام صاحب کے علاوہ کسی دوسرے امام کے

مسلک سے لوگ واقف نہیں تھے۔

''حسبک من مناقبہ اشہار مذہبہ''

قوله اشتهار مذهبه اى فى عامة بلادالاسلام، بل فى كثير من الاقاليم والبلاد لايعرف الا مذهبه كبلاد الروم والهند والسند وماوراءالنهر و سمرقند

(ردالمحتار ج ۱/۱۳۰ ادار احیاء التراث بیروت)

علامہ شامیؒ کی تحقیق کے مطابق ان شاگردوں کی تعداد چار ہزار ہے۔

''وروی انه نقل مذهبه نحو من اربعة آلاف نفر'' (حوالہ بالا)

فقہ حنفی بطور قانون

خلفائے عباسیہ کے دور سے لے کر گزشتہ صدی کے شروع ہونے تک اکثر اسلامی ممالک میں فقہ حنفی قانونی شکل میں نافذ و رائج رہی ہے۔ علامہ شامیؒ فرماتے ہیں

فالدولة العباسية وان كان مذهبهم مذهب جدهم، فاكثر قضاتها و مشايخ اسلامها حنفية يظهر ذلك لمن تصفح كتب التواريخ وكان مدة ملكهم خمسة سنة تقريباً واما السلجوقيون وبعد هم الخوارزميون فكلهم حنفيون وقضاة ممالكهم غالباً واما ملوك زماننا سلاطين آل عثمان ايدالله دولتهم ماكر الجديدان فمن تاريخ تسعمائة الىٰ يومنا هذا لا يولون القضاء و سائرمنا صبهم الا للحنفية

(ردالمحتار مقدمہ ج ۱/۴۱ ادار احیاء التراث)

اور آج اس پُرفتن دور میں الحمدللہ ثم الحمدللہ امارات اسلامی افغانستان میں بھی مذہب حنفی پر قانونی صورت میں عمل ہو رہا ہے۔

سلطنت مغلیہ کے بعد فتویٰ

سلطنت مغلیہ کے زوال اور انگریزی حکومت کے تسلط کے بعد فتویٰ کا کام مدارس دینیہ کی طرف منتقل ہو گیا اور اب بھی یہ کام دینی مدارس ہی میں ہوتا ہے اس لئے کہ دینی مدارس ہی دین اور تعلیمات نبویہ کے آماجگاہ ہیں۔

جنگ آزادی کے بعد اسلام کے تحفظ اور فتویٰ کے کام کو حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے جانشین علماء نے سنبھالا، ان میں اکابر علماء دیو بند حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری، حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی، حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحہم اللہ تعالیٰ خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں جن کے فتاویٰ مطبوعہ شکل میں موجود ہیں۔

فتویٰ کی اہمیت

افتاء کا منصب ایک عظیم الشان منصب ہے اس کی فضیلت واہمیت ہر شخص پر روز روشن کی طرح عیاں ہے اور فقہاء کرام اور مفتیان عظام کی وہ جماعت جنہوں نے اپنے آپ کو استنباط احکام اور استخراج مسائل کے لئے مختص کر دیا اور حلال وحرام کو معلوم کرنے کے لئے قواعد وضوابط مرتب کئے وہ تاریک رات میں ستاروں کے مانند ہیں اور یہی لوگ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حقیقی وارث ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے

" العلماء ورثة الانبياء وان الأنبياء لم يورثوا دينارا ولا درهما وانما ورثوا العلم فمن أخذ به فقد أخذ بحظ وافر"

[illegible]

قرآن کریم میں "اولو الامر" کی اطاعت اور فرمانبرداری کو واجب اور ضروری قرار دیا گیا ایک تفسیر کے مطابق "اولوالامر" سے مراد حضرات علماء اور فقہاء ہیں۔

علامہ ابوبکر الجصاص فرماتے ہیں

"اختلف فی تأويل اولی الأمر فروی عن جابر بن عبدالله وابن عباس رواية والحسن وعطاء ومجاهد انهم اولو الفقه والعلم" (احکام القرآن باب فی طاعۃ اولی الامر ج ۲۱۰/۲)

اس طرح بعض آیتوں میں علماء کی اتباع اور امور شرعیہ کے معلوم کرنے میں ان کی طرف مراجعت کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔

قرآن کریم میں ہے:

"فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ" الاٰية

ترجمہ: اہل ذکر سے پوچھ لو اگر تم نہیں جانتے۔

دوسری جگہ میں ہے:

وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ الاٰية

ترجمہ پیروی کر اس شخص کے راستے کی جس نے میری طرف رجوع کیا ہے۔

لہٰذا ہر شخص پر ضروری ہے کہ جب مسئلہ کے متعلق دینی رہنمائی مطلوب ہو تو حکم خداوندی معلوم کرنے کے لئے مفتیان کرام سے مراجعت کرے جیسا کہ حضرات صحابہ کرام اپنے درپیش دینی مسائل میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مراجعت کیا کرتے تھے۔

امام بیضاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

وفی الآية دلالة علی وجوب المراجعة الی العلماء فيما لا يعلم

فتویٰ کے کام کی عظمت واہمیت اس سے بھی واضح ہے یہ سنت الٰہی ہے اللہ تعالیٰ نے فتویٰ کی نسبت اپنی طرف بھی کی ہے چنانچہ "کلالہ" سے متعلق امت کے استفتاء کے جواب میں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں

"یَسْتَفْتُوْنَکَ، قُلِ اللّٰہُ یُفْتِیْکُمْ فِی الْکَلالَة" الایة

اور عورتوں کے متعلق سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں۔

"یَسْتَفْتُوْنَکَ فِی النِّسَآءِ قُلِ اللّٰہُ یُفْتِیْکُمْ فِیْهِنَّ وَمَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ فِی الْکِتَابِ" الایة

یہ کام امام المفتیین، محبوب رب العالمین، خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی زندگی بھر لیا اور بیشمار فتاوی صادر فرمائے، کتب احادیث آپ ﷺ کے فتاوی سے بھری پڑی ہیں اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے

"وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ" الایة

ترجمہ اور اب یہ ذکر تم پر نازل کیا ہے تاکہ تم لوگوں کے سامنے اس تعلیم کی تشریح و توضیح کرتے جاؤ جو ان کے لئے اتاری گئی ہے اور تاکہ لوگ (خود بھی) غور وفکر کریں۔

اسی اہمیت وعظمت کے پیش نظر یہ ضروری ہے کہ امت کا ایک طبقہ قرآن وسنت اور تفقہ فی الدین میں مہارت حاصل کر کے امت کے باقی طبقات کی راہنمائی کے فرائض انجام دے اور آیت قرآن کریم "فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ کُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّیَتَفَقَّهُوْا فِی الدِّیْنِ" الایة کا تقاضا بھی ہے۔

مفتی کا مقام

امام شاطبی رحمۃ اللہ تعالی نے مقام مفتی پر طویل اور مفصل بحث فرمائی ہے اور اس بات کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ مفتی امت میں افتاء تعلیم اور تبلیغ کے اعتبار سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قائم مقام ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

"المفتی قائم فی الأمة مقام النبی صلی اللہ علیه وسلم. والدلیل علی ذلک امور

احدها النقل الشرعی فی الحدیث أن العلماء ورثة الأنبیاء وبعث النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم نذیرًا بقوله تعالی "فلولا نفر من کل فرقة"

والثانی: أنه نائب فی تبلیغ الأحکام.

والثالث ان المفتی شارع من وجه لأن مایبلغه من الشریعة اما منقول عن صاحبها واما مستنبط من المنقول، فالاول یکون فیه مبلغا، والثانی یکون فیه شارعا من وجه، فهو من هذا الوجه واجب اتباعه والعمل علی وفق ما قاله، وهذه هی الخلافة علی التحقیق، وقدجاء فی الحدیث ان من قرأ القرآن فقد استدرجت النبوة بین جنبیه.

وعلی الجملة فالمفتی مخبرعن اللہ تعالی کالنبی ونافذامره فی الأمة بمنشور الخلافة کالنبی ولذا سمّوا "اولی الأمر" وقرنت طاعتهم طاعة اللّٰہ وطاعة الرسول فی قوله تعالی یا ایها الذین امنوا أطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول وأولی الأمر منکم"

(الموافقات، ج ۴/ ۲۴۴، ۲۴۵)

مفتی کے شرائط

مفتی کے لئے حضرات علماء کرام نے چند شرائط بیان کئے ہیں، مفتی میں ان کا پایا جانا ضروری ہے، وہ شرائط درج ذیل ہیں:

۱...... مکلف ہو یعنی عاقل ہو بالغ ہو۔

۲...... ثقہ ہو۔

۳...... گناہ اور منکرات سے پوری طرح اجتناب کرنے والا ہو۔

۴...... بداخلاق اور بے مروت نہ ہو۔

۵...... فقیہ النفس ہو۔

۶...... مسائل میں غور وفکر کی صلاحیت رکھتا ہو۔

۷...... بیدار مغز ہو۔

۸...... متقی اور پرہیزگار ہو۔

۹...... دیانت داری میں مشہور معروف ہو۔

۱۰...... مسائل غیر منصوصہ میں استنباط وتخریج پر قادر ہو۔

علامہ نووی المجموع شرح المہذب میں فرماتے ہیں۔

شرط المفتی کونہ مکلفا، مسلما، ثقة مأمونا متنزّها عن اسباب الفسق وحوارم المروة، فقيه النفس سليم الذهن، وصين الفكر، صحيح التصرف والاستنباط، متيقظا......... (باب اداب الفتوى والمفتى والمستفتى، ج: ۴۱/۱)

فصل قالوا وينبغي ان يكون المفتى ظاهر الورع مشهورا بالدّيانة الظاهرة والصيانة الباهرة (باب اداب الفتوى والمفتى والمستفتى، ج ۴۱/۱)

اسی طرح مفتی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اس نے کسی ماہر مفتی کے زیر نگرانی کام کیا ہو اور قواعد فقہ، زمانہ کے عرف اور اس کے احوال سے واقف ہو اور اپنے امام کے مذہب پر پورا عبور رکھتا ہو اور اس کی ظاہری ہیئت بھی شرع کے موافق ہو۔

مفتی کا فریضہ:

مفتی چونکہ احکام خداوندی کا ترجمان اور اللہ تعالی ومخلوق کے درمیان واسطہ ہے اس لئے اس پر لازم ہے کہ فتوی دیتے وقت پوری بصیرت سے کام لے اور اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے سوچ سمجھ کر جواب دیدے مسئلہ اگر معلوم نہ ہو تو محض اٹکل سے جواب دے کر اپنی آخرت خراب نہ کرے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں:

”جو شخص کسی چیز کا علم رکھتا ہو اسے چاہئے کہ وہ اسے بیان کرے اور جسے علم نہ ہو اسے کہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کیونکہ یہ بھی علم ہے کہ جو بات نہ جانتا ہو اس کے متعلق کہدے کہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا ہے کہ آپ فرمادیں کہ میں تم سے اجرت کا خواہاں نہیں اور نہ تکلف کرنے والوں میں سے ہوں۔

”یایھاالناس من علم شیئًا فلیقل بہ ومن لم یعلم فلیقل اللّٰہ اعلم فان من العلم ان تقول لمالاتعلم اللّٰہ أعلم قال اللّٰہ تعالی لنبیہ قل ماأسئلکم علیہ من أجر وما أنامن المتکلفین ، متفق علیہ (مشکوٰۃ کتاب العلم)

اسی طرح مفتی کو چاہئے کہ جواب دیتے وقت خوف خدا اور خوف آخرت کو سامنے رکھتے ہوئے پوری تحقیق کے ساتھ جواب دے۔

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مفتی جب کسی سوال کا جواب دینا چاہے تو اسے چاہئے کہ جواب سے قبل اپنے آپ کو جنت اور دوزخ پر پیش کرے اور یہ سوچ لے کہ آخرت میں اس کی نجات کیسے ہوگی؟ پھر جواب تحریر کرے۔

”وکان مالک یقول من أحب أن یجیب من مسئلۃ فلیعرض نفسہ قبل أن یجیبہ علی الجنۃ والنار ، وکیف یکون خلاصہ فی الأخرۃ ثم یجیب“
(الموافقات للشاطبی ج ۴/۲۸۶)

فتویٰ دینے میں احتیاط

فتویٰ نویسی کا کام عظیم الشان اور باعث اجر و ثواب ہونے کے ساتھ ساتھ نازک بھی ہے، اس لئے کہ مفتی اللہ تعالیٰ اور بندوں کے درمیان واسطہ ہے، اگر مسئلہ درست بتایا تو اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو کر اجر و ثواب کا مستحق ہوگا ورا گر خدانخواستہ مسئلہ غلط بتایا تو مستفتی کے عمل کا وبال بھی اسی پر ہوگا۔ اس بناء پر فتویٰ دینے میں احتیاط بہت ضروری ہے۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جو شخص بغیر حجت اور دلیل کے فتویٰ دے گا اس پر عمل کرنے والے کا گناہ بھی اسی مفتی پر ہوگا“

”عن أبی ھریرۃ رضی اللّٰہ تعالی عنہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال ”من افتیٰ بفتیا من غیر ثبت فانّما اثمہ علی من أفتاہ“

أخرجہ الدارمی فی باب الفتیا ومافیھا من الشدۃ ج ۱/۸۳، رقم ۱۶۱ والحاکم فی کتاب العلم، ج : ۱/۱۲۶ .

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ علم کو (آخری زمانے میں) اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ لوگوں (کے دل و دماغ) سے اسے نکال لے بلکہ علم

اس طرح اٹھائے گا کہ علماء کو (اس دنیا سے) اٹھائے گا یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو پیشوا بنالیں گے ان سے مسئلے پوچھنے جائیں گے اور وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے بہذہ وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

"عن عبداللّٰہ بن عمر و بن العاص قال: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول ان اللّٰه لا يقبض العلم انتز اعاينترعه من الناس ولكن يقبضه بقبض العلماء حتى اذالم يبق عالما اتخذالناس رؤسا جهالا فسئلوا فافتوا بغير علم فضلوا واضلوا"

(اخرجه البخاری فی کتاب العلم، باب کیف یقبض العلم، ومسلم ج ۲/ ۳۴۰)

حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا جو شخص ہر پوچھی گئی بات کا جواب دیدے تو وہ پاگل ہے

"ان من افتى الناس فى كل مايسئلونه عنه لمجنون (اعلام الموقعين، ج ۱، ۱۲)

حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ نے ابو فرج کے حوالے سے مرفوع اثر نقل کیا ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص بغیر علم کے فتویٰ دیدے تو اس پر زمین آسمان کے فرشتے لعنت بھیجتے ہیں۔

"من أفتى الناس بغير علم لعنته ملائكة السماء و ملائكة الأرض"

[illegible]

امام شعبی، حسن بصری اور ابو حصین تابعی رحمہم اللہ سے منقول ہے وہ لوگوں سے کہا کرتے تھے کہ تم لوگ بعض مرتبہ ایسے مسئلہ کے بارے میں فتویٰ دیتے ہو کہ اگر اس جیسا مسئلہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش آتا تو وہ اس کا جواب معلوم کرنے کے لئے تمام اہل بدر کو جمع فرماتے اور اکیلے اپنی رائے پر اعتماد نہ فرماتے۔

"وعن الشعبى والحسن ابى حصين بفتح الحاء) التابعين قالوا ان أحدكم ليفتى فى المسئلة ولو وردت على عمر بن الخطاب رضى اللّٰه عنه لجمع لها اهل بدر"

[illegible]

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے کہ اگر علم ضائع ہونے کا خوف اور اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے گرفت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ہرگز فتویٰ نہ دیتا کہ وہ عافیت میں ہوں اور بوجھ مجھ پر ہو۔

"وقال ابوحنيفه رحمه اللّٰه تعالى لولا الفرق من اللّٰه تعالى أن يضيع العلم ماأفتيت يكون لهم المهنأ وعلىّ الوزر" (حوالہ بالا)

حضرت سفیان بن عیینہ اور حضرت سحنون رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لوگوں میں فتویٰ دینے پر سب سے زیادہ جسارت وہ شخص کرتا ہے جو سب سے کم علم رکھتا ہو۔

”وعن سفیان بن عیینة و سحنون أجسر الناس على الفتيا أقلهم علمًا (حوالہ بالا)

خلاصہ کلام یہ کہ منصب افتاء کی نزاکت کا خیال رکھتے ہوئے اس راہ میں پھونک پھونک کر قدم اٹھانا چاہئے۔

”لاادری“

تحقیق اور تتبع وتلاش کے بعد اگر مسئلہ کا حکم معلوم نہ ہو یا حکم معلوم ہو لیکن اس پر تشفی اور شرح صدر نہیں تو مفتی پر اس کا جواب دینا ضروری نہیں بلکہ مفتی صاف کہہ دے کہ مجھے اس کا جواب معلوم نہیں۔

اور اس طرح کہنے سے اس کی شان وعزت ومرتبہ میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی بلکہ اس سے اور شان بلند ہوگی اس لئے کہ یہ قلبی طہارت، دینی قوت اور تقویٰ کی واضح دلیل ہے۔

یہ اصطلاح خود سرور کائنات جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت جبرئیل علیہ السلام و دیگر بزرگوں سے مروی ہے تو ما وشما کون ہیں جو اس سے اعراض واجتناب کر کے اپنی طرف سے غلط سلط جواب دینے کی کوشش کریں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کونسی جگہ بری ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا مجھے معلوم نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے یہی سوال کیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بھی ”لاأدری“ کہہ کر جواب دیدیا۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے پوچھا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے جواب میں فرمایا کہ بازار بری جگہیں ہیں۔

سئل النبی صلى الله عليه وسلم: أیّ البلاد شرّ؟

فقال لاأدری، فسأل جبريل، فقال: لاأدری، فسأل ربه عزوجل، فقال شرّ البلاد أسواقها (رواه الامام احمد ج ۴/ ۸۱ والحاكم فی المستدرک ج ۲/ ۷ بسند حسن)

اسی طرح حدیث جبرئیل میں قیامت کے متعلق سوال کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب ”ماالمسئول عنها بأعلم من السائل“ بھی اسی قبیل سے ہے۔

علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکیمانہ جواب سے یہ نکتہ مستنبط کیا ہے کہ اگر کسی عالم سے کوئی ایسا سوال کیا جائے جس کے جواب سے وہ ناواقف ہو تو اسے ”لاأعلم“ کہنا چاہئے اور یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ ”لا أعلم“ کہنے سے وقعت ختم ہو جائے گی بلکہ درحقیقت یہ رفع منزلت کا باعث ہے۔

قوله صلى الله عليه وسلم ماالمسئول عنها بأعلم من السائل، فيه ينبغی للعالم والمفتی وغيرهما إذا سئل عما لايعلم أن يقول لا أعلم وأن ذالک لا ينقصه بل يستدل به على تقواه ووفور علمه (الصحیح لمسلم مع شرح النووی، کتاب الایمان ج ۱/ ۲۸ قدیمی کتب خانہ)

حضرت ابن عباسؓ اور محمد بن عجلان فرماتے ہیں جب کسی عالم ومفتی کو مسئلہ معلوم نہیں تھا اس نے

''لاادری'' نہیں کہا بلکہ انگلی سے جواب دیا۔ تو اس پر نفس وشیطان کی ایسی ضرب لگی ہے کہ گویا اسے قتل کر ہی دیا۔

''وعن ابن عباس و محمد بن عجلان اذا أخطأ العالم ''لاأدری'' أصيبت مقاتله

([illegible] ۲۹۹)

امام مالک رحمہ اللہ تعالی فرمایا کرتے تھے:

''جنة العالم لا ادری اذا أغفله أصيبت مقاتله''

ایک دفعہ امام مالک رحمہ اللہ سے اڑتالیس مسئلے پوچھے گئے، ان سے بتیس کے بارے میں آپ نے ''لاادری'' فرمایا اور ایک روایت ہے کہ آپ سے ایک مرتبہ چالیس مسئلے پوچھے گئے آپ نے صرف پانچ کا جواب دیا۔ بقیہ کے بارے میں فرمایا ''لاأدری''

''وعن الهيثم بن جميل شهدت مالكاً سئل عن ثمان وأربعين مسئلة فقال فى اثنتين وثلاثين منها ''لاأدری''

وعن مالك ايضاً أنه ربما كان يسئل عن خمسين مسئلة فلايجيب فى واحدة منها وكان يقول من أجاب فى مسئلة فينبغى قبل الجواب أن يعرض نفسه على الجنة والنار وكيف خلاصه ثم يجيب (المجموع شرح المهذب)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالی کے شاگرد حضرت اثرم کہتے ہیں کہ امام احمد صاحب کثرت کے ساتھ ''لاادری'' فرمایا کرتے تھے۔

''وعن الاثرم سمعت أحمد بن حنبل يكثر أن يقول ''لاأدری''

مفتی کفایت اللہ صاحب اور فتوی نویسی

اس سے پہلے جو کچھ تاریخ فتوی اور اس کی اہمیت وغیرہ کے بارے میں لکھا گیا وہ مقدمۃ العلم کی حیثیت رکھتا ہے اب مقدمۃ الکتاب کے طور پر حضرت مفتی صاحب کا فتوی نویسی، کفایت المفتی اور اس پر کام کی نوعیت کے بارے میں کچھ ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالی جب دار العلوم دیوبند سے شعبان ۱۳۱۵ھ بمطابق ۱۸۹۸ء میں دورۂ حدیث سے فارغ ہوکر اپنے وطن شاہ جہاں پور تشریف لائے اور اپنے اولین استاذ حضرت مولانا عبید الحق خان قدس سرہ کے سایۂ عاطفت میں مدرسہ عین العلم میں درس وتدریس اور افتاء کی خدمت انجام دیتے رہے پھر مولانا موصوف کی وفات کے بعد شوال ۱۳۲۱ھ بمطابق دسمبر ۱۹۰۳ء میں صدر مدرس اور مفتی کے عہدے پر دہلی میں تشریف لائے اور پھر عمر مبارک کے آخری لمحات تک صبر وتوکل کے ساتھ انہیں مشاغل میں مصروف ومنہمک رہے۔ یعنی پچپن (۵۵) برس آپ نے تمام علوم وفنون کی تعلیم وتدریس کے ساتھ ساتھ افتاء کی خدمت بھی انجام

دی۔

اس نصف صدی سے زائد کے زمانے میں آپ کے فتاویٰ غیر منقسم ہندوستان کے علاوہ جاوہ، سماٹرا، برما، ملایا، چین، بخاری، سمرقند، بلخ، بدخشان، ختن، تاشقند، ترکستان، افغانستان، ایران، عرب، افریقہ، امریکہ، انگلستان غرضیکہ جہاں مسلمانوں کا وجود تھا وہاں تک پہنچے۔

آپ نے فتویٰ لکھنے کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں فرمایا، مدرسے میں، گھر میں، چلتے پھرتے، دن کو، رات کو، سفر میں، حضر میں یعنی ہر وقت، ہر حال اور ہر مقام میں آپ نے فتویٰ لکھا، حتیٰ کہ بیماری کی حالت میں بھی فتویٰ لکھنے سے انکار نہیں فرمایا:

سہ روزہ الجمعیۃ اخبار میں مستقل ایک کالم "حوادث واحکام" کے عنوان سے آپ کے فتاویٰ کے لئے مختص تھا، اس میں آپ کے فتاویٰ شائع ہوا کرتے تھے۔

مفتی صاحب فتویٰ نویسی میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے، بروقت جواب دینا آپ کی عادت ثانیہ بن چکی تھی، فتاویٰ میں اصابت رائے آپ کا طرۂ امتیاز تھا، یہی وجہ تھی کہ آپ کے اساتذہ بالخصوص شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ تعالیٰ سے کوئی شخص فتویٰ طلب کرتا تو آپ اسے مفتی صاحب کی خدمت میں بھیج دیا کرتے تھے، جس وقت حضرت شیخ الہند کی خدمت میں انگریزوں سے ترک موالات کا استفتاء پیش کیا گیا تو غایت انکساری کے ساتھ فرمایا کہ مجھے انگریزوں سے غیر معمولی بغض ونفرت ہے ان کے بارے میں فتویٰ دینے میں مجھے اپنے نفس پر اعتماد نہیں کہ وہ حدود کی رعایت رکھ سکے اور اپنے مخصوص تلامذہ میں سے فتویٰ لکھنے کے لئے جن تین حضرات کا نام لیا ان میں اولین نام حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تھا' آپ کی یہ خصوصیت تھی کہ آپ کا فتویٰ ہمیشہ مختصر اور جامع ہوتا تھا ذیل میں اس کے چند نمونے پیش کئے جارہے ہیں۔

تعزیہ اور ماتم

سوال: تعزیہ کو مذہب سے کیا تعلق ہے؟ ماتم کی حقیقت کیا ہے؟

جواب: اہل سنت والجماعت کے نزدیک تعزیہ بنانا ناجائز ہے۔ اور ماتم کرنا بھی خلاف شریعت ہے، کیونکہ خدا اور رسول نے اس کی تعلیم نہیں دی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ (کتاب العقائد)

سینما بینی

سوال عام طور پر مسلمان سینما بینی کو معمولی گناہ سمجھتے ہیں، آیا یہ مکروہ ہے یا حرام؟

جواب: سینما دیکھنا حرام ہے، اس میں غیر محرم عورتوں کی نیم برہنہ تصاویر کا مظاہرہ اور بولتا ہوا ان کا گانا ہوتا ہے نیز اخلاقیات میں خلاف شریعت بہت سے افعال واعمال کی تمثیل ہوتی ہے جو اخلاق اسلامی پر بے حد مضر اثر ڈالتی ہے، اس لئے مجموعہ منہیات بن جاتا ہے، پھر اسراف سب پر مستزاد ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

کچھ کفایت المفتی کے بارے میں

حضرت مفتی صاحب جو فتاوی تحریر فرماتے تھے ان کے نقول کو محفوظ کرنے کا معقول انتظام نہیں کیا گیا نہ ہی ان کو لکھنے کے لئے مستقل کوئی محرر تھا بس جو طالب علم فن افتاء سیکھنے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اکثر ان سے فتاوی نقل کرائے جاتے تھے پھر روزانہ ڈاک میں جو فتاوی روانہ کئے جاتے تھے سب کے سب رجسٹر پر نہیں چڑھائے جاتے تھے صرف اہم اور مفصل فتوے رجسٹر میں درج کئے جاتے تھے۔ ان رجسٹروں اور نقول فتوی کے بارے میں کفایت المفتی کے مرتب حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا حفیظ الرحمٰن واصف تحریر فرماتے ہیں

''آپ نے ۱۳۱۶ھ بمطابق ۱۸۹۸ء سے فتوی لکھنا شروع کیا اور ۱۳۲۱ھ بمطابق ۱۹۰۳ء میں دہلی تشریف لائے، لیکن مدرسہ امینیہ میں نقول فتاوی کا سب سے پہلا رجسٹر ربیع الاول ۱۳۵۲ھ بمطابق جون ۱۹۳۳ء سے شروع ہوتا ہے، یعنی چھتیس برس فتوی لکھنے کے بعد مدرسے میں آپ کے حین حیات میں صرف پانچ عدد رجسٹر نقول فتاوی تیار ہوئے، چار رجسٹر بھرے ہوئے ہیں، چوتھے رجسٹر میں آخری فتوی مورخہ ۲۷ ذی قعدہ ۱۳۶۳ھ بمطابق اکتوبر ۱۹۴۴ء کا ہے، اس کے بعد آپ کی وفات تک آٹھ برس کے زمانے میں پانچویں رجسٹر پر صرف پچیس (۲۵) فتوے درج ہوئے۔ ان رجسٹروں میں حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ نائب مفتی حضرت مولانا حبیب المرسلین صاحب اور دیگر نائبین وتلامذہ کے فتاوی بھی مخلوط ہیں کل فتاوی کی تعداد تقریبا دو ہزار آٹھ سو چودہ (۲۸۱۴) ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نو جلدوں پر مشتمل مفتی صاحب کے فتاوی کا ذخیرہ کہاں سے آیا اور کیونکر مہیا ہوا تو اس بارے میں مولانا حفیظ الرحمٰن واصف صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

> ''ضروری تھا کہ موجودہ ذخیرہ کے علاوہ مزید ذخیرہ جمع کیا جائے۔ چنانچہ بار بار اعلان کیا گیا اشتہار طبع کرایا گیا جواب تک بھی مدرسے کی روزانہ ڈاک میں رہ کر مستقل طور پر بھیجا جا رہا ہے۔ جب باہر سفر میں جانے کا اتفاق ہوا تو وہاں کو تجسس کی اور اس طرح بھی کچھ فتوے دستیاب ہوئے کچھ نقول فتاوی کی کتابیں گھر میں محفوظ تھیں، کچھ فتاوی مطبوعہ کتب میں تھے غرضیکہ جو کچھ بھی جہاں سے ملا مجموعہ میں شامل کیا گیا اور اس مجموعہ فتاوی کا نام کفایت المفتی رکھا گیا''

آگے لکھتے ہیں

> ''جو فتاوی جمع کئے گئے ہیں وہ تین قسم کے ہیں:
>
> اول وہ فتاوی جو نقول فتاوی کے رجسٹروں میں سے لئے گئے ہیں ایسے فتاوی کی پہچان یہ ہے کہ لفظ ''المستفتی'' پر نمبر ہے اور مستفتی کا نام و مختصر پتہ اور تاریخ روانگی بھی درج ہے، بعض جگہ سوال نقل نہیں کیا گیا ہے بلکہ لفظ ''جواب دیگر'' کے اوپر مستفتی کا نمبر ڈال دیا گیا ہے۔
>
> دوسرے وہ فتاوی جو سہ روزہ ''الجمعیۃ'' سے لئے گئے ہیں ان میں لفظ سوال کے نیچے حوالہ لکھا گیا ہے۔

تیسرے وہ فتاویٰ جو گھر میں موجود تھے یا باہر سے حاصل کئے گئے یا مطبوعہ کتابوں میں سے لئے گئے۔

لفظ جواب کے شروع میں جو نمبر لکھا گیا ہے وہ مجموعہ میں شامل شدہ فتاویٰ کی کل تعداد ظاہر کرنے کے لئے سیریل نمبر ہے"

کفایت المفتی پر کام کرنے کی نوعیت

واضح رہے کہ فتاویٰ کی کتابوں میں کفایت المفتی چونکہ تفصیلی کتاب تھی قدیم مسائل کے ساتھ اس میں جدید پیش آمدہ مسائل کا حل بھی تھا، لیکن جوابات بے حوالہ ہونے کی وجہ سے اس کی طرف زیادہ التفات نہیں کیا جاتا تھا، اسی طرح فہرست و عنوانات نہ ہونے کی وجہ سے ہر ایک کے لئے اس بحر زخار سے استفادہ ممکن نہیں تھا۔ اس لئے جامعہ فاروقیہ کے "لجنۃ المشرفین" نے مناسب سمجھا کہ اس پر کام کیا جائے اور پھر شائع کرایا جائے تاکہ عوام و خواص سب کے لئے یکساں طور پر مفید ہو۔

"لجنۃ المشرفین" کی طرف سے جو امور کفایت المفتی پر کام کرنے کے لئے متعین ہوئے ان کی تفصیل درج ذیل ہے

تخریج

کفایت المفتی میں اکثر و بیشتر فتاویٰ بغیر تخریج کے ہیں یعنی بے حوالہ ہیں، اگر کہیں حوالہ ہے تو وہ بھی کالمعدوم کے درجے میں ہے، اس لئے ان کی تخریج کی گئی اور ہر فتویٰ کا حوالہ لکھا گیا اور جو حوالہ جات پہلے سے موجود تھے ان کی دوبارہ مراجعت کر کے نئے ایڈیشنوں کے مطابق کتاب کا صفحہ، جلد، باب اور مطبع لکھا گیا۔

تخریج میں ایچ ایم سعید سے طبع شدہ فتاویٰ شامیہ، مکتبہ ماجدیہ و مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ سے طبع شدہ فتاویٰ عالمگیریہ، قدیمی کتب خانہ اور ایچ ایم سعید سے چھپے ہوئے صحاح ستہ سے خصوصی استفادہ کیا گیا ہے اور حاشیہ میں مطبع کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، ان کے علاوہ دوسری کتابوں سے حوالے لکھتے ہیں ہر ایک کے ساتھ مطبع لکھنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔

عنوانات:

کفایت المفتی میں ہر مسئلے کا الگ عنوان نہیں تھا، بلکہ کتاب، باب اور فصل کے تحت متعدد مسائل درج کئے گئے تھے، اب ہر مسئلے کا الگ عنوان قائم کیا گیا تاکہ مطلوبہ مسئلے کا ملنا آسان ہو جائے اور اس سے استفادہ جلد ممکن ہو۔

بعض مقامات میں ایک سوال کے تحت مختلف سوالات ہیں ان میں سے ہر ایک کے لئے الگ الگ عنوانات قائم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

تفصیلی فہرست

فہرست میں صرف کتاب، باب اور فصل کا تذکرہ تھا، عنوانات نہ ہونے کی وجہ سے ہر مسئلے کا ذکر نہیں تھا اب چونکہ ہر مسئلے کا عنوان ہے اس لئے فہرست میں ہر مسئلے کا عنوان لکھ گیا تو تفصیلی فہرست مرتب ہوگئی۔

غیر مفتیٰ بہ فتاویٰ کی نشاندہی

بعض مسائل کا دارومدار عرف پر ہوتا ہے، عرف اور زمانہ تبدیل ہونے کی وجہ سے حکم تبدیل ہو جاتا ہے، اس لئے کفایت المفتی میں وہ فتاوی جو مفتی صاحب علیہ الرحمہ کے زمانے میں مفتیٰ بہ تھے اب وہ غیر مفتی بہ ہیں یا کسی مسئلے کا ہندوستان میں الگ حکم ہے اور پاکستان میں الگ، تو ان مسائل کی وضاحت اور نشاندہی کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس محنت کو قبول فرمائے اور محنت کرنے والوں کے لئے اسے صدقہ جاریہ بنائے۔

آمین ثم آمین

فللّٰہ الحمد اولا و آخرا، و ظاهرا و باطنا، و صلى الله تعالىٰ على سيدنا محمد و على آله و صحبه و بارك وسلم۔ والحمد لله رب العالمين

حمد و نعت

از حضرت مفتی اعظم مولانا محمد کفایت اللہ رحمۃ اللہ

یَا خَالِقَ الْاَرْوَاحِ وَالْاَبْدَانِ
یا مُنبت الازھار فی البستان
اے وہ کہ تو نے ارواح واجسام کو پیدا کیا
اے وہ کہ تو نے چمن میں پھولوں کو اُگایا

یَا مُوْدِعَ الْاَلْوَانِ فِي الرَّيْحَانِ
ومزین الافلاک بالشُّھبان
پھولوں کو مختلف رنگ عطا کیے
آسمانوں کو ستاروں سے سجایا

یَا مُرْسِلَ النُّشْرِ اللَّوَاقِحِ رَحْمَةً
یَا مُنْزِلَ الْاَمْطَارِ بِالْهَطَلَانِ
ہواؤں کو حاملِ رحمت بنا کر بھیجا
موسلا دھار بارشیں نازل کیں

یا ساقیَ الرَّوْضِ البَهِيّ نضارة
یا مخرج الاثمار والقنوان
تروتازہ گلستانوں کو رعنائی سے سیراب کیا
پھل اور کھجور کے خوشے پیدا کیے

یَا حَاشِرَ الْاَجْسَادِ مِنْ بَعْدِ الْبِلٰى
یَا نَافِخَ الْاَرْوَاحِ فِي الْجُثْمَانِ
بوسیدہ اجسام کو ازسرِنو اٹھانے والا تو ہے
مجسمے میں روح پھونکنے والا تو ہے

حمدًا لک اللّٰھم ربی بالغا
اقصی المدی من قوۃ الانسان
اے اللہ میرے پروردگار تیری ستائش کی
کوشش کرتا ہوں۔ قوت انسانی کے آخری حدود تک

حمدًا کما انت اصطفیت لنفسک
اَسْنَى الْمَحَامِدِ مُحْكَمَ الْاَرْكَانِ
ستائش ہے تیرے لیے جیسی کہ تو نے اپنے لئے
پسند کی ہے۔ تمام ستائشوں سے بالاتر پائدار

انت الرقیب علی العباد مقیتھم
انت العلیم بمن یطیع وجانی
تو اپنے بندوں سے باخبر اور ان کا نگراں ہے
تو طاعت شعاروں اور خطا کاروں کو جاننے والا ہے

شَهِدَتْ بِتَوْحِيدِ الْاِلٰهِ سَمَائُهُ
وَبُرُوْجُهَا كَالْجَدْيِ وَالْمِيْزَانِ
گواہ ہیں خدا کی یکتائی پر آسمان
اور اس کے بروج مثلاً جدی ومیزان

والشمس والقمر المنیر بضوئها
وَنُجُوْمُهَا وَالْاَرْضُ ذَاتُ حِسَانٍ
اور سورج اور اسی کی روشنی سے چمکنے والا چاند
اور تمام ستارے اور زمین جو مرکز حسن وجمال ہے

وَوِهَادُهَا وجبالُها وبحارُهَا وجميع ما فيها من الحيتان
اور گھاٹیاں اور پہاڑ اور سمندر اور سمندر کی تمام مچھلیاں
شَهِدَتْ بِه ذَرَّاتُ رَمْلٍ عَالِجٍ ونباتُها والرَّوْضُ ذُوْ الأفنان
گواہ ہیں اس کی یکتائی پر ریگستانوں کے ذرات اور ان کی بوٹیاں اور گھنے باغات
واَوْراقُها وغُصُوْنُها وثمارُها وزهارُها وشمائمُ الرَّيْحان
باغوں کے پتے، شاخیں اور پھل پھول اور پھولوں کی خوشبوئیں
ثُمّ الصَّلوٰةُ على الّذيْ قد جاءنا بشريْعةٍ غَرَّاءَ ذَاتِ اَمَان
اس کے بعد درود و سلامتی اس پر جو ہمارے لئے ایک روشن اور پُر امن شریعت لے کر آیا
بيْضاء صافية نَقيّ لَوْنُها عنْ وصْمة التَّحْرِيْف والنُّقْصان
صاف ستھری شریعت جو تحریف اور کمی بیشی کے عیب سے پاک ہے
الْهاشميّ الْاَبْطحيّ مُحمّدٍ منْ حوّل الْاعْداء كالْاِخْوان
محمد ہاشمی مکی (صلی اللہ علیہ وسلم) جس نے دشمنوں کے دل پھیر کر ان کو آپس میں بھائی بھائی بنا دیا
الْحامد الْمحْمُود اَحْمدنا الَّذِيْ نجّى الْورى مِنْ حُفْرة النّيْران
خدا کا حقیقی ثنا گر اور خود قابل ستائش ہمارا احمد جس نے مخلوق کو جہنم کے گڑھے سے نجات دلوائی
ثُمّ الّذين اخْتارهُمْ مولاهُمْ لتحمُّلِ الْاخْبار والْقُرْآن
پھر سلام ہے ان پر جن کو ان کے پروردگار نے حدیث و قرآن کی امانت برداری کے لیے چنا
حازُوا الْفضائل ثُمّ فازُوْا بالْمُنى وسُقُوْا شراب الْفضْلِ والرِّضْوان
جو اپنے اندر فضائل کو جمع کر کے مقاصد میں کامیاب اور خدا کی مہربانی و خوشنودی کی شراب سے سرشار ہوئے

دیباچہ

جہاں جہاں نظر آئیں تمہیں لہو کے چراغ
مسافرانِ محبت! ہمیں دُعا دینا

ھوالموفق

سُبۡحٰنَکَ لَا عِلۡمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا

بڑے طویل انتظار کے بعد ''کفایت المفتی'' کی پہلی جلد ہدیۂ ناظرین کی جا رہی ہے۔ افسوس ہے کہ اس اہم کام کے انجام پذیر ہونے میں بہت تاخیر ہوئی لیکن سچ ہے کُلّ اَمرٍ مرہونٌ باوقاتہا۔ اس کے لیے یہی وقت مقدر تھا۔

حضرت العلام مفتی اعظم مولانا کفایت اللہ نور اللہ مرقدہٗ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں۔ آپ کے علم و فضل و تفقہ فی الدین کی امتیازی خصوصیت سے کون واقف نہیں۔ مبدء فیض نے آپ کو شروع سے ہی افتاء کا ذوق اور تفقہ فی الدین کا ملکہ خصوصی عطا فرمایا تھا۔

آپ دارالعلوم دیوبند سے شعبان ۱۳۱۵ھ مطابق دسمبر ۱۸۹۷ء میں فارغ التحصیل ہو کر اپنے وطن مالوف شاہجہان پور تشریف لے گئے اور جاتے ہی اپنے اولین استاذ حضرت مولانا عبیدالحق خان قدس سرہ کے سایۂ عاطفت میں ''مدرسہ عین العلم'' سے وابستہ ہوگئے۔ درس و تدریس اور افتاء کی خدمت انجام دینی شروع کر دی۔ اور پھر مولانا موصوف کی وفات کے بعد شوال ۱۳۲۱ھ مطابق دسمبر ۱۹۰۳ء میں شیخ الحدیث (صدر مدرس) اور مفتی کے عہدے پر دہلی تشریف لائے۔ عمر مبارک کے آخری ایام تک صبر و توکل کے ساتھ انہیں مشاغل میں منہمک رہے۔ تقریباً پچپن برس آپ نے تمام علوم و فنون کی تعلیم و تدریس کے ساتھ ساتھ خدمت افتاء انجام دی۔ اس نصف صدی سے زائد کے زمانے میں آپ کے فتاوی غیر منقسم ہندوستان کے علاوہ جاوا، سماٹرا، برما، ملایا، چین، بخارا، سمرقند، بلخ، بدخشاں، ختن، تاشقند، ترکستان، افغانستان، ایران، عرب، افریقہ اور انگلستان غرضیکہ جہاں بھی مسلمانوں کا وجود ہے، وہاں تک پہنچے۔ اندازہ نہیں کیا جا سکتا کہ اس طویل مدت میں آپ نے کتنے فتوے تحریر فرمائے۔ فتوی لکھنے کے لیے آپ نے کبھی کوئی وقت مقرر نہیں فرمایا۔ مدرسہ میں، گھر میں، چلتے پھرتے، دن

کو، رات کو، سفر میں، حضر میں غرضیکہ ہر وقت میں، ہر حال میں، ہر مقام میں آپ نے فتوی لکھا۔ حتی کہ بیماری کی حالت میں بھی فتوی لکھنے سے انکار نہ فرمایا۔ اگر کم سے کم ایک فتوی روزانہ کا اوسط لگایا جائے، تب بھی تیس ہزار فتوے ہوتے ہیں۔

درس و تدریس کے علاوہ مدرسہ امینیہ اور مدرسہ عالیہ فتحپوری کے انتظام و اہتمام کی ذمہ داریاں اور پھر سیاسی و ملی خدمات جلیلہ، جنگ آزادی میں شرکت و رہنمائی اور قید و بند کے مصائب۔ یہ سب مجاہدات بھی پورے انہماک سے جاری رہے اور خدمت افتاء بھی قائم رہی۔ مرض وفات میں بھی عیادت کے لیے حاضر ہونے والے حضرات کو مسائل بتانے اور سمجھانے کا مشغلہ جاری رہا۔ یہاں تک کہ وقت موعود آپہنچا اور مورخہ ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۷۲ھ (۳۱ دسمبر ۱۹۵۲ء) کو علوم نبویہ کا یہ رازداں اور دبستان دین کا [illegible] آغوش رحمت میں جا سویا۔ برد اللہ مضجعہ و نور ضریحہ۔ آپ کا مزار مبارک مہرولی میں ظفر محل کے پھاٹک کے نزدیک درگاہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے باہر واقع ہے۔

تقسیم ہند کے بعد احقر نے حضرت موصوف کی سوانح عمری لکھنے کا ارادہ کیا تھا۔ کافی عرصے تک اس کے لیے مواد اور یادداشتیں جمع کرتا رہا۔ ارادہ یہ تھا کہ سوانح عمری مرتب کرنے کے بعد فتاوی کی جمع تبویب کا اہم کام بھی شروع کیا جائے گا۔ ان دونوں کاموں کے لیے سہ روزہ اخبار الجمعیۃ دہلی کے مکمل فائل کی بھی سخت ضرورت تھی۔ جمعیۃ علمائے ہند کے یوم تاسیس سے ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۹۳۹ء تک تقریباً بیس سال آپ اس کے صدر بھی رہے۔ سہ روزہ الجمعیۃ اسی عہد مسعود کی یادگار ہے۔ علاوہ اس کے کہ آپ کی سیاسی و ملی خدمات کے تذکرے میں اس سے کافی مدد ملتی ہے۔ ایک مستقل کالم فتاوی کے لیے بھی مخصوص تھا۔ ''حوادث و احکام'' کے عنوان سے آپ کے فتاوی اخبار مذکور میں شائع ہوتے تھے۔ اس کا مکمل فائل نہ تو اخبار کے دفتر میں موجود تھا، نہ جمعیۃ علمائے ہند کے دفتر میں، نہ کسی لائبریری میں۔ بہرحال اللہ کا نام لے کر اخبار کے پرچے جمع کرنے شروع کیے۔ اور کچھ نہ پوچھیے کہ کیسی مشکلوں سے پانچ چھ برس تک دیوانہ وار جستجو میں لگے رہنے اور رقم کثیر صرف کرنے کے بعد فائل جمع ہوا۔

سوانح کی تسوید پہلے سے جاری تھی اور ابھی وہ ابتدائی منزلوں میں تھی کہ حضرت کی وفات کا سانحہ جاں گداز پیش آیا اور دل و دماغ کی دنیا زیر و زبر ہوگئی۔ آپ کی وفات کے بعد مدرسہ امینیہ دہلی کی مجلس منتظمہ نے احقر کی عزت افزائی فرمائی۔ نائب مہتمم کا عہدہ تجویز فرما کر انتظامی خدمت تفویض فرمائی۔ اگرچہ ضابطے میں عہدہ

نائب مہتمم کا تھا مگر عملی طور پر اہتمام وانتظام کی پوری ذمہ داری آپ ہی پر تھی۔ چنانچہ تقریباً ڈھائی سال نائب مہتمم رہنے کے بعد باضابطہ مہتمم کا عہدہ تفویض کر دیا گیا۔ بدلتے ہوئے حالات کی وجہ سے حضرت کی مصروفیات میں بے انتہا زیادتی ہو چکی تھی اور سوانح نگاری کا کام پہلے ہی ملتوی ہو چکا تھا۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے حضرت کا ارادہ تھا کہ فتاویٰ کی جمع وتبویب کا کام سوانح کی تکمیل کے بعد شروع کیا جائے گا۔ لیکن اب حالات بدل چکے تھے۔ بڑے غور وفکر کے بعد اس نے یہ فیصلہ کیا کہ چونکہ سوانح بالکل نامعلوم حالت میں ہے اگر اس کو جاری رکھا جائے تو طویل مدت درکار ہوگی اور اس سے زیادہ اہم کام یعنی تبویب وجمع فتاویٰ میں بہت زیادہ تاخیر ہو جائے گی۔ لہٰذا اب پہلے یہی شروع ہونا چاہیے۔ چونکہ یہ کام خالص علمی کام تھا۔ رفقاء واقربا سے مستدعی ہوا کہ اس اہم کام کو شروع کریں یا حضرات سے تعاون فرمائیں مگر افسوس کہ ان کے پاس اور ہی عزائم تھے۔ کسی نے حامی نہ بھری۔ اپنی کم علمی و بے بضاعتی کی وجہ سے سخت تردد تھا اور ہمت پست ہوئی جا رہی تھی۔ جب یاس اپنے انتہائی کمال پر پہنچی تو موفق حقیقی کے فضل وکرم نے سہارا دیا۔ اسی کی کارسازی پر بھروسہ کر کے فتاویٰ کو جمع کرنے اور مبوب کرنے کا عزم مصمم کر لیا اور یہ سوچ لیا کہ تبویب صحیح ہو یا غلط کم از کم اتنا تو ہوگا کہ فتاویٰ کا ذخیرہ یکجا ہو کر سامنے آ جائے گا۔ اس طرح تائید غیبی نے شر میں خیر کی صورت پیدا کر دی۔ ولا

خَيْرَ فِي مَنْ لَيْسَ يَعْرِفُ حَاسِدَهُ

اب سوال یہ پیدا ہوا کہ فتاویٰ کا ذخیرہ کہاں سے حاصل کیا جائے اور کیونکر مہیا کیا جائے؟ مدرسہ امینیہ میں جو کچھ تھا وہ ناکافی تھا۔ افسوس کہ نقول فتاویٰ کو محفوظ رکھنے کا معقول انتظام کبھی نہیں کیا گیا۔ آپ نے ۱۳۱۶ھ ۱۸۹۸ء سے فتویٰ لکھنا شروع کیا اور ۱۳۲۱ھ ۱۹۰۳ء میں دہلی تشریف لائے۔ لیکن مدرسہ امینیہ میں نقول فتاویٰ کا سب سے پہلا رجسٹر ربیع الاول ۱۳۵۲ھ مطابق جون ۱۹۳۳ء سے شروع ہوتا ہے۔ یعنی چھتیس برس فتویٰ لکھنے کے بعد نقول فتاویٰ کا انتظام ہوا۔ مگر یہ انتظام بھی ناکافی اور ناقص تھا۔ مدرسے میں آپ کے حین حیات میں صرف پانچ عدد رجسٹر نقول فتاویٰ تیار ہوئے۔ چار رجسٹر بھرے ہوئے ہیں چوتھے رجسٹر میں آخری فتویٰ مورخہ ۲۷ ذیقعدہ ۱۳۶۳ھ (اکتوبر ۱۹۴۴ء) کا ہے اس کے بعد آپ کی وفات تک آٹھ برس کے زمانے میں پانچویں رجسٹر پر صرف ۲۵ فتوے درج ہوئے ان رجسٹروں میں حضرت مفتی اعظم کے فتاویٰ کے علاوہ نائب مفتی حضرت مولانا حبیب المرسلین صاحب اور دیگر معاونین وتلامذہ کے فتاویٰ بھی محفوظ ہیں کل فتاویٰ کی تعداد تقریباً ۲۸۱۴ ہے۔

واضح ہو کہ آپ دارالافتاء مدرسہ امینیہ کے بھی اور دارالافتاء جمعیۃ علماء ہند کے بھی صدر مفتی تھے

جب فتاویٰ کی آمد اور آپ کے مشاغل میں زیادتی ہوگئی تو دونوں جلد نائب مفتی رکھے گئے جو آپ کی نگرانی میں کام کرتے تھے۔

اندراج فتاویٰ کے لئے کوئی مستقل محرر کبھی نہیں رکھا گیا آپ کی خدمت میں جو تلامذہ فن افتاء سیکھنے کے لئے حاضر ہوتے تھے اکثر نقل فتاویٰ کی خدمت وہی انجام دیتے تھے۔ یا دیگر طلبہ سے یا محرر مدرسہ سے نقل کرا لئے جاتے تھے۔ روزانہ کی ڈاک میں جو فتاویٰ روانہ ہوتے تھے وہ سب کے سب رجسٹر پر نہیں چڑھائے جاتے تھے۔ صرف اہم اور مفصل فتوے درج رجسٹر ہوتے تھے۔ بعض اہم فتاویٰ آپ اپنے قلم مبارک سے بھی نقل فرماتے تھے آپ کے قلم مبارک کی کچھ نقول رجسٹروں پر بھی موجود ہیں اور علیحدہ کاغذوں پر بھی ہیں جو گھر کے کاغذات میں دستیاب ہوئیں۔

ضروری تھا کہ موجودہ ذخیرہ کے علاوہ مزید ذخیرہ جمع کیا جائے۔ چنانچہ بار بار اعلان کیا گیا۔ اشتہار طبع کرایا گیا جو اب تک بھی مدرسہ کی روزانہ ڈاک میں رکھ کر مستقل طور پر بھیجا جا رہا ہے۔ جب باہر سفر میں جانے کا اتفاق ہوا تو لوگوں کو توجہ دلائی گئی اور اس طرح بھی کچھ فتوے دستیاب ہوئے۔ کچھ نقول فتاویٰ کی کتابیں گھر میں محفوظ تھیں۔ کچھ فتاویٰ مطبوعہ کتب میں تھے۔ غرضیکہ جو کچھ بھی جہاں سے ملا مجموعہ میں شامل کیا گیا۔ اور اس مجموعہ فتاویٰ کا نام کفایت المفتی رکھا گیا۔

حضرت کی وفات کے بعد سے یہ کام اب تک جاری ہے۔ اور قارئین کرام متحیر ہوں گے کہ سولہ برس میں بھی کفایت المفتی منظر عام پر نہ آسکا۔ اس کا ایک جواب تو محض اظہار ندامت اور اظہار افسوس ہے۔ لیکن کچھ نہ کچھ عذر پیش کرنا ہی پڑتا ہے۔ والعُذرُ عند کرام النّاس مقبولٌ۔

لغزشیں واصف کی جو مشہور دوراں ہوگئیں　　خوش نصیبی سے وہی فرصت کا ساماں ہوگئیں
ایک دو گھڑیاں ملی تھیں کام کی اس عمر میں　　ناگہاں دیکھا کہ غفلت میں گریزاں ہوگئیں
مل گیا اے ہمنشیں افسوس محنت کا صلہ　　نیکیاں جتنی تھیں نذر حریفاں ہوگئیں
ہوگیا پامال اپنا جذبۂ فکر و عمل　　دل کی ساری قوتیں مصروف طوفاں ہوگئیں
جلوہ افگن تھیں یہاں کیا کیا مبارک ہستیاں　　دیکھتے ہی دیکھتے نظروں سے پنہاں ہوگئیں
اب کہاں واصف میں وہ گذشتہ صحبتیں　　اب وہ باتیں مثل خواب پریشاں ہوگئیں

حقیقت یہ ہے کہ حضرت والد ماجد کی وفات کے بعد احقر کی ناتواں ہستی پر اس قدر پے در پے آفات

ومصائب کا نزول ہوا کہ زندگی کا نظام بالکل درہم برہم ہو گیا۔ اور خاص کر مدت کے ساتھ اتفاق کی تحقیق بڑا ہی کٹھن اور حوصلہ شکن ثابت ہوا۔ یہ جرعہ مرد آزما پینے کو پی تو لیا۔ لیکن اس کے عواقب و نتائج نے دن کا چین اور راتوں کی نیند حرام کر دی اور زندگی اجیرن بنا دی۔ حالات ایسے پیدا کیے گئے اور حادثات ایسے پیش آئے کہ دل کی ساری قوتیں اور دماغ کی ساری صلاحیتیں مدرسے کو سنبھالنے اور حالات کا مقابلہ کرنے میں صرف ہوتی رہیں۔ اور جسم وروح کی تازگی وتوانائی غم واندوہ اور الم واضطراب کی نذر ہوتی رہی۔ وقت یہ تماشہ دیکھتا رہا اور فاتحانہ مسکراہٹ کے ساتھ گزرتا رہا۔ اَنَّمَا اَشْکُوْبَثِّیْ وَ حُزْنِیْ اِلَی اللّٰہِ ○

لیکن ان تمام حوادث وسوانح اور تیرہ بختیوں کے باوجود نہاں خانۂ دل میں ایک چراغ جل رہا تھا۔ یعنی کفایت المفتی کا فکر ہر وقت تازہ تھا۔ اور یہی وہ فکر تھا جس نے شدید ترین صعوبتیں جھیل لینے اور کڑوے سے کڑوے گھونٹ پی جانے اور ہر قسم کی توہین وتحقیر برداشت کر لینے پر مجبور کر دیا۔

یہ دنیا ساز گار آئے نہ آئے لیکن اے وصفی
بہر صورت ہمیں جینا یہاں یوں بھی ہے اور یوں بھی

تبویب تو احقر نے حضرت کی وفات کے بعد شروع کر دی تھی۔ اور تبویب کے مطابق مسودہ کا کام بھی بہت کچھ نمٹ چکا تھا۔ پانچ سال کام کرنے کے بعد ملتوی کرنا پڑا۔ بہت عرصے تک ملتوی رہا۔ ایک اور صاحب کے بھی سپرد کیا گیا مگر کامیابی نہیں ہوئی۔ شروع ہوا پھر ملتوی ہوا۔ پھر شروع ہوا پھر ملتوی ہوا۔ بار بار ایسا ہوتا رہا۔ غرضکہ آٹھ سال تک تسلسل قائم نہیں رہ سکا۔

رفتم کہ خار از پا کشم محمل نہاں شد از نظر
یک لحظہ غافل بودم و صد سالہ راہم دور شد

آخر میں اب سے چار سال قبل پھر احقر نے بتوفیق ایزدی ہمت کر کے کام شروع کیا۔ اور کارساز حقیقی کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ پہلی جلد قارئین کے پیش نظر ہے۔ اس کے بعد انشاء اللہ بہت جلد دوسری جلد شائع ہوگی۔ پوری کتاب نو جلدوں میں شائع ہوگی، اور جو فتاویٰ اس اثناء میں دستیاب ہوں گے ان کو بھی شامل کر لیا جائے گا۔ اور جو طباعت کے بعد موصول ہوں گے ان کو آئندہ ایڈیشن میں شامل کرنے کے لیے محفوظ رکھا جائے گا۔

فتاویٰ کو مہیا کرنے اور جمع کرنے کے علاوہ تسوید کے وقت بڑی دشواریاں اور مشکلات پیش آئیں۔ رجسٹروں پر جن لوگوں نے فتاویٰ درج کیے تھے ان میں سے اکثر نہایت بدخط تھے۔ ان کے لکھے کو پڑھنے میں سخت محنت کرنی پڑی۔ بعض مرتبہ تو ایسا ہوا ہے کہ ایک ہی فتوے کو پڑھنے اور سمجھنے میں کئی کئی گھنٹے لگ گئے۔ عربی عبارتوں میں ناقلین نے اکثر غلطیاں کی ہیں۔ ان عبارتوں کو اصل کتابوں سے درست کیا گیا۔ حضرت مفتی اعظم نے جہاں

حوالے میں صرف کتاب کا نام تحریر فرمایا ہے صفحہ و باب وغیرہ نہیں تھا ان حوالوں کو اصل کتاب سے نکالنے میں بھی بہت وقت صرف ہوا۔ بہر حال جہاں عربی عبارت میں کچھ شک ہوا یا بدخطی کی وجہ سے صاف پڑھی نہیں گئی حتی الامکان اس کو اصل کتاب میں تلاش کر کے درست کر دیا گیا ہے۔ اور حوالہ کا صفحہ بھی درج کر دیا گیا ہے۔

فتاوی کو درج کرنے میں بہت احتیاط برتی گئی ہے۔ جو فتاوی ہم سے حاصل ہوئے ان میں سے صرف انہیں فتاوی کو شامل مجموعہ کیا گیا ہے جو خاص حضرت مفتی اعظم کے قلم مبارک سے تحریر کیے ہوئے تھے۔ اگر کسی نے نقل بھیجدی تو اس کو مجموعہ میں شامل نہیں کیا گیا۔ حضرت مفتی اعظم کا انداز نگارش اور ان کے ہاتھ کی تحریر کو احقر خوب اچھی طرح پہچانتا ہے۔ تالیف کے وقت اگر کسی تحریر کے متعلق پورا یقین حاصل نہیں ہوا اس کو الگ کر دیا گیا۔ جن سوالات کی عبارتیں بہت طویل تھیں ان کو حتی الامکان مختصر کر دیا گیا ہے۔ لیکن صرف اسی قدر کہ سائل کا مقصود فوت نہ ہونے پائے۔ اگر کسی فتوے میں مختلف قسم کے چند سوالات و جوابات تھے تو ان کو الگ الگ متعلقہ ابواب میں درج کر دیا گیا ہے۔ اس طرح ایک فتوے کے کئی فتوے بن کر شمار میں آئے ہیں۔

جو فتاوی عربی یا فارسی زبان میں ہیں ان کا ترجمہ بھی کر دیا گیا ہے۔ تبویب کے لیے عنوانات قائم کرنے میں اس امر کا خیال رکھا گیا ہے کہ عام فہم ہوں۔ جزئیات کو زیادہ سے زیادہ عنوانات پر تقسیم کیا گیا ہے تاکہ مسائل کو تلاش کرنے میں سہولت ہو۔

اس مجموعے میں سب سے قدیم فتوی جو دستیاب ہو سکا وہ ۱۳۱۹ھ کا ہے جب کہ آپ مدرسہ عین العلم شاہجہانپور میں مدرس تھے۔ اس پر آپ کے وطنی استاد مولانا عبید الحق خان اور دیگر علمائے شاہجہانپور کے دستخط اور مہریں ثبت ہیں۔ یہ فتوی سنت فجر کے متعلق ہے۔ جو انشاء اللہ تیسری جلد میں آئے گا۔

جو فتاوی جمع کیے گئے ہیں وہ تین قسم کے ہیں۔ اول وہ فتاوی جو نقول فتاوی کے رجسٹروں میں سے لیے گئے ہیں۔ ایسے فتاوی کی پہچان یہ ہے کہ لفظ المستفتی پر نمبر بھی ہے اور مستفتی کا نام و مختصر پتہ اور تاریخ روانگی بھی درج ہے۔ بعض جگہ سوال نقل نہیں کیا گیا ہے بلکہ لفظ "جواب دیگر" کے اوپر مستفتی کا نمبر ڈال دیا گیا ہے۔

دوسرے وہ فتاوی جو سہ روزہ "الجمعیۃ" سے لیے گئے ہیں۔ ان میں لفظ سوال کے نیچے حوالہ لکھا گیا ہے۔

تیسرے وہ فتاوی جو گھر میں موجود تھے یا ہم سے حاصل کئے گئے یا مطبوعہ کتابوں میں سے لیے گئے لفظ جواب کے شروع میں جو نمبر لکھا گیا ہے وہ مجموعہ میں شامل فتاوی کی کل تعداد ظاہر کرنے کے لئے سیریل نمبر ہے۔

یہ جلد اول جو آپ کے پیش نظر ہے اس میں کل فتاویٰ چار سو انیس ہیں۔

تفصیل اقسام یہ ہے

رجسٹروں سے ۲۸۴	الجمعیۃ سے ۶۶	متفرق ۶۹	کل ۴۱۹

ابواب وعنوانات کے لیے علیحدہ علیحدہ سادہ کاغذ کی کتابیں بنائی گئی تھیں۔ ہر ایک مسئلے کو اسی باب وعنوان کے تحت درج کیا گیا جس سے اس کا تعلق تھا۔ اس طرح مسودہ تیار ہوا جو فل سکیپ سائز کے تین ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے تیار ہونے کے بعد اس کی تصحیح ومقابلہ بامعان نظر کیا گیا۔

احقر نے مسودہ کو لفظاً لفظاً پڑھا اور مقابل نے اصل کو دیکھا۔ تصحیح ومقابلہ میں احقر کی رفیقہ حیات نے باحسن وجوہ شرکت اور پورا تعاون کیا۔ اور کبھی کبھی فرزند سعید برخوردار مولوی انیس الرحمن فاضل دیوبند شریک کار رہے۔ اور یہ تصحیح ومقابلہ کا کام تقریباً ایک سال میں مکمل ہوا۔

غرضکہ اب پھر دوبارہ تقریباً چار سال تک مسلسل محنت شاقہ اور عرق ریزی کے بعد مسودہ پورا ہوا۔

فالحمد للہ علی منہ وکرمہ والشکر لہ اولاً وآخراً۔

ہنر واصف کا اس میں کچھ نہیں ہے　　وہ کوئی اور ہی خلوت نشیں ہے
وہ اپنا کام لے لے جس سے چاہے　　مگر کی پاید سید راہم گیا ہے
بایں کم مایگی اس کا کرم ہے　　یہاں کیا ہے بزرگوں کا بھرم ہے
تری توفیق سے فائز ہے بندہ　　خدایا شکر سے عاجز ہے بندہ

اب حضرات اہل علم اور ارباب فن کی خدمت میں گزارش ہے کہ اگر انہیں ترجمہ میں کوئی لغزش وکوتاہی نظر سے گزرے۔ نیز تبویب میں اگر کوئی مسئلہ غلط جگہ درج ہو گیا ہو یا فرہنگ اصطلاحات میں کوئی غلطی ہو تو احقر کی کم علمی اور قصورِ فہم پر محمول فرمائیں اور احقر کو آگاہ فرمائیں

ورنہ نکتہ چینیوں سے میں کچھ عرض کرنا نہیں چاہتا۔

دشمنوں کی حرف گیری سے نہ ہو واصف ملول　　نقد دل بازار رسوائی میں پرکھا جائے گا

آخر میں قارئین کرام سے گزارش ہے کہ حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی جلیل القدر خدمات کے پیش نظر اپنے مخصوص اوقات کی دعاؤں میں ان کی ذات گرامی کو یاد رکھیں اور ایصال ثواب فرمائیں۔

اور اگرچہ اس موقع پر یہ نامناسب ہی ہے مگر حضرت سلیمان علیہ السلام کے تذکرے کے ساتھ ایک

مور یا ہدہد کا تذکرہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی عظمت میں کسی قسم کے نقص کا موجب نہیں۔ احقر بے انتہا محتاج ہے آپ حضرات کی دعاؤں کا کہ بالکل بے بضاعت اور فقیر ہے۔

رہے دنیا سے بھی محروم اور دیں سے بھی غافل
یہ عمر چند روزہ رائیگاں یوں بھی گئی اور یوں بھی

البتہ بفحوائے لا تقنطوا من رحمة الله ایک شمع شوق و تمنا سینہ خستہ دل میں روشن ہے اور ان شاء اللہ روشن رہے گی۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين۔

احقر حفیظ الرحمان واصف ابن حضرت علامہ مفتی اعظم مولانا کفایت اللہ
مدرسہ امینیہ اسلامیہ کشمیری دروازہ دہلی
مورخہ ۲۴ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ
(مئی ۱۹۶۹ء)

تاریخ تکمیل مسودہ

اے وہ کہ تیرا دامن ہے بیکسوں کا ماویٰ
اے وہ کہ تیری رحمت ہر درد کا مداوا

تیرے کرم سے میری مشکل ہوئی ہے آسان
سب ہو گئے مرتب بکھرے ہوئے فتاویٰ

عبرت فزا ہیں بیحد اس ناتواں کے حالات
غفلت کا معصیت کا آنکھوں پہ ہے غشاوہ

ہمت بھی ہے شکستہ منزل بھی بے نشاں ہے
چاروں طرف سے غم نے دل پر کیا ہے دھاوا

لیکن یہ ہے کرشمہ تائید ایزدی کا
رحمت نے ہر قدم پر دل کو دیا بڑھاوا

سولہ برس سے پیہم اپنا سفر ہے جاری
کھولا نہیں ہے دم بھر اس راہ میں کجاوہ

بارے بفضل باری منت کی کاوشوں سے
تیار ہو گیا یہ مجموعۂ فتاویٰ

تخریج وتحشیہ بھی تصحیح وترجمہ بھی
کافی ہوئی ہے محنت تبویب کے علاوہ

ہے ایک یادگار مفتی کفایت اللہ
کیا خوب سال ہجری ہے ارخ الفتاویٰ

۸۵ ھ ۱۳
۱۳ ۸۹

کیا لا سکے گا واصف جز تحفۂ ندامت
باایں حیات ہرزہ باایں کلام یاوہ

پہلا باب
دارالاسلام اور دارالحرب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العلمين والعاقبة للمتقين والصلوة والسلام على رسوله محمد واله واصحابه اجمعين۔ اما بعد۔

دارالحرب میں بینک کی ملازمت

(سوال) کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ بینک کی وہ ملازمت جس میں سود کا حساب کتاب و مجموعہ آمد و صول باقی کرنا پڑتا ہے، یہ ملازمت اہل اسلام کے لئے شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

المستفتی۔ احقر عبد محمد یوسف تھانوی کلرک دفتر بھیری بیت دہلی۔ مورخہ ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۴۲ھ م ۲۲ اپریل ۱۹۲۴ء)

(جواب ۱) سرکاری بینک کی ملازمت اس حیثیت سے کہ اس میں سود کا کاروبار ہوتا ہے ناجائز نہیں ہے کیونکہ حالت موجودہ گورنمنٹ برطانیہ محارب ہے اور ہندوستان دارالحرب ہے۔(۱) اور اس میں گورنمنٹ سے سود لینا ناجائز نہیں ہے۔(۲) لیکن سرکاری بینکوں میں قصداً روپیہ جمع کرنا اور اس کے ذریعے سے ایک قسم کی امداد پہنچانی درست نہیں۔(۳) فقط۔

ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالامن؟

(ازاخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی مورخہ ۷ رجب ۱۳۴۴ھ مطابق ۲۲ جنوری ۱۹۲۶ء)

(سوال) واقعات حاضرہ سے دریائے اضطراب اس حد تک ناپیدا کنار ہے جس قدر زور و شور سے مرد ہند بیتاب ہیں اس کا اندازہ نہیں شعر و سخن ذیل پر ثبت کر کے متمنی ہوں کہ ازراہ شفقت مفصل و شرح دلائل سے جواب مرحمت

---

(۱) ہندوستان کے دار حرب ہونے نہ ہونے میں اختلاف ہے، ایک جماعت کی رائے یہی ہے جو حضرت مفتی صاحب نے تحریر فرمائی ہے، ان حضرات کا مستدل مندرجہ ذیل ہے: «لا تصير دار الاسلام دار الحرب الا بامور ثلاثة الخ وفي الشامية وبالانضمام واحد لاغير، وهو ظهور حكم الكفر» (رد المحتار مع التنوير وشرحه ۴/ ۱۷۴، ط سعید) جبکہ دوسرے حضرات کی رائے اس کے خلاف ہے، تفصیل کے لئے (اعلاء السنن ۱۲/ ۳۶۵)

(۲) لا ربا بين المسلم والحربي في دار الحرب (نصب الراية ۴/ ۴۴، دار المأمون الطبعة الاولى) ذكر عن مكحول عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا ربا بين المسلمين وبين أهل دار الحرب في دار الحرب (اعلاء السنن ۱۴/ ۳۳۳) یہ امام اعظم اور امام محمد کا قول ہے، بعض علماء نے اس پر فتویٰ دیا ہے، امام ابو یوسف اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک دار الحرب میں بھی سود جائز نہیں۔ دیکھئے امداد الفتاویٰ (۳/ ۱۵۵) امداد الاحکام ۱/ ۱۷۴، "اعلاء السنن" ۱۴: ۲۳۲

(۳) "ولا تعاونوا على الاثم والعدوان" (المائدة: آیۃ: ۲)

فرما کر مضطرب قلوب کو موقع تشفی عطا فرمائیں۔ رباعی

مشرک کے جور و ظلم سے ہر دم غضب میں ہے بیتاب اہل ہند ہیں خدشہ عرب میں ہے
دارالامن کا ہند کہ دارالحرب ہے ہند اب معلوم بتادو لکھا یہ کتب میں ہے
پریشان خاطر شاد صابری

(جواب ۲) بہتر یہ تھا کہ سوال و شعر کے بجائے یک مختصر فقرے میں کہ "ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالامن ؟" دریافت کیا جاتا۔ مگر خیر جواب عرض کیا جاتا ہے۔ ہندوستان کے دارالحرب ہونے نہ ہونے میں علماء کا اختلاف ہے(۱) اور میرے نزدیک نہ پورا دارالحرب ہے نہ پورا دارالاسلام۔ بعض احکام میں مثلاً جواز جمعہ و عیدین وغیرہ دارالاسلام ہے(۲) اور بعض احکام مثلاً محاربہ اور گورنمنٹ سے سود لینے میں دارالحرب ہے۔ اگرچہ اختلاف علماء کی وجہ سے احتیاط اسی میں ہے کہ مسلمان سود لینے کا ارادہ کر کے گورنمنٹ کے بنکوں میں روپیہ جمع کرنے کی عادت نہ ڈالیں(۳) تاہم جمع شدہ روپے کا سود گورنمنٹ کے پاس چھوڑیں بھی نہیں۔(۴) محمد کفایت اللہ غفرلہ

دارالحرب کے کفار سے سود لینے کا فتویٰ۔

(سوال) دارالاسلام اور دارالحرب کی کیا تعریف ہے؟ دارالحرب میں اہل کتاب کفار وغیرہ سے سود لینا جائز ہے یا نہیں؟ زید و بکر اخذ ربوا من غیر المسلمین میں باہم مختلف ہیں۔ زید کہتا ہے کہ ہندوستان میں بعد شعار کفر بلاخوف کھلم کھلا علی الاعلان کئے جاتے ہیں۔ دوسرے اجرائے حدود و قصاص و قتل مرتد کی طاقت نہیں۔ تیسرے ساردا ایکٹ اور فریضہ حج میں ناجائز قیود کے ذریعہ گورنمنٹ نے مداخلت فی الدین شروع کردی ہے۔ تحریک شہید گنج وغیرہ میں محض اعلائے کلمۃ الحق و تبلیغ کلمۃ الحق کے جرم میں سینکڑوں علماء زیر تحقیق ہیں لہٰذا ہندوستان دارالحرب ہے اس میں اہل کتاب وغیرہ کفار سے اخذ ربوا جائز ہے۔ عمرو کہتا ہے کہ ہم اذان دیتے ہیں، نماز، جماعت، جمعہ، عیدین ادا کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ دارالاسلام ہے اور اخذ ربوا ناجائز ہے۔ زید جواب میں کہتا ہے کہ ان اعمال صالحہ میں اس وقت تک آزادی ہے جب تک کہ یہ امور تعزیرات ہند کے کسی قانون سے نہ مٹ جائیں۔ اگر دفعہ ۱۴۴ وغیرہ و آرڈیننس کے ذریعہ حکومت ان کاموں کو روکنا چاہے تو مسلمانان ہند میں اتنی سیاسی قوت نہیں جس کے بل بوتے پر وہ مقابلہ کر سکیں۔ جیسا کہ ساردا ایکٹ کے معاملے میں اور شہید گنج کی تحریک میں اور معاملہ فریضہ حج میں مسلمان باوجود انتہائی کوشش کے کامیاب نہ ہو سکے۔

المستفتی نمبر ۳۷۲ شیخ محمد صاحب خطیب مسجد جامع پسرور ۲۰ محرم ۱۳۵۳ھ م ۵ مئی ۱۹۳۴ء

نوٹ:۔ فتویٰ سے استفادہ کرتے وقت تاریخوں کے تقدم و تاخر کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ واصف

۱۔ دیکھئے: اعلاء السنن ج ۱۲، ص ۳۲۵ ادارۃ القرآن کراچی
۲۔ واما فی بلاد علیہا ولاۃ کفار فیجوز للمسلمین اقامۃ الجمع والاعیاد (الشامیہ ۴ / ۱۷۵ سعید)
۳۔ وقد اتفقت الائمۃ علی ان الخروج من الخلاف مستحب فقط (اعلاء السنن ۱۴ / ۳۶۶)
۴۔ اس رقم کا ان کے پاس چھوڑنا معصیت پر تعاون ہے، جو کہ درست نہیں، مواضع تعارض حلت و حرمت میں احتیاط اولیٰ ہے۔

(جواب ۳) ہندوستان کے دار الحرب ہونے میں تو زید کا بیان صحیح ہے۔(۱) لیکن سود لینے کا فتویٰ علی الاطلاق دینا مسلمانوں کے لئے خطرناک ہے کہ سود کی حرمت کی اہمیت ان کے ذہن سے نکل جائے گی۔(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

دار الحرب میں قائم کفار کی کمپنی سے بیمہ کرانا

(سوال) زید ایک ہندوستانی مسلمان ہے۔ اس کی خواہش ہے کہ بچوں اور بیوی کی آئندہ بہبودی کے لئے اپنی جان کا بیمہ کرائے۔ جس بیمہ کمپنی میں وہ بیمہ کرانا چاہتا ہے وہ انگلستان میں ہے کمپنی کے حصہ دار، [illegible] وغیرہ بھی انگریز ہیں۔ ہندوستان میں کاروبار کرنے کے لئے کمپنی کی ایک شاخ ہے۔ شرعاً کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۱۷۱۶ محمد حسین بی۔ اے، بی ٹی ہیڈ [illegible] فراش خانہ دہلی۔ ۱۱ شعبان ۱۳۵۵ھ م ۹ نومبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۴) ہندوستان کے دار الحرب ہونے کی بنا پر زید کو جائز ہے کہ وہ انگلستان کی کمپنی میں زندگی کا بیمہ کرائے۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

دار الحرب میں جمعہ، عیدین اور سود لینے کا حکم

(سوال) ہمارے پٹھان لوگ آپس میں جھگڑتے ہیں کہ یہ ملک دار الحرب ہے یا نہیں۔ اگر یہ ملک دار الحرب ہو تو بیان فرماویں جو کہ پٹھان لوگ [illegible] لیتے ہیں تو [illegible] ہوتا ہے۔ نیز جمعہ کی نماز اس ملک میں جائز ہے یا نہیں۔ اگر جمعہ کی نماز جائز ہے تو احتیاطی چار رکعات وہ بھی جائز ہیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۷ ل محمد خان پٹھان (بمبئی) ۲۵ شوال ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۱ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۵) اگر دار الحرب بھی ہو جب بھی غیر مسلموں سے سود لینا (ان کی رضامندی سے) جائز ہے۔(۵) مسلمانوں سے یا [illegible] مسلموں سے لینا روا نہیں(۶) جمعہ کی نماز جائز ہے(۷) ظہر احتیاطی پڑھنا نہیں چاہئے۔

محمد کفایت اللہ

وهي البلاد التي ليس للمسلمين عليها ولاية وسلطان، ولا تقام فيها اكثر شعائر الاسلام
(حاشیۃ الفقہ الاسلامی وادلتہ ۸ / ۳۹ مکتبہ حقانیہ) یہ ایک رائے ہے، دوسری رائے اس کے خلاف ہے

۲۔ قد اتفقت الائمة [illegible] (اعلاء السنن ۱۴ / ۳۶۵) على ان الخروج من الخلاف مستحب قطعا (اعلاء السنن ۱۴ / ۳۶۶)

۳۔ بیمہ سود اور قمار سے مرکب ہے [illegible] دار الحرب میں ان عقود فاسدہ کے جواز کے قول [illegible] یہ فتویٰ دیا گیا ہے [illegible] حضرات [illegible] دار الحرب میں بھی ناجائز کہتے ہیں۔ دیکھئے امداد الفتاوی ۳ / ۱۶۱

۴۔ لان ماله ثمه مباح فيحل برضاه مطلقا (الدر المختار ۴ / ۱۷۵)

۵۔ احترز بالحربي عن المسلم الاصلي والذمي، وكذا عن المسلم الحربي اذا هاجر الينا الخ (الشامية ۵ / ۱۸۶ ط س)

۶۔ وما في بلاد عليها ولاة كفار فيجوز للمسلمين اقامة الجمع والاعياد (الشامية ۵ / ۱۷۵ سعيد)

۷۔ في البحر قد افتيت مرارا بعدم صلوة الاربع بعدها بنية آخر ظهر (الدر مع الرد ۲ / ۱۳۷ سعيد)

ہندوستان کا دار الحرب ہونا قوی اور راجح ہے

(سوال) حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے لحاظ سے ہندوستان دار الحرب ہے یا دار الاسلام؟ نیز شیخینؒ کی رائے کے لحاظ سے بھی؟ اور فتویٰ کس پر ہے؟

المستفتی نمبر ۷۰۲ محمد اسحاق (کاٹھیاواڑ) ۲ ذی قعدہ ۱۳۵۴ھ م ۸ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۶) ہندوستان کے دار الحرب ہونے کی رائے قوی اور راجح ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ

دار الحرب میں کفار سے سود لینا اور اس کو فقراء اور مساکین پر خرچ کرنا

(سوال)

(۱) ہندوستان دار الحرب ہے یا نہیں؟

(۲) اگر دار الحرب ہے تو کافروں سے مسلمان سود لے سکتا ہے یا نہیں؟

(۳) (الف) جس مسلمان کی رقم ڈاکخانہ میں رکھی ہوئی ہے وہ اپنی رقم کا سود ڈاکخانہ سے لے سکتا ہے یا نہیں؟ (ب) اگر لے سکتا ہے تو اس سود کو اپنی ذات پر یا کسی اسلامی ادارہ پر یا غیر مستطیع طلبہ پر خرچ کر سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۰۱۳ حبیب احمد (ٹیتھی ضلع کرنال) ۲ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۲۳ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۷) (۱) ہندوستان بقول راجح دار الحرب ہے۔ (۲)

(۲) ہاں حربی کافروں سے دار الحرب میں مسلمان کو سود لینا مباح ہے۔ (۳) مگر چونکہ ہندوستان کے دار الحرب ہونے میں اختلاف ہے اس لئے مسلمانوں کو ربا خوری سے بچنا احوط ہے۔ (۴)

(۳) ڈاکخانہ سے ضرور اپنی رقم لے لے اور مساکین و یتامیٰ پر خرچ کر دے یا طلبہ کو دے دے۔ (۵)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

ہندوستان سے ہجرت کرنا ضروری ہے نہ اس میں مسلمانوں کا آپس میں سودی لین دین جائز ہے

(سوال) کیا ہندوستان اور بلوچستان دار الحرب ہے یا دار الاسلام۔ اور کیا دار الحرب سے مسلمانوں کو دار الاسلام کو ہجرت کرنا واجب اور لازمی ہے یا نہیں۔ اور کیا یہ طریقہ یعنی سودی کاروبار کرنا دار الحرب میں جس مسلمانوں کا بعض مسلمانوں سے جائز ہے یا نہیں؟

۱۔ وقالا: بشرط واحد لا غیر وهو اظهار حکم الکفر وهو قیاس" (الشامیة ۴/ ۱۷۴ سعید) بعض علماء نے دوسرے قول کو ترجیح دی ہے۔ دیکھئے (اعلاء السنن ۱۴/ ۳۶۵)

۲۔ وقالا: بشرط واحد لا غیر وهو اظهار حکم الکفر وهو قیاس (الشامیة ۴/ ۱۷۴ سعید) بعض علماء نے دوسرے قول کو ترجیح دی ہے۔ دیکھئے (اعلاء السنن ۱۴/ ۳۶۵)

۳۔ لان ماله ثمه مباح فيحل برضاه مطلقا (الدر مع الرد ۵/ ۱۸۶ سعید) یہ ایک قول ہے، دوسرا قول عدم جواز کا ہے۔ دیکھئے امداد الفتاویٰ ۳/ ۵۵، امداد الاحکام ۱/ ۶۴۷

۴۔ دیکھئے "اعلاء السنن" ۱۴/ ۳۶۵-۳۶۶

۵۔ یہ رقم عیسائی مشنریوں کو دی جاتی تھی اور وہ اس کو کفر کی تبلیغ کے لئے استعمال کرتے تھے اس لئے یہ فتویٰ دیا جاتا تھا۔

المستفتی نمبر ۱۰۱۱ مولوی عطاء اللہ صاحب کوئٹہ (بلوچستان) ۱۹ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ م ۱۰ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۸) ہاں ہندوستان اور بلوچستان جو حکومت انگریزی کے تحت محکوم ہیں دار الحرب ہیں(۱) اور دار الحرب میں عقود ربویہ حربی کافروں کے ساتھ جائز ہیں۔(۲) مگر ہجرت اس لئے فرض نہیں کہ ادائیگی فرائض ممکن ہے۔(۳) لیکن مسلمانوں کو عقود ربویہ کی اجازت(۴) دو وجہ سے دینا مشکل ہے۔ اول یہ کہ دار الحرب ہونے میں بعض علماء کا اختلاف ہے اس سے شبہ ربوا کا متحقق ہو سکتا ہے۔ دوم یہ کہ دار الحرب میں بھی مسلمانوں کو آپس میں سود لینا دینا بقول راجح جائز نہیں ہے۔(۵) اور ربوا کی مروجہ صورتوں میں مسلمانوں کی شرکت اکثری طور پر لازمی ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

ہندوستان دار الحرب ہے

(سوال) ہندوستان واقعی اس وقت دار الحرب ہے؟ اگر ہے تو کیوں؟ اگر نہیں تو کیسے؟

المستفتی نمبر ۱۹۱۱ محمد دانیال صاحب (لاہور) ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ م ۱۲ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۹) ہندوستان دار الحرب ہے۔(۶) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

دار الحرب کی تعریف اور ہندوستان کے مسلمانوں کی ذمہ داریاں

(سوال) (۱) دار الحرب سے کیا مطلب ہے (۲) آیا اس وقت ہندوستان دار الحرب ہے یا نہیں اگر نہیں تو کیوں (۳) اگر ہے تو مسلمانوں پر کیا فرض ہے۔

المستفتی محمد رفیع صاحب (الہ آباد) ۲۴ جمادی الاول ۱۳۵۸ھ م ۱۳ جولائی ۱۹۳۹ء

(جواب ۱۰) (۱) دار الحرب وہ ملک ہے جس میں کفار کی خود مختار حکومت ہو جو اپنی مرضی کے موافق احکام جاری کرنے پر قادر ہو۔(۷)

(۲) ہندوستان یقیناً دار الحرب ہے۔

(۳) مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ حسب استطاعت امارت شرعیہ قائم کرنے اور اسلامی حکومت عدل کے اجراء میں آزادی حاصل کرنے کی کوشش کریں اور مسلسل جدوجہد جاری رکھیں۔(۸) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

لہ یہ نقل مطابق نقل ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہاں اصل میں لفظ اسلامی حکومت کے بجائے "اسلامی حدود" ہے۔ واصف عفی عنہ۔

۱۔ وقال ابو یوسف ومحمد: بشرط واحد لا غیر، وهو اظهار حکم اهل الکفر وهو القیاس" (هندیه ۲/ ۲۳۲ ماجدیه) (اعلاء السنن ۱۴/ ۳۶۵ ادارة القرآن)

۲۔ لان ماله ثمه مباح فیحل برضاه مطلقا" (الشامية ۵/ ۱۸۶ سعید) دیکھیے امداد الفتاوی ۲/ ۱۵۵

۳۔ والثانی قادر لکنه یمکنه اظهار دینه واداء واجباته ومستحبه (تکمله فتح الملهم ۳/ ۳۷۳)

۴۔ دیکھیے اعلاء السنن حوالہ بالا

۵۔ لکن مدلوله جواز الربا بین مسلم اصلی مع مثله، ومع مسلم هاجر منهم وهو غیر صحیح" (الشامية ۵/ ۱۸۶ سعید)

۶۔ دیکھیے حاشیہ نمبر ۱

۷۔ هی البلاد التی لیس للمسلمین علیها ولایة، ولا یقام فیها اکثر شعائر الاسلام وشرائعه (الفقه الاسلامی وادلته ۸/ ۳۹ مکتبه حقانیه)

۸۔ اما فی البلاد علیها ولاة کفار ویجب علیهم طلب وال مسلم" (الشامية ۴/ ۱۷۵)

دارالحرب ہونے کی شرائط اور دارالحرب میں سودی لین دین

(سوال) (۱) ہندوستان دارالحرب ہے یا نہیں؟

(۲) دارالحرب میں کفار سے بیاج لینا ان کو دینا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) دارالحرب ہونے کی کون کون سی شرط ہے؟

المستفتی۔ نمبر ۲۴۳۴ محمود شمس الدین صاحب (گجرات) ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۵۹ھ ۱۷ جولائی ۱۹۴۰ء

(جواب ۱۱) (۱) ہندوستان دارالحرب ہے مگر دارالحرب کے تمام احکام یہاں جاری نہیں(۱)

(۲) ہندوستان میں مسلمانوں کو سود لینا دینا بوجہ شبہ کے جائز نہیں۔ یعنی ہندوستان کے دارالحرب ہونے میں علماء کے اختلاف کی وجہ سے شبہ پیدا ہو گیا ہے۔(۲)

(۳) جو ملک ایک بار دارالاسلام ہو چکا ہو اس کے دارالحرب بننے میں امام اعظم رحمۃ اللہ کے نزدیک تین شرطیں ہیں۔ اول یہ کہ اس میں حکومت سابقہ کی کوئی شرط امن و ذمہ داری یا معافی باقی نہ رہے۔ دوم یہ کہ احکام اسلامی جاری نہ رہیں۔ تیسرے یہ کہ اس کا دارالاسلام سے اتصال باقی نہ رہے۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

ہندوستان میں سود کا جواز

(سوال) ہندوستان کے دارالحرب ہونے میں اب تو کوئی شک نہیں معلوم ہوتا۔ تو کیا اب سود لینا جائز ہوگا۔ اور اس کا استعمال جائز ہوگا؟

المستفتی۔ نمبر ۲۸۱۲ سلیمان موسیٰ حافظی بارڈولی ضلع سورت۔ ۱۸ ربیع الاول ۱۳۷۰ھ
(۲۸ دسمبر ۱۹۵۰ء)

(جواب ۱۲) ہندوستان اگرچہ پہلی حالت میں نہیں رہا، مگر دارالحرب نہیں بنا۔ بلکہ یہاں کی حکومت قانوناً مشترک حکومت ہے۔ جس میں مسلمان بھی شامل ہیں۔ اس لئے سود کا جواز سمجھ میں نہیں آتا۔(۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

۱۔ یعنی دارالحرب [illegible]
[illegible]
۲۔ دیکھئے (امداد المفتین ۱۳، ۳۶۵)
۳۔ لا تصیر دار الاسلام دار حرب الا بامور ثلاثة احدها بإجراء احکام اهل الشرک علی سبیل الاشتهار وان لا یحکم فیها بحکم الاسلام والثانی ان تکون متصلة بدار الحرب ولا تتخلل بینهما بلد من بلاد الاسلام والثالث ان لا یبقی فیها مؤمن ولا ذمی آمنا بامانه الاول (هندیه ۲ / ۲۳۲ ماجدیه کوئٹه)
۴۔ ولو اجریت احکام المسلمین واحکام اهل الشرک لا تکون دار الحرب (طحطاوی علی الدر ۲ / ۴۶۰ طبع دار المعرفه بیروت)

دوسرا باب

اسباب نجات

نیکوکار کافر و مشرک کی نجات نہ ہوگی۔

ایک شخص خاندانی مسلمان ہے اور خود بھی نہایت پابند صوم و صلوٰۃ ہے۔ تہجد گزار ہے ذکر و شغل کا بھی عادی ہے۔ وضع ظاہری بھی شریعت اسلام کے مطابق رکھتا ہے۔ لیکن زندگی اس کی مکر و فریب، کذب و افتراء، ایذاء رسانی و قطع رحم میں بسر ہوتی ہے۔ دوسرا شخص قوم کا برہمن پشتینی کافر و مشرک ہے، اس کے گلے میں بتوں کی ہیکل پڑی

رہتی ہے، رات دن پوجا پاٹ کرتا رہتا ہے، مگر اسی کے ساتھ اس کی زندگی خلق اللہ کی خدمت، یتامیٰ کی پرورش، بیواؤں کی ہمدردی میں بسر ہوتی ہے اور اس کی ذات یکسر امن و سکون ہے۔ براہ کرم مذہب اسلام کے نقطہ نظر سے بتائیے کہ ان دونوں میں کون ناجی ہے اور کون ناری؟ یا دونوں ناجی ہیں یا دونوں ناری؟ اگر آپ چاہیں تو سند از قرآن، حدیث و اقوال اکابر کا حوالہ دے دیں، ورنہ اس کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔

مجھے صرف جناب کی رائے بحیثیت ایک عالم دین ہونے کے درکار ہے۔ میں پندرہ دن تک جناب کے فتویٰ کا انتظار کروں گا۔

المستفتی نیاز فتح پوری ایڈیٹر رسالہ نگار لکھنؤ۔

جواب ۱۴) اسلامی اصول کے موافق نجات کے لئے ایمان لازم ہے۔ مشرک کے لئے نجات نہیں ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔

ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذٰلك لمن يشآء (نساء) ۱

یعنی اللہ اس کو نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے، اور اس کے علاوہ جسے چاہے گا بخش دے گا۔ یعنی شرک کی مغفرت کے ساتھ مشیت ایزدی متعلق ہی نہ ہوگی۔ خازن میں ہے۔

ومعنى الآية ان الله لا يغفر لمشرك مات على شركه ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء يعني ويغفر ما دون الشرك لمن يشاء من اصحاب الذنوب والآثام۔ (خازن ص ۴۵۳ مصر ج ۱)

آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ مشرک کو جو مشرک ہونے کی حالت میں مر جائے نہیں بخشے گا اور شرک کے علاوہ دوسرے گناہوں اور جرائم والوں میں سے جسے چاہے گا بخش دے گا (خازن جلد ۱ ص ۴۵۳ مطبوعہ مصر جلد اول)

اور حدیث میں ہے۔ ثم امر بلالا فنادى في الناس انه لا يدخل الجنة الا نفس مسلمة۔ (بخاری جلد اول ص ۴۳۱) ۲

یعنی پھر حضور انور ﷺ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا تو انہوں نے لوگوں میں پکار کر کہہ دیا کہ جنت میں صرف نفوس مسلمہ داخل ہوں گے۔

---

۱ [illegible]

۲ بخاری شریف ۱/۴۳۱ (قدیمی کتب خانہ)

ہاں جو مسلمان کہ ایمان واسلام کے ساتھ گناہوں کا مرتکب بھی ہوگا اگر توبہ کرکے نہ مرے تو اس کو گناہوں کے بدلے جہنم کا عذاب دیا جائے گا۔ یعنی وہ عذاب دیئے جانے کا مستحق ہے اگر حق تعالیٰ چاہے تو اس کو بغیر عذاب دیئے بخش دے اور چاہے عذاب دے کر بالآخر نجات دے۔(۱) کافر اور مشرک کے پاس نجات کی اساسی شرط اور رضائے حق تعالیٰ کی کلید یعنی ایمان نہیں۔ اس لئے وہ نجات جس کو رضائے مولیٰ کے حصول یا وصول الی اللہ سے تعبیر کیا جاسکتا ہے نہیں پاسکتا۔ نہ نجات کا مستحق قرار دیا جاسکتا ہے۔(۲)

انسانی روح کی منزل مقصود رضائے مولیٰ یا بالفاظ دیگر وصول الی اللہ ہے۔ اس منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے جس قوت کی ضرورت ہے وہ ایمان کی قوت (اسٹیم) ہے۔ اعمال حسنہ اس قوت کے معین ہو سکتے ہیں، لیکن اصل قوت کا کام نہیں دے سکتے۔ مثلاً ایک مقام پر دو ٹرینیں کھڑی ہیں۔ ایک ٹرین کے ڈبے نہایت نفیس صاف شفاف، اعلیٰ درجہ کے ہیں۔ ڈبوں میں ہر قسم کے راحت کے سامان فواکہ الوان طعام سب موجود ہیں۔ ان میں بیٹھنے والے نہایت راحت و آرام پاتے ہیں۔ کھانا کھاتے اور مٹھائیوں اور میووں سے لذت حاصل کرتے ہیں۔ دوسری ٹرین کے ڈبے نہایت میلے کچیلے، خراب خستہ، ٹوٹے پھوٹے۔ نہ کسی قسم کی راحت کا سامان نہ کھانے پینے کا آرام۔ اس کے پرزے بھی پرانے گھسے ہوئے۔ مگر دونوں میں فرق یہ ہے کہ پہلی ٹرین میں اسٹیم کا انجن نہیں ہے۔ اور دوسری میں اسٹیم کا انجن لگا ہوا ہے۔

ظاہر ہے کہ دوسری خراب خستہ ٹرین باوجود اپنی تمام قباحتوں اور خرابیوں کے واصل الی المقصود (ناجی) ہوگی۔ اور پہلی نفیس اور صاف شفاف ٹرین باوجود اپنی تمام خوبیوں بلکہ راحت پاشیوں اور فائدہ رسانیوں کے غیر واصل الی المقصود (غیر ناجی) ہوگی۔ اس میں شک نہیں کہ اگر اس ٹرین میں اسٹیم کا انجن لگا دیا جائے تو اس کی سیر بھی مقصود اعلیٰ واصل ہوگی۔ لیکن جب تک اصل قوت یعنی اسٹیم کا انجن نہ ہو اس کی تمام خوبیاں فائدہ رسانیاں راحت پاشیاں، ڈبوں کی صفائی پرزوں کی خوبی و مضبوطی سب بے کار ہے۔ یہی مطلب اس آیۂ کریمہ کا ہے۔

ان الذين كفروا وماتوا وهم كفار فلن يقبل من احدهم ملء الارض ذهباً ولو افتدىٰ به (آل عمران)(۳)

یعنی جو لوگ کافر ہوئے اور کفر کی حالت میں مر گئے تو ان میں سے کسی کی طرف سے زمین بھر سونا بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔ اگرچہ اس نے یہ سونا فدیہ خسران (یعنی فدیہ عدم نجات) کے طور پر پیش کیا ہو۔

مراد یہ ہے کہ چونکہ اس نے وصول الی اللہ کی اصل قوت محرکہ و موصلہ حاصل نہیں کی (یعنی ایمان) تو اگرچہ دنیا میں اس نے زمین بھر سونا بھی خرچ کیا ہو مگر یہ اس کے لئے ایمان (یعنی اصلی قوت موصلہ) کے قائم مقام نہ ہوگا۔

---

(۱) "ویغفر لمن یشاء، ویعذب من یشاء وکان اللہ غفوراً رحیماً (الفتح : ۱۴)
(۲) ان اللہ لایغفر ان یشرک بہ، ویغفر مادون ذلک لمن یشاء (النساء : ۱۱۶)
(۳) (آل عمران : ۹)

جس طرح کہ مثال مذکور میں پکی ٹرین کی خوبصورتی، صفائی، مضبوطی، فائدہ و راحت رسانی وصول الی المقصود کے لئے کام نہ آئی کیونکہ ان میں سے کوئی چیز بھی قوت موصلہ کا کام نہیں دے سکتی اور جب تک قوت موصلہ نہ ہو ہر ایک کا وجود بے کار ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی صفات مالکیت، خالقیت، ربوبیت، رزاقیت وغیرہ پر ایمان رکھتے ہیں ان کے لئے تو اس امر کو سمجھ لینا کچھ مشکل ہی نہیں کہ اسلام نے نجات کے لئے ایمان باللہ کو کیوں لازم قرار دیا ہے۔

بادشاہ سے بغاوت ایسا جرم ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے مجرم کی تمام صفات حسنہ اس کے بچانے کے لئے کافی نہیں ہوتیں بالخصوص جب کہ بادشاہ نے یہ اعلان بھی کر دیا ہو کہ باغی کا جرم بغاوت معاف نہیں کروں گا باقی جرائم کو چاہوں گا تو معاف کر دوں گا۔

یہ شبہ کہ جس شخص کی زندگی ابنائے جنس کی خدمت یتامیٰ کی پرورش، بیواؤں کی ہمدردی میں بسر ہوئی ہے اس کا ناجی نہ ہونا اس امر کو مقتضی ہے کہ یہ اعمال حسنہ بے کار اور ضائع ہو جائیں اور یہ بات غیر معقول ہے اس امر پر مبنی ہے کہ اعمال حسنہ کو نجات کے لئے موجب بالذات مانا جائے اور یہ غلط ہے۔ کیونکہ نجات یعنی وصول الی اللہ کا تصور بغیر اللہ تعالیٰ کے اعتراف اور ایمان باللہ کے نہیں ہو سکتا اور کافر جب کہ بت پرست عابد صنم ہے مومن باللہ اور مصدق بالصفات موحد قرار نہیں دیا جا سکتا۔ تو اس کے افعال حسنہ بہ نیت تقرب الی اللہ (یعنی سیر الی اللہ) ہو ہی نہیں سکتے اور ان کو حقیقۃً افعال حسنہ کہنا ہی صحیح نہیں ہے، اس لئے یہ لازم ہی نہیں آیا کہ افعال حسنہ بے کار ہو جائیں۔

دوم یہ کہ ایسا شخص جو نیک کام کرتا ہے اس کی منزل مقصود حصول نیک نامی ہوتی ہے اور یہ مقصد اسے حاصل ہو جاتا ہے۔ **من سمّع سمّع اللّٰہ به**(۱) پس اس کے اعمال کا بطلان وضیاع لازم نہیں آیا۔

تیسرے یہ کہ باوجود کفر اور شرک کے اس کے اعمال صالحہ میں اگر ادنیٰ سے ادنیٰ شائبہ بھی اعتراف و ایمان باللہ کا ہو گا اور کسی درجہ میں بھی وہ حصول رضائے مولیٰ تعالیٰ کا قصد رکھتا ہو گا تو حضرت حق تعالیٰ اس کے انہیں اعمال صالحہ کو اس کے لئے وسیلہ ایمان باللہ بنا دے گا۔ اور اس کے لئے سیر الی اللہ کی اصلی قوت (اسٹیم) مہیا و میسر فرما دے گا۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ کے ارشاد **اسلمت علی ماسلف**(۲) **لك من خير** سے مفہوم ہوتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور انور ﷺ سے دریافت کیا تھا کہ اسلام لانے سے پہلے میں نے جو اعمال صالحہ (مثلاً صدقہ، غلام آزاد کرنا صلہ رحمی وغیرہ) کئے ہیں کیا مجھے ان کا بھی کچھ ثواب ملے گا؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ انہیں اعمال کے صلے اور نتیجے میں تو تم کو ایمان و اسلام کی توفیق نصیب ہوئی۔(۳)

۱۔ مسلم شریف ۲: ۴۱۲

۲۔ مرجع بالا: ۲ / ۷۶

۳۔ یہ حدیث حضرت عمر کی نہیں بلکہ حضرت حکیم ابن حزام کی ہے۔ مسلم شریف میں ہے عن حكيم بن حزام انه قال لرسول الله ﷺ اى رسول الله أرأيت امورا تحنث بها فى الجاهلية من الصدقة او عتاق او صلة رحم أفيها اجر فقال رسول الله ﷺ أسلمت على ما أسلفت من خير (مسلم ۱ / ۷۴) قديمي

کی زندگی نشو و نما پاتی ہے۔ بعد آپ کے سوال کا مختصر جواب یہ ہے کہ مومن عاصی آخر کار ضرور ناجی یعنی واصل الی اللہ ہے۔ اس کے ایمان کا مقتضی یہ ہے کہ معمولی قدر کی طاعت و انقیاد کے صلے میں آخر کار ضرور منزل کا تمغہ عطا فرمائے۔ اگرچہ وصول الی اللہ کے سفر میں اس کو اپنی خرابی کشتی کمزوری (جرائم معاصی) کی وجہ سے کتنی ہی دیر لگے اور کتنی ہی تکلیف اور مصائب برداشت کرنی پڑیں۔ مگر چونکہ قوت موصلہ (ایمان کی سٹیم) موجود ہے۔ اس لئے یقیناً ایک دن ضرور منزل تک پہنچ کر رہے گا۔(۱)

اور کافر نیکوکار ناجی نہیں۔ یعنی واصل الی اللہ و فائز برضاء اللہ نہیں ہو سکتا۔ ہاں دنیا میں اس کے عمل صالحہ کا بدلہ یعنی نیک نامی منفعت مقبولیت شہرت یا دولت و ثروت مل جائے لیکن مالھم فی الاخرۃ من خلاق۔ یعنی آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ، دہلی۔ ۱۵ دسمبر ۱۹۲۹ء

مکتوب حضرت مفتی اعظم بنام نیاز فتحپوری ایڈیٹر رسالہ نگار لکھنؤ۔ ۱۲ دسمبر ۱۹۳۱ء

جناب عالی دام مجدہم۔ سلام مسنون!

آپ کا خط اور نومبر و دسمبر کے نگار کے پرچے اور اخبار حقیقت کا کٹنگ مولانا عارف صاحب کی معرفت پہنچا۔ میں نے آپ کی تحریر پر جو اخبار "حقیقت" میں چھپی ہوئی ہے، اعتماد کرتے ہوئے مسلمانوں کو قبول کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ نگار کے پرچے تفصیلی طور پر میں نہیں دیکھ سکا۔ اجمالی طور پر بعض مقامات دیکھے۔ میں آپ سے یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت حق جل شانہ انبیائے کرام علی نبینا و علیہم السلام، صحابہؓ و اولیائے امت رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ دین اسلام و الٰہیات و اسلامیات کا احترام و تقدیس ہر مسلمان کا مذہبی و اخلاقی فریضہ ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسلمان ہونے اور مسلمان رہنے کا اظہار فرماتے ہیں اور مجھے امید ہے کہ اس اعلان کی ذمہ داری کو بھی آپ اچھی طرح محسوس فرماتے ہوں گے۔ اسلام اور مسلمان قوم آپ کا اصلی سرمایہ اور ذخیرہ و شرف ہے اور یہی ہونا اور رہنا چاہئے۔ مجھے معلوم نہیں کہ مسلمان میرے مشورے کو قبول کریں گے یا نہیں، لیکن یہ یقینی ہے کہ آپ کا آئندہ طرز عمل مسلمانوں کے آئندہ طرز عمل کا مدار ہوگا۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ، دہلی۔ ۱۲ دسمبر ۱۹۳۱ء م ۵ شعبان ۱۳۵۰ھ

وہ اہل کتاب جن کو آپ ﷺ کی دعوت پہنچ جائے پھر بھی آپ پر ایمان نہ لائے ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔

(السوال) اہل کتاب سے جو شخص آج کل موحد ہو، اچھے کام کرتا ہو، برے کاموں سے رکتا ہو، پچھلے پیغمبروں کو مانتا ہو، ہمارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ کو نہ مانتا ہو اور ہمارے قرآن و حدیث پر عمل نہ کرتا ہو، ایسا شخص اپنے گناہوں کی سزا بھگتنے کے بعد جنتی ہو سکتا ہے یا نہیں؟

---

(۱) "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل اھل الجنۃ الجنۃ، واھل النار النار یقول اللہ تعالیٰ من کان فی قلبہ مثقال حبۃ من خردل من ایمان فاخرجوہ فیخرجون قد امتحشوا وعادوا حمما فیلقون فی نھر الحیاۃ فینبتون کما تنبت الحبۃ فی حمیل السیل الم تروا انھا تخرج صفراء ملتویۃ " (مشکوۃ المصابیح : ۴۹۰) قرآن محل
[illegible]

المستفتی نمبر ۲۵ مولوی عبدالرحیم کانپور۔ ۲۴ جمادی الاخری ۱۳۵۲ھ م ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۱٤) جو شخص کہ حضرت نبی آخر الزمان محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان نہ لائے اور حضور ﷺ کی تصدیق نہ کرے حالانکہ اس کو حضور ﷺ کی دعوت پہنچ چکی ہو، آخرت میں اس کی نجات نہیں ہوگی۔

قرآن مجید میں ہے:

ومن اظلم ممن ذکر بآیات ربه ثم اعرض عنها انا من المجرمین منتقمون (۱)

دوسری جگہ ہے:

ومن اعرض عن ذکری فان له معیشة ضنکا ونحشره یوم القیامة اعمی الی قوله تعالی وکذلک نجزی من اسرف ولم یؤمن بآیات ربه ولعذاب الآخرة اشد وابقی (۲)

ایک اور جگہ فرمایا

ومن یکفر به فاولئک هم الخسرون (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

ایمان کے بغیر اعمال صالحہ جنت تک نہیں پہنچا سکتے۔

(سوال) ایک شخص ہندو ہے اور سخی بہت ہے۔ مردم آزاری سے بچا ہوا ہے۔ اس کو وہ بہشت کی پہنچے گی یا نہیں جو ہوائے بہشت مسلمانوں کو پانچ سو کوس دور سے پہنچے گی، اس ہندو کو بھی پہنچے گی یا کہ نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۳۲ چودھری خیر الدین صاحب راجپوت (ضلع نابہ) ۷ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ

(جواب ۱۵) کافر کے لئے جنت یا جنت کی ہوا پہنچنے کی کوئی سبیل نہیں۔ ایمان کے بغیر اعمال صالحہ (سخاوت و مروت وغیرہ) بھی جنت تک نہیں پہنچا سکتے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

---

(۱) السجدة: ۲۲

(۲) طٰہٰ: ۱۲۴

(۳) البقرة: ۱۲۱

(۴) عن ابی ہریرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفس محمد بیدہ لا یسمع بی احد من ہذه الامة یہودی ولا نصرانی ثم یموت ولم یؤمن بالذی ارسلت به الا کان من اصحاب النار (مشکوٰة المصابیح ۱۲/۱ [illegible])

کفار و فساق کے معصوم بچے نیز حالت جنون میں بالغ ہو کر مرنے والا شخص جنتی ہے۔

(۱) مشرک و کافر کے معصوم بچے جو فوت ہوتے ہیں کیا یہ سب بلا حساب و کتاب جنت میں داخل کئے جائیں گے اور کیا یہی بچے جنت میں ہمارے خدمت گار ہوں گے ؟

(۲) زانی کے مجہول النسب و نیز سود خور کے معصوم بچوں کا کیا حشر ہوگا؟

(۳) ایک مشرک جو پیدائشی مجنون و مختل دماغ ہو اور ایسی ہی حالت میں بالغ ہو کر مر گیا ہو تو ایسی حالت میں اس کا کیا حشر ہوگا؟ (المستفتی نمبر ۲۰۸۵۔ شیخ عبداللہ مولا بخش چپل والے (بمبئی ۸) ۲۶ رمضان المبارک ۱۳۵۶ھ مطابق یکم دسمبر ۱۹۳۷ء)

(جواب ۱۶) (۱) ہاں قول راجح یہی ہے کہ مشرکین و کفار کے معصوم بچے جنت میں جائیں گے۔(۱)

(۲) سود خور کے معصوم بچے اور ولد الزنا بھی جو قبل بلوغ مر جائیں دوسرے نابالغ بچوں کی طرح جنتی ہوں گے۔(۲)

(۳) جو شخص جنون کی حالت میں بالغ ہو کر مر گیا وہ بھی جنتی ہے(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

۱۔ ان الاصح انهم من اهل الجنة " (مرقاة المفاتیح : ۱ / ۱۶۶ مکتبه امدادیه ملتان)

۲۔ عن محمد انی اعلم ان الله لا یعذب احداً بغیر ذنب الخ (البحر الرائق ۲ / ۲۰۵ بیروت)

۳۔ "ان الله لا یظلم مثقال ذرة" (نساء : ۴۰) اس کو اللہ تعالیٰ جہنم میں نہیں بھیجیں گے جس کا کوئی قصور نہیں۔

تیسرا باب

موجبات کفر

دین کو ماننے سے انکار کرنا یا اس کی کسی بات کا مذاق اڑانا کفر ہے

(السوال) ایک مقام پر بہ تقریب شادی محمد وغیرہ اہل اسلام کے چند علماء بھی جمع تھے۔ جب دولہن کے مکان پر مولوی صاحبان تشریف لے گئے اور راگ و باجے سے منع فرمانے لگے تو مالک مکان نے کہا کہ ہم ضرور راگ و باجہ بجوائیں گے۔ علماء نے کہا کہ قرآن و حدیث میں راگ و باجہ کی سخت ممانعت آئی ہے، یہ فعل ہرگز نہ کرو۔ اس کے جواب میں ان مسلمانوں نے یہ کہا کہ ہم قرآن و حدیث کو نہیں مانتے ہم راگ و باجہ ضرور بجوائیں گے۔ بعدہ وہی شخص دولہا کے گاؤں شادی کرنے گیا اور باجہ ہمراہ لے گیا دولہن کے مکان پر پہنچ کر باجہ بجوانا شروع کردیا۔ دولہن کے والد نے کہا کہ باجہ مت بجواؤ یہ رسم کفار کی ہے تو اس کے جواب میں کہنے لگا کہ ہم کافر ہیں، ہم کافر ہیں، ہم کافر ہیں، تین بار کہا اور جو کوئی ہم سے رشتہ داری و میل رکھے گا وہ بھی کافر ہے۔ لہذا شریعت میں ایسے اشخاص کے واسطے کیا حکم ہے؟

(جواب ۱۷) کسی شخص کا یہ کہنا کہ ہم قرآن و حدیث کو بالکل نہیں مانتے یا کوئی ایسی بات کا زبان سے نکالنا جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول و کتاب کی تحقیر ہوتی ہو، صریح کفر ہے۔ ایسے الفاظ کے استعمال کرنے سے مسلمان مرتد ہوجاتا ہے۔ ایسے لوگوں سے اہل اسلام میل جول رکھنا درست نہیں۔ فتاوی بزازیہ میں ہے اذا وصف اللہ بما لایلیق به اوسخر اسما من اسمائه او بامر من اوامره اوانکر وعدا اووعیدا کفر ولوقال من خدا ایم یکفر ۱ انتهی والله اعلم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

رضی بالکفر کفر ہے۔

(سوال) ایک مسلمان عورت کسی کافر کے ساتھ کفر کے رسم و رواج کے موافق نکاح کرکے رہی اور اس کافر کے ساتھ اس کے بت خانے میں جا جا کر مذہبی رسوم پوجا پاٹ ادا کرتی رہی، ایسی عورت کے مرنے پر نماز جنازہ پڑھنا اور اسے مقابر مسلمین میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

(جواب ۱۸) بت خانہ میں جانا اور بت پرستی کے رسوم ادا کرنا بتوں کو سجدہ کرنا کفر ہے اور چونکہ یہ کام اس نے خوشی اور رضامندی سے کئے ہیں اور رضا بالکفر بھی کفر ہے ۲ اس لئے وہ عورت کافرہ ہے لہذا اس کے جنازہ پر نماز پڑھنا اور مقابر مسلمین میں دفن کرنا جائز نہیں۔ وکما لو سجد للصنم اووضع مصحفا فی قاذورة فانه یکفر وان کان مصدقا لان ذلك فی حکم التکذیب کما افاده فی شرح العقائد ۳ اھ (ردالمحتار)

---

۱ بزازیة علی هامش هندیه ۷ ۳۲۳ مکتبه ماجدیه

۲ قال هو یهودی او نصرانی لا بل رضا بالکفر وهو کفر وعلیه الفتوی (جامع الفصولین ۲ ۳۰۱ اسلامی کتب خانه

۳ لکنا فرضنا ان احدا صدق بجمیع ما جاء به النبی صلی الله علیه وسلم واقربه وعمل مع ذلك شد الزنار بالاختیار او سجد للصنم بالاختیار نجعله کافرا لما ان النبی صلی الله علیه وسلم جعل ذلك علامة التکذیب والانکار (شرح العقائد ۱۹۵ ایچ ایم سعید)

اور چونکہ یہ مرتد ہے اس لئے اسے غسل دینا بھی جائز نہیں۔ ویغسل المسلم ویکفن ویدفن قریبه کخاله الکافر الاصلی اما المرتد فیلقی فی حفرة کالکلب انتهی (در مختار) ولا یغسل ویکفن ولا یدفع الی من انتقل الی دینهم. بحر عن الفتح (ردالمحتار)(۱)

اسلامی قانون وراثت کے کسی خبر کا انکار کرنا یا غیر شرعی قانون کو اس پر ترجیح دینے کا حکم۔

(السوال) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس جماعت کے بارے میں جو چند عرصے سے مسلمان ہوئے ہیں اور تمام احکام شریعت کو وہ تسلیم کرتے ہیں مگر قانون وراثت شرعی کو بالکل نہیں مانتے اور اپنے آبائے قدیم ہنود کے قانون کو صراحۃً اپنا قانون بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اپنے آبائے قدیم ہنود کے اس قانون وراثت کو نہیں چھوڑ سکتے۔ اور عدالت میں لکھ دیا ہے کہ ہم مسلمان ہیں مگر شریعت محمدیہ کے قانون وراثت کو ہم نہیں تسلیم کرتے بلکہ ہندوئی قانون وراثت اہل ہنود کو اپنا قانون تسلیم کرتے ہیں۔ اس آیہ شریفہ کا مضمون عائد ہو سکتا ہے یا نہیں؟ ومن لم یحکم بما انزل الله فاولئک هم الکفرون۔

(جواب ۱۹) قانون وراثت کا اکثر حصہ نص قرآنی سے ثابت ہے۔ اس ثابت شدہ حصے کے کسی جزو کو تسلیم نہ کرنا یا کسی دوسرے قانون کو اس پر ترجیح دینا قطعاً کفر ہے۔ پس جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ شریعت محمدی کے قانون وراثت کو ہم تسلیم نہیں کرتے وہ کافر ہیں۔ اور جب وہ کافر ہیں تو اوقاف شرعیہ کی تولیت کا انہیں کوئی استحقاق نہیں۔ فی البزازیة انکر آیة من القرآن اوسخر بآیة منه یکفر انتهی (۲) وفی اعلام بقواطع الاسلام ویکفر من کذب بشیء مما صرح به القرآن من حکم او خبرا وجملة التوراة والانجیل وکتب الله المنزلة او کفر بها اولعنها اوسبها اواستخف بها انتهی (۳) وفی الفصول العمادیة اذا انکر آیة من القرآن اوسخر بآیة منه کفر الخ (۴)

ایسے شخص کو امام بنانا جائز نہیں جو نبوت رسالت
اور قرآن کے منکر کی نجات کا عقیدہ رکھتا ہو۔

(السوال) زید توحید و رسالت اور جمیع ضروریات دین کو تسلیم کرتے ہوئے اور اس پر عمل کرتے ہوئے یہ عقیدہ بھی رکھتا ہے کہ جو شخص صرف توحید کا قائل ہو اور رسالت اور قرآن کو نہ مانتا ہو وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا بلکہ آخر میں اس کی بھی مغفرت ہو جائے گی۔ زید کا امام بنانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۲ محمد ابراہیم خان ضلع غازی پور ۹ رجب ۱۳۵۲ھ م ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

---

۱. ۲/ ۲۳۰ سعید

۲. بزازیه علی هامش هندیه : ۶ / ۳۴۲ مکتبه ماجدیه

۳. دیکھئے الاعلام بقواطع الاسلام : ۴۷ مصر لابن حجر المکی

۴. جامع الفصولین ۲ / ۳۰۴ اسلامی کتب خانه

(جواب ۲۰) جو شخص آنحضرت ﷺ کی رسالت و نبوت کو نہ مانے اور قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کی کتاب تسلیم نہ کرے وہ بہ تعبیر امت محمدیہ کی اصطلاح اسلام و شریعت کے نزدیک ناجی نہیں ہو گا اور ایسے شخص کو جو اس کی نجات کا عقیدہ رکھتا ہو، امام بنانا جائز نہیں ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

غیر اللہ کو پوجنا کفر ہے ایسے افعال کا مرتکب شخص امامت کا قابل نہیں۔

(السوال) زید نے (جو مسلمان ہے) اپنے لڑکے کی شادی میں رسم ہنوداں ماتا دیوی کی پوجا پاٹ کے ساتھ کی جب اہل اسلام کی طرف سے متنبہ کیا گیا تو اس نے تین ارکین اسلام کے خلاف عدالت میں استغاثہ پیش کر کے مقدمہ چلایا اور خود بھی عدالت میں حلفاً بیان دیا اور بکر سے بھی جو پیش امام ہے حلفیہ بیان دلوایا کہ مسلمانوں میں ضرورت کے وقت ماتا پوجی جاتی ہے اور میں نے ماتا پوجی ہے۔ ایسے آدمیوں سے تعلق رکھنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی۔ نمبر ۳۱۷ محبوب خان و محمد مصطفیٰ خان (ماوہ) ۴ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ م ۱۷ جون سن ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۱) زید کا فعل ماتا کی پوجا کرنا اور بکر کا بیان کہ مسلمانوں میں ضرورت کے وقت ماتا پوجی جاتی ہے اسلام کے خلاف ہے اور شریعت میں بت پرستی اور خدا کے سوا کسی دوسرے کی عبادت اور پوجا کرنے کی کسی حالت میں اجازت نہیں۔ بکر امامت کے قابل نہیں رہا۔(۳) دونوں سے توبہ کرانی چاہئے اور دونوں کے نکاح از سر نو پڑھائے جائیں۔(۴) اگر وہ توبہ نہ کریں اور تجدید نکاح نہ کریں تو مسلمان ان سے قطع تعلق کریں۔(۵)

اللہ کے نام کی توہین کفر ہے

(سوال) خدا کے نام کی ہتک و بے عزتی کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

المستفتی۔ نمبر ۳۱۴ فقیر محمد (ضلع ہزارہ) ۷ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ م ۱۹ ستمبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۲) خدا کے نام کی ہتک اور توہین کرنی کفر ہے۔(۶) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

اسلامی احکامات کے ماتحت بت گرانا واجب ہے اور اس کو بنانے والا مستحق ملامت و تعزیر ہے۔

(سوال) ضلع مظفر گڑھ پنجاب قصبہ خان گڑھ کے قریب ایک مشہور بزرگ جناب میراں حیات رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ شریف کے احاطے کے اندر ۵۔۶ فٹ کے فاصلہ پر مزار مبارک کے عین سامنے ایک مجسمہ

۱۔ يكفر اذا انكر آية من القرآن (البحر الرائق: ٥ / ١٣١ بيروت)

۲۔ وان انكر بعض ما علم من الدين ضرورة كفر بها فلا يصح الاقتداء به اصلاً (الشامية ١ / ٥٦١، ٥٦٢

۳۔ كما لو سجد لصنم فانه يكفر (الشامية ٤ / ٢٢٢ سعيد)

۴۔ ويبطل منه النكاح (تنوير مع الرد وشرحه ٤ / ٢٥٩) سعيد

۵۔ فاما من جنى عليه وعصى ربه فجاءت الرخصة في عقوبته بالهجران كالثلاثة المتخلفين وقال احمد لا يبرأ من الهجرة الا بعوده الى الحالة التي كان عليها اولاً" (عمدة القارى: ٢٢ / ١٣٧ بيروت)

۶۔ او سخر باسم من اسمائه تعالى يكفر" (بزازيه على هامش هنديه ٦ / ٣٢٣ ماجديه)

او نٹنی کا بنا رکھا تھا۔ اس بت کی کرامات بیان کرتے تھے۔ ہار سنگار، تیل پھلیل، نذر نیاز، پوجا پاٹ اور کئی قسم کے چڑھاوے چڑھانا جائز سمجھتے تھے۔ وہ بت میاں میمو کے نام سے بہت متبرک مشہور ہو گیا تھا۔ ایک غیرت مند مسلمان عالم نے وہاں جا کر دیکھا کہ بہت لوگ گمراہ ہو رہے تھے۔ اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر اس نے اس بت کو مسمار کر کے صاف زمین کر دی۔ اس کی یہ بت شکنی جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی۔ نمبر ۴۳۹ محمد حبیب اللہ (خان گڑھ) ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ م ۳ اپریل ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۳) یہ بت بنانا اور اس کی پوجا کرنا، نذر نیاز چڑھانا شریعت اسلامیہ کے احکام کی صریح خلاف ورزی اور شرک و بت پرستی کی ترویج ہے۔(۱) ایک بزرگ کے مزار کے پاس یہ مشرکانہ افعال کرنا اور اس بزرگ کے نام کے ساتھ اس کو منسوب کرنا اس مزار اور صاحب مزار کی بھی اسلامی عقیدے کے موجب توہین ہے۔ اسلامی احکام کے ماتحت وہ بت واجب الہدم تھا اور اس کو توڑنے والے مستحق مدحت و تعریف تھے۔ اگر اسلامی حکومت ہوتی تو بنانے والے اور پوجنے والے کو سزا دی جاتی۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ الجواب صحیح۔ حبیب المرسلین عفی عنہ

پیر کو خدا سمجھنا کفر ہے۔

(السوال) جو شخص کہتا ہے کہ خدا یہی ہے میرا تو پیر خدا ہے مجھ کو پیر نے بتایا ہے۔ خدا نے یہ بتایا ہے اور میں اپنے پیر کے حکم سے مردے کو زندہ کر سکتا ہوں۔ اور میں نماز خدا کی نہیں پڑھتا ہوں۔ اور خدا کے ذکر کے بجائے اپنے پیر کا ذکر کرتا ہے یا وارث، یا وارث کرتا ہے غسل میت کے فرض واجب نہیں جانتا ہے۔ اور اپنے آپ کو لوگوں میں ولی ظاہر کرتا ہے۔ ایسے آدمی کو مسجد میں جاروب کش یا مؤذن مقرر کرنا یا اس سے میت کو غسل کرانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی۔ نمبر ۴۴۲ محمد حسین صاحب (سابرمتی) ۱۵ محرم ۱۳۵۴ھ م ۲۰ اپریل ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۴) یہ کلمات موجب کفر ہیں،(۳) اس کو ان کلمات سے توبہ کرنی چاہیئے۔ ورنہ مسلمانوں کو لازم ہے کہ اس کو علیحدہ کر دیں۔ اگر میت کے غسل کا طریقہ اسے معلوم نہیں تو اس سے میت کو غسل نہ دلوایا جائے۔(۴)

فقط۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

ہم خدا اور رسول کا حکم نہیں مانتے کہنے والے کا حکم۔

(السوال) قاضی صاحب نے اپنے گاؤں کے مسلمانوں کو زلزلہ کے موقع پر مجتمع کر کے استغفار و توبہ کی

۱۔ قال ابن کثیر تحت قوله تعالی "واعبدوا الله ولا تشرکوا به شیئا" یامر تبارک وتعالی بعبادته وحده لا شریک له ولا یشرک به شیئا من مخلوقاته" تفسیر ابن کثیر ۱: ۴۹۳ سہیل اکیڈمی لاہور
۲۔ "من رای منکم منکرا الخ (مسلم: [illegible] قدیمی کتب خانہ)
۳۔ اذا وصف الله تعالی بما لا یلیق به [illegible] یکفر اذا [illegible] بزازیه علی هامش هندیه ۶: ۳۲۳)
۴۔ ایسے شخص سے غسل دلوانا ہی نہیں چاہئے۔ [illegible] غسل دینے سے مسلمانوں سے [illegible] واجب ساقط نہیں [illegible] متعلق ہے۔ دیکھئے (الشامیه ۲: ۹۹ سعید)

ترغیب دی اور خدا اور سول ﷺ کے احکام کی تعمیل کرنے پر متوجہ کیا۔ بعض سود خوار مسلمانوں نے قاضی صاحب کی باتوں پر عمل کرنے اور توبہ کرنے سے انکار کیا۔ بلکہ یہاں تک کہہ دیا کہ ہم خدا رسول ﷺ کا حکم نہیں مانتے۔ قاضی صاحب نے بہت کچھ سمجھایا، مگر وہ شریک نہیں ہوئے۔ لہذا ان لوگوں کو وہاں کے مسلمانوں نے جماعت سے خارج کر دیا۔ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۱۸ قاضی محمد خالق (ضلع بنگلور) ۶ ربیع ثانی سن ۱۳۵۴ھ م ۸ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۵) دعاء واستغفار کے اجتماع میں شریک ہونا فرض وواجب نہیں تھا۔ صرف جائز تھا۔ اس لئے شرکت سے انکار کرنے والوں پر کوئی شرعی مواخذہ نہیں تھا۔ مگر نہ شریک ہونے والوں کے یہ الفاظ کہ "ہم خدا و رسول ﷺ کا حکم نہیں مانتے۔" اگر اس سے مراد یہ تھی کہ خدا ورسول ﷺ کے احکام جو خدا اور رسول ﷺ کے احکام ہیں انہیں ہم نہیں مانتے، تو یہ لوگ کافر ہوگئے۔ ان کو تجدید ایمان و تجدید نکاح لازم ہے۔(۱) اور اگر یہ مطلب ہو کہ قاضی صاحب جو ہمیں خدا اور رسول ﷺ کی طرف سے یہ احکام بتاتے ہیں کہ ایک جگہ جمع ہو، توبہ کرو۔ تو ہم ان احکام کو خدا اور رسول ﷺ کا حکم نہیں مانتے اور اس لئے اس کی تعمیل نہیں کرتے۔ تو اس صورت میں ان کی تکفیر میں احتیاط کی جائے۔(۲) مگر زجراً توبہ کرنے تک ان سے تعلقات ترک کر دیئے جائیں۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

ہم شریعت محمدی کے پابند نہیں کہنے سے کفر کا قوی خطرہ ہے۔

(السوال) زید عدالت میں یہ کہہ کر کہ جو کہوں گا ایمان سے سچ کہوں گا کہتا ہے، میں یا ہم شریعت محمدی ﷺ کے پابند نہیں ہیں۔ رسم ورواج کے پابند ہیں۔ زید کی ان الفاظ کے بقائمی ہوش وحواس ادا کرنے سے کفر لازم آتا ہے کہ نہیں۔ ایسے شخص کے لئے تجدید اسلام کی ضرورت ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۲۲۴ ملک محمد امین صاحب (جالندھر) ۱۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ م ۲۲ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۶) "ہم شریعت محمدی ﷺ کے پابند نہیں ہیں۔" یہ جملہ بہت سخت گناہ کا موجب ہے، اس کا مفہوم شریعت محمدی کی تعمیل کا ترک اور رواج کی پابندی کا التزام ہے جو فسق تو یقیناً ہے اور کفر کا قوی خطرہ ہے، مگر چونکہ اس سے اعتقاد حقانیت شریعت کا انکار صاف طور سے ثابت نہیں ہوتا۔ اس لئے تکفیر میں احتیاط کی جاتی ہے۔(۴) لیکن اگر کوئی یہ کہدے کہ میں رواج کو شریعت سے بہتر سمجھتا ہوں، تو اس کی تکفیر میں تامل نہیں(۵) اور پہلی صورت میں بھی تجدید اسلام و تجدید نکاح احتیاطاً لازم ہے۔(۶) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

۱۔ "مایکون کفراً اتفاقا یبطل العمل والنکاح" (الشامیہ ٤ / ٢٤٦ سعید)

۲۔ "وقد سئل فی الخیریۃ عمن قال لہ الحاکم ارض بالشرع لا اقبل فأجاب بانہ لاینبغی للعالم ان یبادر بتکفیر اہل الاسلام". (الشامیہ : ٤ / ٢٢٠ سعید)

۳۔ اما من جنی علیہ وعصی ربہ فانت الرخصۃ فی عقوبتہ بالھجران کالثلاثۃ المتخلفین علیہا اولا (عمدۃ القاری ٢٢ / ١٣٧ بیروت)

۴۔ اذا کان فی المسئلۃ وجوہ توجب الکفر ووجہ یمنع فعلی المفتی ان یمیل الی ذلک الوجہ. (ھدایہ ٢ / ٢٨٣ ماجدیہ)

۵۔ "قال لخصمہ آنچہ حکم شریعت است بیار آن رویم ، فقال خصمہ من بسیاست کار کنم بشرع نی ، کفر۔" (بزازیہ علی ہامش ھندیہ ٦ / ٣٣٨ ماجدیہ) ۶۔ دیکھئے شامیہ ٣ / ٢٤٧ سعید

یا اللہ تو نے بڑا ظلم کیا انتہائی صدمے کی حالت میں کہنا۔

(السوال) زید نے فرط غم اور انتہائی صدمہ کی حالت میں مثلاً کسی کی موت یا کسی چیز کے فوت پر کہا یا اللہ تو نے بڑا ظلم کیا۔ زید کی دماغی حالت متعدد اولادوں کے فوت ہونے، بال بچوں کی علالت، ورثہ داری، اپنوں اور غیروں کی بدسلوکی و ایذارسانی و کثرت صدمات سے اچھی نہ تھی۔ بعض اوقات بلکہ اکثر اوقات تو اس وقت کی حالت پر غور کرنے سے یہ خیال ہوتا ہے کہ دماغ صحیح ہی نہ تھا۔ لیکن بعض اوقات یہ خیال ہوتا ہے کہ بے اختیار محض تو نہ تھا کہ ان کلمات کا حسن و قبح نہ سمجھتا ہو اور اکل و شرب و حوائج و ضروریات سے بے خبر ہو۔

ہاں سالہا سال کے متواتر صدمات و ہموم و غموم و افکار و ترددات اور ناقابل برداشت پریشانیوں اور اس پر سے کسی صدمہ عظیم کا بر یکبارگی دماغ پر پڑ جانے سے ایک مغلوبیت کی حالت تھی۔ بہر حال زید کی حالت ایک عجیب کشمکش و پیچ اور حیص بیص کی حالت ہے کہ وہ پورے طور سے یہ بھی فیصلہ نہیں کر سکتا کہ دماغی حالت درست بھی تھی یا نہیں۔ اور حالت موجودہ بھی دماغی امراض و عوارض میں مبتلا رہتا ہے اور دوا علاج کرتا رہتا ہے۔ لہذا ایسی حالت میں زید پر کفر لازم آتا ہے یا نہیں اور اس کا نکاح درست ہے یا نہیں۔ حالت اوائل غم میں کئی بار اور تجدید نکاح کی تھی یہ تو ہے کہ کوئی معلومہ طلاق وغیرہ کا نہ تھا نہ کوئی ایسا لفظ زبان سے نکالا تھا اور الفاظ کفریہ ہی کی بنا یا شبہ پر تھا یا احتیاطاً تھا اور کوئی واقعہ یاد نہیں۔ پس ایسی حالت میں زید کا نکاح درست ہے یا نہیں۔ اور تجدید نکاح کرے یا نہیں؟۔

المستفتی نمبر ۱۶۹۲ مولوی محمد یوسف صاحب شہر سلطان پور (اودھ) ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ ۲۴ اگست ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۷) اگر اس کی دماغی حالت درست نہ ہو۔ معتوہ مغلوب العقل کی حالت ہو تو کفر عائد نہیں (۱) احتیاط یہی ہے کہ توبہ کرے اور تجدید نکاح کرے۔ اگر پہلے تجدید نکاح اسی بنا پر یعنی شبہ کفر کی بناء پر ہو چکی ہو تاہم اب پھر تجدید جائز ہے اور احوط ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

اسلام، اہل اسلام، اور خدائے پاک کے متعلق مغلظات بکنے والے شخص کا حکم۔

(السوال) (۱) جہانیہ منڈی ضلع ملتان میں سر بازار بھرے مجمع میں چودھری دلدار خاں ولد صوبے دار بلند خاں نمبردار جہانیہ نے مذہب اسلام کے متعلق کہا "اسلام تیل سے گیا۔"

(۲) مسلمانوں کے متعلق کہا "سب مسلمان اپنی مائیں چدوا کے میرے ساتھ حقہ پیویں گے۔" اور جب پھر اس سے کہا کہ کیا تم خود بدولت خدا بن بیٹھے ہو تو اس نے کہا "خدا کی ایسی تیسی۔" "مذہب اسلام سب مسلمانوں اور خدا کے متعلق اس قسم کے مغلظات بکنے والا کیا از روئے شریعت مسلمان ہے اگر وہ مسلمان نہیں رہا

۱۔ "فلا تصح ردة مجنون و معتوه" (الشامية : ۴ / ۲۲۴ سعيد)
۲۔ وما فيه خلاف يؤمر بالاستغفار والتوبة و تجديد النكاح. (الشامية ۴ / ۲۴۷)

تو اس کے ساتھ میل جول رکھنا کیا حکم رکھتا ہے۔

المستفتی ۔ نمبر ۲۰۵۴ غلام محمد سودھیوتوی (ملتان) ۱۵ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۲۰ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۸) یہ الفاظ یقیناً موجب استخفاف و توہین ہیں اور کہنے والا اس کا مرتکب کبیرہ ہے اور آخری فقرہ (خدا کی ایکی تیسی) صراحۃً موجب کفر ہے(۱) جب تک یہ شخص توبہ نہ کرے اس سے مقاطعہ کر لیا جائے۔(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

”میں ایسے شرعی فتوے کو نہیں مانتا“ کہنے والا کا حکم؟

(السوال) ایک فتویٰ قرآن مجید اور حدیث رسول اللہ ﷺ کے مطابق علماء دین نے دیا جس کو ایک مسلمان کہتا ہے کہ میں ایسے شرعی فتوے کو نہیں مانتا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ شخص اسلام میں رہا یا نہیں اگر اسلامیہ حکومت ہو تو یہ شخص واجب القتل ہے یا نہیں؟ اور اگر کفار کی حکومت ہے پھر ایسے شخص کے واسطے کیا حکم ہے؟

المستفتی ۔ نمبر ۲۳۵۹ نوار احمد صاحب دہلی ۷ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ م ۶ جولائی ۱۹۳۸ء

(جواب) (از مفتی مظہر اللہ صاحب)۔ اگر فتویٰ صحیح ہے اور یہ شخص اسی اعتبار سے کہ وہ شرعی حکم ہے اس کے ماننے سے انکار کرتا ہے تو بے شک یہ کفر ہے(۳) اور اگر کسی تاویل کی گنجائش نہ ہو تو یہ بھی صحیح ہے کہ ایسا شخص واجب القتل ہے(۴) جس کا حکم ہندوستان میں یہ ہے کہ کسی مسلمان کو اس سے کسی قسم کا تعلق رکھنا بھی جائز نہیں۔ لیکن چونکہ یہ حکم انتہاء درجہ کی تحقیق کے بعد لگایا جا سکتا ہے۔ اس لئے جب تک علماء کے سامنے اس شخص کو اور اس واقعہ کی نوعیت کو پوری طرح سے پیش کر کے حکم حاصل نہ کیا جائے مسلمانوں کو اس سے انقطاع جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ محمد مظہر اللہ غفر لہ امام مسجد جامع فتحپوری دہلی۔

(جواب ۲۹) (از حضرت مفتی اعظمؒ) کسی فتوے کے ماننے سے انکار کرنا دو طرح پر ہے۔ اول یہ کہ منکر اس فتویٰ کو شرعی۔ صحیح فتویٰ جانتے ہوئے ماننے سے انکار کر دے تو یہ تو حقیقۃً شریعت کا انکار ہے اور یہ کفر ہے۔(۵) دوم یہ کہ منکر اس فتوے کو صحیح شرعی فتویٰ نہ سمجھے اور اس بناء پر ماننے سے انکار کر دے تو یہ شریعت کا انکار نہیں ہو بلکہ اس شخصی فتوے کا انکار ہوا۔ پھر اگر وہ فتویٰ کسی فرض قطعی یا ضروریات دین میں سے کسی ضروری چیز سے متعلق تھا تو اس کا انکار مستلزم انکار شریعت ہو جائے گا اور یہ بھی منجر بکفر عہ ہوگا۔ اور اگر وہ فتویٰ کسی قطعی اور ضروری چیز کے متعلق نہ تھا بلکہ کسی مجتہد فیہ امر کے متعلق تھا تو اس کا انکار کفر نہیں۔(۶) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

۱۔ ”اذا وصف اللہ بما لا يليق يكفر“ (بزازية على هامش هنديه ٦: ٣٢٣ ماجديه)
۲۔ ”وان جنى عليه وعصى ربه … قال احمد ترامى الهجرة الا بعوده الى الحالة التى كان عليها“ (عمدة القارى ٢٢: ١٣٧ بيروت)
۳۔ ولو نظر الى الفتوى وقال ”بارنامه فتوى آوردى“ يكفر ان اراده الاستخفاف بالشريعة“ (هنديه ٢: ٢٧٢)
٤۔ ”من بدل دينه فاقتلوه“ (مشكوة ٣٠٧، محمد سعيد ايند سنز)
۵۔ ہندیہ حوالہ سابق
٦۔ ”والاصل ان من اعتقد الحرام حلالا … وان كان دليله قطعيا كفر والا فلا“ (الشاميه ٤: ٢٢٣ سعيد)۔ عہ یہ بھی کفر تک پہنچا دیتا ہے۔

جو شخص توحید کا قائل مگر رسالت کا منکر ہو ہمیشہ جہنم میں رہے گا؟

(السوال)(۱) ایک شخص توحید کا قائل ہے اور خدا تعالیٰ کو وحدہ لا شریک سمجھتا ہے۔ نیز اعمال صالحہ کرتا ہے اور فعل شنیعہ سے بچتا ہے، مگر رسالت کا منکر ہے یعنی آنحضرت محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان نہیں رکھتا ہے کیا ازروئے شرع شریف یہ شخص ابدی جہنمی ہے؟

(۲) زید مسلمان ہے، توحید و رسالت کا قائل ہے۔ مذکورہ بالا شخص کے متعلق یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ رسالت کا منکر کافر ہے اور اس انکار کی وجہ سے ایک عرصہ تک جہنم میں سزا بھگتنے کے بعد آخر کار جنت میں ضرور داخل ہو گا اور اپنے اس خیال کی تصدیق میں یہ آیت کریمہ پیش کرتا ہے۔ **ان اللّٰه لا یغفر ان یشرك به ویغفر مادون ذٰلك لمن یشاء**۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسا خیال رکھنے سے زید کے ایمان میں کوئی خرابی واقع ہوتی ہے یا نہیں؟

المستفتی۔ نمبر ۲۳۶۱ منظور احمد خان۔ نیو دہلی۔ ۸ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ م ۷ جولائی ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۰) جو شخص آنحضرت ﷺ کی نبوت کا منکر ہے وہ اگرچہ توحید کا قائل ہو، خلود فی النار سے نہیں بچے گا(۱) آیت کریمہ میں لفظ شرک سے مراد کفر ہے یعنی جو کفر کرے گا وہ بخشا نہیں جائے گا کیونکہ بہت سی آیات قرآنیہ کفار کے لئے خلود و دوام فی النار پر صراحۃً دلیل ہیں مثلاً **والذین کفروا وکذبوا بایاتنا اولئك اصحٰب النار هم فیها خالدون. ای لا یخرجون منها ولا یموتون فیها (خازن)**۔(۲) دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔ **وما هم بخارجین من النار**(۳) کہ کافر دوزخ سے نکالے نہ جائیں گے اور آیۃ کریمہ۔ **ویغفر مادون ذلك لمن یشاء**(۴) میں کفر کی مغفرت مراد نہیں ہے کیونکہ کفر کی جزا تو خلود فی النار قرآن مجید کی بہت سی آیات میں بتصریح وارد ہے۔

پس جو شخص توحید کا قائل ہے اور رسالت کا منکر ہے وہ یقیناً کافر ہے اور آیت منقولہ بالا کے بموجب اس کی سزا خلود ہے۔ **والمراد بالشرك فی هذه الایة الكفر لان من جحد نبوة محمد صلی الله علیه وسلم مثلاً كان كافرا ولو لم یجعل مع الله الٰها آخر والمغفرة منتفیة عنه بلا خلاف** (فتح الباری انصاری جز اول صفحہ ۴۵)(۵) اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص آنحضرت ﷺ کی نبوت کا انکار کرے وہ کافر ہے اگرچہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو اور اس کی مغفرت نہ ہونا متفق علیہ ہے۔

موحدین کا دوزخ میں ہمیشہ نہ رہنا اور آخر الامر نکالا جانا اگرچہ بعض روایت میں حضرت عمر اور حضرت ابن مسعودؓ کی طرف نسبت کیا گیا ہے مگر اہل سنت و جماعت کے نزدیک یہ مذہب صحیح نہیں ہے۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری پارہ ۲۷ مطبوعہ مصری صفحہ ۱۸۷ میں اس کو مذہب ردی مردود ہی قرار فرمایا ہے۔ اور کفار کے

۱۔ عن ابی ہریرۃؓ والذی نفس محمد بیدہ لا یسمع بی احد من ہذہ الامۃ من یہودی ولا نصرانی ثم یموت ولم یؤمن بالذی ارسلت به الا کان من اصحاب النار" (مشکوٰۃ: ۱۲)

۲۔ (خازن ۱: ۴۴ مصر)

۳۔ البقرۃ: ۱۶۷)

۴۔ النساء: ۴۸)

۵۔ فتح الباری: ۱/ ۷۹ مصر)

خلود فی النار کو اہل سنت کا اجماعی مذہب بتایا ہے (۱) اور کفار میں وہ موحدین بھی شامل ہیں جو انکار نبوت کی وجہ سے باوجود عقیدہ توحید کے کافر ہوتے ہیں۔ (۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

مسلمان کے لئے موجب کفر اقوال وافعال سے بچنا ضروری ہے۔

(السوال) ایک شخص ہے جس کو مشرف باسلام ہوئے عرصہ تقریباً بیس برس کا گذر چکا ہے اور اس کی زندگی کا نصب العین یہ ہے جو اس نے اپنی زبان سے بیان کیا ہے کہ :۔

(۱) میرے یہاں گھر میں جملہ رسومات ہندوانی ہوتی ہیں (۲) اور میں روزہ نماز کا پابند ہوں۔ (۳) اور میں اپنی برادری میں چماروں کو سمجھتا ہوں (۴) اور میں مسلمانوں کو اپنی برادری میں نہیں سمجھتا ہوں (۵) اور میں دونوں طرف ہوں۔ (۶) جو لڑکا کہ میرے مشرف باسلام ہو جانے کے بعد پیدا ہوا ہے اس بیٹے کی ختنہ نہیں کراؤں گا اس لئے کہ ختنہ کرانے سے مسلمان تھوڑا ہی ہوتے ہیں (۷) اور شخص مذکور نے اپنی بیٹی کو جو مشرف باسلام ہو جانے کے بعد پیدا ہوئی۔ اس بیٹی کی منگنی جانب یعنی چمار کے ساتھ کر دی اور اسی جانب کے ساتھ شادی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

المستفتی۔ نمبر ۲۲۷۲ عبدالرشید خاں (آگرہ) ۲۹ جمادی الاول ۱۳۶۱ھ م ۱۴ جون ۱۹۴۲ء

(جواب) نمبر ۱ کا اگر یہ مطلب ہے کہ میرے گھر میں جملہ رسومات ہندوانہ ہوتی ہیں اور میری رضامندی سے ہوتی ہیں ان کو منع نہیں کرتا بلکہ پسند کرتا ہوں تو ظاہر ہے کہ یہ بات ایک سچے مسلمان سے نہیں ہو سکتی، (۳) نمبر ۳ کا اگر مطلب یہ ہے کہ میں جانب یعنی چماروں کو اپنا بھائی بند سمجھتا ہوں اور ان کے ساتھ برادرانہ تعلقات رکھتا ہوں یا رکھنا پسند کرتا ہوں تو یہ بھی سچے مسلمان سے نہیں ہو سکتا (۴) اور نمبر ۵ کہ میں دونوں طرف ہوں، اس کا مطلب کیا ہے یعنی مذہب کے لحاظ سے دونوں طرف ہوں، اگر یہ مطلب ہو تو یہ شخص مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔ (۵) اور نمبر ۶ یعنی جو لڑکا کہ میرے مسلمان ہونے کے بعد پیدا ہوا ہے اس کی ختنہ نہیں کراؤں گا۔ یہ بات بہت شبہ میں ڈالتی ہے

کیونکہ اگرچہ ختنہ کرانا فی حد ذاتہ فرض نہیں ہے، لیکن مسلمانوں کا خاص شعار ہے۔ (۶) اور نمبر ۷ یعنی اپنی مسلمان لڑکی کی بیاہ جانب سے کروں گا۔ اگر جانب مسلمان ہے تو خیر مضائقہ نہیں، لیکن اگر وہ غیر مسلم ہے تو

۱۔ السبع یزول عذابها ویخرج اهلها منها جاء ذلك من بعض الصحابة وهو مذهب ردی مردود علی قائله " (مرجع بالا ۱۱ / ۳۶۳ مصر)

۲۔ لان الکفار اصناف خمسة ینکر بعثة الرسل کالفلاسفة. (الشامیه ٤ / ۲۲٦ سعید)

۳۔ "ویکفر بای شی اصنع ... وکذا من حسن رسوم الکفرة." (البحر الرائق: ٥ / ۱۳٤ بیروت)

٤۔ "لا یتخذ المؤمنون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین" نهی تبارك وتعالی عباده المؤمنین ان یوالوا الکافرین، وان یتخذوهم اولیاء." (تفسیر ابن کثیر: ۱ / ۳٥۷ سهیل اکیڈمی لاهور)

٥۔ من اعتقد ان الایمان والکفر واحد کفر (جامع الفصولین ۲ : ۲۹۲ صدف کتب خانہ کراچی)

٦۔ والاصل ان الختان سنة کما جاء فی الخبر وهو من شعائر الاسلام وخصائصه فلو اجتمع اهل بلده علی ترکه حاربهم الامام، فلا یترك الا لعذر. (الدر المختار والرد ٦ / ۷٥۱ سعید)

مسلمان لڑکا کا نکاح غیر مسلم سے حرام ہے۔(۱) بہر حال یہ اقوال اس شخص کے مسلمان ہونے میں شبہ پیدا کرتے ہیں۔(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

کتب فقہ سے بعض منتخب مسائل کی صحت کے بارے میں استفسار .

(السوال) میں درمختار، فتاوی عالمگیری، بہار شریعت وغیرہ کتابوں میں سے کچھ مسائل مسجد میں بیان کر دیا کرتا ہوں۔ مندرجہ ذیل چند مسائل جو میں نے بیان کئے بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ مسائل غلط ہیں (۱) محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مسجد اللہ کا گھر ہے یہاں اللہ و رسول ﷺ کا ذکر کرنا جائز ہے کوئی ممانعت نہیں اور کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔(۳)

(۲) اگر کوئی شخص اللہ و رسول ﷺ کے فرمان کے خلاف مسجد میں ذکر کرے اسے روکنا جائز ہے(۴)

(۳) اگر کوئی یوں کہے کہ ہم تمہارے مسئلے وغیرہ نہیں سنتے، یہ کفر ہے۔(۵)

(۴) شرعی مسائل کا مذاق اڑانا یا ہنسنا کفر ہے۔(۶)

(۵) علمائے دین کا فتویٰ نہ ماننا کفر ہے۔(۷)

(۶) مسئلہ کی ایک بات مسلمان بھائی کو سنانا لاکھ درم دینے سے بہتر ہے۔(۸)

(۷) کوئی شخص کہے کہ شرع سے یہ حکم ہے اور سننے والا کہے کہ ہم شرع درع نہیں مانتے یہ کفر ہے(۹)

(۸) کسی نے کہا گناہ مت کرو، خدا جہنم میں ڈالے گا، وہ کہے ہم جہنم سے نہیں ڈرتے یہ کفر ہے۔(۱۰)

(۹) ڈاڑھی منڈے مذاق کرتے ہیں کلا سوف تعلمون۔ یہ مذاق کرنا کفر ہے۔(۱۱)

۱۔ "ولا تنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا" (البقرۃ : ۲۲۱)

۲۔ اذا کان فی المسئلۃ وجوہ توجب الکفر ووجہ یمنع فعلی المفتی ان یمیل الی ذلک الوجہ (ہندیہ ۲ / ۲۸۳ ماجدیہ)

۳۔ "انما ہی لذکر اللہ والصلوۃ وقراءۃ القرآن" (مسلم ۱ / ۱۳۸ قدیمی کتب خانہ)

۴۔ من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ، فان لم یستطع فبلسانہ، فان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان. (مشکوۃ ۴۳۶)

۵۔ اگر بطور اہانت کے کہے تو کفر ہے۔

۶۔ "ہکذا الاستہزاء باحکام الشرع کفر" (ہندیہ ۲ / ۲۸۱ ماجدیہ)

۷۔ اس مسئلہ کی دو صورتیں ہیں (الف) مسئلہ شرعی نہ سمجھنا اس خیال سے کہ علماء نے غلط فتویٰ دیا ہے اس صورت میں کفر کا حکم نہیں لگایا جائے گا (ب) دوسری صورت یہ ہے کہ مسئلہ شرعی کا انکار ہے تو اگر مسئلہ قطعی دلیل سے ثابت ہے تو کافر ہو جائے گا ورنہ نہیں۔
ورد النصوص بان ینکر الاحکام التی دلت علیہا النصوص القطعیۃ من الکتاب والسنۃ کحشر الاجساد، یکفر، لکونہ تکذیبا صریحا للہ ورسولہ (شرح العقائد : ۲۴۵ ایچ ایم سعید)

۸۔ "قول معروف ومغفرۃ خیر من صدقۃ" (البقرہ : ۲۶۳)

۹۔ "قال "این چہ شرع است" یکفر، لانہ رد حکم الشرع" (بزازیہ علی ہامش ہندیہ ۶ / ۳۳۷ ماجدیہ)

۱۰۔ او قال : لا اخاف القیامۃ یکفر ہندیہ : ۲ / ۲۷۴ ماجدیہ

۱۱۔ "ویکفر المزاح بالقرآن" البحر الرائق : ۵ / ۱۳۱ بیروت

(۱۰) شراب پیتے وقت یا زنا کرتے وقت یا جوا کھیلتے وقت بسم اللہ کہنا کفر ہے۔(۱)

(۱۱) کوئی حضور ﷺ کی توہین کرے، آپ ﷺ کا لباس، ناخن وغیرہ خراب بتلادے یا عیب لگادے یہ کفر ہے۔ ان مسائل کے متعلق فتویٰ صادر فرمائیں۔(۲)

المستفتی نظر الدین امیر الدین (املیزہ ضلع مشرقی خاندیس)

(جواب ۳۲) یہ گیارہ مسئلے جو سوال میں لکھے ہیں صحیح ہیں۔ ان کو سنانا اور مسلمانوں کو بتانا ثواب کا کام ہے(۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسلمان بہر حال کافروں سے بہتر ہے۔

(سوال) متعلقہ افضلیت مؤمن

(جواب ۳۳) کافر، مسلمان سے کسی حال میں اچھا نہیں ہو سکتا۔ مسلمان بہر حال کافروں سے بہتر ہے(۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

پنچ یت کے الفاظ "کس سسرے نے شرع بنائی ہے" حکم شرعی بیان کرنے میں تحقیق طلب ہے۔

(از اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۲ نومبر ۱۹۲۶ء)

(سوال) ایک پنچ نے پنچایت میں یہ لفظ کہے کہ کس سسرے نے ایسی شرع بنائی۔ اس کا کیا حکم ہے۔

(جواب ۳۴) جس شخص نے مذکورہ الفاظ کہے ہیں اس کا پورا واقعہ معلوم ہونا چاہئے کہ کس بات پر اور کس موقع پر اس نے یہ کہا ہے تاکہ معلوم ہو کہ آیا اس کے یہ الفاظ شریعت اور شارع کی توہین قرار دیئے جا سکتے ہیں یا نہیں ؟(۵) محمد کفایت اللہ غفرلہ

اگر رسول اللہ بھی اس معاملے میں مجھے کہیں گے تو میں ہرگز نہیں مانوں گا" کے قائل کا حکم۔

(از اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۲۶ نومبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک شخص کو چند دین کے بارے میں سمجھا رہے تھے کہ جس کا تم نے دینا ہے اس کے ساتھ فیصلہ کر لو، تو اس شخص نے ایک نہیں بلکہ کئی بار یہ الفاظ کہے کہ "اگر رسول اللہ بھی اس معاملے کے بارے میں مجھے کہیں گے تو میں ہرگز نہیں مانوں گا" (نعوذ باللہ) اور علاوہ ازیں نمازیوں کو ہر وقت بدزبانی سے یاد کرتا رہتا ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ مذکورہ الفاظ کہتے وقت اس سے کہہ دیا گیا تھا کہ یہ کلمات کفر ہیں مگر پھر بھی باز نہ آیا۔

۱۔ وکذا لو قال عند الشرب الحمرا والزنا : بسم اللہ . شرح العقائد: ۲۴۷

۲۔ "لو عاب نبیاً بشئ ۔۔۔ کفر" جامع الفصولین : ۲ /۳، ۳۱ اسلامی کتب خانہ

۳۔ ان اللہ وملائکتہ واہل السموات والارض حتی النملۃ فی جحرها وحتی الحوت لیصلون علی معلم الناس الخیر" مشکوٰۃ ۳۴ ایچ ایم سعید۔

۴۔ "ولعبد مؤمن خیر من مشرک ولو اعجبکم، لما لہ وجمالہ" تفسیر جلالین: ۳۳

۵۔ "واعلم انہ لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن" (تنویر مع شرح ۴ ۲۲۹ سعید)

(جواب ۳۵) اگر یہ الفاظ کہنے سے اس کی نیت یہ تھی کہ "میرا معاملہ سچا ہے اور میں حق پر ہوں، اگر بالفرض رسول اللہ ﷺ بھی اس معاملے میں میرے اوپر صلح کرنے کا دباؤ ڈالیں جب بھی نہیں کروں گا۔" تو یہ کلمات کفر نہ ہوں گے۔(۱) مگر بہر صورت ان کلمات کا ظاہر مفہوم بُرا ہے اور اطاعت رسول اللہ ﷺ سے انکار مفہوم ہوتا ہے۔ اس لئے باوجود حکم کفر نہ کرنے کے احوط یہی ہے کہ شخص مذکور کو توبہ کا حکم دیا جائے اور جب تک وہ توبہ نہ کرے اس سے تعلقات اسلامیہ ترک کردیئے جائیں۔(۲) محمد کفایت اللہ غفرلہ

عالم دین کی توہین کفر ہے۔

(از اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۳۱ء)

(السوال) کسی عالم کی توہین و بے حرمتی کرنے کے بارے میں شرع شریف کا کیا حکم ہے؟

(جواب ۳۶) کسی عالم دین کی حیثیت عالم دین ہونے کے توہین کرنا موجب کفر ہے۔ اگر توہین اس جہت سے نہ ہو بلکہ کسی اور دنیاوی معاملہ کی وجہ سے ہو تو موجب کفر نہیں ہے۔(۳)

۱۔ "اذا كان في المسألة وجوه توجب الكفر و وجه يمنع فعلى المفتي ان يميل الى ذلك الوجه" (هندیہ ۲: ۲۸۳ ماجدیہ)

۲۔ قال كعب بن مالك حين تخلف عن النبي ﷺ ونهى النبي ﷺ المسلمين عن كلامنا و ذكر خمسين ليلة (بخاری شریف ۲: ۱۹ قدیمی کتب خانہ)

۳۔ "الاستخفاف بالعلماء لكونهم علماء استخفاف بالعلم والعلم صفة الله تعالى منحه فضلا على خيار عباده ليدلوا خلقه على شريعته نيابة عن رسله فاستخفافه بهذا يعلم انه الى من يعود" (بزازیہ علی هامش هندیہ ۲: ۳۳۶)

چوتھا باب
مسئلہ ارتداد

مرتد کے لئے توبہ کی شرائط

(سوال) (۱) مرتد فطری دین اسلام میں واپس آسکتا ہے یا نہیں؟

(۲) اگر واپس آسکتا ہے تو اس کے کیا شرائط ہیں؟

(۳) اگر کوئی شخص اپنی ملازمت کے تعلق سے ظاہرا اپنا ہندو ہو جانا ظاہر کرے مگر دل یا زبان سے ہندو ہو جانے کا اقرار نہ کیا ہو (جیسا کہ سی آئی ڈی پولیس کے ملازمان اکثر حسب ضرورت اپنے کو ہندو عیسائی وغیرہ ہونا دکھلاتے ہیں، اس صورت میں کوئی ثبوت عینی شہادتوں وغیرہ کا بھی اس کے خلاف رسوم یا عبادت بطور ہندواں ادا کرنے کا بھی نہ ہو تو اس شخص کو مسلمان ماننا چاہئے یا نہیں؟

المستفتی ۔ نمبر ۷۰ ۱ سید ناظم حسین (ریاست الور) ۱۰ رمضان ۱۳۵۲ھ م ۲۸ دسمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۷) (۱) اگر کوئی شخص مرتد ہو جائے تو وہ بھی توبہ کرکے اسلام میں واپس آسکتا ہے(۱)۔

(۲) اس کی صورت یہ ہے کہ وہ اسلام کا کلمہ پڑھے اور سوائے اسلام کے باقی دینوں سے اپنی بیزاری کا اعلان کرے۔(۲)

(۳) جب تک یہ نہ بتایا جائے کہ اس کو کس فعل کی بناء پر ہندو سمجھا گیا، اس کے متعلق کوئی حکم نہیں دیا جا سکتا۔ اور بہر صورت ہندو ہو جانے کے بعد بھی توبہ اور تجدید اسلام کرکے وہ شخص مسلمان ہو سکتا ہے۔(۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

کسی شخص پر دین تبدیل کرنے کا بہتان لگانا سخت گناہ ہے۔

(سوال) منکہ مسمی محمد امیر ولد سمندر (قوم وربووال) ساکن موضع کفری ضلع سرگودھا کا ہوں، میرے متعلق نہ معلوم کس وجہ سے لوگوں نے یہ بات مشہور کر دی کہ خدانخواستہ میں کرسٹان ہو گیا ہوں، حالانکہ اس چیز کی کوئی اصلیت نہیں۔ واقعہ صرف اتنا ہے کہ میرے چچا کے لڑکے مسمی اللہ دتہ جو کسی وجہ سے کرسٹان ہو گیا تھا وہ جب خدا کی توفیق سے مشرف باسلام ہو گیا اور ارتداد سے واپس آگیا تو میں اور وہ دونوں پاس اٹھتے بیٹھتے تھے، اور جس زمانے میں وہ مرتد رہا، اس زمانے میں اس کے ساتھ میرا کچھ سروکار نہ تھا۔ اب میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر یہ اقرار کرتا ہوں کہ میں نے نہ کبھی دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا ارادہ کیا اور نہ خارج از اسلام ہوا ہوں اور نہ آئندہ ہونے کا ارادہ۔ پس ایسی صورت میں جب کہ میرا قطعا کوئی ارادہ ظاہری و باطنی طور پر اسلام سے خارج ہونے کا نہ تھا اور نہ ہے، لوگوں کا مجھ پر یہ اتہام لگانا کہ تم کرسٹان ہو گئے ہو کہاں تک صحیح اور قابل تسلیم ہے میرے اس اقرار کے بعد بھی اگر کوئی شخص نہ مانے اور مجھ کو کرسٹان ہی

(۱،۲،۳) "اسلامه ان يبرأ عن الاديان سوى الاسلام، او عما انتقل اليه" (تنویر الابصار مع شرحہ ج ۴ ۲۲۶)

کہتا ہے تو اس کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۵۷۲ محمد امیر (ضلع سرگودھا) ۱۲ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ م ۱۱ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۸) جب کہ مسمی محمد امیر کرسٹان ہونے سے حلفیہ انکار کرتا ہے اور اسلام پر قائم رہنے کا اقرار کرتا ہے اور اسلام کے سوا دوسرے دینوں سے بیزاری ظاہر کرتا ہے اور جو لوگ اس پر کرسٹان ہونے کا الزام لگاتے ہیں ان کے پاس اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ تو محمد امیر کے ساتھ اسلامی برادری کے تعلقات رکھنا چاہئے اور بلاوجہ اور بغیر ثبوت کسی مسلمان پر تبدیل مذہب کی تہمت نہیں لگانی چاہئے کہ یہ سخت گناہ ہے۔(۱)

فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

مذہبی معاملات میں ہندوں کا تعاون کرنا درست نہیں۔

(سوال) (۱) ایک عورت کافرہ (ہندو) مسلمان ہوگئی۔ ایک مسلمان لوہار کے ساتھ نکل گئی۔ بغیر نکاح کے اس کے ساتھ رہی۔ تقریباً عرصہ ۲ دو سال اس کے ہمراہ مسلمان رہی۔ کسی وجہ سے ناراض ہو کر بلکہ ورغلا کر پھر اس کو ہندو بنا لیا گیا اور پھر واپس اپنے سابقہ خاوند ہندو کے گھر آگئی۔ ہندو ترکھان برادری اکٹھی ہوگئی اور اس عورت کو اس بدلے میں کہ وہ مسلمان ہوگئی تھی بہت برا بھلا کہا گیا اور اس کے خاوند ہندو کو اس کی پاداش میں کفارہ یہ مقرر کیا کہ اول تو دونوں میاں بیوی معہ ایک زائد ہندو کے گنگا اشنان کر کے آویں اور پھر کسی رفاہ عام کی جگہ پر ایک کنواں لگوائیں اور ۲۵ روپے نقد خیرات کریں۔ جب یہ شرطیں پوری ہو جائیں پھر برادری کو کھانا دے اس وقت اگر برادری کی منشاء ہوئی تو اصلی ہندو خاوند کی بیوی بنائی جاوے گی۔

(۲) یہ کنواں صرف مسلمان ہونے کی سزا ہے۔ ایسے کنویں کا پانی پینا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) اگر جائز نہیں تو ایسا کنواں لگانے کے لئے کسی مسلمان کا جگہ دینا جائز ہے یا نہیں اور جگہ بھی مفت دینا۔

(۴) اس کنویں کے لگانے میں مسلمانوں کو مدد کرنی جائز ہے یا نہیں۔؟

(۵) اگر جائز نہیں تو جگہ دینے والے اور مدد کرنے والے مسلمانوں کے لئے کیا حکم ہے جتنی جو مدد کر چکے ہیں۔

(۶) ان لوگوں کے لئے جن کو منع بھی کیا گیا ہو کہ یہ اسلام کے لئے بدنما داغ ہے پھر بھی مدد کریں تو ان کے لئے کیا حکم ہے؟

(۷) اور اگر منع کرنے سے کوئی مسلمان باصرار اس کی مدد کرے تو اس کے لئے کیا حکم ہے۔

(۸) اور اگر جگہ دینے والے شخص کو منع کیا جائے اور وہ کہے کہ کچھ بھی ہو میں ضرور جگہ دوں گا۔

(۹) اس مسلمان لوہار کو جو اس عورت کو بغیر نکاح کے لئے پھرتا رہا کیا حکم ہے۔؟

(۱۰) اگر یہ مسلمان لوہار بھی کوئی کنواں یا نلکا لگوائے اس کا پانی پینا جائز ہے یا نہیں؟

(۱۱) اس کی مدد کرنا کیسا ہے؟

(۱۲) اگر یہ مسلمان لوہار اس ہندو کے کنویں کے مقابلہ میں کوئی نلکا یا کنواں لگوائے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

۱۔"عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم ايما رجل قال لاخيه كافر فقد باء بها (اي رجع باثم تلك المقالة) احدهما" (مرقاۃ ۹/ ۷۳ ط امدادیہ ملتان)

(۳) اس مسلمان لوہار کے ساتھ میل جول کرنا کیسا ہے اور ہندو ترکھان کے ساتھ میل ملاقات کرنی کیسی ہے؟

المستفتی ۔ نمبر ۱۲۳۳ یوسف علی خاں لائل پور۔ ۱۶ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ م ۲۵ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب) (از مولوی محمد مسلم صاحب لائلپور)۔ (۱) باللہ التوفیق۔ چونکہ ہندو برادری کے تقاضہ پر مسلمان ہونے کی سزا میں کنواں وغیرہ تجویز کیا گیا ہے اس لئے اسلامی توہین ہونے کی وجہ سے کسی مسلمان کو اس میں شریک نہ ہونا چاہئے۔ قیمتاً زمین دینی بھی اس موقع میں جائز نہیں۔ مفت امداد کرنا تو مذہبی توہین میں شریک ہونا ہے جو کسی طرح بھی شرعاً جائز نہیں ہو سکتا۔

(۲) زمین دینے پر اصرار کرنے والا مسلمان گنہگار ہے۔ اسے اس بات سے باز آجانا چاہئے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ اس کو اس کام سے روکنے کی کوشش کریں۔ اسلام کی توہین کر کے مسلمان رہنے والے کی مسلمانوں کو ضرورت نہیں۔

(۳) لوہار کو توبہ کرنی چاہئے۔ اگر وہ کنواں بنواتا ہے تو بنوائے۔ اس سے پانی پینا جائز ہے۔

کتبہ محمد مسلم کان اللہ لہ صدر مدرس مدرسہ عربیہ لائل پور۔

الجواب صحیح۔ احقر محمد یونس عفا اللہ عنہ۔ خطیب جامع مسجد لائل پور۔ ۷ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ۔

(جواب ۳۹) (از حضرت مفتی اعظمؒ) عورت کا اسلام لانا اور پھر مرتد ہو جانا اور اسلام کی حالت میں بے نکاح زنا کاری میں مبتلا رہنا مسلمانوں کے لئے کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ اسلام تو بہر حال مقبول ہوتا۔ لیکن اب تو وہ مرتد ہو گئی۔ اور اس کی غیر مسلم برادری نے اس کے خاوند پر جو تعزیر لگائی وہ عورت کے مسلمان ہونے کی وجہ سے نہیں۔ اگر یہ وجہ ہوتی تو اس کے مرتد ہونے سے پہلے ہی لگائی جاتی۔ اب مرتد ہونے کے بعد اس کو پھر ہندو برادری میں شامل کرنے کی یہ شرط ہے کہ وہ کوئی رفاہ عام کا کام کرے تو ہندو برادری میں شامل ہو سکے گی اور اس کا خاوند اس کو رکھ سکے گا تو اس میں اسلام کی توہین نہیں ہے، بلکہ ایک ہندو مرتد عورت کو اپنے ساتھ ملانے کی شرط ہے، اس سے مسلمانوں کو کیا واسطہ۔ البتہ مسلمانوں کے لئے ان کے اس فعل میں کسی قسم کی شرکت اور مدد کرنی مناسب نہیں ہے۔ (۱) بہتر صورت یہ ہے کہ مسلمان جس نے زمین دی ہے وہ ہندوؤں کی لاگت خود یا مسلمانوں کی امداد سے ادا کرے اور کنویں کو رفاہ عام کے لئے وقف کر دے۔ ایک بدکار عورت مرتدہ کی خاطر ایک اچھے خاصے مسلمان کو اتنا تنگ کرنا کہ وہ مرتد ہونے پر آمادہ ہو جائے خطرناک فعل ہے۔ وہ عورت تو مسلمان بھی نہیں رہی۔ اور ایک مسلمان خدانخواستہ اور مرتد ہو گیا تو یہ مسلمانوں کے لئے خوشی کی بات نہ ہو گی۔

فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

۱۔ "تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان یامر اللہ تعالی عبادہ المؤمنین ینہاہم التناصر علی الباطل و التعاون علی الاثم والمحارم" (تفسیر ابن کثیر ۲: ۶ سہیل اکیڈمی لاہور)

آنحضرت ﷺ کی شان میں اعلانیہ گستاخی ناقابل برداشت ہے۔

(سوال) علماء دین اس شخص کے متعلق کیا فرماتے ہیں :۔

(۱) جس نے جوانی میں ختنہ کرائی تکلیف ہونے پر رسول اللہ ﷺ کو متواتر ایک ماہ تک گالیاں دیتا رہا (نعوذ باللہ من ذلک)

(۲) رمضان المبارک میں دوستوں کو ہمراہ لے کر علانیہ کھاتا پیتا رہا، ایک شخص کے ٹوکنے پر جواب دیا کہ ہم کیا مفلس ہیں جو بھوکے مریں۔

(۳) اس کے اس بات کے جواب میں کہ تم نے ماہ صیام کی توہین کی ہے توبہ کرو۔ اس شخص نے آنحضرت ﷺ کو فحش گالیاں کئی مسلمانوں کے سامنے دیں۔

(۴) ان مسلمانوں کے شور و غل کرنے پر کہ تم توبہ کرو۔ یہ توہین ہم برداشت نہیں کرتے اس نے اور اس کے تین چار ساتھیوں نے جواب دیا کہ تم سے اور شریعت کو ہم منہ پھوڑ کر رکھ دیں گے (نعوذ باللہ منہ)

(۵) یہ تنازعہ تین دن ہوتا رہا، وہ نہ تائب ہوئے نہ نادم ہوئے بلکہ اور زیادہ کفر کرتے رہے۔

(۶) پھر اپنے آپ کو سکھ مشہور کرنے لگا، کہ میں اسلام ترک کر کے سکھ ہو گیا ہوں، سکھوں کا شعار اختیار کیا، کیا شریعت کی اس طرح توہین کرنے والا اور رسول اکرم (فداہ ابی وامی) ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی اور سب و شتم کرنے والا اور مصر علی الارتداد مستحق عفو ہے۔ ایسے مردود پر مقدمہ چلانا چاہئے یا نہیں؟ کیا مسلمانوں کو گورنمنٹ وقت سے عبرتناک سزا کے لئے قانون پاس کرانا چاہئے یا نہیں؟۔ سکھ لوگ اس کی مدد کرتے ہیں۔ کیا ایسے شخص کی توبہ قبول ہوتی ہے، وہ توبہ کی طرف خود بھی نہیں آتا، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس کو دھمکا کر جرمانہ کر کے معاف کر دینا چاہئے اور تحریری معافی نامہ لے لینا چاہئے۔ مقدمہ وغیرہ کی حاجت نہیں، ان کا کیا حکم ہے؟

المستفتی ۔ نمبر ۲۱۵۵ مولوی محمد اکمل پوری دیوبندی رائے کوٹ (لدھیانہ) ۲۶ شوال ۱۳۵۶ھ م ۳۰ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ٤٠) آنحضرت ﷺ کی شان اقدس میں یہ انتہائی گستاخی اور توہین مسلمانوں کے ضبط و تحمل سے باہر ہے ان کو انتہائی چارہ جوئی اور عدالتی کارروائی کرنی لازم ہے اور جب کہ وہ خود ندامت ظاہر نہیں کرتا اور توبہ پر آمادہ نہیں تو توبہ قبول ہونے نہ ہونے کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔ **محمد کفایت اللہ** کان اللہ لہ دہلی۔

گواہوں کی گواہی کب بے اثر ہو گی؟

(سوال) جناب کے حافظہ اور مجموعہ فتاوی میں یہ سوال و جواب ہو گا کہ زید نے کہا کہ "میں نے زمین و آسمان پیدا کیا۔" وغیر ذالک۔ پھر آٹھ ماہ کے بعد شہادت ہوتی ہے اور زید کے دعوائے خدائی کا تذکرہ جس پر تجدید ایمان اور نکاح کا سوال پیدا ہوا جس کی پوری تفصیل آپ کے پاس جا چکی ہے اور جناب نے یہ جواب مرحمت فرمایا تھا کہ "زید کا قول معتبر ہو گا، ان لوگوں کا قول جو آٹھ دس مہینے کے بعد اس کا اظہار کرتے ہیں تاوقتیکہ

التفات ہے۔

لہذا گزارش ہے کہ جناب تھوڑی سی وقت کی قربانی دے کر شاہدین کی شہادت کے ناقابل التفات ہونے کی جو بنیاد ہے اور دلیل شرعی مع عبارت کتب مرحمت فرمادیں تاکہ مترددین و منکرین کے سامنے مسئلہ اپنی پوری روشنی میں آجائے اور ہر ایک کے لئے بلاریب و شک باعث طمانیت ہو۔

(جواب ٤١) زید کا قول معتبر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا قول مع حلف کے معتبر ہوگا۔ اور شہود کی شہادت معتبر نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ شہادت دیانت اور حسبۃ یعنی للّٰہیت پر مبنی ہے اور ایسی شہادت بلاوجہ معقول تاخیر کرنے سے نامقبول ہو جاتی ہے۔ **ومتی اخر شاهد الحسبة شهادته بلا عذر فسق فترد (درمختار)**(۱) اس کے علاوہ یہ شہادت ردۃ پر ہے۔ اور اس میں جب مشہود علیہ انکار کر دے اور شہادتین کا اقرار کرلے تو شہادت بے اثر ہو جاتی ہے۔ **شهدوا علی مسلم بالردة وهو منكر لايتعرض له (درمختار)**(۲)۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

ارتداد سے توبہ کرنے والے سے نفرت اور تعلقات ختم کرنا جائز نہیں

(السوال) میں مسماۃ جنت خاتون دختر الا ذات تیلی ساکن قصبہ راہوں ضلع جالندھر کی خانہ جنگی عرصہ پانچ چھ سال سے خاوند خود سے رہی اور میری بے کسی اور بے بسی کی داستان قوم کے کسی آدمی نے نہیں سنی۔ میں نے مجبوراً جناب مولوی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند سے اپنی ساری داستان عرض کر کے فتویٰ طلب کیا۔ ان کے حکم فرمانے پر خلع کیلئے میں نے دو سو روپے پیش کئے کہ مجھے اس تلخ زندگی سے رہا کرایا جائے پھر بھی قوم نے کوئی توجہ نہیں دی میں نے تنگ آکر مذہب عیسائیت اختیار کیا۔ مسلمان حاکم نے نکاح فسخ قرار دیا۔ فسخ ہونے پر میں نے پھر پوری ندامت سے توبہ کر کے اسلام قبول اور فتویٰ طلب کیا اور جمعیۃ علماء ہند سے مندرجہ ذیل جواب آیا۔

"جب کہ مسماۃ جنت خاتون اپنے اس گناہ عظیم یعنی ارتداد سے نادم ہو کر توبہ کر چکی ہیں اور دوبارہ اسلام میں داخل ہو چکی ہے تو مسلمانوں کا اس سے اور اس کے والدین سے نفرت کرنا یا طعنہ زنی کرنا نامناسب ہے۔ مسلمانوں کو اس لعن طعن سے اجتناب کرنا چاہئے۔"

اس کے بعد مورخہ کو قوم تیلیان نے تقریباً نوے ۹۰ گاؤں کے لوگوں کو جمع کر کے میرے والدین سے مقاطعہ کلی طے کر دیا۔ اب گذارش ہے کہ کیا میری توبہ قبول نہیں؟ کیا میں مقولہ ھذا کا مصداق نہیں ہوں۔ **التائب من الذنب كمن لاذنب له**۔ کیا میں اور میرا خاندان پھر داخل عیسائیت ہو جاؤں، جب کہ مجھے اسلام سے علیحدہ کیا جاتا ہے۔ میں تعلیم یافتہ ہوں، اگر مجھے اسلام نے سہارا دیا تو غیر مذاہب میرے خیر مقدم کے لئے تیار ہیں۔

۱۔ الدر المختار مع رد المحتار: ۵ / ۴۶۳ ط ایچ ایم سعید
۲۔ مرجع بالا (۴ / ۲۲۶)

المستفتی ۔ نمبر ۱۹۷۷ جنت خاتون (ضلع جالندھر) ۲۷ شعبان ۱۳۵۶ھ م ۲ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۲) ارتداد بہت بڑا گناہ اور جرم عظیم ہے۔(۱) مگر جب کہ مرتدہ نے صدق دل سے توبہ کر لی ہے اور داخل اسلام ہو گئی ہے تو اب مسلمان اس کو اپنے میں شامل کریں۔(۲) پھر اس کے والدین کا اس میں کیا قصور ہے کہ ان سے مقاطعہ کر لیا گیا۔(۳) پنچایت کو اپنا فیصلہ بدلنا چاہئے اور ان سب کو اسلام کے دامن کے نیچے پناہ دینی چاہئے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

بے اختیاری کی حالت میں کفریہ الفاظ کہنے کا حکم .

(سوال) متعلقہ حکم ارتداد بہ تلفظ الفاظ کفریہ بخواب (سوال دستیاب نہیں ہوا)

(جواب ۴۳) سوال میں صاحب واقعہ کے دو واقعہ مذکور ہیں، ایک حالت خواب کا دوسرا حالت بیداری کا۔ حالت خواب کے واقعہ کا تو اصول شرعیہ کے موافق حکم صاف ہے کہ حسب ارشاد رفع القلم عن ثلاثة الخ(۴) نائم مرفوع القلم ہے، حالت نوم کا کوئی فعل اور کلام شرعاً معتبر نہیں بلکہ حالت نوم کا کلام کلام طیور کے مشابہ اور اسی حکم میں ہے۔ وفی التحریر و تبطل عبادته من الا سلام والردة والطلاق ولم توصف بخبر و لا انشاء و صدق و كذب كالحان الطيور راه و مثله في التلويح فهذا صريح في ان كلام النائم لايسمى كلاماً لغة ولا شرعاً بمنزلة المهمل (ردالمحتار)(۵) پھر اس خواب کے واقعہ کی حکایت ایک ایسے واقعہ کی حکایت ہے کہ وہ کفر نہیں تھا۔ اگرچہ الفاظ کفریہ ہیں۔ لیکن الفاظ کفریہ کی محض نقل کافر نہیں بناتی۔

اگر کوئی یہ کہے کہ نصاریٰ کہتے ہیں کہ خدا تین ہیں تو اس کہنے والے پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ الفاظ کفریہ کی نقل تو قرآن مجید میں بھی موجود ہے۔ قال الله تعالى وقالت اليهود عزير ابن الله وقالت النصارى المسيح ابن الله . (۶) یہ الفاظ کہ "عزیر علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں اور مسیح علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں۔" یقیناً کفر کے کلمات ہیں، اور مسلمان انہیں رات دن تلاوت قرآن مجید اور نماز میں پڑھتے ہیں اور یہود و نصاریٰ سے یہ کلمات نقل کرتے ہیں تو جب کہ ان کلمات کا نقل کرنا باوجود یہ کہ منقول عنہم نے ان کا تکلم بحالت اختیار کیا تھا اور ان پر انہیں کلمات کے تکلم کی وجہ سے کفر کا حکم کیا گیا۔ کما قال الله تعالى . لقد كفر

۱۔ جیسے ایمان سب سے بڑی نیکی ہے اس کا ترک یعنی ارتداد سب سے بڑا جرم ہوگا، قرآن مجید میں ہے ان الذين آمنوا ثم كفروا ثم آمنوا ثم كفروا، ثم ازدادوا كفرا لم يكن الله ليغفر لهم، ولا ليهديهم سبيلاً (النساء ۱۳۷)

۲۔ الا الذين تابوا واصلحوا وبينوا فاولئك اتوب عليهم وانا التواب الرحيم (البقرة ۱۶۰) "انما المؤمنون اخوة اى الجميع اخوة فى الدين" (تفسیر ابن کثیر ۴ / ۲۱۰ سہیل اکیڈمی لاہور)

۳۔ "ولا تزر وازرة وزر اخرى" (الاسراء ۱۵) اور حدیث شریف میں ہے "لا يحل لمسلم ان يهجر اخاه فوق ثلث ايام" (بخاری شریف: ۲/ ۸۹۶، قدیمی کتب خانہ

۴۔ (ابوداؤد: ۲/ ۲۵۶ مکتبہ امدادیہ ملتان)

۵۔ الشامیہ: ۳/ ۲۴۵ سعید)

۶۔ (التوبہ ۳۰)

الذین قالوا اتخذ اللہ ولدا۔(۱) ناقلین کے لئے موجب کفر نہ ہوا تو حالت خواب کے وہ کلمات کہ نہ ان کا قائل کافر ہوا نہ نوم کی حالت میں ان کلمات کو کلمات کفر کہا جا سکتا ہے۔ نقل کرنے سے کفر کا حکم بدرجہ اولیٰ نہیں دیا جا سکتا۔

رہا دوسرا واقعہ جو حالت بیداری کا ہے، اس کے متعلق صاحب واقعہ کا بیان یہ ہے کہ وہ اپنی حالت خواب کی غلطی سے نادم اور پریشان ہو کر چاہتا ہے کہ درود شریف پڑھ کر اس کا تدارک کرے، اور درود شریف پڑھتا ہے لیکن اس میں بھی بجائے آنحضرت ﷺ کے نام مبارک کے زید کا نام اس کی زبان سے نکلتا ہے۔ اسے اس غلطی کا احساس تھا، مگر کہتا ہے کہ زبان پر قابو نہ تھا، بے اختیار تھا، مجبور تھا۔ اس واقعہ کے متعلق دو باتیں تنقیح طلب ہیں۔

اول یہ کہ آیا حالت بیداری میں ایسی بے اختیاری اور مجبوری کہ زبان قابو میں نہ رہے بغیر اس کے کہ نشہ ہو، جنون ہو، اکراہ ہو، عتہ ہو ممکن اور متصور ہے یا نہیں؟ کیونکہ ان چیزوں میں سے کسی کا موجود ہونا سوال میں ذکر نہیں کیا گیا۔ تو ظاہر یہی ہے کہ ان اسباب میں سے کوئی سبب بے اختیاری پیدا کرنے والا نہ تھا۔ دوسرے یہ کہ اگر بے اختیاری اور مجبوری ممکن اور متصور ہو تو صاحب واقعہ کی تصدیق بھی کی جائے گی یا نہیں؟

امر اول کا جواب یہ ہے کہ بے اختیاری کے بہت سے اسباب ہیں۔ صرف سکر و جنون و اکراہ و عتہ میں منحصر نہیں۔ کتب اصول فقہ و فقہ میں ان اسباب کے ذکر پر اقتصار کرنا تحدید و حصر پر مبنی نہیں، بلکہ اکثری اسباب کے طور پر انہیں ذکر کیا گیا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ متعدد کتب فقہیہ میں اس کی تصریح موجود ہے کہ خواہ کسی وجہ سے عقل مغلوب ہو جائے وہ مغلوبیت موجب رفع قلم ہو جاتی ہے۔ الا فی بعض المواقع فیکون الزجر مقصودا۔(۲)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:۔ من اصابه برسام او اطعم شیئا فذهب عقله فهذی فارتد لم یکن ذلک ارتدادا وكذا لو كان معتوها او موسوسا او مغلوبا علی عقله بوجه من الوجوه فهو علی هذا كذا فی السراج الوهاج (ہندیہ مطبوعہ مصر (۳) صفحہ ۲۸۲ ج ۲)۔ اس عبارت میں لفظ موسوس اور لفظ بوجہ من الوجوہ قابل غور ہے۔ لیکن واقعہ مسئولہ عنہا میں نہ تو زوال شعور و زوال عقل کی تصریح ہے اور نہ میں واقعات مذکورہ کی بناء پر زوال شعور کا ہونا صحیح سمجھتا ہوں کیونکہ صاحب واقعہ بحالت تکلم اپنی غلطی کا ادراک ہونا بیان کرتا ہے اور عذر میں صرف بے اختیاری مجبوری، زبان کا قابو میں نہ ہونا ذکر کرتا ہے۔ اس لئے میں صرف اسی بات کو ٹھیک سمجھتا ہوں وہ باوجود شعور و ادراک کے کلمہ کفریہ کہتا ہے، مگر بے اختیاری سے مجبوری سے اور عین تکلم کی حالت میں بھی اسے غلطی اور خلاف عقیدہ سمجھتا ہے اور بعد الفراغ من التکلم بھی اس پر نادم ہوتا ہے، پریشان ہوتا ہے، روتا ہے۔ اسباب معلومہ (سکر، جنون، اکراہ، عتہ) کے علاوہ کبر سنی، مرض، مصیبت، غلبہ

۱۔ "لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ہو المسیح ابن مریم" (المائدۃ [illegible]) قالوا اتخذ اللہ ولدا سبحٰنہ (یونس ۶۸)

۲۔ جیسا کہ نشے کی حالت میں طلاق دینا ہے (الشامیہ: ۳/ ۲۳۹ سعید)

۳۔ ہندیہ ۲/ ۲۵۳ ماجدیہ

خوشی غلبہ حزن فرط محبت وغیرہ بھی زوال عقل یا زوال اختیار کے سبب بن سکتے ہیں۔ اور جہاں زوال عقل یا زوال اختیار ہو وہاں حکم ردۃ ثابت نہیں ہو سکتا۔

(۱) در مختار میں ہے . **وما ظهر منه من كلمات كفرية يغتفر في حقه ويعامل معاملة موتى المسلمين حملا على انه في حال زوال عقله انتهى**(۱)۔ یعنی قریب موت و نزع روح اگر محتضر سے کچھ کلمات کفریہ ظاہر ہوں تو انہیں معاف سمجھا جائے اور اس کے ساتھ اموات مسلمین کا سا معاملہ کیا جائے اور ظہور کلمات کفریہ کو زوال عقل و اختیار پر محمول کیا جائے۔

اس عبارت سے صرف یہ غرض ہے کہ اسباب مذکورہ معلومہ میں سے یہاں کوئی سبب نہیں پھر بھی ایک اور چیز یعنی شدت مرض یا کلفت نزع روح کو زوال عقل کے لئے معتبر کیا گیا اور میت کے ساتھ مرتد کا معاملہ کرنا جائز نہیں رکھا گیا۔ اگرچہ نزع کی سخت تکلیف کی وجہ سے ایسے وقت زوال عقل متصور ہے لیکن یقینی نہیں ہے۔ صرف **تحسيناً للظن بالمسلم** احتمال زوال عقل کو قائم مقام زوال عقل کر لیا گیا ہے۔

(۲) صحیح مسلم کی روایت میں آنحضرت ﷺ سے مروی ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے گنہگار بندے کے توبہ کرنے پر اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جیسے کہ ایک مسافر کا جنگل میں سامان سے لدا ہوا اونٹ گم ہو جائے اور وہ ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر نا امید ہونے کے بعد مرنے پر تیار ہو کر بیٹھ جائے اور اسی حالت میں اس کی آنکھ لگ جائے تھوڑی دیر کے بعد آنکھ کھلے تو دیکھے کہ اس کا اونٹ مع سامان اس کے پاس کھڑا ہے۔ اسی روایت میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ اس شخص کی زبان سے غایت خوشی میں بے ساختہ یہ لفظ نکل جاتے ہیں۔ **انت عبدی وانا ربك**. یعنی خدا تعالیٰ کی جناب میں یوں بول اٹھا کہ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا خدا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں **خطا من شدة الفرح**۔ یعنی شدت خوشی کی وجہ سے اس سے خطا یہ لفظ نکل گئے۔(۲)

اس حدیث سے صراحۃً ثابت ہو گیا کہ شدت فرح بھی زوال اختیار کا سبب ہو جاتی ہے۔ اور چونکہ آنحضرت ﷺ نے اس کے بعد یہ نہیں فرمایا کہ الفاظ کفریہ کا یہ تکلم جو خطا ہوا تھا جب کفر اور مزیل ایمان تھا، اس لئے آپ کے سکوت سے معلوم ہو گیا کہ الفاظ کفر کا تلفظ جو خطا کے طور پر ہو مثبت ردۃ نہیں۔

(۳) صلح حدیبیہ کے قصے میں جو صحیح بخاری وغیرہ میں مروی ہے ذکر کیا گیا ہے کہ جب صلح مکمل ہو گئی آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حکم فرمایا کہ سر منڈاؤ اور قربانیاں ذبح کرو تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بوجہ فرط حزن و غم کہ اپنی تمنا و آرزو کے خلاف خانہ کعبہ تک نہ جا سکے۔ ایسے بے خود ہوئے کہ باوجود حضرت ﷺ کے مکرر سہ کرر فرمانے کے کسی نے فرمان عالی کی تعمیل نہ کی۔ آپ غمگین ہو کر خیمے میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لے گئے۔ انہوں نے پریشانی کا سبب دریافت کیا اور

۱۔ تنویر مع شرحہ ۲/ ۱۹۲ (سعید)

۲۔ "انس بن مالك وهو عمه قال قال رسول الله ﷺ الله اشد فرحا بتوبة عبده حين يتوب اليه من احدكم كان على راحلته بارض فلاة فانفلتت منه وعليها طعامه وشرابه فأيس منها، فاتى شجرة فاضطجع في ظلها قد ايس من راحلته، فبينا هو كذلك اذا هو بها قائمة عنده فاخذ بخطامها، ثم قال من شدة الفرح اللهم انت عبدى و انا ربك اخطأ من شدة الفرح (مسلم: ۲/ ۳۵۵)

عرض کیا کہ آپ باہر تشریف لے جا کر اپنا سر منڈا دیں اور کسی سے بات نہ فرمائیں۔ آپ باہر تشریف لائے اور حلاق کو بلا کر اپنا سر منڈا دیا۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دیکھا تو ان کے ہوش و حواس بجا ہوئے اور ایک دم ایک دوسرے کا سر مونڈنے لگے۔(۱) اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ فرط حزن بھی موجب زوال اختیار ہو جاتا ہے، کیونکہ قصد و اختیار سے آنحضرت ﷺ کے حکم کی تعمیل نہ کرنے کا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جانب وہم بھی نہیں ہو سکتا۔

(۴) امتحان تقریری کے وقت جن طلبہ کی طبیعت زیادہ مرعوب ہو جاتی ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ ان کی زبان سے باوجود ادراک و شعور کے بے قصد غلط سلط نکل جاتے ہیں، حالانکہ صحیح جواب ان کے ذہن میں ہوتا ہے۔ مگر فرط رعب کی وجہ سے زبان قابو میں نہیں ہوتی۔

(۵) رسول خدا ﷺ ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن میں عدل کی پوری رعایت کرتے فرماتے ۔

اللهم هذه قسمي فيما املك فلا تاخذني فيما تملك ولا املك.(۲)

"یعنی اے خداوند میں نے اختیاری امور میں تو برابر کی تقسیم کر دی، اب اگر فرط محبت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وجہ سے میلان قلب بے اختیاری طور پر عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف زیادہ ہو جائے تو اس میں مؤاخذہ نہ فرمانا کیونکہ وہ میرا اختیاری نہیں۔(۲)"

اس سے معلوم ہوا کہ اگر فرط محبت کی وجہ سے بے اختیاری طور پر کوئی امر صادر ہو جائے وہ قابل مؤاخذہ نہیں۔ رہا اطرائے ممنوع جو فرط محبت سے پیدا ہوتا ہے وہ اختیاری حد تک ممنوع ہے وہ بھی غیر اختیاری حد تک پہنچ جائے تو یقیناً مرفوع القلم ہوگا۔ نیز حدیث **لا تطرونی الخ** (۳) میں اطراء کی نہی ضرور ہے لیکن یہ ضرور نہیں کہ اطراء کا سبب فرط محبت ہی ہو بلکہ جہالت، تعصب، غلط فہمی وغیرہ اسباب بھی موجب اطراء ہو سکتے ہیں۔ پس نہی عن **الاطراء مستلزم نہی عن غلبة المحبت** نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح غلبہ محبت منحصر فی **الاطراء الاضطراری** نہیں۔ اس لئے نہی عن الاطراء کو مستلزم نہی عن غلبۃ المحبت قرار نہیں دیا جا سکتا۔ حدیث مذکور اس امر پر صاف دلالت کرتی ہے کہ غلبہ محبت بسا اوقات غیر اختیاری طور پر محبوب کی طرف میلان پیدا کر دیتا ہے۔ اور یہ میلان قابل مؤاخذہ نہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ غیر اختیاری ہے، اور اس کو غیر اختیاری کس چیز نے بنایا؟ غلبہ محبت نے۔

بخاری شریف کی وہ حدیث دیکھئے جس میں امم سابقہ میں سے ایک شخص کا یہ حال مذکور ہے کہ اس نے اپنے بیٹوں سے موت کے وقت کہا تھا کہ مجھے جلا کر میری خاک تیز ہواؤں میں اڑا دینا **فهو الله لئن قدر الله علی**

---

(۱) قال رسول الله ﷺ لاصحابه قوموا فانحروا ثم احلقوا، قال فوالله ما قام منهم رجل حتى قال ذلك ثلاث مرات، فلما لم يقم منهم احد، دخل على ام سلمة فذكر لها مالقي من الناس فقالت ام سلمة يا نبي الله اتحب ذلك، اخرج ثم لا تكلم منهم احدا حتى تنحر بدنك وتدعو حالقك، فخرج فلم يكلم منهم حتى فعل ذلك، نحر بدنه ودعا حالقه (بخاری شریف ۲ ص ۳)

۲۔ ترمذی شریف: ۱ / ۲۱۷ طبع ایچ ایم سعید

۳۔ عن ابن عباس سمع عمر يقول على المنبر سمعت النبي ﷺ يقول لا تطروني كما اطرت النصارى عيسى ابن مريم فانما انا عبده ولكن قولوا عبد الله ورسوله (بخاری شریف ۱ / ۴۹۰ قدیمی کتب خانہ)

الخ .(۱)ان الفاظ کے (اس تقدیر پر کہ قدر کو قدرت سے مشتق مانا جائے) الفاظ کفریہ ہونے میں شبہ نہیں لیکن اس کا جواب رب خشیتك اسے کفر سے بچا کر مغفرت خداوندی ٹھہرا دیتا ہے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خوف خداوندی نے اس کی زبان سے بے ساختہ یہ الفاظ نکلوا دیئے اور بے اختیاری کی وجہ سے وہ مؤاخذہ سے بچ گیا۔

بہر حال وجوہ مذکورہ سے صاف ثابت ہو گیا کہ اسباب معلومہ (سکر، جنون، اکراہ کے علاوہ بھی بہت سے اسباب ہیں جن سے شعور و ادراک یا ارادہ و اختیار زائل ہو جاتا ہے پس واقعہ مسئول عنہا میں سکر جنون اکراہ عتہ نہیں ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ محض ان اسباب کے عدم کی وجہ سے لازم کر دیا جائے کہ اس نے الفاظ مذکورہ ضرور ارادے اور اختیار سے کہے ہیں۔

اس کے بعد دوسرا امر تنقیح طلب یہ تھا کہ اگر بے اختیاری اور مجبوری ممکن ہو تو صاحب واقعہ کی تصدیق بھی کی جائیگی یا نہیں۔ اس کے متعلق گذارش ہے کہ اس سے پہلے کہ اس کی تصدیق یا عدم تصدیق کی بحث کی جائے۔ اول یہ بتا دینا ضروری ہے کہ صاحب واقعہ اپنی بے اختیاری کس قسم کی ظاہر کرتا ہے اور اس کا سبب کیا ہو سکتا ہے؟ سو واضح ہو کہ صاحب واقعہ کا قول یہ ہے "لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جائے، اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہو جائے بایں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ ﷺ پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں **اللهم صل على سيدنا ومولانا ونبينا زيد** . حالانکہ اب بیدار ہوں خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں، زبان اپنے قابو میں نہیں۔" اس کلام سے صاف واضح ہے کہ اسے اپنی خواب کی حالت میں غلطی کرنے کا افسوس اور پریشانی بیداری میں لاحق تھی اور اسی غلطی کا تدارک کرنے کے لئے اس نے درود شریف پڑھنا چاہا۔ اس کا قصد تھا کہ صحیح طور پر وہ آنحضرت ﷺ پر درود پڑھ کر اپنی منافی غلطی کا تدارک کرے لیکن اب بھی اس سے بے اختیاری طور پر وہی غلطی سرزد ہوتی ہے۔ اور اس کی زبان، اس کے ارادے اور اعتقاد کے ساتھ موافقت نہیں کرتی، اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ غلطی اس سے خطاء سرزد ہوئی یعنی وہ اپنی اس غلطی کو خطاء سرزد ہونا بیان کرتا ہے۔ کیونکہ خطا کے معنی یہی ہیں کہ انسان کا قصد اور کچھ ہو اور جوارح سے فعل اس کے قصد کے خلاف صادر ہو جائے۔(۲) مثلاً کوئی ارادہ کرے کہ **اللّٰہ واحد** کہوں۔ اس ارادے سے زبان کو حرکت دے لیکن زبان سے بے اختیار **اللّٰہ عابد** نکل جائے۔ خطا کے یہ معنی عبارات ذیل سے صراحۃً ثابت ہوتے ہیں۔ **الخاطی من يجری علی لسانه من غير قصد كلمة مكان كلمة** (فتاویٰ قاضی خاں) **خاطی اذا جری علی لسانه كلمة الكفر خطأً بان كان يريد ان يتكلم**

۱۔ "عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه ان رسول الله ﷺ قال : قال رجل لم يعمل خيرا قط . اذا مات فاحرقوه و اذروا نصفه فی البر و نصفه فی البحر ، فوالله لئن قدر الله عليه ليعذبنه عذاباً لا يعذبه احداً من العالمين ، فامر الله البحر فجمع ما فيه ، وامر البر فجمع ما فيه ثم قال لم فعلت ؟ قال من خشيتك و انت اعلم ، فغفر له" (بخاری شریف ۲ ۱۱۱۷ قدیمی کتب خانہ)

۱. "هو ما ليس للانسان فيه قصد" (التعريفات للجرجانی : ۷۲ مطبوعه دار المنار مصر)

بمالیس بکفر فجری علی لسانه کلمة الکفر خطأً (قاضی خاں)(۱) **اما اذا اراد ان یتکلم بکلمة مباحة فجری علی لسانه کلمة الکفر خطا بلا قصد**(بزازیہ)(۲)

ان عبارتوں سے صاف معلوم ہو گیا کہ خطا کے معنی یہی ہیں کہ بلا قصد شعور وادراک کی حالت میں جو کلمہ زبان سے نکل جائے وہ خطا ہے۔ تو صاف ظاہر ہے کہ صاحب واقعہ کا ان الفاظ کفریہ کے ساتھ تکلم کرنا خطا ہے۔ کیونکہ اس کا قصد اس کے خلاف الفاظ مباحہ کہنے کا تھا اور بلا قصد اس کی زبان سے یہ الفاظ نکل گئے۔ اور جب ان الفاظ کا خطاءً صادر ہونا ثابت ہو گیا تو اب یہ دیکھنا چاہئے کہ اگر الفاظ کفر خطاء کسی کی زبان سے نکل جائے تو ان کا حکم کیا ہے؟ اس کے لئے کتب فقہ میں مختلف عبارتیں ملتی ہیں۔

اول یہ کہ الفاظ کفریہ کا خطاءً زبان سے نکل جانا موجب کفر نہیں۔ **رجل قال عبدالعزیز عبدالخالق عبدالغفار عبدالرحمن بالحاق الکاف فی اخر الاسم قالوا ان قصد ذلك یکفر وان جریٰ علی لسانه من غیر قصد او کان جاهلا لا یکفر و علی من سمع ذلك منه ان یعلمه الصواب** (قاضی خان) (۳) **الخاطی اذا جری علی لسانه کلمة الکفر خطاءً بان کان یرید ان یتکلم بما لیس بکفر فجری علی لسانه کلمة الکفر خطاءً لم یکن ذلك کفراً عند الکل کذا فی العالمگیریة نقلاً عن الخانیه** (۴)

(۲) دوسرے یہ کہ الفاظ کفریہ کا خطاءً تکلم اگرچہ دیانۃً بالاتفاق موجب کفر نہیں مگر قضاءً تصدیق نہ کی جائے گی۔ **اما اذا اراد ان یتکلم بکلمة مباحة فجری علی لسانه کلمة الکفر خطاءً و العیاذ بالله لا یکفر لکن القاضی لا یصدقه علی ذلك** (بزازیه) **بدلیل ما مر جوابه من انه اذا اراد ان یتکلم بکلمة مباحة فجری علی لسانه کلمة الکفر خطاءً بلا قصد لا یصدقه القاضی وان کان لا یکفر فیما بینه وبین الله تعالیٰ فتامل ذلك اھ** (رد المحتار)(۵)۔ اگر کہا جائے ممکن ہے کہ قاضی خاں کی دونوں عبارتیں صرف حکم دیانت بتاتی ہوں۔ کیونکہ بزازیہ اور رد المحتار کی عبارتوں میں بھی حکم دیانت یہی بتایا گیا ہے کہ کافر نہیں ہو گا لیکن اس کے بعد حکم قضا یہ بتایا کہ قاضی تصدیق نہ کرے اور حکم قضاء کی قاضی خاں کی عبارتوں میں نفی نہیں۔ بلکہ وہ حکم قضا سے ساکت ہیں۔ اس کے متعلق گذارش ہے کہ ہاں بے شک یہ احتمال ہے۔ لیکن اول تو مفتی کا منصب صرف یہ ہے کہ وہ حکم دیانت بتائے اس لئے صورت مسئولہ میں مفتی کو یہی فتویٰ دینا لازم ہے کہ قائل مرتد نہیں ہوا۔ دوم یہ بھی دیکھنا ہے کہ جب کہ شرائط صحت ردۃ میں طوع واختیار بھی داخل ہے اور بے اختیاری میں ردۃ معتبر نہیں ہوتی تو یہ عدم اعتبار صرف مفتی کے اعتبار سے ہوتا ہے یا قاضی بھی غیر اختیاری ردۃ کو معتبر نہیں سمجھتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بے اختیاری کے اسباب اگر ظاہر ہوں تو اس میں مفتی اور قاضی دونوں بے اختیاری کو تسلیم کرتے اور ردۃ کو غیر معتبر قرار دیتے ہیں۔

۱۔ قاضی خان علی هامش هندیه: ۳/ ۵۷۷

۲۔ بزازیه علی هامش هندیه ۶/ ۳۲۱ ماجدیه

۳۔ قاضی خان علی هامش هندیه ۳/ ۵۷۶ ماجدیه

۴۔ هندیه: ۲/ ۲۷۶ ماجدیه

۵۔ الشامیه: ۴/ ۲۲۹ سعید

جیسے کہ جنون معروف یا سکر ثابت عند القاضی یا طفولیت مشاہدہ وغیرہ۔

پس صورت مسئولہ میں اگر اس کی حالت بے خودی و بے اختیاری کو اور لوگوں نے بھی محسوس کیا ہے جب تو ظاہر ہے کہ قاضی کو بھی اس کا اعتبار کرنا پڑے گا ورنہ زیادہ سے زیادہ قاضی کو صاحب واقعہ سے اس کی حالت بے خودی و بے اختیاری کے متعلق قسم لینے کا حق ہوگا۔

(۳) سوم یہ کہ اگر قاضی کے سامنے یہ واقعہ اس طرح جاتا کہ اس شخص نے فلاں لفظ کفریہ کا تکلم کیا ہے اور پھر یہ شخص قاضی کے سامنے عذر بے اختیاری پیش کرتا، ضرور تھا کہ قاضی اس سے بے اختیاری کا ثبوت مانگتا اور صرف اس کے کہنے سے حکم ردہ کو اس پر سے مرتفع نہ کرتا۔ لیکن یہاں یہ واقعہ نہیں ہے بلکہ قاضی کے سامنے اس قائل کا بیان جائے گا تو اس طرح جائے گا کہ میں نے بحالت بے خودی و بے اختیاری کہ زبان قابو میں نہ تھی یہ الفاظ کہے ہیں اور ظاہر ہے کہ اس صورت میں یہ الفاظ بایں حیثیت کہ بے خودی اور بے اختیاری سے سرزد ہوئے ہوں موجب کفر نہیں ہیں۔

(۴) چہارم یہ کہ ردہ حقوق اللہ خالصہ میں سے ہے اور اگرچہ بعد ثبوت ردہ بعض عباد کے حقوق متعلق ہو جاتے ہیں، لیکن نفس ثبوت واثبات ردہ میں دخل نہیں بلکہ بعد ثبوت ردہ مترتب ہوتے ہیں۔ جیسا کہ بزازیہ میں اس کی تصریح ہے۔(۱) پس اس متکلم کے دعویٰ خطا کرنے سے کوئی حق عبد زائل نہیں ہوتا۔ اور اس لئے قاضی کو اس کی تصدیق کرنی ہی راجح ہے جیسا کہ حدیث الخطاء من شدة الفرح اور(۲) حدیث واللہ لئن قدر الله علی (۳) اور محتضر کے کلمات کفریہ کا اعتبار نہ کرنے سے ثابت ہوتا ہے۔(۴) اس کے بعد یہ بات باقی رہی کہ آیا صاحب واقعہ کی اس قول میں کہ ان الفاظ کا صدور بے اختیاری سے ہوا تصدیق کی جائے گی یا نہیں؟ اس کا جواب ضمناً تو آچکا لیکن زیادہ وضاحت کی غرض سے عرض کیا جاتا ہے کہ اگر کسی کلام میں متعدد وجوہ کفر کے ہوں اور ایک وجہ اسلام کی ہو تو مفتی اسی ایک وجہ کو اختیار کرے جس سے حکم کفر عائد نہ ہو۔ کیونکہ جہت اسلام راجح ہے،(۵) اور مسلمان کے ساتھ حسن ظن لازم ہے۔(۶) یہ دوسری بات ہے کہ اگر مفتی کی تاویل فی الواقع صحیح نہ ہوگی تو اس کا فتویٰ قائل کو حقیقی کفر سے نہیں بچا سکے گا۔(۷)

صورت مسئولہ میں جب کہ قائل خود اپنے کلمہ کفر سے ڈرنا، پریشان ہونا اور پھر تدارک کے خیال سے درود شریف پڑھنا اور اس میں بے اختیاری سے غلطی کرنا اور پھر اس پر افسوس کرنا اور رونا بیان کرتا ہے تو اس بدگمانی کی کوئی وجہ نہیں کہ اس نے یہ لفظ کفریہ اپنے ارادے اور اختیار سے کہے ہیں یہ خیال کہ جب اسے معلوم تھا

۱۔ وبخلاف الارتداد، لانه معنى لا حق لعبده من الآدمي (بزازیہ علی ہامش ہندیہ ماجدیہ: ۶/ ۳۲۲)
۲۔ مسلم شریف ۲/ ۳۵۵ قدیمی
۳۔ بخاری شریف ۲/ ... قدیمی کتب خانہ
۴۔ وما ظهر منه من كلمات كفرية يغتفر في حقه ويعامل معاملة موتى المسلمين (التنویر مع الدر ۲/ ۱۹۲، ط ایچ ایم سعید)
۵۔ اذا كان في المسئلة وجوه توجب الكفر ووجه واحد يمنع فعلى المفتي ان يميل الى ذلك (عالمگیری ۲/ ۲۸۳)
۶۔ عن ابن عباس في قوله تعالى يايها الذين آمنوا اجتنبوا كثيرا من الظن قال نهى الله المؤمن ان يظن بالمؤمن سوءا (تفسیر الدر المنثور ۶/ ۹۱ بیروت)
۷۔ فمن قضيت له بحق مسلم فانما هي قطعة من النار فليأخذها او ليتركها (بخاری شریف ۲/ ۱۰۶۴) جیسے قضاء حقیقت واقعہ کے مطابق نہ ہو تو مسلم

کہ میری زبان قابو میں نہیں تو سکوت کرنا چاہئے تھا لیکن اس نے سکوت نہ کیا اور کلمہ کفر زبان سے نکلا۔ تو وہ قصداً کلمہ کفر کے ساتھ تکلم کرنا صحیح نہیں۔ کیونکہ اس نے قصد درود شریف صحیح پڑھنے کا کیا تھا مگر تلفظ کے وقت زبان سے دوسرے لفظ نکلے پھر قصد کیا کہ صحیح پڑھوں۔ قصد اصلاح والتدارک سے، فصل نہیں ہو سکتا۔ پس ممکن ہے اور اقرب الی الیقین یہی ہے کہ اس کے دل پر کوئی ایسی حالت طاری ہوئی جس کی وجہ سے اس کے جوارح کے افعال مختل ہو گئے۔ خود اس کے بیان میں موجود ہے کہ بیداری کے بعد بھی بدن میں بے حسی اور اثر ناطاقتی بدستور تھا۔ اس لئے مفتی کے ذمہ صورت واقعہ میں لازم ہے کہ اس طرح فتویٰ دے کہ جب صاحب واقعہ نے اپنے اختیار و ارادہ سے الفاظ مذکورہ نہیں کہے ہیں تو وہ بالاتفاق مرتد نہیں ہوا۔ اور چونکہ ان الفاظ کا اس کی زبان سے صدور خطاءً ہوا ہے اور اس صورت میں بالاتفاق کفر عائد نہیں ہوتا۔ جیسا کہ قاضی خاں کی عبارت سے معلوم ہو چکا۔ اس لئے اس کو تجدید نکاح یا تجدید ایمان کا حکم بھی نہیں کیا جائے گا۔ احتیاطاً تجدید کر لینا مبحث سے خارج ہے۔ اس کی منکوحہ قطعاً اس کے نکاح میں ہے اور اسے ہرگز دوسرا نکاح جائز نہیں۔ اور اگر اس کی یہ حالت بے خودی و بے اختیاری کی معروف ہو جب تو حکم قضاء و دیانت میں کوئی فرق ہی نہیں۔ اگر یہ حالت معروف نہ ہو تاہم وجوہ مذکورہ بالا قضاء بھی بلا قسم یا زیادہ سے زیادہ قسم کے ساتھ تصدیق کی جائے گی۔

کتبہ محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولاہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی۔ مورخہ ۳۰ جمادی الاخری ۱۳۳۶ھ

اسلام قبول کرنے سے سابقہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی مورخہ ۲۲ جون ۱۹۲۷ء)

(سوال) بعد اسلام قبول کر لینے کے مشرک و مرتد کا کیا حکم ہے۔ اس کی مشرکیت و مرتدیت کیا ہو جاتی ہے؟

(جواب ۴۴) الاسلام یهدم ما کان قبله (۲) یعنی اسلام قبول کرنے سے پہلے کے تمام گناہ اسلام لانے سے معاف ہو جاتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ۔

کسی دنیاوی غرض سے کفر اختیار کرنا

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی مورخہ ۱۸ نومبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک شخص کسی ضرورت کی وجہ سے مذہب اسلام ترک کرتا ہے لیکن حقیقت میں اس نے اسلام کو ترک نہیں کیا ہے۔ صرف اپنی غرض کو حاصل کرنے کے لئے اس نے ایسا کیا ہے۔ ارکان اسلام پر عامل ہے۔

(جواب ۴۵) ترک اسلام اور اجرائے کلمہ کفر یا کوئی عمل کفر کرنا حالت اضطرار میں جب کہ جان کا خطرہ درپیش ہو جاتا ہے(۳) اس کے علاوہ کسی حالت میں جائز نہیں۔ پس اگر اس شخص مذکور نے کسی خطرناک حالت میں ایسا کیا ہے اور قلب میں ایمان و ایقان بدستور ہے تو وہ خدا کے نزدیک مسلمان ہے۔ واللہ اعلم۔ (۴) محمد کفایت اللہ غفر لہ۔

---

(۱) النوع الخامس المحرمة لحق الغير كمنكوحة الغير ومعتدته (تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق: ۲/ ۱۰۱ ط مكتبه امداديه ملتان)
(۲)(۳) مسلم شریف ۱/ ۷۶
(۴) "من كفر بالله من بعد ايمانه الا من اكره وقلبه مطمئن بالايمان" (النحل: ۱۰۶)

پانچواں باب
اہل کتاب

کیا موجودہ زمانے کے یہود و نصاریٰ اہل کتاب ہیں؟

یہود و نصاریٰ کا ذبیحہ اور ان سے نکاح کا حکم؟

(سوال) (۱) موجودہ زمانہ کے یہود اور نصاریٰ اہل کتاب ہیں یا نہیں؟

(۲) یہود اور نصاریٰ کے ذبیحہ کو مسلمان کھا سکتا ہے یا نہیں؟

(۳) یہود اور نصاریٰ کی عورتوں سے بغیر اسلام پیش کئے اور بغیر اسلام کی قبولیت ان سے نکاح جائز ہے یا نہیں۔

المستفتی۔ نمبر ۱۹۶۷ مولوی سید امداد اللہ صاحب (جالندھر) ۱۳ رجب ۱۳۵۶ھ م ۱۹ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۶) (۱) موجودہ زمانہ کے یہود و نصاریٰ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر اور توراۃ یا انجیل کو آسمانی کتاب مانتے ہوں، اہل کتاب ہیں، اگرچہ تثلیث کے قائل ہوں۔(۱)

ہاں جو دہریہ عقیدہ رکھتے ہوں یعنی نبوت و رسالت کے ہی قائل نہ ہوں اور نہ آسمانی کتاب پر ایمان رکھتے ہوں وہ اہل کتاب نہیں۔(۲)

(۲) یہود و نصاریٰ جو دین موسوی یا دین عیسوی کے معتقد ہوں، ان کا ذبیحہ حلال ہے۔(۳)

(۳) یہود و نصاریٰ جو دین موسوی یا دین عیسوی کے قائل ہوں ایسی یہودیہ یا نصرانیہ سے مسلمان شادی کر سکتا ہے۔ عرض اسلام کرنا جواز نکاح کے لئے لازم نہیں۔(۴) محمد کفایت اللہ غفرلہ

یہود و نصاریٰ کے ذلیل اور لعنتی ہونے کا مطلب۔

(سوال) قرآن کریم کی تصریحات مثلاً غیر المغضوب علیہم اور ضربت علیہم الذلۃ الخ و دیگر آیات بینات اور مفسرین و علمائے سلف و خلف کی تصریحات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہودی دنیا میں بھی ذلیل و ملعون رہیں گے۔ مگر عرب کے موجودہ حالات و شواہد سے بظاہر اس کے خلاف معاملہ نظر آتا ہے۔ چونکہ کلام الٰہی اپنی جگہ کامل و مکمل ہے، اس کی تعلیمات و احکام کی سچائی و پختگی پر ہمارا ایمان ہے، اس لئے لازمی طور پر یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم اس کا مطلب سمجھنے میں غلطی کر رہے ہیں۔ یا اس کی کوئی دوسری توجیہ ہو سکتی ہے؟

المستفتی۔ نمبر ۲۸۱۵ مولوی محمد عبدالمعز۔ نوشہرہ ضلع پشاور

۱۔ وصح نکاح کتابیۃ وان کرہ تنزیہا (مومنۃ بنبی) مرسل (مقرۃ بکتاب) منزل و ان اعتقدوا المسیح الٰہا. (الدر مع التنویر ۳: ۴۵ قدیمی)

۲۔ "الکتابی عند الحنفیۃ من یؤمن بنبی ویقر بکتاب" (القاموس الفقہی: ۱۲۰ بیروت)

۳۔ "وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم." روی عن ابن عباس، وابی الدرداء والحسن، ومجاہد، وابراہیم، والسدی انہ ذبائحہم، لان ذبائحہم من طعامہم (احکام القرآن للجصاص ۲: ۳۲۲ بیروت)

۴۔ "والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم" (المائدہ ۵)

(جواب ٤٧) یہود کی ذلت سے مراد ان کی باطنی اور عقیدے کی ذلت ہے۔ اسی پر غضب خداوندی کے وہ مستحق ہیں۔ ظاہر ہے کہ دنیوی غربت و مسکنت موجب غضب خداوندی نہیں ہو سکتی۔ ورنہ دنیوی حیثیت سے تو وہ حضور ﷺ کے زمانہ میں بھی بڑے تاجر، بڑے مالدار اور اپنی اپنی بستیوں میں صاحب امر تھے۔ پھر ان کے مغضوب علیہم اور ذلیل ہونے میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کوئی شبہ نہیں ہوا۔ کیونکہ ان کی باطنی ذلت تمام اہل عقل اور اہل حق کے نزدیک مسلم تھی(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

قرآن کریم کی آیت ”ولتجد نھم اقربھم مودۃً للذین اٰمنوا الذین قالوا انا نصارٰی “ کا کیا مطلب ہے؟

لتجدن اشدالناس عداوۃ للذین اٰمنوا الیھود والذین اشرکوا . ولتجدن اقربھم مودۃ للذین اٰمنوا الذین قالوا انا نصاری الخ ۔ اس آیہ کریمہ کا کیا مطلب ہے؟

المستفتی ۔ نمبر ۲۵۳۳ محمد ضیاء الحق متعلم مدرسہ امینیہ دہلی مورخہ ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۵۸ھ م ۱۲ اگست ۱۹۳۹ء

(جواب ٤٨) آیت مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ یہود اور مشرکین کو تم مسلمانوں کا سخت دشمن پاؤ گے۔ اور نصاریٰ مسلمانوں کے ساتھ محبت میں قریب تر ہوں گے مگر وہ نصاریٰ مراد ہیں جو اپنے مذہب پر قائم اور دنیا کی محبت اور جاہ و مال کی رغبت سے بے نیاز ہیں۔(۲) موجودہ نصاریٰ تو نام کے نصاریٰ ہیں۔ یہ تو در حقیقت نصرانیت کے قائل بھی نہیں ہیں اور یہی وجہ ہے کہ آج یہ نام کے نصاریٰ مسلمانوں کے بدترین دشمن ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

موجودہ توریت یا انجیل کی کسی آیت پر بغیر تصدیق کے اعتراض کرنا۔

(از اخبار الجمعیۃ مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۳۵ء)

(سوال) (۱) کیا موجودہ عیسائی و یہودی اہل کتاب کہلائے جانے کے مستحق ہیں؟

(۲) کیا موجودہ انجیل یا توریت کی کسی آیت پر ہم کو بغیر تصدیق اعتراض کرنے کا حق حاصل ہے؟

(جواب ٤٩) (۱) وہ یہودی جو توریت کو مانتے ہوں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتے ہوں، اور وہ عیسائی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کو مانتے ہوں اہل کتاب کہلانے کے مستحق ہیں(۳)

(۲) چونکہ موجودہ توریت اور انجیل تحریف شدہ ہیں اس لئے ان کے احکام پر وثوق نہیں اگر ان میں کوئی ایسی

---

۱ اما الغضب فهو ارادته انزال العقاب المستحق بهم ، ولعنهم، وبرائته منهم،(تفسیر مجمع البیان ۲/ ۳۰ بیروت)

۲ اما النصاری فانهم فی اکثر الامر معرضون عن الدنیا مقبلون علی العبادة و ترک طلب الریاسة و التکبر والترفع (التفسیر الکبیر للرازی ۱۲/ ۶۶ دار الکتب العلمیہ تہران)

۳۔ واعلم من اعتقد دیناً سماویاً وله کتاب منزل فهو من اهل الکتاب(ردالمحتار ۳/ ۴۵ سعید)

بات ہو جو اصول دین کے خلاف ہو تو اس پر ہمیں اعتراض کرنے کا حق ہے مثلاً کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے یا یوسف نجار کے بیٹے تھے۔ اور اگر فروعی مسائل میں کوئی مسئلہ اسلامی احکام کے خلاف ہو تو ہمیں نہ اس کی نہ تصدیق کرنی چاہئے نہ تکذیب۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

---

(۱) وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال رسول اللہ ﷺ لاتصدقوا اھل الکتاب ولا تکذبوھم، وقولوا آمنا باللہ وما انزل الینا (بخاری شریف ۲ /۱۰۹۴ قدیمی کتب خانہ)

چھٹا باب
متفرق مسائل

جنگلی لوگوں کو مسلمان کرنا۔

(سوال) پہاڑ میں ایک قوم ہے جس کو اس ملک میں کارو کہتے ہیں، جنگلی ہیں، ان کی نہ کوئی ذات ہے نہ انسانیت ہے، اگر وہ مسلمان ہونے کی خواہش ظاہر کرتے ہیں تو ان کو مسلمان کرسکتے ہیں یا نہیں، خوراک ان سب کی حلال و حرام سب ہے، حتیٰ کہ کتا تک کھاتے ہیں۔ اس ملک کے عالم لوگ کراہت کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں کیا حکم ہے مسلمان کرسکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی۔ نمبر ۲۱۸۴ جناب قسمت اللہ صاحب ۱۳ ذی قعدہ ۱۳۵۶ھ م ۱۶ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۵۰) ان کو ضرور مسلمان کرلینا چاہئے۔ ان کو اسلامی تعلیم دے کر انسان بنانا اور حرام اشیاء ترک کرانا چاہئے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

جس کتاب سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوتے ہوں اس کو ممنوع قرار دینے کے لئے کوشش کرنا باعث اجر و ثواب ہے۔

(سوال) کتاب "ستیارتھ پرکاش" کا چودھواں باب ملاحظہ فرمائیں کیا یہ اسلام پر بدترین حملہ ہے یا نہیں؟ اور کیا اس سے مسلمانوں کی دل آزاری ہوتی ہے یا نہیں؟ اگر کوئی مسلمان اس کتاب کی مخالفت کرے اور سزا پائے تو وہ مستحق اجر و ثواب ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۷۸۴۔ مورخہ ۳ دسمبر ۱۹۴۴ء

(جواب ۵۱) "ستیارتھ پرکاش" میں دوسرے مذاہب کے خلاف جو تنقید کی گئی ہے وہ علمی حدود سے قطعاً باہر ہے۔ وہ تو بدزبانی، پھکڑبازی، بہتان تراشی، تہمت طرازی، تمسخر و استہزاء، تبدیل و تحریف کا معجون مرکب ہے۔ وہ دل آزار اور اشتعال انگیز ہونے میں محتاج کسی دلیل و ثبوت کی نہیں ہے۔ اس کو ممنوع الاشاعت قرار دینے کے لئے جس قدر جدوجہد کی جائے حق بجانب ہے۔ جو مسلمان اور دوسرے مذاہب والے اس میں سعی کریں گے وہ انسانیت، تہذیب و شرافت کی خدمت کریں گے۔ اور مذہبی حیثیت سے مسلمان انبیاء علیہم السلام کی توقیر و تکریم کی حفاظت کا اجر و ثواب پائیں گے۔ [1] محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

فاسق و فاجر شخص کے مسجد میں آنے کو ناپسند کرنا کیسا ہے؟

(السوال) ایک ہندو شرعی طریق پر اسلام لانے کے بعد پھر بھی ہندوؤں سے تعلقات اور میل جول رکھتا ہے اور انہیں کے ہمسایہ میں رہتا ہے۔ اور ایک عورت کے ساتھ زنا میں مبتلا ہے۔ بعض مسلمان اس کا

---

[1] ثم اعلم اذا کان المنکر حراما، وجب الزجر عنه (مرقات باب الامر بالمعروف: ۹/ ۳۲۹ امدادیہ)

مسجد میں آنا پسند نہیں کرتے۔

المستفتی۔ نمبر ۲۰۲۴ منشی سید الطاف حسین (ضلع گنٹور) ۱۲ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۷ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۲) اس کو نماز کی ترغیب دینا اور مسجد میں بلانا جائز ہے۔(۱) اور ترک زنا کی نصیحت بھی کرنا چاہئے۔(۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

سیاسی اختلاف کی وجہ سے کسی کو کافر کہنا مسلمان کہلانے کیلئے زبان سے اقرار ضروری ہے۔

(از اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) (۱) سیاسی اختلاف کی بناء پر کسی شخص کو کافر کہا جاسکتا ہے؟۔ مثلاً زید مہاتما گاندھی کے خیال کا آدمی ہے۔ بکر کہتا ہے کہ چونکہ مسلمانوں کی اکثریت گاندھی کے خلاف ہے اور تو نے ایک کافر کی تقلید کی ہے اس لئے تیرا حشر کافر کے ساتھ ہوگا۔ کیا شرعاً ایسا کہنا جائز ہے؟

(۲) دولڑکے اہل ہنود کے میرے شاگرد ہیں جو ہنوز بلوغ کو نہیں پہنچے ہیں۔ ان کے عقائد بالکل اسلامی ہیں، وحدانیت کے قائل ہیں۔ آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ حشر نشر کے قائل ہیں۔ مگر باپ کے خوف سے اسلام کا اظہار نہیں کر سکتے۔ کیا وہ اپنا نام ہندوؤں جیسا قائم رکھ کر بھی مسلمان ہو سکتے ہیں۔ ان کے در پردہ مسلمان ہونے میں شک نہیں، لیکن کیا ان کو مسلمان کہا جاسکتا ہے۔؟

(جواب ۵۳) (۱) سیاسی اختلاف کی بناء پر کسی کو کافر کہہ دینا بہت بڑی غلطی ہے۔ اور گاندھی کے ساتھ اگر کوئی سیاسی پروگرام میں متفق ہو اور اپنا مذہب ہر طرح محفوظ رکھے۔ عقائد میں کسی طرح نقصان نہ آنے دے تو اس میں کوئی شرعی مواخذہ نہیں ہے۔ جو شخص محض سیاسی اختلاف کی وجہ سے کسی کو کافر بتانے لگے اور مسلمان کو کہے کہ تیرا حشر گاندھی کے ساتھ ہوگا۔ اس کو ایمان کی سلامتی کی فکر کرنی چاہئے کہ مسلمانوں کو کافر کہنا بہت سخت بری بات ہے۔(۳)

(۲) جو شخص اسلامی عقائد قبول کرے، یعنی دل سے ان کو حق سمجھے اور زبان سے حقانیت کا اقرار کرے وہ شرعاً مسلمان ہے۔ اگر دل سے حق سمجھنے کے باوجود کسی کے خوف سے زبان سے اعلان و اظہار نہ کرے تو وہ احکام شرعیہ کی رو سے مسلمان نہیں کہلائے گا اور اسلام کے احکام دنیا میں اس پر جاری نہ ہوں گے کیونکہ اجرائے احکام کے لئے سوائے اقرار لسانی کے ہمارے لئے اور کوئی راستہ نہیں ہے۔(۴) **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی**

---

(۱) یہ آدمی مسلمان ہے، اور مسلمان کو نماز کی ترغیب دینا اور مسجد کی طرف بلانا صرف جائز ہی نہیں بلکہ مستحسن اور کار خیر ہے۔

(۲) من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانه ، فان لم یستطع فبقلبه ذلك اضعف الایمان ۔ (مشکوٰۃ ۲ ۴۳۶ قرآن محل مولوی مسافر خانہ کراچی)

(۳) عن ابن عمر رضی الله تعالی عنه قال قال رسول الله ﷺ ایما رجل قال لاخیه کافر ان معناہ رجع باثم ذلك القول رجعت علیه نقیصته ومعصیة تکفیرہ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ۹ ۷ ۳ امدادیہ)

(۴) هو تصدیق محمد ﷺ هل هو فقط او مع الاقرار قولان والاقرار شرط لاجراء الاحکام الدنیویة (الشامیہ ۴ ۲۲۰ سعید)

کتاب العقائد

پہلا باب

اللہ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ کے لئے جمع کا صیغہ استعمال کرنا

(سوال) زید اللہ کو تعظیم کی وجہ سے تم یا آپ کے الفاظ استعمال کرتا ہے۔ جیسے یا اللہ تم نے سچ کہا آپ کا فرمان بجا ہے۔ اس طرح کہنا کیسا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس سے شرک لازم آتا ہے؟

المستفتی۔ نمبر ۶۸۸ سکریٹری انجمن حفظ الاسلام (ضلع بھروچ) ۲۷ رمضان ۱۳۵۴ھ م ۲۴ دسمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۵۴) شرک لازم آنا یا گناہ ہونا تو درست نہیں۔ کیونکہ جمع کا صیغہ بطور تعظیم کے استعمال کرنا جائز ہے، خود قرآن مجید میں بہت سے مواقع میں موجود ہے۔ جیسے **وانا له لحافظون**(۱) اور **ولقد نادنا نوح فلنعم المجيبون**(۲)۔ لیکن اردو کے محاورہ کے لحاظ سے واحد کا صیغہ استعمال کرنا اولیٰ اور بہتر ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

جملہ "لا تتحرك ذرة الا باذن الله" پر اعتراض کا جواب۔

(سوال) حدیث شریف میں ہے لا تتحرک ذرۃ الا باذن اللہ۔ خدا کے حکم کے سوا ذرہ نہیں ہل سکتا۔ تو جو بندہ سے خطا ہوتی ہے۔ مثلاً شراب، تاڑی پینا، جوا وغیرہ کھیلنا۔ اس کا خلاصہ جواب فرمایئے گا۔

المستفتی۔ نمبر ۱۰۷۳ حاجی محمد علی صاحب (احمد آباد) جمادی الاول ۱۳۵۵ھ م ۲۷ جولائی ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۵) اذن کے معنی اس عبارت میں ارادے کے ہیں۔ رضامندی اور اجازت کے نہیں ہیں اور مطلب یہ ہے کہ عالم میں کوئی ذرہ اللہ تعالیٰ کسی ذرے کو حرکت دینا چاہے، تو ذرہ حرکت کر سکے گا، اور نہ دینا چاہے تو ذرے کیلئے حرکت کرنا ناممکن ہے، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قوت خالقیت اور ارادی طاقت سے جو چیزیں وجود میں آتی ہیں ان کے ساتھ رضا اور اجازت بھی شامل ہوتی ہے۔ بلکہ افعال و اعمال انسانی سب خدا کے ارادے اور قوت خالقیت سے وجود میں آتے ہیں۔ اچھے اعمال کے ساتھ اس کی رضامندی بھی شامل ہوتی ہے۔ اور برے اعمال سے وہ ناراض اور غضب ناک ہوتا ہے۔ اور ثواب و عذاب کا تعلق رضامندی اور ناراضگی سے ہے نہ ارادے اور خالقیت کے متعلقات سے۔(۳) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

۱۔ (الحجر ۹)
۲۔ (الصافات: ۷۵)
۳۔ قال الله تعالى: ولا يرضى لعباده الكفر، يعني ان الارادة والمشيئة، والتقدير يتعلق بالكل، والرضاء والمحبة والامر لايتعلق الا بالحسن دون القبيح. (شرح العقائد۔ ۹۲ ط ایچ ایم سعید)

کیا خدا جھوٹ بول سکتا ہے؟

(سوال) کیا خدا تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے یا نہیں۔ وہ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے۔

ان اللہ علی کل شیء قدیر یعنی اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اگر خدا جھوٹ نہیں بول سکتا ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے ایک چیز یعنی جھوٹ پر قدرت حاصل نہیں ہے (نعوذ باللہ)۔ زید کہتا ہے کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔ کیا زید پر کفر کا فتویٰ عائد ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(المستفتی نمبر ۱۳۷۶ رمضان علی صاحب بمبئی نمبر ۸۔ ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ م ۱۰ مارچ ۱۹۳۷ء)

(جواب ۵۶) حق تعالیٰ و تقدس نے نہ کبھی جھوٹ بولا ہے نہ بولے گا۔ اور نہ خدا تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ وہ جھوٹ کے ساتھ متصف ہو (۱) لیکن بندے جو جھوٹ بولتے ہیں، اس جھوٹ کا خالق وہ ہے کیونکہ بندے کے تمام اعمال و افعال حق تعالیٰ کے مخلوق ہیں۔ اس لحاظ سے کذب بھی خدا تعالیٰ کا مخلوق ہے۔ اور ہر مخلوق مقدور ہے اس لئے کذب بھی مقدور ہے اور اس میں کوئی شبہ اور اہل سنت و جماعت کے درمیان کوئی اختلاف نہیں اور جھوٹ کو پیدا کرنا اور اس پر قادر ہونا حق تعالیٰ کی تنزیہ و تقدیس میں کوئی نقصان نہیں پیدا کرتا۔ یہ کلام تو کذب عباد سے متعلق تھا اور یہ اصول کہ اللہ تعالیٰ کذب عباد کا خالق اور اس پر قادر ہے۔ بلاشک و شبہ صحیح اور اہل سنت و الجماعۃ کے نزدیک متفق علیہ ہے۔(۲)

دوسری بات یہ ہے کہ جنت و دوزخ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں شامل ہیں اور جنت کو ذریعہ ثواب اور دوزخ کو آلہ عذاب قرار دینا بھی حق تعالیٰ ہی کا کام ہے وہ اس پر قادر ہے کہ وہ اپنی مخلوق سے جو چاہے کام لے اور جو معاملہ چاہے کرے، نیکوں کو دوزخ میں بھیج دے اور بدوں کو جنت میں داخل کر دے تو کسی کو اعتراض کا حق نہیں۔ لا یسئل عما یفعل (۳) صرف اسی کی شان ہے۔ اور خلف فی الوعید محمود و کرم ہے۔ اس لئے اگر خلف فی الوعید کو کسی نے کذب سے تعبیر کر کے مقدور کہہ دیا تو کوئی جرم نہیں۔ لیکن یہ متفق علیہ ہے۔ خلف فی الوعد مطلقاً اور خلف فی الوعید ایسی صورت سے کہ نقص و عیب کا موجب ہو حضرت حق سے باوجود مقدور ہونے کے صادر ہونا محال ہے مگر یہ استحالہ ذاتی نہیں ہے بلکہ حضرت حق کے صدق وعدہ کے لازم ہونے کی بناء پر استحالہ بالغیر ہے۔(۴)

یہ تعبیر کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے مذکورہ بالا تفصیل کی بناء پر فی حد ذاتہ صحیح ہے۔ مگر عام مسلمانوں کو حیرت اور تشویش اور فتنہ میں ڈالنے والی بات ہے اس لئے اس کو عوام کے سامنے ذکر کرنا نہیں چاہئے۔ فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

۱۔ ان اللہ تعالیٰ منزہ من ان یتصف بصفۃ الکذب، ولیست فی کلامہ شائبۃ الکذب أبدا کما قال اللہ تعالیٰ: ومن أصدق من اللہ قیلا (المہند علی المفند ص ۵۴ ط دار اشاعت)
۲۔ دیکھئے (المہند علی المفند ص ۵۵، ۶۰ مطبوعہ دار اشاعت)
۳۔ (الانبیاء: ۲۳)
۴۔ ان امثال ہذہ الاشیاء مقدورۃ قطعاً لکنہ غیر جائز الوقوع عند اہل السنۃ والجماعۃ من الاشاعرۃ (المہند علی المفند ۵۹)
۵۔ عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: حدثوا الناس بما یعرفون، أتحبون ان یکذب اللہ ورسولہ (کنز العمال ۱۰ حدیث نمبر ۲۹۵۰۵ بیروت)

خواب میں اللہ تعالی کو دیکھنے کے بارے میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بیان اور ابو منصور ماتریدی کے قول کے درمیان تطبیق۔

(السوال) دو قولوں میں سے (باوجود یہ کہ دونوں قول فقہ کی معتبر کتابوں میں موجود ہیں) کون سا قول صحیح ہے

قول اول (۱) فتاوی شامی جلد اول ص ۴۸ میں ہے۔ کہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خدا کو ننانوے مرتبہ خواب میں دیکھا تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر سویں ۱۰۰ مرتبہ خدا کو خواب میں دیکھوں تو اللہ رب العزت سے وہ عمل پوچھوں گا کہ جس کی وجہ سے اللہ تعالی کی مخلوق کو اس کے عذاب سے نجات حاصل ہو۔ پھر مجھ کو اللہ تعالی کا دیدار نصیب ہوا۔ الخ۔ مطلب یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالی کو خواب میں سو ۱۰۰ مرتبہ دیکھا۔ چنانچہ در مختار میں بھی مرقوم ہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالی کو سو ۱۰۰ مرتبہ خواب میں دیکھا۔

(۲) قول فتاوی قاضی خاں جلد ۴ فصل فی التسبیح والتسلیم میں لکھا ہے کہ ۔

ولو قال الرجل رأیت اللہ تعالی فی المنام قال الشیخ رئیس اہل السنۃ ابو منصور الماتریدی رحمۃ اللہ علیہ رأیت ہذا الرجل شر من عابد الوثن

اگر کوئی آدمی کہے کہ میں نے اللہ تعالی کو خواب میں دیکھا ہے تو اس شخص کے حق میں شیخ رئیس اہل سنت والجماعت ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ شخص بتوں کی پوجا کرنے والوں سے بدتر ہے۔ المستفتی نمبر ۲۴۶۶۔ ۲۳ رمضان ۱۳۵۷ھ م ۱۷ نومبر ۱۹۳۸ء

(جواب ۵۷) اللہ تعالی کو خواب میں دیکھنا انسان کا غیر اختیاری امر ہے۔ سینکڑوں آدمی یہ خواب دیکھتے ہیں کہ انہوں نے خدائے تعالی کو دیکھا اور اس خواب کو بیان کرنا شریعت نے ناجائز اور ممنوع قرار نہیں دیا۔ سید المرسلین ﷺ نے فرمایا۔ رأیت ربی فی احسن صورۃ الخ رواہ الدارمی والترمذی کذافی المشکوۃ۔ وفی المرقاۃ الظاہر ان ہذا الحدیث مستند الی رؤیا راہا صلی اللہ علیہ وسلم۔(۱)

پس حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا کہ میں نے اللہ تعالی کو ننانوے مرتبہ یا سو مرتبہ خواب میں دیکھا ہے،(۲) شرعی قواعد کے موجب محل اعتراض نہیں بلکہ درست اور صحیح ہے۔

فتاوی قاضی خاں نے شیخ ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ کا جو قول نقل کیا ہے اس کو ملا علی قاری رحمۃ اللہ نے مرقاۃ کتاب الرؤیا میں نقل کر کے بتایا ہے کہ کسی شخص کا اپنے خواب کو بیان کرنا موجب کفر نہیں ہو سکتا،(۳) پس شیخ ابو منصور رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے معنی یہ ہیں کہ اگر کوئی ذات خداوندی کو خواب میں دیکھنا بیان

---

(۱) (سنن دارمی ۲ / [illegible] کتاب [illegible]) ترمذی میں یہ حدیث نہیں ملی۔ (مرقاۃ المفاتیح ۲ / ۹۰ مکتبہ امدادیہ ملتان)

(۲) ان الامام رضی اللہ تعالی عنہ قال رأیت رب العزۃ فی المنام تسعا وتسعین مرۃ [illegible] قال فرأیتہ سبحانہ وتعالی (الشامیۃ ۱ / ۵۱ سعید)

(۳) لان کثیرا من الناس یرونہ سبحانہ تعالی فی المنام، فلا ینبغی ان یفتی بمجرد قولہ انہ رای اللہ تعالی بکفرہ کما قالہ بعض علمائنا (مرقاۃ ۹ / ۲۶ مکتبہ امدادیہ ملتان)

کرے یعنی یہ دعویٰ کرے کہ میں نے جس کو خواب میں دیکھا ہے وہی حقیقۃ ذات احدیت ہے تو وہ عابد وثن سے زیادہ برا ہے، کیونکہ خواب میں دیکھی ہوئی چیز خیالی صورت ہوتی ہے نہ کہ اصل ذات و حقیقت۔ پس امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی صحیح ہے اور امام ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی اس معنی کے اعتبار سے صحیح ہے اور دونوں میں تعارض نہیں۔ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

"خدا عالم الغیب نہیں ہے" کا عقیدہ رکھنے والے کا حکم .

(سوال) اگر کسی شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ خدا عالم الغیب نہیں آیا ایسے شخص کا اسلام باقی رہتا ہے یا نہیں اس کا اس کی بیوی سے نکاح باقی رہتا ہے یا نہیں۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۲۵۸۵ مولوی محمد یوسف فقیر دہلوی ۵ ربیع الاول ۱۳۵۹ھ ۱۳ اپریل ۱۹۴۰ء

(جواب ۵۸) یہ لفظ مبہم ہے۔ اس قائل سے اس کا مطلب دریافت کرنا لازم ہے، اس کے بعد کوئی حکم دیا جاسکتا ہے۔ یہ تعبیر تو اس کی نصوص کے خلاف ہے۔ قرآن مجید میں حق تعالیٰ کی صفات عالم الغیب والشہادۃ اور علام الغیوب فرمایا گیا ہے، لہذا یہ قول تو گمراہی اور جہالت ہے مگر قائل کی تکفیر اس کے بیان سے پہلے نہیں کی جاسکتی۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

اللہ تعالیٰ کی طرف مجازاً بھول کی نسبت کرنا بھی سخت بے ادبی اور گستاخی ہے .

(از اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۲۸ء)

(سوال) ایک شخص نے "اخبار ترجمان سرحد" مورخہ ۳۱ جنوری سن ۱۹۲۸ء میں ایک نظم شائع کی ہے جس کا ایک شعر یہ ہے :-

سرائے دہر میں وہ ہستی فضول ہوں میں ☆ کہ گویا صانع قدرت کی ایک بھول ہوں میں

مصرع ثانی میں صانع قدرت کی طرف جو بھول کی نسبت کی گئی ہے آیا یہ جائز ہے؟

(جواب ۵۹) دوسرے مصرع میں صانع قدرت کی طرف بھول کو منسوب کرنا بے شک خلاف ادب اور سخت جرات اور گستاخی ہے۔ اگرچہ لفظ گویا نے اس نسبت کو اپنے اصل مفہوم سے ہلکا کر دیا ہے جس کی وجہ سے قائل تکفیر سے بچ سکتا ہے، مگر پھر بھی ایسا عنوان اور تعبیر جائز نہیں ہو سکتا اسے توبہ کرنی چاہئے اور آئندہ ایسی بے احتیاطی اور بے ادبی سے احتراز کرنا چاہئے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

(۱) اللہ تعالیٰ کو اس وقت سے خالق کہتے ہیں جب کہ اس نے کچھ پیدا کیا .
(۲) اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے مگر جھوٹ بولتا نہیں" کے قائل کا حکم .
(۳) اللہ تعالیٰ موجود ہونے میں مخلوق کا محتاج نہیں .

۱۔ واعلم انه لایفتی بکفر مسلم أمکن حمل کلامه علی محمل حسن (تنویر الابصار مع شرحہ: ۴/ ۲۲۹ سعید)

(۴) لفظ "اللہ" اسم ذات ہے
(۵) جو اعتقاد اوپر درج ہیں یہ صحیح ہیں یا غلط؟

(السوال) (۱) زید کا یہ اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ میں خلق کرنے کی قوت و قدرت ہمیشہ سے موجود ہے لیکن اس کو خالق اس وقت سے کہتے ہیں جب کہ اس نے کچھ پیدا کیا۔ جب تک کچھ پیدا نہیں کیا تھا، اس وقت اس کو خالق نہیں کہہ سکتے۔

(السوال) (۲) زید کا یہ اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے لیکن بعض باتیں ایسی ہیں کہ جن کو وہ نہیں کرتا۔ مثلاً یہ کہ وہ جھوٹ نہیں بولتا، مگر یہ بات اس کی قدرت سے خارج نہیں۔ یہ صحیح ہے کہ اس کی بناء پر ایسا نہ کہیں لیکن حقیقت یہی ہے۔

(سوال) (۳) زید کا یہ اعتقاد ہے کہ اللہ اگر مخلوق کو پیدا نہ کرتا خواہ کسی قسم کی ہو یعنی اس کی ذات کے سوا کچھ بھی نہ ہوتا تو سجدہ کرنے والے میں وہ محتاج رہتا۔ بغیر دوسری ذات کے پیدا کئے اس کو سجدہ کون کرتا۔

(سوال) (٤) زید کہتا ہے کہ اللہ اسم ذات ہے۔ اسم صفت نہیں ہے۔

(سوال) جو اعتقاد اوپر درج ہیں یہ صحیح ہے یا غلط؟

(جواب ٦٠) (۱) یہ صحیح ہے کہ حضرت حق جل شانہ میں قدرت خلق ازلاً ابداً موجود تھی اور ہے اور رہے گی اور وہ ہمیشہ سے اس قدرت خلق کی بناء پر خالق ہے۔ ہاں اس صفت کا تعلق مخلوقات کے ساتھ اسی وقت ہو جب مخلوق پیدا ہوئی۔ پس صفت خلق قدیم ہے اور تعلق صفت بالخلق حادث ہے۔ ان تعلقات کے حدوث سے نفس صفت کی قدرت پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور خالق کا اطلاق اس معنی سے کہ صفت خلق اس میں موجود تھی قبل تعلق کے بھی ہوتا ہے اور ہو سکتا ہے اس میں کچھ خرابی نہیں ہے۔(۱)

(۲) ہزاروں چیزیں ایسی ہیں کہ خدا ان پر قادر ہے مگر کرتا نہیں ہے۔ مثلاً وہ قادر ہے کہ ہر شخص کے سامنے ہر وقت سونے کا پہاڑ پیدا کردے، چاندی کے درخت اُگادے (وغیرہ) مگر کرتا نہیں اور جھوٹ بولنے کا وقوع محال ہے نہ کبھی جھوٹ بولا ہے نہ بولے گا، نہ جھوٹ بولنا شان الوہیت کے لائق ہے۔(۲) امکان کذب کا مشہور مسئلہ در حقیقت خلف فی الوعید کی طرف راجع ہے جو علمائے متبحرین ہی سمجھ سکتے ہیں۔

(۳) سجدہ کرنے والے کو اگر خدا پیدا نہ کرتا تو سجدے کا وقوع نہ ہوتا، مگر خدا کی الوہیت میں اس کی وجہ سے کوئی کمی یا نقصان نہیں آسکتا تھا۔(۳) پس یہ کہنا کہ خدا اپنے لئے سجدہ کرانے میں مخلوق کا محتاج تھا، ایک غلط تعبیر ہے جس سے نافہم لوگ دھوکے میں پڑ سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی ذات تمام احتیاجات سے پاک اور منزہ ہے۔(۴)

(۴) یہ صحیح ہے کہ اللہ اسم ذات ہے اسم صفت نہیں ہے۔

(۵) ان خیالات کے اصول صحیح ہیں، تعبیرات میں احتیاط کی جائے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

۱۔ ان الله تعالى موصوف بانه الرب قبل ان يوجد مربوب. وموصوف بانه خالق قبل ان يوجد المخلوق (شرح العقيدة الطحاوية : ۸۰ المکتب الاسلامی الطبع الثانیۃ)

۲۔ ان الله منزه من ان يتصف بصفة الكذب ، وليست في كلامه شائبة الكذب أبد. كما قال الله تعالى : "ومن اصدق من الله قيلا" (المہند علی المفند : ۵۴ / دار الاشاعت)

۳۔ عن ابي ذر عن النبي ﷺ يا عبادي! لو ان اولكم و آخركم، وانسكم وجنكم على افجر قلب رجل واحد منكم مانقص ذلك من ملكي شيئا (مسلم شریف ۲ /۳۱۹ قدیمی کتب خانہ) ۴۔ الله الصمد (الاخلاص ۲)

دوسرا باب

انبیاء علیہم السلام

حیات انبیاء علیہم السلام

(سوال) انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں یا نہیں؟

(جواب ۶۱) انبیاء کرام صلوات اللہ علیہم اجمعین اپنی قبور میں زندہ ہیں، مگر ان کی زندگی دنیاوی زندگی نہیں ہے۔ بلکہ برزخی اور تمام دوسرے لوگوں کی زندگی سے ممتاز ہے۔(۱) اسی طرح شہداء کی زندگی بھی برزخی ہے اور انبیاء کی زندگی سے نیچے درجے کی ہے۔ دنیا کے اعتبار سے تو وہ سب اموات میں داخل ہیں۔ انك ميت و انهم ميتون اس کی صریح دلیل ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

آنحضرت ﷺ کا بشر ہونا اسلام کا قطعی مسئلہ ہے۔

(السوال) ایک شخص جناب رسول اللہ ﷺ کو سید الانبیاء والرسل مانتے ہوئے کہتا ہے کہ آپ ﷺ کو بشر کہنا جائز ہے۔ اور اس میں کوئی ترک ادب نہیں ہے۔ جیسے کہ قرآن مجید میں ہے اور حدیث ترمذی رحمۃ اللہ علیہ میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول ہے کہ كان رسول الله صلى الله عليه وسلم بشرا من البشر يخصف نعله ويفلي ثوبه نیز سیرت کی (مواہب لدنیہ۔ شرح مواہب زرقانی وغیرہ) اور بزرگوں کے کلام مثلاً قصیدہ بردہ میں ہے فمبلغ العلم فيه انه بشر،

المستفتی نمبر ۳۰ مولانا کریم بخش ایم اے پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور ۹ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ مطابق ۳۰ ستمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۶۲) آنحضرت ﷺ کا بشر ہونا قطعی ہے قطعیات سے ثابت ہے حضرت حق جل مجدہ، نے حضور ﷺ کو حکم دیا کہ اپنی بشریت کا اعلان و تبلیغ فرمادیں۔ قل انما انا بشر مثلكم يوحى الي الاية(۲) اس اعلان و تبلیغ کی ضرورت یہ تھی کہ حضور ﷺ کی حقیقت بشریت کا امت کو علم ہو جائے اور وہ عیسائیوں کی طرح آپ کو الوہیت میں داخل کر دینے کی غلطی اور گمراہی میں مبتلا نہ ہوں۔ اور یہ کہ کفار کے اس قول کا صریح رد ہو جائے جو کہتے تھے ما انزل الله على بشر من شيء(۳) اور ان کی اس غلطی کا بھی ازالہ ہو جائے جو بشریت کو نبوت سے

۱۔ ما من احد يسلم علي الا رد الله علي روحي حتى ارد عليه السلام (ابوداؤد ۱/ ۲۷۹ ط ایچ ایم سعید)
عن اوس بن اوس قال قال رسول الله ﷺ ان من افضل ايامكم يوم الجمعة فيه خلق آدم وفيه قبض وفيه النفخة وفيه الصعقة فاكثروا علي من الصلوة فيه فان صلوتكم معروضة علي قال قالوا يا رسول الله وكيف تعرض صلاتنا عليك وقد ارمت قال يقولون بليت فقال ان الله حرم على الارض اجساد الانبياء (ابوداؤد ۱/ ۱۵۰ ط ایچ ایم سعید)

حضرت انس سے صحیح سند کے ساتھ منقول ہے "الانبياء احياء في قبورهم يصلون" شفاء السقام ص ۱۲۴، حیات الانبیاء للبیہقی (تقریر تسکین الصدور ص ۲۲۰ مکتبہ صفدریہ)

۲۔ (الکہف ۱۱۰)

۳۔ (الانعام ۹۱)

منافی قرار دیتے تھے اور انبیاء علیہم السلام کی نبوت کا انکار کرنے کے لئے [illegible] بشر تھے [illegible] قرآن [illegible]

قالت لہم رسلہم ان نحن الا بشر مثلکم ولکن اللہ یمن علی من یشاء من عبادہ [illegible] میں نبیوں علیہم السلام نے اپنی بشریت کا صاف لفظوں میں [illegible] اقرار کیا [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] بھی [illegible] تھے [illegible] بازاروں میں آمد و رفت رکھتے ہیں تو [illegible] ہیں [illegible] نے جو بھی جو رسول بھیجے تھے وہ کھانا بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں بھی آتے جاتے تھے۔ غرض [illegible] تو کفار کا عقیدہ اور خیال تھا کہ رسول اور نبی کو بشر نہ ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا [illegible] جتنے نبی بھیجے [illegible] تھے اور انبیاء علیہم السلام نے اپنی بشریت کا [illegible] حضور ﷺ کو قل انما انا بشر مثلکم [illegible] حکم فرمایا گیا۔ پس حضور ﷺ کی بشریت کا منکر قرآن کی نص کا منکر اور حضرت حق اور انبیاء علیہم السلام اور خود حضور ﷺ کی تعلیم کا منکر اور مخالف ہے۔

رہی یہ بات کہ بشر [illegible] کا [illegible] یہ [illegible] کوئی اہانت حضور ﷺ [illegible] حضور ﷺ کو بشر کہنا نہیں چاہئے تو یہ قول بھی غلط ہے۔ کیونکہ حدیث میں بکثرت [illegible] صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے حضور ﷺ کو بشر [illegible] اور [illegible] خلاف ادب سمجھا [illegible] نے اس پر اعتراض کیا بلکہ بشر کہنے سے منع کرنے میں [illegible] کفار کے عقیدہ کی جھلک ہے جو بشریت کو نبی [illegible] خلاف سمجھتے تھے۔ ہمارا تو یہ فرض ہے کہ ہم بطور تحدیث بالنعمۃ کے اس کا اعلان کریں کہ حضرت حق جل مجدہ نے نوع بشر پر یہ احسان عظیم کیا کہ اس نے اپنی پیغام رسانی کی اعلیٰ ترین خدمت اور نبوت و رسالت کے افضل ترین منصب سے بشر کو نوازا اور تمام ماسوی اللہ میں سے ایک بشر (نبی کریم ارواحنا فداہ و صلی اللہ علیہ وسلم) کو چن کر اپنا حبیب بنایا اور تمام مخلوق پر ان کو فضیلت دی۔ ہذا ھو الحق الذی لا محیص عنہ

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ مدرسہ امینیہ دہلی۔

(۱) ایسی باتیں جن سے عوام کا عقیدہ خراب ہونے کا اندیشہ ہو بیان نہیں کرنا چاہئے۔
(۲) آیت "فتکونا من الظالمین" کا ظاہری معنی مراد لینا سب النبی ہے یا نہیں؟

سوال: زید نے دوران وعظ میں فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف نسبت [illegible]

۱۔ (ابراہیم [illegible])
۲۔ (ابراہیم [illegible])
۳۔ وما ارسلنا قبلک من المرسلین الا انہم لیاکلون الطعام ویمشون فی الاسواق (الفرقان ۲۰)
۴۔ (حم السجدۃ ۶)
۵۔ [illegible] (مسلم [illegible] ۳۲۲ قدیمی)

واصل المعاصی ثلثة اشیاء الکبر والحسد والحرص الخ۔ غرض جس میں تکبر کا موجد ابلیس، حسد کا قابیل، اور حرص کی نسبت حضرت آدم علیہ السلام کی طرف کی۔ پس واعظ اس قول میں صادق ہے یا کاذب نیز فتکونا من الظلمین کا ظاہر معنی ارادہ کرنا سبب اثمی ہے یا نہیں؟ یہ واعظ کو مرتد کہنا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۸۱ آغا عزیز الرحمٰن (ضلع پشاور) ۲۷ محرم ۱۳۵۳ھ م ۱۲ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب ۶۳) واعظ نے جو عبارت نقل کی اور جو معنی اس کے بیان کئے وہ قابل تاویل ہیں اس سے واعظ پر ارتداد کا حکم کرنا درست نہیں ہے۔(۱) ہاں اس کو اس قسم کی عبارت عوام کے ساتھ بیان نہیں کرنی چاہئے جس سے عوام کے عقیدے خراب ہونے کا اندیشہ ہو اور انبیاء علیہم السلام کی طرف معصیت کی نسبت کرنے کا ایہام ہو۔(۲) آیت کریمہ میں ظالمین کا لفظ اپنے معنی میں ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم باوجود یاد ہونے کے بقصد نافرمانی اس درخت کے قریب جاؤ گے (یعنی اس میں سے کھاؤ گے) تو تم ظالم ہو جاؤ گے۔ اور یہ بالکل صحیح ہے۔ لیکن حضرت آدم علیہ السلام نے شجرہ ممنوعہ کو قصداً نہیں کھایا بلکہ ممانعت کو بھول گئے اور بلا قصد بھول کر ان سے فعل ممنوع سرزد ہوا۔ قرآن مجید میں ہے ۔ ولقد عهدنا الی ادم من قبل فنسی ولم نجد له عزما(۳) اس لئے حضرت آدم علیہ السلام ظالم نہیں ہوئے۔ موقوف تھا بالقصد نافرمانی اور وہ پائی نہیں گئی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

آنحضرت ﷺ کی شان میں بے ادبی کرنے والا یا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بہتان لگانے والا کافر ہے، ایسے گستاخ سے اظہار ناراضگی نہ کرنے والا بھی کافر ہے۔

(سوال) ایک مولوی بنام زید اور چند مسلمان ناخواندہ اس کے ہمراہ ایک پادری مذہب عیسوی کے ہاں نشست و برخاست ایک وقت معین پر رکھتے ہیں اور خورد و نوش اکل و شرب میں پادری صاحب کے ہمراہ ہوتے ہیں۔ یعنی پان، چائے وغیرہ وغیرہ پادری صاحب کے ہاں کا کھاتے ہیں۔ اور گفتگو میں یہاں تک نوبت پہنچتی ہے کہ وہ حضرت سرور کائنات ﷺ کی شان میں بے ادبی کرتا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں افک و بہتان کہتا ہے اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا و زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں لفظ گستاخانہ کہتا ہے۔ دوسرے مسلمان اس مولوی کو کہتے ہیں کہ پادری کے یہاں اکل و شرب نہ کرنا چاہئے تو جواب یہ دیتا ہے کہ کچھ حرج نہیں۔ اس سے ہمارے ایمان میں کچھ فرق نہیں آتا۔ اگر فرق آتا تو ہمیں قرآن و حدیث سے ثبوت دو۔ لہذا دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس مولوی کے ایمان میں کچھ خلل آیا یا نہیں اور اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔؟

(جواب ۶۴) جناب رسالت پناہ روحی فداہ ﷺ کی یا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں

۱۔ اذا كان في المسئلة وجوه توجب الكفر ووجه يمنعه، فعلى المفتي ان يميل الى ذلك الوجه (هندية ۲ / ۲۸۳ ماجدية)
۲۔ لكن الاولى ان لايتفوه بالعربية صيانة لدينهم. (الدر مع الرد، ۱ / ۵۴۱ سعيد)

۳۔ طه: ۱۱۵

گستاخی کرنے والا(۱) یا کسی گستاخی کرنے والے سے ناراض نہ ہونے والا کافر ہے(۲) فقهاء رحمهم الله تعالى اجمعين متفق ہیں کہ نبی کی شان میں گستاخی کرنے والا کافر ہے۔ وكل مسلم ارتد فتوبته مقبولة الا الكافر بسب نبي من الانبياء فانه يقتل حدا ولا تقبل توبته مطلقا ولو سب الله تعالى قبلت لانه حق الله تعالى والاول حق عبد لايزول بالتوبة وكذالو ابغضه بالقلب فتح و اشباه وفي فتاوى المصنف ويجب الحاق الاستهزاء والاستخفاف به لتعلق حقه ايضا انتهى مختصرا (درمختار ص ۳۱۹ ج ۳)۔

پس جو شخص کسی آدمی کے فعل پر خواہ وہ عیسائی ہو یا اور کوئی ہو اظہار ناراضگی نہ کرے یا اس کو معمول سے برا سمجھ کر اس جگہ سے اٹھ نہ جائے، بے شک وہ بھی کافر ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز درست نہیں۔(۳) رہا صرف کھانا پینا تو وہ عیسائی کے مکان کا بشرطیکہ کسی ناپاک یا حرام چیز کی آمیزش کا گمان غالب نہ ہو درست ہے۔

ہندو کا نبی علیہ السلام کی توہین کرنے کے بعد معافی طلب کرنا.

(سوال) ایک بنگالی ہندو راؤ بہادر آنریری تعلقدار سرکاری وکیل نے ایک ایسے موقع پر جہاں کثرت سے اشخاص جمع تھے مسلمانوں سے آپس کی گفتگو میں ایک دل آزار جملہ شان رسول کریم ﷺ میں استعمال کیا، یعنی یوں کہا کہ (نعوذ باللہ) محمد ﷺ نے اپنی والدہ سے شادی کر لی تھی۔ جس پر مقامی مسلمانوں نے مقدمہ دائر کیا اور اس کے خلاف سارے برما میں جذبات نفرت بھڑک اٹھے۔ بالآخر وکیل مذکور حسب ذیل تحریری معافی نامہ دینا چاہتا ہے جس کا عدالت میں باقاعدہ ریکارڈ رہے۔ اخباروں میں اس کو شائع کرانے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ ساتھ ہی اس کی قوم کے معزز و باثر حضرات یہاں تک کہتے ہیں کہ اگر اس معافی نامہ پر اکتفا نہ ہو تو ہم پبلک میں کرا پنی تمام قوم کی طرف سے معافی مانگنے پر تیار ہیں۔ تو کیا شخص مذکور کا معافی نامہ جو مندرجہ ذیل ہے شرعاً و مصلحتاً قابل قبول و جائز ہے یا نہیں ؟ جب کہ عدالت میں خطرہ ہے کہ باوجود زر صرف ہونے کے کامیابی نہ بھی ہو۔ علاوہ ازیں یہ بھی خطرہ ہے کہ دو قوموں میں منافرت کی بنیاد قائم ہو۔ ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے کہ اس قسم کا معافی نامہ منظور نہ ہو تو جیسا منظور کیا جائے دے دوں معافی نامہ حسب ذیل ہے۔

”میں اپنے ان دل آزار الفاظ کو جو پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفے ﷺ شان قدس میں استعمال کئے ہیں واپس لیتا ہوں اور ان پر اظہار افسوس و ندامت کرتے ہوئے معافی کا طالب ہوں۔ اور آئندہ کے لئے وعدہ کرتا ہوں کہ اس قسم کے الفاظ ہرگز استعمال نہیں کروں گا۔ نیز ان دل آزار الفاظ سے تمام مسلمانوں، بالخصوص مسلمانان شویبو کو جو صدمہ پہنچا ہے اس کے متعلق بھی دلی رنج و افسوس کو ظاہر کرتے ہوئے مسلمانان شویبو

۱۔ ولا شك في تكفير من قذف السيدة عائشة رضي الله تعالى عنها (شامیہ ۴ ۔ ۲۳۳ سعید)
۲۔ ان الرضا بكفر الغير يكون كفرا (منحۃ الخالق علی البحر الرائق ۵ ۔ ۱۳۳ بیروت)
۳_ ردالمحتار ۴ ۲۳۱
۴_ اذا انكر امرا معلوما من الدين بالضرورة فهو يكفر، ولو بكره ورضي به واستحسنه كان كافرا (مرقاۃ المفاتیح ۹ ۔ ۳۲۸ امدادیہ ملتان)

و پورا اطمینان دلاتا ہوں کہ آپ لوگوں کے ساتھ میرا برتاؤ پہلے سے [illegible] رہے گا۔ اور میں اپنی طرف سے اخبارات میں اپنی معافی مانگنے کو شائع کرادوں گا۔"

اب شرعاً وہ مصلحتاً قابل قبول و جائز ہے تو یہ شخص جو یوں کہتا ہے کہ ایسے شخص سے معافی نہیں کیونکہ یہ حق عام بھی ہے اور جو حق عام ہوتا ہے وہ حقوق اللہ میں سے ہوتا ہے اور حقوق اللہ سے معافی [illegible] معاف نہیں ہو سکتے ہیں۔ نیز یہ کہ معاف کرنے [illegible] مسلمان [illegible] معاف [illegible] ہیں۔ قابل اعتنا ہے یا نہیں؟ [illegible] نہیں تو [illegible] وقت [illegible] تم [illegible] مقدمہ [illegible] خوشی ہو چاہے [illegible] ہیں۔

یہ [illegible] کہ [illegible] مسئلے [illegible] اسلامی مسئلہ تسلیم کرتے [illegible] معافی نامہ [illegible] قبول [illegible] حکومت [illegible] مقدمہ [illegible] ضروری سمجھنا [illegible] مداخلت کو جائز قرار دیتا ہے یا نہیں؟

جواب ٦٥) آنحضرت ﷺ [illegible] کے متعلق [illegible] مسلمان برداشت نہیں کر سکتے۔ سوال میں جو الفاظ [illegible] منقول ہیں وہ تاریخی حیثیت سے بالکل غلط اور افتراء ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ [illegible] غلط [illegible] ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ اس قسم کے واقعات میں کسی محب رسول سے [illegible] حرکت ہو جائے تو وہ خارج از بحث ہے مگر شرعی قانون کے ماتحت [illegible] میں شرعی قانون تو نافذ نہیں اور موجودہ حکومت کا قانون وہ سزا جاری نہیں کرتا جو شرعی سزا ہے۔ [illegible] غیر شرعی سزا کو جاری کرانے کی سعی مسلمانوں کی طرف سے منشائے شریعت پورا کرانے کی غرض سے تو ہو [illegible] البتہ اس جہت سے واجب ہے(۱) کہ اس قسم کی جسارت کا آئندہ کے لئے سدباب ہو جائے۔ حدود الہیہ میں تغیر و تبدل کسی طرح ممکن نہیں۔ اور کسی تبدیل شدہ سزا کو حد شرعی کی وقعت دینا یا حد شرعی کی احکام [illegible] کرنا درست نہیں۔ پس موجودہ قانونی مؤاخذہ اور قانونی [illegible] وقعت دی جا سکتی ہے۔ [illegible] مسلمان [illegible] اظہار افسوس و ندامت و [illegible] کلمات [illegible] اجتناب [illegible] مقدمہ کو آگے [illegible] زیادہ مفید سمجھیں تو [illegible] مقدمے سے [illegible] اس صورت میں ضروری ہے کہ امور ذیل کا لحاظ رکھا جائے :-

(۱) معافی نامہ کے الفاظ یہ ہوں کہ :-

"میں اعتراف کرتا ہوں کہ میں نے پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی طرف جو واقعہ منسوب کیا تھا کہ انہوں نے (نعوذ باللہ) اپنی والدہ سے شادی کر لی تھی یہ واقعہ سراسر غلط اور جھوٹ ہے اور میں نے اس

---

(۱) من رأى منكم منكراً فليغيره بيده، فإن لم يستطع فبلسانه فإن لم يستطع فبقلبه وذلك أضعف الإيمان (مسلم [illegible] الایمان قدیمی کتب خانہ)

نسبت کرنے میں سخت غلطی کا ارتکاب کیا تھا۔ میں اپنی اس غلطی پر افسوس کرتا ہوں اور سخت نادم ہوں۔ میں پختہ وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ آنحضرت ﷺ کی شان اقدس میں کوئی بے ادبی کا کلمہ استعمال نہ کروں گا۔ مجھے اس کا بھی رنج ہے کہ میری اس غلطی سے تمام مسلمانوں کو دکھ ہوا اور مسلمانان شوپیاں کو بخصوص صدمہ پہنچا۔ میں ان کو اطمینان دلاتا ہوں کہ آئندہ وہ مجھے اپنا ایک دوست اور مخلص پائیں گے اور ان کو اس قسم کی شکایت کا ہرگز کوئی موقعہ پیدا نہ ہوگا۔"

(۴) یہ بیان عدالت میں داخل کر کے مقدمہ ختم کیا جائے اور اس کو وکیل مذکور کی طرف سے اخبارات میں شائع کرایا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ، مدرسہ امینیہ دہلی ۵ رجب ۱۳۵۰ھ م ۱۶ نومبر ۱۹۳۱ء

الجواب صحیح۔ حبیب المرسلین نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی۔

(۱) آنحضرت ﷺ ازروئے تخلیق نور ہیں یا بشر؟
(۲) کیا آپ ﷺ کی بعض دعائیں قبول نہیں کی گئیں؟
(۳) آپ ﷺ کا دنیوی امور میں امت کو اختیار دینے کا مطلب۔

(سوال) (۱) زید کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے باپ سے پیدا ہوئے۔ عمرو کہتا ہے کہ اللہ کے نور سے پیدا ہوئے۔

(۲) زید کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دعا بعض قبول ہوتی تھی اور بعض دعا نہیں ہوتی تھی۔

(۳) رسول اللہ ﷺ نے دنیوی کاموں میں امت کو اختیار دیا ہے۔

(۴) کیا آپ ﷺ طبعی موت سے وفات پاگئے؟

(۵) رسول اللہ ﷺ اپنی طبعی موت سے وفات پاگئے۔ عمرو انکار کرتا ہے۔

المستفتی نمبر ۵۵ مولوی محمد یوسف صاحب ٹونک ۲۰ جمادی الآخری ۱۳۵۰ھ م ۱ اکتوبر ۱۹۳۱ء

(جواب ٦٦) (۱) حضور انور ﷺ [illegible] بشر تھے۔ آپ حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ کے فرزند اور عبدالمطلب کے پوتے [illegible] تھے۔ عربی و قریشی تھے۔ انسان تھے۔[۱]

(۲) آپ کی بعض دعائیں قبول نہیں ہوئیں [illegible] ﷺ نے [illegible] دعا کی تھی کہ امت میں جنگ و جدال اور قتل و قتال سے باز رہے۔ یہ دعا قبول نہیں ہوئی۔[۳]

۱۔ عن العباس بن عبد المطلب رضي الله تعالى عنه قال جاء العباس الى النبي صلى الله عليه وسلم فكأنه سمع شيئا فقام النبي صلى الله عليه وسلم على المنبر فقال من انا فقالوا انت رسول الله فقال انا محمد بن عبدالله بن عبدالمطلب (ترمذی شریف ۲ / ۲۰۱ طبع ایچ ایم سعید)

۲۔ انما انا بشر مثلكم يوحى الى

۳۔ عن ثوبان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم [illegible] واني سألت ربي لامتي ان لا يهلكها بسنة عامة وان لا يسلط عليهم عدوا [illegible] حتى يكون بعضهم يهلك بعضا ويسبي بعضهم بعضا. (مسلم ۲ / ۳۹۰ قدیمی کتب خانہ)

(۳) جو امور کہ خالص دنیوی حیثیت رکھتے ہیں اور شریعت سے کسی طرح ٹکراتے نہیں ان میں امت کو تخییر ہے کہ جو چاہے اپنے لئے پسند کرے۔(۱)

(۴) حضور ﷺ نے اپنی عمر پوری کر کے وفات پائی اور آپ کی وفات کو موت سے تعبیر کرنا صحیح ہے۔ قرآن مجید میں ہے **افان مات اوقتل** اور **انك میت وانهم میتون**.(۲)

اللہ کے نور سے پیدا ہونے کا یہ مطلب تو کسی کے نزدیک بھی صحیح نہیں کہ آپ کی بشریت مع اپنے لوازم جسمانیت وغیرہ کے نور سے پیدا ہوئی تھی۔ اور نہ آپ کی حیات کا یہ مطلب ہے کہ آپ پر موت طبعی وارد نہیں ہوئی ہے اور جیسے آپ ﷺ زندہ تھے اسی طرح اب بھی زندہ ہیں۔ کہ یہ بات صریح البطلان ہے۔ واللہ اعلم

(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

الجواب صحیح۔ حبیب المرسلین نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی۔ خدا بخش عفی عنہ مدرسہ امینیہ دہلی۔ [illegible] دین عفی عنہ مدرسہ امینیہ دہلی۔ عبد الغفور عفی عنہ مدرسہ امینیہ دہلی۔ انظار حسین عفی عنہ مدرسہ امینیہ دہلی۔

حضور اکرم ﷺ کے سایہ کی تحقیق

(سوال) حضور اکرم ﷺ کا سایہ دن کی روشنی میں اور رات کی چاندنی میں ہوتا تھا یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۶۱ مولانا کریم بخش ایم۔ اے۔ پروفیسر عربی گورنمنٹ کالج لاہور۔ ۲۱ جمادی الاخری ۱۳۵۲ھ م ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ٦٧) اگرچہ بہت سے ارباب سیر نے حضور ﷺ کے معجزات اور خصائص میں اس کا ذکر کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا سایہ دھوپ اور چاندنی میں زمین پر نہ پڑتا تھا۔ مگر ان سب اقوال کا مدار دو روایتوں پر ہے۔ ایک ذکوان کی روایت ہے جو حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے نوادر الاصول کی طرف منسوب کی جاتی ہے جیسا کہ شیخ عبد الحق نور اللہ مرقدہ نے مدارج النبوۃ میں اور جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے خصائص کبری میں اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح شفاء میں اس حدیث کو بحوالہ نوادر ذکر کیا ہے۔ مدارج کی عبارت یہ ہے۔ ونبود مر آنحضرت ﷺ را سایہ نہ در آفتاب ونہ در قمر (**رواه الحكيم الترمذی عن ذكوان فی نوادر الاصول**)(۴) اور خصائص کبری کی عبارت یہ ہے۔ **اخرج الحكيم الترمذی عن ذكوان ان رسول الله ﷺ لم يكن يرى له ظل فی شمس ولا قمر**(۵) شرح شفاء علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت یہ ہے **وهذا معنی**

۱۔ عن انس رضی الله تعالى عنه ان النبی صلى الله عليه وسلم مر بقوم يلقحون فقال لو لم تفعلوا لصلح، قال فخرج شيصا فمر بهم فقال ما لنخلكم قالوا قلت كذا وكذا قال انتم اعلم بامر دنياكم (مسلم ۲: ۲۶۴)

وفی شرحه قال العلماء قوله صلى الله عليه وسلم من رأى، اى فی امر الدنيا و معايشها لا على التشريع، فاما ما قاله باجتهاده صلى الله عليه وسلم ورآه شرعا يجب العمل به (مسلم مع شرحه للنووی ۲: ۲٦٤)

۲۔ (الزمر: ۳۰)

۳۔ آپ ﷺ کی موت کا وقوع تو یقینی اور قطعی ہے لیکن موت، موت میں فرق ہے، جیسا کہ آیت میں موت سے [illegible] تکرار خود اس پر دلالت کر رہا ہے۔

۴۔ مدارج النبوۃ ۱: ۲۶ شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ الخصائص الکبری ۱/ ۶۸ حیدر آباد دکن

مافی النوادر ولفظها لم یکن له ظل فی شمس ولا قمر (۱) اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے کی کتاب میں حدیث ذکوان کی سند اس طرح ذکر کی ہے۔ ذکره الحکیم الترمذی فی نوادر الاصول عن عبدالرحمن بن قیس وهو مطعون عن عبدالملک بن عبدالله بن الولید وهو مجهول عن ذکوان ان انه کان لاظل لشخصه فی شمس ولا قمر اس سے معلوم ہوا کہ ذکوان کی روایت میں ایک راوی مطعون اور دوسرا مجہول ہے۔

دوسری روایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے جس کو خفاجی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح شفاء میں کتاب الوفا فی فضائل المصطفیٰ سے نقل کیا ہے۔ خفاجی کی عبارت یہ ہے ۔ وهذا رواه صاحب الوفاء عن ابن عباس رضی الله تعالی عنهما قال لم یکن لرسول الله صلی الله علیه وسلم ظل ولم یقم مع شمس الا غلب ضوءه ضوئها ولا مع سراج الا غلب ضوءه ضوءه.( )

اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی شرح شمائل میں اس روایت کو ذکر کیا ہے۔ عبارت یہ ہے ۔

وفی حدیث ابن عباس رضی الله تعالی عنه قال لم یکن لرسول الله صلی الله علیه وسلم ظل ولم یقم مع شمس الا غلب ضوءه ضوء الشمس ولم یقم مع سراج قط الا غلب ضوءه ضوء السراج ذکره ابن الجوزی انتهی (۲) اس روایت کی سند معلوم نہ ہو سکی۔ اور نہ کتاب الوفاء دستیاب ہوئی اور دو روایتوں کے علاوہ اور کسی روایت کا پتہ نہیں۔ اکثر کتابوں میں تو صرف اس کو بلا کسی سند کے نقل کرنے پر اکتفا کیا ہے۔ جیسے کہ نزهة الناظرین میں ہے ۔ ومن خصائصه ماذکره ابن سبع اور انوار محمدیہ میں ہے۔ قال ابن سبع کان صلی الله علیه وسلم نورا فکان اذا مشی بالشمس او القمر لا یظهر له ظل انتهی (۳) اس بارے میں یہ بات غور طلب ہے کہ اگر دھوپ اور چاندنی میں اور چراغ کی روشنی میں حضور ﷺ کا سایہ ظاہر نہ ہوتا تھا تو یہ بات عام طور پر اور مخالف کے مشاہدے میں رات دن آتی رہتی اور اس کثرت وقوع کے ساتھ نقل ہوتی کہ حد تواتر کو پہنچ جاتی اور حدیث کی کوئی کتاب اس روایت سے خالی نہ ہوتی اور دوسرے تمام معجزات سے ظہور و ثبوت میں اول نمبر پر ہوتی۔ بخلاف اس کے اس کا سوائے مذکورہ دو روایتوں کے (جن میں سے ایک سند میں مطعون و مجہول راوی ہیں (۲) اور دوسری کی سند بھی معلوم نہیں) کسی روایت میں حدیث کی کتابوں میں ذکر بھی نہیں۔ اور یہ بات اس کی قوت صحت میں شبہ ڈالنے کے لئے کافی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

۱۔ جمع الوسائل فی شرح الشمائل لملا علی القاری ۱ / ۲۷۶ ادارة الکتب اشرفیه دیوبند

۲۔ [illegible] وسقط لیس حدیثه بشیء ، حدیثه حدیث ضعیف (الکامل فی ضعفاء الرجال ۴ / ۲۹۱ دار الفکر)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ دنیا میں آنے کا منکر گمراہ ہے

(السوال) اگر کوئی مسلمان یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں [illegible] تشریف لانے کا قائل نہیں تو وہ مسلمان غلطی پر ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۶۵ مولوی عبدالرحیم صاحب [illegible] ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ م ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۶۸) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ دنیا میں آنا صحیح حدیثوں سے ثابت ہے جو شخص ان صحیح حدیثوں کو نہ مانے وہ گمراہ ہے۔ [illegible] الخ

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

آپ ﷺ کو عالم الغیب سمجھنا درست نہیں
(۲) حیات النبی ﷺ ثابت ہے یا نہیں؟
(۳) زیارت قبور و ایصال ثواب کرنا ضروری ہے؟
(۴) کرامات اولیاء کا قائل ہونا چاہئے یا نہیں؟

(السوال) کیا ہر مسلمان کو [illegible] رسالت مآب ﷺ کے علم غیب کے مسئلے میں ایمان لانا ضروری ہے یا نہیں؟ آیا حضور کو علم غیب تھا یا نہیں حضور ﷺ حیات النبی ﷺ ہیں یا نہیں۔ ہر ایک مسلمان کو زیارت قبور و فاتحہ [illegible] ایصال ثواب کرنا لازمی ہے یا نہیں۔ اولیاء اللہ کی کرامات کا قائل ہونا چاہئے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۱ [illegible] ۲۶ شوال ۱۳۵۲ھ م ۱۱ فروری ۱۹۳۴ء

(جواب ۶۹) آنحضرت ﷺ کو حضرت حق جل شانہ نے تمام مخلوق سے زیادہ علم عطا فرمایا تھا اور بہت سے غیب کی باتیں بتادی تھیں لیکن اس کے باوجود حضور اکرم ﷺ کو عالم الغیب سمجھنا درست نہیں۔ کیونکہ عالم الغیب ہونا حضرت حق جل شانہ کی مخصوص صفت ہے۔ کوئی نبی، رسول، فرشتہ اس صفت میں باری تعالیٰ کا شریک نہیں، وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمها الا هو۔(۲)

(۲) انبیاء علیہم السلام کو حضرت حق تعالیٰ نے ایک مخصوص اور ممتاز حیات عطا فرمائی ہے جو شہداء کی حیات سے ممتاز ہے اور شہداء کو ایک حیات عطا فرمائی ہے جو عام مومنین کی حیات سے امتیاز رکھتی ہے مگر یہ زندگیاں دنیاوی زندگی سے علیحدہ ہیں [illegible] ہم نہیں پا سکتے۔(۳)

(۳) زیارت قبور [illegible] کی غرض سے جائز ہے اور ایصال ثواب بھی جائز ہے لیکن نہ زیارت لازم اور فرض ہے نہ ایصال ثواب ضروری ہے۔ یہ سب مستحبات میں داخل ہیں۔

۱۔ [illegible] شریف ۳۹۰ قدیمی کتب خانہ
۲۔ الانعام ۵۹
۳۔ الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون (شفاء السقام ۱۴۳ [illegible] بحوالہ تسکین الصدور ۲۲۰ مکتبہ صفدریہ)
زوروا القبور فانها تذکرکم الموت (مسلم [illegible] ۳۱۴)

(۲) اولیاء اللہ سے کرامت ظاہر ہونا حق ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے کسی خاص بندے سے کوئی ایسا کام کرا دیتا ہے یا اس کے ہاتھ سے کوئی ایسی بات ظاہر کرا دیتا ہے جو عادت کے خلاف ہوتی ہے اس میں اس شخص کے اپنے اختیار و دخل نہیں ہوتا۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ تمام مشہور کرامتیں درست اور صحیح ہیں جو لوگوں نے گھڑ گھڑ کر اولیاء کی طرف منسوب کر رکھی ہیں۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

کیا ہندوستان میں پیغمبر آئے ہیں؟

(سوال) زید کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور کرشن جی کا ایک ہی درجہ ہے۔ کرشن جی بھی نبی اور وید بھی الہامی کتاب ہے ایک لاکھ کئی ہزار پیغمبر گذرے مگر کلام الٰہی میں چند رسولوں کے نام ہیں۔ بقیہ کرشن جی وغیرہ تھے۔ رسول کریم ﷺ کے کسی قول کے مطابق زید کا خیال ہے کرشن جی ہندوستان میں نبی ہوئے ہیں۔ علماء کے نزدیک تمام پیغمبر عرب و شام میں ہوئے مگر نہیں، ہر جگہ پیغمبر ہوئے ہیں۔ اس میں ہندوستان بھی ہے یہاں بھی ہوئے۔ ہر قوم میں پیغمبر ہوئے (کیا ہندوستان میں بھی؟) آیت قرآنی کے موافق یعنی خدا نے ہر قوم میں نبی بھیجے، اس کا کیا مطلب ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو برا کہتا ہے۔

بکر کہتا ہے کہ وید الہامی کتاب نہیں، صرف چار کتابیں جو مشہور ہیں وہی کتاب الٰہی ہیں کرشن جی نبی نہیں تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور کرشن جی برابر نہیں ہو سکتے۔ ہندوستان میں کسی نبی کے آنے کا پتہ شریعت یا کسی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا علماء متقدمین سے نہیں ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر ہیں۔ براہ کرم مطلع فرمایئے کہ زید کے اقوال صحیح ہیں یا بکر کے؟

المستفتی نمبر ۳۱۳ عبدالحکیم لکھنوی (کھیری لکھیم پور) ۴ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ م ۱۷ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۷۰) یہ قول غلط ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور کرشن جی کا ایک درجہ ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت و بزرگی قرآن مجید اور احادیث سے ثابت ہے۔(۲) کرشن جی کی نبوت و بزرگی کا کوئی پختہ ثبوت موجود نہیں، پھر دونوں برابر کس طرح ہو سکتے ہیں۔ کرشن جی کو نبی کہنا بے دلیل اور بے ثبوت ہے۔ وید کا الہامی کتاب ہونا بے ثبوت ہے۔ ہاں نبی اور رسول بہت ہوئے ہیں اور سب کے نام قرآن مجید یا حدیثوں میں نہیں آئے صرف تھوڑے سے پیغمبروں اور رسولوں کے نام آئے ہیں(۳) مگر جس شخص کو نبی کہا جائے اس کی نبوت کا ثبوت بھی تو درکار ہے اور کرشن جی کی نبوت کا کوئی ثبوت موجود نہیں اس لئے ان کو نبی کہنا غلط ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر کرشن جی کی تعلیم صحیح تھی اور ان کے افعال انبیاء علیہم السلام کے افعال کی طرح جادۂ نبوت کے موافق تھے تو ممکن ہے کہ وہ نبی ہوں لیکن ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ نبی تھے۔ ایسا کوئی قول

---

(۱) وكرامات الأولياء حق وكرامته ظهور أمر خارق للعادة من قبله غير مقارن للدعوى النبوة (شرح العقائد ۲۲۱ ایچ۔ایم سعید)

(۲) قال إني عبد الله آتاني الكتاب وجعلني نبيا، وجعلني مباركا أين ما كنت (مريم ۳۰)

(۳) ولقد أرسلنا رسلاً من قبلك منهم من قصصنا عليك ومنهم من لم نقصص عليك (المؤمن ۷۸)

آنحضرت ﷺ کا ہماری نظر میں نہیں جس سے کرشن جی کی نبوت ثابت ہو سکتی ہو۔ یہ ممکن ہے کہ کوئی نبی ہندوستان میں مبعوث ہوئے ہوں لیکن ان کے نام اور حالات معلوم نہ ہونے کی وجہ سے ہم اپنی طرف سے کسی خاص شخص کو نبی نہیں بتا سکتے۔ ہاں ہر قوم میں ہادی کا آنا آیت سے ثابت ہے۔(۱) لیکن اس کا بھی یہ مطلب نہیں کہ ہر قوم کے کسی خاص شخص کو ہم نبی سمجھنے لگیں۔ دیکھو نمبر ۲۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو برا کہنے والے کا ایمان سلامت نہیں رہ سکتا، کیونکہ کسی نبی کی توہین موجب کفر ہے

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

انبیاء اور اولیاء پر شیطان کا تسلط، واستیلاء ہو سکتا ہے یا نہیں؟ استمداد بغیر اللہ کا حکم.

(السوال) نبی اور رسول پر ارواح خبیثہ کا تسلط ہو سکتا ہے یا نہیں۔ نیز اگر کسی غیر اللہ سے مدد طلب کی جائے تو وہ امداد دے سکتے ہیں یا نہیں۔ جیسے کہ خدا تعالیٰ سے مدد مانگنے سے مل جاتی ہے۔

المستفتی نمبر ۳۸۹ سراج الدین دہلی۔ ۱۸ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ م ۳۰ اگست ۱۹۳۴ء

(جواب ۷۱) انبیائے کرام اور اولیاء پر شیطان کا تسلط اور استیلاء نہیں ہو سکتا۔ ان عبادی لیس لک علیهم سلطان (۲) لیکن اس تسلط سے یہ مطلب ہے کہ شیاطین ان کو راہ حق سے منحرف کرنے پر قابو نہیں پا سکتے۔ (۳)

ہاں سحر کے بعض اقسام کا اثر وہ بھی جسمانی اذیت کی حد تک نبیوں پر ہونا ممکن ہے جیسے کہ زہر یا دوسری موذیات جسمانی کا اثر ہونا ممکن نہیں ہے۔(۴)

غیر اللہ کو کسی کی امداد کرنے کی قدرت نہیں اس لئے غیر اللہ سے استمداد بھی ناجائز ہے۔ اذا سالت فاسئل اللہ واذا استعنت فاستعن باللہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔(۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

(۱) رسول اللہ ﷺ کا بول براز پاک تھا یا نہیں؟
(۲) حضور ﷺ کے سر مبارک میں جوئیں پڑتی تھیں یا نہیں ابو داؤد کی روایت "تفلی راسہ" کا کیا مطلب ہے؟

(السوال) (۱) حضور ﷺ کا پیشاب پاخانہ پاک تھا یا نجس؟

(۲) حضور ﷺ کے سر مبارک میں جوئیں پڑتی تھیں یا نہیں، اگر نہیں پڑتی تھیں تو اس حدیث کا کیا مطلب ہے جو ابو داؤد میں اس طرح ہے تفلی راسہ اور اس کے حاشیے کا کیا مطلب ہے جو اس طرح ہے ای تفتش القمل من راسہ و تخرج و تقتلہ . بینوا توجروا۔

۱۔ وان من امة الا خلا فیها نذیر (فاطر : ۲۴) اخذتهم، فکیف کان عقاب . (الرعد : ۳۲)
۲۔ بنی اسرائیل : ۶۵
۳۔ ان عبادی المخلصین لیس لک علیهم تسلط بالاغواء لانهم فی حفظی وامانی ، صفوة التفاسیر ۲ / ۱۶۲ [illegible] بیروت
۴۔ عن عائشة قالت سحر رسول الله صلى الله علیه وسلم حتى انه یخیل الیه انه فعل الشئ وما فعله (بخاری ۲ / ۸۵۸ قدیمی کتب خانہ)
۵۔ ترمذی ۲ / ۷۸ ایچ ایم سعید

المستفتی نمبر ۵۸۷ شیر محمد خان (دہلی) ۲ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ م یکم ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۷۲) شوافع میں بعض علمائے محققین نے آنحضرت ﷺ کے بول و براز کی طہارت کا حکم کیا ہے، اور علمائے حنفیہ نے اس کو نقل کر کے اس کے ساتھ اپنی موافقت بیان کی ہے۔(۱) اور بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و صحابیات کے اس واقعہ سے کہ انہوں نے حضور ﷺ کا پیشاب نادانستگی میں پی لیا تھا مگر حضور ﷺ نے خبر پا کر ان کو دعا دی اور انکار نہیں فرمایا، طہارت پر استدلال کیا ہے۔(۲)

اکثر علمائے سیر نے تصریح کی ہے کہ حضور ﷺ کے سر مبارک میں جوں نہیں پڑتی تھی، اور اس میں کوئی تعجب اور انکار کی وجہ بھی نہیں۔ حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث اس کے خلاف پر دلالت بھی نہیں کرتی۔ کیونکہ یہ ممکن ہے کہ گو حضور ﷺ کے سر میں جوں پیدا نہیں ہوتی تھی مگر دوسروں کے بدن یا کپڑے کی جوں رینگ کر چڑھ جاتی ہو اور وہ حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاتھ لگ جاتی تھی اور وہ پکڑ کر مار دیتی تھی۔ اس کے علاوہ حدیث کے الفاظ صرف تفلی راسه ہیں جس کے معنی صرف جوں کو تلاش کرنے کے ہیں اور محشی کا قول و تخرج و تقتله محتاج دلیل ہے۔(۳) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

(۱) کیا آنحضرت ﷺ خدا کے نور میں سے ہیں؟
(۲) اشعار مذکورہ کا ترک ضروری ہے۔

(سوال) (۱) کیا یہ صحیح ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے نور سے نکلے۔ یعنی حضور ﷺ کا نور خدا تعالیٰ کے نور سے نکلا ہے یا خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے حضرت ﷺ کا نور پیدا کیا ہے

(۲) مندرجہ ذیل شعر پڑھنا یا مسجد میں لگانا درست ہے یا نہیں؟

خدا کے نور سے پیدا ہوئے ہیں پانچوں تن — محمد است و علی و فاطمہ حسین و حسن
جس نوں پنج تن نال پیار ناہیں — اوہ دے کلمے دا اعتبار ناہیں

المستفتی نمبر ۹۱۳ شیخ ظہور الدین (ہوشیار پور) ۷ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ م ۱۲ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۷۳) آنحضرت ﷺ کے نور کو اللہ تعالیٰ کے نور کا حصہ یا جزو سمجھنا درست نہیں کیونکہ حضور انور ﷺ کے لئے قرآنی اور حدیثی تعلیم یہ ہے نشهد ان محمدا عبده ورسوله یعنی ہم اس کی گواہی دیتے ہیں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور پیغمبر ہیں۔ حضور ﷺ اور حضور کا نور مخلوق ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا نور غیر مخلوق ہے۔ اور مخلوق غیر مخلوق کا جزو یا حصہ نہیں ہو سکتا۔

(۲) یہ شعر اور عبارت اسلامی تعلیم کے لحاظ سے غلط ہے۔ مسجد میں لگانے کے قابل نہیں ہے۔ کفایت اللہ

---

(۱) صحح بعض ائمة الشافعية طهارة بوله ﷺ وسائر فضلاته، وبه قال أبو حنيفة (الشامية ۱: ۳۱۸ سعید)

(۲) شرب مالك بن سنان دمه يوم احد، ومصه اياه وتسويغه ﷺ اياه ولم يأمر واحدا منهم بغسل فمه، ولا نهاه عن عوده، (شرح الشفاء ۱: ۱۶۱، ۱۶۳ مصر) عن ام ايمن قالت قام النبي ﷺ من الليل الى فخارة فبال فيها فقمت من الليل وانا عطشانة فشربت ما فيها (خصائص الكبرى ۲: ۷۱ دار الكتب)

(۳) ومراد عدم وجود قمل نیست بلکه در بعض حدیث واقع شده مراد بدان حقیقت نیست (مدارج النبوۃ ۱: ۳۱)

غلط اور ناموزوں شعر پڑھنا [illegible] "وما علمناه الشعر وما ينبغي له" سے استدلال کرنا جہالت ہے۔

[illegible] شعر غلط اور ناموزوں تھے۔ [illegible]

[illegible] من الشعر لحكمة [illegible]

[illegible] مسلمہ عیب اور نقص ہے جس میں کسی کو بھی کلام نہیں۔ بینوا توجروا۔

المستفتی [illegible]

[illegible] مستحب نہیں ہے۔ کیونکہ اس پر اعتراض یہ تھا کہ غلط شعر کیوں کہتا ہے تو اس کا جواب آیت [illegible]

[illegible] غلطی کے لئے عذر ٹھہرانا جہالت ہے۔

وما علمناه الشعر وما ينبغي له

[illegible] (تفسير ابن كثير ۳ [illegible] سہیل اکیڈمی لاہور)

خدا نے قرآن میں اپنے نبی ﷺ کو شعر بنانے کی اجازت دیتے تو یقیناً آپ ﷺ کے شعر اعلیٰ درجے کے فصیح وبلیغ ہوتے [illegible] فصیح وبلیغ ہوتے۔ بہر حال شخص مذکور کا یہ جواب غلط اور نامناسب تو ہے مگر اس کو توہین پر محمول نہ کرنا چاہئے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

کیا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیارے نبی کہنا بے ادبی ہے ؟

(السوال) نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیارے نبی کہنا ادب ہے یا بے ادبی ؟

المستفتی نمبر ۶۳۱ عبدالستار (بہاری) ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ م ۲۸ ستمبر ۱۹۳۵ء

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

(جواب ۷۵) بے ادبی نہیں کہا جاسکتا۔

گاڑی کا نام نبی رکھنا معاذ اللہ

(السوال) ایک شخص نے اپنی موٹر کا نام نبی ﷺ کر کے رکھا ہوا ہے۔ یہ جائز ہے یا ناجائز ؟

المستفتی نمبر ۶۶۲ کے . بی، مولوی محمد عبدالسلام (ضلع جنوبی ارکاٹ) ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ م ۱۸ فروری

(جواب ۷۶) موٹر کا نام نبی ﷺ رکھنا تو یہ لفظ نبی ﷺ کی توہین کے مرادف ہے۔ اور اس میں نہ صرف مسلمانوں کی بلکہ تمام فرقوں کی جو نبی کے قائل اور سلسلہ نبوت پر ایمان رکھتے ہیں، دل آزاری ہے اور اس کو اس فعل سے روکنا ضروری ہے۔(۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

کیا آنحضرت ﷺ کو بشر سمجھنا یا کہنا کفر ہے ؟

(السوال) کیا حضور علیہ السلام کو بحیثیت بشر ہونے کے بشر سمجھنا یا کہنا کفر ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۱۱۸۸ عبدالعزیز صاحب (ضلع سیالکوٹ) ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ م ۱۶ ستمبر

(جواب ۷۷) آنحضرت ﷺ بشر تھے آپ ﷺ کو بشر ہی سمجھنا اور بشر کہنا اسلام کی تعلیم ہے(۳) ہاں بشر ہونے کے ساتھ اللہ کے پیغمبر اور رسول اور نبی اور حبیب تھے۔(۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

۱۔ اذا کان فی المسئلہ وجوہ توجب الکفر ووجہ یمنع فعلی المفتی ان یمیل الی ذلک الوجہ (الھندیہ ۲ ۲۸۳ ماجدیہ کوئٹہ)

۲۔ واعلم انہ اذا کان المنکر حراما وجب الزجر عنہ " (مرقاۃ مفاتیح ۹ ۳۲۹ مکتبہ امدادیہ ملتان)

۳۔ قل : انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الی ، (حم السجدۃ ۶:)

۴۔ عن ابن عباس ، انا حبیب اللہ ولا فخر . (ترمذی : ۲/ ۲۰۲ طبع ایم سعید)

حضور ﷺ کا علم غیب ذاتی ہے یا عطائی؟

(سوال) (۱) کیا حضور علیہ السلام کو ذاتی علم غیب حاصل تھا یا کہ جتنا علم ان کو دیا گیا تھا وہ خداوند تعالیٰ کی طرف سے عطائی تھا۔

(۲) حضور علیہ السلام اپنی ذاتی رائے سے شریعت میں کچھ کر سکتے تھے۔ یا آیت ان اتبع الا ما یوحی الی کے ماتحت وحی کی اتباع کرتے تھے؟ عبدالعزیز مشین والا (ضلع سیالکوٹ)

(جواب ۷۸) (۱) حضور ﷺ عالم الغیب نہیں تھے (۱) ہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت سے غیوب کا علم آپ ﷺ کو عطا ہوا تھا۔ (۲)

(۲) حضور ﷺ اپنی ذاتی رائے سے احکام الٰہی میں کچھ ترمیم نہیں کر سکتے تھے۔ (۳) ہاں اجتہادی مسائل میں اجتہاد سے کوئی حکم بتا سکتے تھے۔ (۴) مگر جن امور میں کہ قرآن مجید کی آیت نازل ہو اور کوئی حکم بتا دیا جاوے اس میں اجتہاد نہیں کیا جاتا بلکہ وحی کی متابعت ضروری ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

گستاخ رسول ﷺ کو قتل کرنے والے کا حکم

(سوال) (۱) ایک غیر مسلم شخص نے رسول اللہ ﷺ کی شان پاک میں بہت بیہودہ اور ناپاک الفاظ استعمال کئے ہیں۔ پولیس نے اس کو حراست میں لے کر چالان کر دیا ہے۔ اب وہ شخص اپنے اس گناہ سے شرمسار ہو کر معافی مانگتا ہے اور مسلمان نہیں ہونا چاہتا، حالت کفر ہی میں رہنا چاہتا ہے تو کیا اس حالت میں اس کو ازروئے شریعت معافی ہو سکتی ہے یا نہیں، اگر معافی نہیں ہو سکتی تو کیا اس کی سزا ہے۔ کیا وہ شخص واجب القتل ہے؟

(۲) اس سے پہلے ایک فتویٰ صادر ہوا ہے، وہ لکھتے ہیں کہ ہر ایسے شخص کے لئے سزائے موت کے سوا اور کوئی سزا نہیں بشرطیکہ حکومت اسلام کی ہو، اگر اسلام کی حکومت نہیں ہے تو وہ شخص اگر معافی مانگتا ہے تو اس کو معافی دی جا سکتی ہے۔ لہذا آپ بھی اس مسئلہ پر رائے دے کر مطمئن فرمائیں۔

(۳) اس سے پہلے اس قسم کے کئی ایک معاملے رونما ہوئے ہیں جن کے نتیجہ کا آپ کو معلوم ہوگا کہ تمام وہ اشخاص جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں بے حرمتی کی تھی، مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوئے مثل علم الدین، عبدالرشید وغیرہ جنہوں نے ان کو قتل کر کے خود تختہ دار پر چڑھ گئے۔ از روئے قانون سرکاری جن کو پھانسی دی اور ان کو شہید کہا جاتا ہے۔ تو کیا ان کا یہ قتل کرنا شریعت کے لحاظ سے جائز سمجھا جائے۔ کیونکہ شریعت میں ایسے شخص کا قتل کرنا واجب ہے، بشرطیکہ حکومت اسلام کی ہو، یہاں پر حکومت تو

۱۔ قل: لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب. (الانعام ۵۰)

۲۔ وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب (فیعرفوا قلوب المخلصین والمنافقین) ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء (جامع البیان علی حاشیہ جلالین ۶۶ ط ایچ ایم سعید)

۳۔ قل: ما یکون لی ان ابدلہ من تلقاء نفسی، ان اتبع الا ما یوحی الی۔ (یونس: ۱۵)

۴۔ قال العلماء فما قالہ باجتہادہ ﷺ فہو شرعاً فیجب العمل بہ (شرح مسلم للنووی: ۲/ ۲۶۵ قدیمی کتب خانہ)

انگریزی۔ تو کیا اس صورت میں علم الدین، عبدالرشید شہید ہوئے ہیں یا نہیں؟ کیا ایسا شخص جو رسول اللہ ﷺ کی عزت پر ان کی بے حرمتی کرنے والے کو قتل کرے اور حکومت اسلامی کی نہ ہو، اس شخص کو قتل کے عوض میں پھانسی دی جائے تو ایسے شخص کو شہید کہا جا سکتا ہے۔ یا نہیں اگر وہ شہید نہیں ہے تو وہ کس شمار و قطار میں ہے۔

المستفتی نمبر ۱۲۰۷ مولوی عزیز احمد صاحب (شہر راولپنڈی) ۱۱ رجب ۱۳۵۵ھ م ۲۸ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۷۹) چونکہ ہندوستان میں اسلامی حکومت نہیں۔ اس لئے اگر غیر مسلم معافی مانگے تو اس کو معافی دے دینا جائز ہے۔ کسی مسلمان کو قتل کر دینے کا حق نہیں ہے۔ اگر کوئی محبت رسول میں سرشار اور بےخود ہو کر قتل کر دے تو وہ معذور قرار دیا جا سکتا ہے۔ ورنہ کسی صورت میں اس کو شہید کہنا بے جا نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

کیا آپ ﷺ کے مختار کل ہونے کا عقیدہ درست ہے؟

(سوال) بہار شریعت حصہ اول صفحہ ۲۲ میں مولوی حکیم ابو العلا محمد امجد علی رضوی مدرس دارالعلوم معینیہ عثمانیہ اجمیری نے درج کیا ہے۔

(عقیدہ) حضور اقدس ﷺ اللہ عزوجل کے نائب مطلق ہیں، تمام جہان حضور ﷺ کے تحت تصرف کر دیا گیا جو چاہیں کریں۔ جسے جو چاہیں دیں جس سے جو چاہیں واپس لیں۔ تمام جہان میں ان کے حکم کا پھیرنے والا کوئی نہیں، تمام جہان ان کا محکوم ہے اور وہ اپنے رب کے سوا کسی کا محکوم نہیں۔ تمام آدمیوں کے مالک ہیں۔ جو انہیں اپنا مالک نہ جانے حلاوت سنت سے محروم رہے۔ تمام زمین ان کی ملک ہے، تمام جنت ان کی جاگیر ہے۔ ملکوت السموات والارض حضور ﷺ کے زیر فرمان جنت و نار کی کنجیاں دست اقدس میں دیدی گئیں رزق و خیر اور ہر قسم کی عطائیں حضور ﷺ کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں۔ دنیا و آخرت حضور ﷺ کی عطا کا ایک حصہ ہے۔ احکام تشریعیہ حضور ﷺ کے قبضہ میں کر دیئے گئے کہ جس پر جو چاہیں حرام فرما دیں اور جس کے لئے جو چاہیں حلال کر دیں اور جو فرض چاہیں معاف فرما دیں۔ مسلمانوں کو مسطورہ بالا تحریر عقیدہ رکھنا کیسا ہے۔ فقط

المستفتی نمبر ۱۲۳۰ شیخ عبدالرزاق ولد عبدالعزیز صاحب (دہلی) ۲۶ رجب ۱۳۵۵ھ

(جواب ۸۰) یہ عقیدہ سراسر قرآن و حدیث اور شریعت مقدسہ کی تعلیم کے خلاف ہے۔ اور ضلالت و گمراہی کی تعلیم ہے۔ حضور انور ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔(۱) سید المرسلین خاتم النبیین ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے افضل اور اعلم ہیں۔(۲) لیکن فرائض کو معاف کر دینا، حلال کو حرام کر دینا، حرام کو حلال کر دینا، جنت و دوزخ کی کنجیاں آپ کے ہاتھ میں ہونا، یہ کوئی بات قرآن و سنت سے ثابت نہیں۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

( ) ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين (الاحزاب ٤٠) سبحان الذي اسرى بعبده ليلا من المسجد الحرام..... (بنی اسرائیل:۱)

(۲) ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: فضلت على الانبياء بست: اعطيت جوامع الكلم، واحلت لي الغنائم، وجعلت لي الارض مسجدا وطهورا، وارسلت الى الخلق كافة، وختم بي النبيون (مسند احمد ٢ : ٤١٢ بيروت، انا سيد ولد آدم يوم القيامة (شرح عقيدة الطحاوي : ١٠٦ المكتب الاسلامي)

(۳) يا ايها النبي لم تحرم ما احل الله.... (التحریم:۱)

ایسے کاغذ پر پاؤں رکھنا جس پر قابل احترام لفظ لکھا ہو درست نہیں۔

(سوال) ایک مسلمان شخص نے جو قوم کا دھوبی ہے اور پیشہ دھوبی کا کرتا ہے ایک کتاب بنا رکھی ہے۔ اس کتاب پر کپڑے لینے کے وقت نشان سے مندرج اس شخص کا نام جس کا کپڑا ہو لکھ لیا جاتا ہے، اکثر ناموں میں محمد اسحاق، محمد اقبال، محمد صدیق، حبیب وغیرہ بھی ہوتے ہیں، چونکہ یہ سلسلہ کپڑے کا جاری ہے اس وجہ سے سابقہ کپڑے کے بعد دوسرے کپڑے لینے کے لئے پیر ان نام پاک ﷺ لکھے ہوئے کاغذ پر رکھا جاتا ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ طریقہ مذکورہ سے نام پاک ﷺ کی توہین (بے ادبی) نہیں ہوتی یا ہوتی ہے؟

المستفتی نمبر ۲۵۰۶ محمد اقبال صاحب (دہلی) ۲۱ رمضان ۱۳۵۷ھ م ۱۵ نومبر ۱۹۳۸ء

(جواب ۸۱) اگرچہ اس میں قصد کپڑا لینے کا ہوتا ہے مگر اس کاغذ پر پاؤں رکھنے سے جس میں لفظ اللہ مثلاً عبداللہ، امانت اللہ وغیرہ (اسماء میں) یا لفظ محمد یا اور کوئی قابل احترام لفظ لکھا ہو بے ادبی کی صورت ضرور ہے اس لئے اس کی بہتر صورت یہ ہے کہ نام اور پتہ کا رجسٹر علیحدہ ہو اور کپڑوں کی کتاب جدا ہو، کپڑے پر صرف وہ نمبر ڈالا جائے جو نام کے رجسٹر پر اس قدم والے کا نمبر ہو۔ اس میں کچھ دقت بھی نہیں، بے ادبی یا بے ادبی کا شبہ نہیں رہے گا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

درود شریف میں ”کما صلیت علی ابراہیم“ کہہ کر دعا مانگنے کی وجہ۔

(سوال) وہ کیا فضیلت ہے جس کے سبب ہم لوگ درود شریف میں رسول اللہ ﷺ کے لئے ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم علیہ السلام کی طرح برکت نازل فرمانے کے لئے دعا کرتے ہیں۔

المستفتی نمبر ۱۳۲۶ محمد احمد صاحب (دہلی) ۵ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ م ۱۷ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۸۲) وہ خاص منصب نبوت کا ایک اعلیٰ کمال اور اس پر مرتب ہونے والے افضال الٰہیہ ہیں، جن کی تفصیل حق تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔ اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل تھے اور حضور ﷺ حبیب ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام ابو الانبیاء تھے اور حضور خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں۔ محمد کفایت اللہ

کیا درود شریف میں ”کما صلیت علی ابراہیم“ کہنے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حضور ﷺ پر فضیلت ثابت ہوتی ہے؟

(سوال) ایک شخص کہتا ہے درود شریف میں کما صلیت علی ابراہیم کہنے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیادہ فضیلت ثابت ہوتی، حالانکہ سب کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کی فضیلت زیادہ ہونی چاہئے، کیا قائل کا یہ مطلب ہے کہ رحمت سے مراد نبوت ہے کہ جس طرح سلسلہ نبوت حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جاری رہا

---

(۱) [illegible] ۵/ ۳۲۳ ط ماجدیہ)

(۲) [illegible] ولا فخر (ترمذی ۲/ ۲۰۲ ط سعید)

ہے، اسی طرح ہمارے نبی کا سلسلہ نبوت جاری ہے یعنی کہتا ہے کہ اس سے ختم نبوت کا رد ہو رہا ہے۔

المستفتی نمبر ۱۳۶۹ محمد احمد صاحب دہلی ۵ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ م ۱۷ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۸۳) درود شریف میں صلوٰۃ اور رحمت سے مراد حق تعالیٰ کے وہ احسانات اور مہربانیاں ہیں جو ابراہیم علیہ السلام پر نازل ہوئی تھیں اور آنحضرت ﷺ پر جو رحمتیں نازل ہوئیں وہ ابراہیم علیہ السلام پر نازل شدہ رحمتوں سے کم نہیں ہیں۔ مماثلت سے یہ مطلب نہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر کوئی زیادہ رحمتیں نازل ہوئی تھیں بلکہ مقصد صرف یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بھی تو نے رحمتیں نازل فرمائی تھیں اور محمد ﷺ پر بھی نازل فرما (۱)، سلسلہ نبوت کا باقی رہنا اس سے مراد نہیں کہ حضور ﷺ نے خود **لا نبی بعدی انا خاتم النبیین** (۲) فرما کر فیصلہ کر دیا کہ حضور ﷺ کے بعد نبوت کا سلسلہ باقی نہیں رہا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

کیا آپ ﷺ ہمارے ہر حال کو دیکھ رہے ہیں؟
”ہم اندھے نبی سے پناہ مانگتے ہیں“ کہنے والے کا حکم.
نبی کریم ﷺ ہر جگہ حاضر ناظر ہے کیونکہ شیطان ہر جگہ حاضر ناظر ہے کلمہ کفر ہے؟

(سوال) (۱) ایک واعظ صاحب وعظ میں فرماتے ہیں کہ ہمارے نبی کریم ﷺ ہمارے حال کو دیکھ رہے ہیں کیا تم اندھے نبی کی امت ہو۔ ایسے اندھے نبی سے پناہ مانگتے ہیں جو ہمارے حال کو نہیں دیکھتا۔

(۲) نبی کریم ﷺ ہر شے کو دیکھ رہے ہیں، حتیٰ کہ لوگوں کے زنا کو بھی دیکھ رہے ہیں۔

(۳) مدعی کہتا ہے کہ نبی کریم ﷺ حاضر و ناظر ہیں۔ مخاطب کہتا ہے کس دلیل سے۔ مدعی کہتا ہے کہ کیا شیطان ہر جگہ حاضر و ناظر ہے یا نہ۔ کیا کلمات مذکورہ سے سرکار دو عالم ﷺ کی توہین ہے اگر ہے تو قائل کا کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۱۵۹۲ مولانا محمد عبدالخالق صاحب صدر مدرس

شہر ملتان مدرسہ (نعمانیہ) ۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ م ۱۲ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۸٤) اس شخص کا یہ مقولہ کہ نبی کریم ﷺ ہمارے حال کو دیکھ رہے ہیں ورنہ ہم ایسے اندھے نبی سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں جو ہمارے حال کو نہیں دیکھتا۔ کیا تم اندھے نبی کی امت ہو۔ انتہیٰ کلامہ بمضمونہ۔ شریعت اور حقیقت کے خلاف ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر نبی کریم ﷺ امت کے حالات دیکھ نہ رہے ہوں تو معاذ اللہ وہ اندھے ہیں۔ اور قائل ایسے نبی سے خدا کی پناہ مانگتا ہے۔ اور شریعت کے دلائل قاطعہ اس پر قائم ہیں کہ آنحضرت ﷺ امت کے حالات نہیں دیکھ رہے ہیں کیونکہ یہ تو صرف خدا کی صفت ہے (۳)، تو حضور ﷺ کے نبی ہونے کی اصلی حالت یہی ہے اور اس میں قائل حضور ﷺ کو معاذ اللہ اندھا اور مستعاذ منہ قرار دیتا ہے اور یہ

۱۔ التشبیہ فی اصل الصلوۃ لا فی القدر وفائدۃ التشبیہ تاکید الطلب ای کما صلیت علی ابراہیم فصل علی محمد الذی ہو افضل منہ. (الشامیۃ: ۱/ ۵۱۴ سعید)

۲۔ ترمذی: ۲/ ۴۵ ط ایچ ایم سعید)

۳۔ قل لا یعلم من فی السموت والارض الغیب الا اللہ (النمل: ٦٥)

قول اور عقیدہ حضور ﷺ کی توہین اور تکذیب کو مستلزم ہے۔(۱) اور یہ جملہ کہ زنا کو بھی دیکھ رہے ہیں، بے شبہ توہین ہے۔

یہ کہنا کہ شیطان ہر جگہ حاضر و ناظر ہے جہالت ہے۔ شیطان یعنی ابلیس نہ ہر جگہ (ایک آن میں) حاضر ہوتا ہے نہ ناظر۔ پس اس قائل پر توبہ اور تجدید نکاح کرنی لازم ہے۔(۲) واللہ اعلم محمد کفایت اللہ غفر لہ،

آنحضرت ﷺ کے متعلق عالم الغیب اور حاضر ناظر ہونے کا عقیدہ رکھنا قرآن وحدیث اور تمام امت کے اجماعی عقیدے کے خلاف ہے.

(السوال) زید کہتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ عالم الغیب ہیں۔ اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔ جو شخص حضور ﷺ کو عالم الغیب اور ہر جگہ حاضر و ناظر نہ سمجھے وہ شخص کافر ہے، خارج از اسلام ہے، ان سے اسلام علیکم درست نہیں، ان کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔ غرض کہ ان سے بالکل قطع تعلق کر لیا جائے۔ زید کا یہ عقیدہ از روئے قرآن وحدیث درست ہے یا کہ نہیں، نیز امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا اس مسئلہ میں کیا عقیدہ ہے؟

المستفتی عبدالرحمن۔ نصیر آبادی۔

(جواب ۸۵) امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور تمام ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہ بلکہ جمیع امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کا اجماعی اور متفق علیہ عقیدہ ہے کہ علم غیب حق تعالیٰ جل شانہ کی مخصوص صفت ہے اور قرآن پاک کی آیات صریح طور پر تصریحات کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی عالم الغیب نہیں (۳) آنحضرت ﷺ کا علم خدا کے بعد تمام مخلوق سے زیادہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے بہت سی غیب کی باتوں کو بھی حضور ﷺ کو بتلا دیا تھا، مگر اس کے باوجود حضور ﷺ عالم الغیب نہیں تھے۔(۴) پس زید کا یہ عقیدہ قرآن پاک اور حدیث شریف اور تمام امت کے اجماعی عقیدے کے خلاف ہے۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ۔

(۱) کیا حدیث قرآن کی طرح ہے؟
(۲) کیا حضور ﷺ کا ہر فعل مذہب ہے؟
(۳) مذہب بنانا کس کا حق ہے؟

(السوال) (۱) حدیث مثل قرآن ہے یا نہیں؟

(۲) پیغمبر ﷺ کا فعل مذہب ہے یا نہیں؟

(۳) مذہب قائم کرنا از روئے علم پیغمبر کا حق یا کسی دوسرے کا؟

المستفتی نمبر ۱۸۲۷ محمد میاں صاحب حویلی اعظم خاں دہلی۔ ۲۴ رجب ۱۳۵۵ھ م ۳۰ ستمبر ۱۹۳۷ء

---

(۱) وبکفر اوعیب نبیا بشی، (البحر الرائق ۵ ۱۳۰ بیروت)

(۲) مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح وما فیہ خلاف یومر بالاستغفار والتوبۃ و تجدید النکاح (الشامیہ ۳ ۲۳۰ سعید)

(۳) لا الہ الا ہو عالم الغیب والشہادۃ ہو الرحمن الرحیم (الحشر ۲۲)

(۴) حدیث شریف میں ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت حذیفہ سے فرمایا "قم یا حذیفۃ فاتنا بخبر القوم" (مسلم ۲ ۱۰۷ قدیمی)

(جواب ۸۶) (۱) آنحضرت ﷺ کے اقوال متعلقہ دین ان لوگوں کے لئے جو خود حضور ﷺ کی زبان سے سنتے تھے یا جن کو تواتر سے پہنچیں قرآنی احکام کے موافق واجب التعمیل ہیں، لیکن جو احادیث کہ نقل غیر متواتر سے منقول ہو کر آئیں ان کا درجہ بوجہ طریق نقل کے ادون ہونے کے آیات قرآنی سے کم ہے تاہم احادیث صحیحہ ثابتہ پر عمل لازم ہے۔(۱)

(۲) حضور ﷺ کے افعال دینیہ مذہب ہیں۔ یعنی اعمال دینیہ واجب الاتباع ہیں کسی فعل کے متعلق تخصیص کی دلیل قائم ہو تو وہ حضور ﷺ کے ساتھ مخصوص سمجھا جائے گا۔(۲)

(۳) مذہب قائم کرنا یعنی تشریع کہ یہ اللہ تعالیٰ کا اصالۃً اور پیغمبر کا رسالۃً حق ہے اور کسی کو تشریع کا حق نہیں، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اقوال و افعال و اجتہادات مجتہدین کے قیاسات و استنباطات کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی طرف ہی مستند ہوتے ہیں۔ (۳) واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

"حضور ﷺ کی روح مبارک ہر جگہ حاضر ناظر ہے" کا عقیدہ اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے.

(سوال) ایک فقہ کی کتاب میں لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی روح پاک ہر جگہ کائنات میں تشریف فرما ہے آیا یہ عقیدہ درست ہے، اگر درست نہیں ہے تو اس طور کا عقیدہ رکھنے والا اہلسنت و جماعت میں گنا جائے گا کہ نہیں، اس عقیدے میں شرک کا گناہ لازم آتا ہے کہ نہیں۔

المستفتی نمبر ۱۸۲۸ منشی آرام خانپور (ضلع بہرائچ) ۲۴ رجب ۱۳۵۵ھ م ۳۰ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۸۷) یہ عقیدہ اسلامی تعلیم اور شرعی اصول کے خلاف ہے، اس عقیدے کا معتقد خاطی اور گنہگار ہے (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

کرشن جی کو نبی اور گیتا نامی کتاب کو آسمانی کتاب کہنا غلط ہے.

(سوال) ہمارے یہاں چند آدمی نئی روشنی اور انگریزی تہذیب کے کہتے ہیں کہ ہندو کے اوتار کرشن کیا تعجب ہے کہ نبی ہو اور اس کی تصنیف کردہ کتاب گیتا منزل من اللہ ہے اور استشہاداً کہتے ہیں کہ قولہ تعالیٰ کے مضمون (میں کسی کو بھی عذاب نہیں بھیجتا جب تک کہ ان پر کسی نبی کو مبعوث کر کے حجت قائم نہ کردوں) سو بنگالہ اور ہندوستان میں کوئی نبی تو آیا نہیں تو یقین ہے کہ کرشن ہی نبی تھا، نیز کہتے ہیں کہ "اسود الھند نبی"

۱۔ کالمتواتر کنقل القرآن انه یوجب علم الیقین کالعیان علما ضروریاً، او یکون اتصاله شبهة کالمشهور انه یوجب علم طمانینة، او یکون اتصاله فیه شبهة صورة و معنی کخبر الواحد وانه یوجب العمل دون علم الیقین بالکتاب (نور الانوار: ۱۷۶۔۱۷۷ سعید)

۲۔ واجماع الصحابة على التاسي به صلى الله عليه وسلم في اقواله وافعاله مالم يقم دليل على اختصاصه به (مرقاة شرح مشكوة ۱/ ۲۲۰ مکتبہ امدادیہ)

۳۔ یا ایها الذین امنوا اطیعوا الله واطیعوا الرسول واولی الامر منکم .... (النساء: ۵۹)

۴۔ ولو تزوج بشهادة الله و رسوله لا ینعقد، ویکفر لاعتقاده ان النبی ﷺ یعلم الغیب (البحر الرائق ۳/ ۹۴ بیروت)

ایک حدیث ہے اس کے مصداق وہ کرشن کو بتاتے ہیں۔ جناب عالی جواب میں ان ادلہ کو رد فرمائیں۔

المستفتی نمبر ۲۰۲۱ محمد مقبول الرحمٰن ([illegible]) ۱۱ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۱۶ نومبر سنہ ۱۹۳۷ء۔

(جواب ۸۸) یہ کہنا کہ کرشن جی نبی تھے، بے دلیل اور بے ثبوت بات ہے، قرآن مجید کی جن آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر قریہ میں اور ہر قوم میں کوئی نبی یا نذیر آیا ہے(۱) وہ اس کو مستلزم نہیں کہ کرشن جی کو نبی کہہ دیا جائے اور اگر کرشن جی کی سیرت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سیرت سے ملتی جلتی ہو اور ان کی تعلیم آسمانی تعلیم کے خلاف نہ ہو تو یہ کہنا جائز ہوگا کہ ان کے نبی ہونے کا امکان ہے، لیکن یہ کہنا کہ وہ یقیناً نبی تھے۔ بغیر ثبوت کے قابل قبول نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

(۱) حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے نور کا جز یا ٹکڑا نہیں۔
(۲) جو لوگ حضور ﷺ کو ہر جگہ حاضر ناظر مانتے ہیں اسلامی تعلیمات سے ناواقف ہیں۔

(سوال) زید کا یہ اعتقاد ہے کہ نبی ﷺ خدا کے نور میں سے پیدا ہوئے ہیں اور خدا نے اپنے نور سے جدا کر کے دنیا میں بھیجا اور زندہ ہیں، ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔ ایسا عقیدہ رکھنے والا کیسا ہے۔

ہمارے شہر کے تمام احناف رحمۃ اللہ علیہم کا یہی عقیدہ ہے جو آئمہ مساجد ہیں قرآن و حدیث سے بالکل ناواقف ہیں بلکہ قرآن صحیح نہیں پڑھ سکتے اور جو یہاں کے برائے نام چند اہل حدیث ہیں وہ ان کے پیچھے نمازیں پڑھ لیتے ہیں۔ اگر آئمہ مساجد میں سے کسی امام کو قرآن کی تعلیم سے متنبہ کیا جائے تو آگے سے دست و گریباں ہوتے ہیں اور قرآن کی آیت کا انکار کرنے لگتے ہیں۔ سر بازار کہتے ہیں کہ ہمارا یہی عقیدہ ہے۔ آپ ہمیں ہزار حدیثیں اور آیتیں پڑھ کر سنائیں، ہم اپنے عقیدے سے باز نہیں آئیں گے، ایسے آدمی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں اور ایسے عقیدے والے آدمی کس درجہ کے گنہگار ہیں۔ اگر ان کا اسی پر خاتمہ ہو جائے تو وہ کس جماعت میں شمار ہوں گے۔؟

المستفتی نمبر ۲۳۵۲ حافظ عبدالرب صاحب [illegible] ۲ جمادی الاول سنہ ۱۳۵۷ھ م ۳ جولائی ۱۹۳۸ء

(جواب ۸۹) آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔ حضور ﷺ کا نور بھی خدا تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا ہے اللہ تعالیٰ کے نور کا جزو یا ٹکڑا نہیں ہے اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ خالق اور مخلوق میں جزئیت کا علاقہ ہو۔(۲) اور جو لوگ آنحضرت ﷺ کو ہر جگہ حاضر ناظر جانتے ہیں وہ اسلامی تعلیم سے ناواقف ہیں، ان کو کتاب اللہ اور احادیث سے صحیح عقیدہ کی تعلیم دینا چاہئے۔ تاکہ وہ اس غلط عقیدہ سے توبہ کریں۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

۱۔ ولکل قوم هاد. (الرعد: ۷) وان من امة الا خلا فيها نذير (فاطر: ۲۴)

۲۔ عن ابن عباس ان محمدا عبده ورسوله (مسلم: ۱ / ۳۲ قديمي)

هو الله تعالى ولا متبعض ولا متجزء، اى ذى ابعاض و اجزاء (شرح العقائد ۱۹۸ ط۔ ایچ ایم سعید)

۳۔ وما كنت لديهم اذ يختصمون وما كنت يا محمد عند قوم مريم اذ يختصمون (تفسير طبری ج ۳ ص ۱۸۵ بیروت لبنان)

(۱) قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بے کار ثابت کیا ہے، کے قائل کا حکم کیا ہے؟
(۲) ہم جس کا کھائیں گے اس کا گائیں گے کہنا۔
(۳) رسول خدا ﷺ نبی مختار تھے۔
(۴) خدا چاہے تو "جھوٹ بول سکتا ہے مگر بولتا نہیں" کہنے والے کا حکم۔
(۵) کیا آپ ﷺ قبر اطہر میں زندہ ہے؟

(سوال) (۱) زید کہتا ہے، میرا دعویٰ ہے کہ قرآن کے اندر کئی جگہ سے میں ثابت کر سکتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بے کار ثابت کر دیا ہے۔ کیا یہ کہنے پر زید مسلمان ہی رہتا ہے شریعت کا اس کے بارہ میں کیا حکم ہے؟

(۲) ایک عالم صاحب نے وعظ میں خدا کے رسول کی تعریف فرمائی اور احکام پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں اکثر لوگ بے ادب ہیں، لیکن ہم جس کا کھائیں گے اس کا گائیں گے۔ شرع شریف کا ان کے لئے کیا حکم ہے؟

(۳) رسول خدا ﷺ نبی مختار تھے یا نہیں۔؟

(۴) زید کہتا ہے، خدا اگر چاہے تو جھوٹ بول سکتا ہے۔ اگرچہ وہ بولتا نہیں۔

(۵) رسول اللہ ﷺ حیات ہیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۳۸۸ ق۔ ٹی۔ بی۔ مرزا سلطان بیگ ۶ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ م ۴ اگست ۱۹۳۸ء

(جواب ۹۰) (۱) قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو رسول، نبی، شاہد، بشیر، نذیر، داعی الی اللہ، نور، سراج، منیر، رؤف، رحیم، ہادی اور بہت سے القاب جمیلہ اور اوصاف فاخرہ کے ساتھ ملقب فرمایا ہے اور ظاہر ہے کہ حضور انور روحی فداہ ﷺ نے حق نبوت و رسالت ادا فرمایا اور باحسن وجوہ ادا فرمایا۔ تمام دنیا کو ایمان و توحید کی دعوت دی اطاعت گذاروں کو رضائے الٰہی کی بشارت اور نافرمانوں کو انذار و وعید عذاب پہنچائی۔ دنیا کو نور اسلام سے منور فرما دیا۔ غرض کہ ایک ہادی اور رہبر کے فرائض اس درجہ ادا فرما دئے کہ کوئی دوسرا حضور کا مثیل نہ پیدا ہوا نہ ہوگا۔ پس زید کے اس قول کا کہ قرآن پاک میں حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بے کار ثابت کیا ہے کیا مطلب ہے۔ اگر حضور ﷺ کے ان اوصاف و خدمات اور تبلیغی کارناموں کا انکار مقصود ہے تو یہ صریح کفر ہے کہ اس سے قرآن کی تکذیب لازم آتی ہے۔(۱) مزید یہ کہ یہ جملہ حضور ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی اور توہین کو بھی مستلزم ہے اور یہ بھی موجب کفر ہے اور زید کا کچھ مطلب اور ہے تو اسے ظاہر کرے۔(۲)

(۲) واعظ صاحب کے اس فقرہ کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا۔

(۳) مختار کے معنی پسندیدہ، چنیدہ۔ اس معنی سے حضور ﷺ کو بھی مختار کہنا صحیح ہے اور اگر مختار کے معنی لئے جائیں "بااختیار" یعنی کہ پیدا کرنے، موت دینے، اولاد عطا کرنے، مصیبت لانے یا دفع کرنے کے

---

۱. ویکفر اذا انکر آیة من القرآن (البحر الرائق: ۵ / ۱۳۱ بیروت)
۲. ویکفر او عیب نبیا بشئ (مرجع سابق)

اختیارات رکھتے تھے تو اس معنی سے حضور ﷺ کو مختار کہنا صحیح نہیں۔(۱)

(۴) اس مسئلہ کی یہ تعبیر نہایت موحش ہے۔ اصل اختلافی مسئلہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مشرکین اور کفار کو جنت میں داخل کرنے پر قدرت رکھتا ہے یا نہیں۔ ایک جماعت محققین کا یہ قول ہے کہ داخل کر تو سکتا ہے، قدرت ہے، مگر کرے گا نہیں۔ پس یہ حقیقت ہے، دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ داخل کرنے کی قدرت ہی نہیں۔(۲)

(۵) جمہور امت محمدیہ کا یہ قول ہے کہ آنحضرت ﷺ قبر مطہر میں حیات مخصوص کے ساتھ حیات ہیں۔ باقی یہ بات کہ اس حیات کی حقیقت کیا ہے، یہ حضرت حق کو ہی معلوم ہے وہ حیات حضور انور پر میت کے اطلاق کے منافی نہیں۔(۳) اللہ تعالیٰ نے خود قرآن پاک میں حضور ﷺ کو خطاب کرکے فرمایا انك ميت وانهم ميتون (۴) اور دوسری جگہ فرمایا افان مات او قتل (۵) اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کی وفات کے بعد مجمع صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خطاب کرکے فرمایا تھا من كان منكم يعبد محمدا فان محمداً قدمات (۶) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

آپ ﷺ کو باعتبار حقیقت انسان اور بشر سمجھنا اور باعتبار صفات نور سمجھنا صحیح ہے۔

(سوال) ایک شخص سید المرسلین ﷺ کا غلام ہے، امتی ہے، مؤدب ہے۔ ان کی محبت واتباع کا دم بھرتا ہے ان نورانی آیات واحادیث سے قد جاء کم من اللہ نور وکتاب مبین اور داعيا الى الله باذنه وسراجا منيرا اور يريدون ليطفئوا نور الله بافواههم والله متم نوره ولو كره الكافرون اور اول ما خلق الله نوری انا من نور الله وكل خلائق من نوری سمجھتا ہے اور رسول کی تعریف علم عقائد میں بایں الفاظ جو لکھی ہے۔ هو انسان بعثه الله تعالى الى الخلق لتبليغ الا حكام مع شريعة جديدة اس کی رو سے اور خلق الانسان علمه البيان اور علم الانسان مالم يعلم اور اوحى الى عبده ما اوحى اور قل انما انا بشر مثلكم کی رو سے انسان و بشر، عبد اور انسان بھی جانتا ہے۔ مگر سب مخلوقات دنیویہ واخرویہ سے ان کو یکتا و بے مثل ہی جانتا ہے اور آپ کی عدم مثلیت یا نساء النبي لستن كاحد من النساء اور مثلی يطعمني ربي ويسقيني اور لست كهيئتكم اور خاتم النبیین وغیرہ سے ثابت کرتا ہے۔ اور قل انما انا بشر مثلكم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی یہ حدیث موقوف بھی پیش کرتا ہے۔ قال ابن عباس

---

۱. قل لا املك لنفسي ضرا ولا نفعا (یونس: ٤٩)
۲. والله تعالى لا يغفر ان يشرك به باجماع المسلمين لكنهم اختلفوا في انه هل يجوز عقلا ام لا فذهب بعضهم وهم الا شاعرة ... الى انه يجوز عقلا. (شرح العقائد: ۱۸۷ ايچ ايم سعيد)
۳. ونحن نؤمن ونصدق بانه صلى الله عليه وسلم حي يرزق في قبره وان جسده الشريف لا تاكله الارض والاجماع على هذا (القول البديع: ۱۲۵ بحوالہ آنکھوں کی ٹھنڈک ۱۲۹ مکتبہ صفدریہ)
٤. (الزمر: ۳۰)
٥. آل عمران: ١٤٤)
٦. بخاری شریف: ۲ / ٦٤٠ قدیمی کتب خانہ

علم اللہ تعالی رسولہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم التواضع لئلا یزھی علی خلقہ فامرہ ان یقر فیقول انا آدمی مثلکم الا انی خصصت بالوحی اکرمنی اللہ بہ وھو قولہ یوحی الی اور انما کو کلمہ حصر ہی سمجھتا ہے اور پھر بھی آپ کو سب مثل فی خلق سمجھتا ہے اور کہتا ہے کہ آیۂ مذکورہ کا معنی یہ بھی بدلیل مذکورہ ہو سکتا ہے، تحقیق میں تمہاری طرح کا بشر نہیں ہوں اور ہاں نہیں ہوں تمہارے جیسا بشر یعنی نفی بشریت کی نہیں کرتا۔ نفی مثلیت کرتا ہے اور کہتا ہے انما مرکب ہے ان حرف مشبہ بالفعل سے حرف ایجاب سے اور ما کافہ نافیہ ہے۔ نحو میر میں ہے۔ حروف ایجاب شش است۔ نعم۔ اجل۔ ای۔ جیر۔ ان۔ اور مغنی میں ہے وزعم جماعۃ من الاصولیین والبیانیین ان ما الکافۃ عن ان نافیۃ اور کو مشترک قرار دیتا ہے کیونکہ ان کا معنی تحقیق اور نعم کا آیا ہے اور ما نافیہ مصدریہ اور موصولہ وغیرہ آتا ہے کیا وہ کافر ہے یا مومن ہے؟ اور جو اس کو اس معنی کی بنا پر کافر کہتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۲۴۲۸ چودھری شاہ دین صاحب (سیالکوٹ) ۲۲ شوال ۱۳۵۷ھ م ۱۵ دسمبر ۱۹۳۸ء

(جواب ۹۱) اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کا غلام اور امتی اور فرمانبردار سمجھنا، حضور ﷺ سے محبت رکھنا، حضور ﷺ کا ادب اور احترام اور توقیر و تعظیم، دائرہ شریعت کے اندر رہ کر بجا لانا اور سنن نبویہ کی متابعت کرنا ایمان و صداقت کی علامت ہیں۱ حضور ﷺ کو باعتبار حقیقت انسان اور بشر سمجھنا اور باعتبار صفت نور کہنا صحیح ہے۔ انا من نور اللہ والخلائق من نوری کے معنی یہ ہیں انا منور من نور اللہ والخلق منور من نوری۔(۲) یعنی میں نے روحانیت اور کمال انسانیت کا نور براہ راست حق تعالی سے (بذریعہ وحی و فیض ربانی) حاصل کیا اور تمام مخلوق نے علم و ہدایت اور تزکیہ نفس کا نور مجھ سے حاصل کیا اور اول ما خلق اللہ نوری سے جہاں حضور انور ﷺ کے نور کی اولیت ظاہر ہوتی ہے وہاں یہ بھی تصریح ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کا نور مخلوق ہے اور حضور ﷺ کا نور ذات خداوندی سے جدا ہے اس کا جزو نہیں ہے کیونکہ نہ ذات خداوندی اجزاء میں تقسیم ہو سکتی ہے نہ اس کا کوئی جزو مخلوق ہو سکتا ہے۔(۳) حضور ﷺ کو صفات کے لحاظ سے بے مثل کہنا بھی صحیح ہے کیونکہ قرب اور معراج اور خاتم الانبیاء والمرسلین ہونے میں اور بہت سی صفات میں آپ ﷺ کا کوئی مثیل اور نظیر نہیں ہے مگر آیت انما انا بشر مثلکم کے یہ معنی بیان کرنا کہ (تحقیق میں تمہاری طرح کا بشر نہیں ہوں) یا (ہاں نہیں ہوں میں تمہارے جیسا بشر) صحیح نہیں۔ یہ معنی اس پر مبنی ہیں کہ انما میں کلمہ ما کے معنی نفی کے لئے جائیں حالانکہ یہ صحیح نہیں انما کو متضمن معنی ما و الا کا قرار دیا گیا ہے یعنی نفی اس میں باقی نہیں ٹوٹ چکی ہے اور اگر ما کو نفی قرار دیا جائے تو الا خبر سے پہلے مقدر ماننا پڑے گا اور معنی یوں کرنے ہوں گے انما انا الا بشر مثلکم یعنی نہیں میں مگر بشر مثل تمہارے۔ یعنی حقیقت بشریت میں میں بھی تم جیسا ہوں کہ انسان ہوں ماں باپ سے پیدا ہوا ہوں، صفات

۱۔ قال ذوالنون المصری من علامۃ حب اللہ تعالی متابعۃ حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اخلاقہ و افعالہ وامرہ وسنتہ (الاعتصام ۱: ۹۰ طبع دار الفکر)

۲۔ کشف الخفاء للعجلونی (۱: ۲۶۵ دار احیاء التراث العربی)

۳۔ ولا متبعض ولا متجزء ای ذی بعض ولا متركب منہما لما فی ذلک من الاحتیاج المنافی للوجوب (شرح العقائد ۹۱ ایچ ایم سعید)

۴۔ الکہف ۱۱۰

ہوں، پیتا ہوں، سوتا ہوں، جاگتا ہوں، چلتا ہوں، پھرتا ہوں، بھول اور ذہول سے مبرا نہیں ہوں (۱) یہاں جہت سے اوصاف میں لست کاحدکم اور ایکم مثلی فرمانا بھی صحیح اور درست ہے۔ قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کا مخالفین کو جواب اسی طرح نقل فرمایا گیا ہے۔ ان نحن الا بشر مثلکم یعنی نہیں ہیں ہم مگر بشر مثل تمہارے۔ خود سائل نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا جو قول نقل کیا ہے اس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی انما انا بشر مثلکم کا مطلب یہ بتایا ہے انا آدمی مثلکم (۲) یعنی انہوں نے بھی ما کو نافیہ قرار نہیں دیا۔ انما انا بشر مثلکم جملہ مثبتہ ہے منفیہ نہیں، اس میں خبر یعنی بشر کا مبتدا یعنی انا کے لئے اثبات مقصود ہے نفی مقصود نہیں ہے۔ پس شخص مذکور کا یہ کہنا کہ ما نافیہ ہے اور یہ معنی کرنا کہ میں نہیں بشر تمہارے جیسا، صحیح نہیں۔ قرآن مجید میں کلمہ انما بہت سے مقامات میں آیا ہے جیسے انما اللہ الہ واحد (۴) اگر اس میں ما نافیہ قرار دیا جائے۔ اور جیسے انما انا بشر مثلکم کے معنی شخص مذکور نے کئے ہیں اسی طرز پر اس آیت کے معنی کئے جائیں تو یہ معنی ہوں گے کہ نہیں اللہ ایک معبود، اور ظاہر ہے کہ یہ معنی فاسد اور غلط اور خلاف شریعت ہیں اور دوسرے انما المشرکون نجس (۵) کے معنی ہوں گے بے شک نہیں مشرک نجس۔ انما حرم علیکم المیتۃ کے معنی ہوں گے بے شک نہیں حرام کیا تم پر میتہ کو اور یہ سب معنی غلط ہیں۔

جب کہ انما کو متضمن معنی ما و الا کہا جائے تو انما انا بشر مثلکم میں ما کو نافیہ قرار دے کر بشر پر الا مقدر ماننا پڑے گا۔ اس کے سوا کوئی صورت نہیں۔ اگر مثلکم کی طرف نفی راجع کر کے مثلیت کی نفی مراد لی جائے تو الا کی تقدیر بے معنی اور لغو ہوگی لہذا آیت کا درست اور لغت کے موافق معنی یہی ہیں کہ میں تم جیسا انسان ہی ہوں، جن یا فرشتہ یا اور کسی حقیقت کا فرد نہیں ہوں ہاں مجھے حق تعالیٰ نے اپنی رحمت سے وحی نبوت و رسالت کے ساتھ نوازا اور ختم نبوت اور دیگر فضائل کے ساتھ امتیاز بخشا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

کیا آپ ﷺ معراج میں جوتوں سمیت عرش پر گئے؟

شب معراج میں اللہ تعالیٰ کا بغیر حجاب کے کلام فرمانا صراحۃً ثابت نہیں ہے۔

(السوال) ایک شخص کہتا ہے کہ آنحضرت ﷺ جب شب معراج میں اللہ پاک سے ملاقات کرنے تشریف لے گئے، جب آپ ﷺ پہنچے تو اللہ پاک نے فرمایا کہ اے میرے حبیب جوتوں سمیت آئیے تاکہ میرا عرش مزین ہو جائے، چنانچہ آپ مع جوتوں کے عرش پر گئے اور یہ بھی کہتا ہے کہ آپ ﷺ اور اللہ پاک کے مابین

۱۔ قال انما انا بشر مثلکم اذکر کما تذکرون وانسی کما تنسون (مسلم: ۱/۲۱۲ قدیمی)

۲۔ بخاری شریف ۱/۲۶۳ قدیمی کتب خانہ

۳۔ ابراهیم ۱۱

۴۔ النساء ۱۷۱

۵۔ التوبہ ۲۸

۶۔ البقرہ ۱۷۳

بغیر کسی پردہ وغیرہ کے باتیں ہوئیں، کیا یہ صحیح ہے یا نہیں۔ المستفتی نمبر ۲۵۴۲ کرم نواز خان (دہلی)
۲۵ رجب ۱۳۵۸ھ م ۱۱ ستمبر ۱۹۳۹ء

(جواب ۹۲) نعلین شریفین کے متعلق یہ بات کہ حضرت حق جل جلالہ نے حضور ﷺ کو نعلین سمیت عرش پر بلایا بعض سیر و تفاسیر میں مذکور ہے۔ واعظ اسے دیکھ کر بیان کر دیتے ہیں مگر سند اور صحت کے لحاظ سے ہمیں اس کی کوئی پختہ سند نہیں ملی۔

اور حضور ﷺ کا لیلۃ المعراج میں اللہ تعالیٰ کی رؤیت بغیر حجاب سے مشرف ہونا ثابت ہے اگرچہ کلام بغیر حجاب کا صراحۃً ثبوت نہیں ہے۔(۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

سورہ توبہ کی آیت ”ماکان للنبی“ کا شان نزول .

(سوال) (۱) پارہ ۱۱ اخیر سورۃ توبہ ماکان للنبی والذین امنوا ان یستغفرو اللمشرکین ولو کانوا اولی قربی من بعد ما تبین لهم انهم اصحٰب الجحیم. اس آیت شریفہ کا ترجمہ اور یہ کہ کس کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ آیا حضور اکرم ﷺ کے والدین کے حق میں ہے یا کفار مشرکین کے حق میں ہے اور یہ آیت ناسخ ہے یا منسوخ۔

اور ہمارے سرکار آقائے نامدار فخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے آباؤ اجداد پشت در پشت حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام تک مسلمان تھے یا نہیں، آیا درمیان میں بت پرستی ہوئی ہے یا نہیں۔ صاف صاف قرآن وحدیث سے اس کا جواب دیں۔

المستفتی نمبر ۲۶۰۱ سیٹھ قاسم بھاؤ (گجرات) ۶ ربیع الثانی سن ۱۳۵۹ھ م ۱۵ مئی سن ۱۹۴۰ء

(جواب ۹۳) اس آیت کریمہ کے شان نزول میں تینوں روایتیں موجود ہیں۔ اول یہ کہ آیت ابو طالب کے بارے میں اتری۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں تمہارے لئے استغفار کروں گا جب تک مجھ کو خدا کی طرف سے منع نہ کر دیا جائے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی اور حضور ﷺ کو منع کر دیا گیا۔

دوم۔ یہ کہ یہ آیت جب اتری کہ حضور ﷺ نے اپنی والدہ کے لئے استغفار کرنے کی اجازت حضرت حق جل مجدہ، سے طلب کی تو اس آیت کے ذریعہ سے حضور ﷺ کو منع کیا گیا۔

سوم یہ کہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کے لئے استغفار کیا میں بھی اپنے والد کے لئے استغفار کروں گا، تو یہ آیت اتری اور حضور ﷺ کو اپنے والد کے لئے استغفار سے منع کیا گیا۔(۲)

---

(۱) اختلف الصحابۃ رضی اللہ عنہم فی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم هل رای ربه لیلة المعراج ام لا (شرح العقائد ۱۴۴) ط۔ ایم سعید

(۲) قیل قال صلی اللہ علیہ وسلم لعمه ابی طالب قل کلمة تحج لك بها شفاعتی فابی فنزلت) (روح المعانی: ۳۳/۱۱ مکتبہ امدادیہ ملتان تفسیر طبری: ۱۱ / ۳۰ بیروت)

یہ ثابت نہیں کہ حضور ﷺ کے تمام اجداد کرام مسلمان تھے، ان میں کوئی مشرک نہ تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا مشرک ہونا تو یقینی ہے۔ پس یہ قاعدہ نہیں ہے کہ نبی علیہ السلام کے اجداد میں مشرک نہیں ہوتا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

یہ عقیدہ غلط ہے کہ آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرح ہر جگہ حاضر ناظر ہیں.

(سوال) جس طرح اللہ پاک ہر جگہ حاضر وناظر ہے اسی طرح حضور بھی ہر جگہ موجود ہیں، شیطان ہر وقت ہر جگہ موجود۔ ملک الموت ہر جگہ موجود۔ غوث پاک اولیاء اللہ فرماتے ہیں کہ دنیا کی کوئی شے ہم سے پوشیدہ نہیں، پھر حضور ﷺ تو ان سے ہزاروں لاکھوں درجہ رفیع واعلیٰ ہیں، ہر وقت ہر ساعت چودہ طبق میں ہر آن موجود ہیں، کوئی شے پوشیدہ نہیں ہے۔ **المستفتی** نمبر ۲۶۷۵ پیرزادہ عبدالرحیم ولی محمد صاحب مردان ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۶۰ھ م ۸ جولائی ۱۹۴۱ء۔

(جواب ۹۴) یہ عقیدہ غلط ہے کہ آنحضرت ﷺ حق تعالیٰ کی طرح ہر جگہ حاضر وناظر ہیں،(۱) اور یہ خیال بھی باطل ہے کہ شیطان (یعنی ابلیس) ہر جگہ موجود ہے یا ملک الموت ایک وقت میں ہر جگہ موجود ہوتے ہیں۔ شیاطین بہت سے ہیں(۲) اور ملک الموت کے ماتحت بھی بے شمار فرشتے کام کر رہے ہیں۔ شیاطین کے کام لوگ ابلیس کی طرف منسوب کر دیتے ہیں یا فرشتوں کے عمل کو خود عزرائیل کا عمل سمجھ لیتے ہیں اور اس غلطی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ ایک وقت میں ہزاروں مرنے والوں کی ارواح کو تنہا عزرائیل علیہ السلام نے قبض کیا۔(۳) آنحضرت ﷺ نے خود ایک لڑکی کو جس نے یہ مصرعہ پڑھا تھا ع **وفینا نبی یعلم مافی غد** یعنی ہمارے اندر ایک نبی ہے جو کل کی بات جانتا ہے۔ اس سے منع فرمایا اور روک دیا تھا۔(۴) ہر جگہ (علم وقدرت کے لحاظ سے) موجود ہونا اور ہر بات کو بغیر کسی کی مدد کے جاننا خاص اللہ تعالیٰ کی صفت۔ غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مقولہ جو سوال میں نقل کیا ہے بسند صحیح ثابت نہیں۔(۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

حضور ﷺ کو خدا کا چپراسی کہنا کیسا ہے؟

(سوال) زید نے ترجمہ کا مطلب کرتے ہوئے کہا کہ حضور ﷺ بلاغ حکم خداوندی میں مثل چپراسی حکومت کے ہیں۔ جس طرح اس حکومت کی طرف سے بلاغ حکم کا ارشاد ہوتا ہے اسی طرح (نعوذ باللہ) حضور ﷺ اپنے خدا کے حکم کے چپراسی ہیں۔

۱۔ وما کنت لدیہم اذ یختصمون آل عمران ۴۴.

۲۔ عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ابلیس یضع عرشہ علی الماء ثم یبعث سرایاہ یفتنون الناس (مسلم: ۲: ۳۷۶)

۳۔ والمراد من الملائکۃ ملک الموت واعوانہ [illegible] والاعوان ہم المزاولون لاخراج الروح (روح المعانی [illegible])

۴۔ بخاری شریف: ۲: ۷۷۳ قدیمی کتب خانہ

۵۔ لا الہ الا ہو عالم الغیب والشہادۃ (الحشر ۲۲)

(الف) کیا ایسی مثالیں شرعاً و ادباً درست ہیں؟
(ب) لفظ چپڑاسی میں توہین یا تحقیر شان نبوی ﷺ عیاں ہے یا نہیں؟
(ج) اگر لفظ چپڑاسی فی المعنی توہینی لفظ ہے تو زید کو کس طرح تائب ہونا چاہئے؟
(د) ایسے عقیدہ والا قابل امامت و فتویٰ ہے؟
(ہ) ایسا قبیح لفظ استعمال کرنے والے کے حق میں شرع مقدس کیا حکم دیتی ہے۔

المستفتی نمبر ۲۶۹۸ غ۔ م حسن صاحب۔ ۸ محرم ۱۳۶۱ھ م ۲۶ جنوری ۱۹۴۲ء

(جواب) (از مولوی سید گل حسن صاحب)۔ چونکہ زید نے آنحضرت ﷺ کو ابلاغ حکم خداوندی میں (مطابق تحریر سوال) مثل چپڑاسی کے بتایا ہے، نہ شان نبوی ﷺ کو مثل شان چپڑاسی کے، لہذا اس مثال سے کوئی قباحت یا اہانت سرور دو عالم ﷺ کی عیاں نہیں ہوتی اور نہ مثال سے زید نے سرکار مدینہ ماوا و ملجاء غریباں محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی عزت و حرمت میں (نعوذ باللہ) کوئی کمی یا تحقیر شان کی ہے، اس لئے زید مستحق مذمت شرعاً نہیں ہو سکتا۔

(الف) جس مثال سے اہانت عیاں نہ ہوتی ہو۔ ایسی مثال شرعاً درست ہے اور ادب بھی شرع اسلام میں داخل ہے۔ شرع اسلام ادب کا سبق دینے والی ہے، جتنا ادب بغیر کسی تکلف کے شرع اسلام میں پایا جاتا ہے، اس سے زیادہ ادب کسی مذہب میں نہیں پایا جاتا، عوام کے نزدیک جو ادب و تہذیب ہے وہ شرع اسلام کے خلاف ہے۔

(ب) کلمہ چپڑاسی ابلاغ حکم خداوندی کا (موجب تحریر سوال) کوئی توہین یا تحقیر شان نبوی ﷺ نہیں کرتا۔ چپڑاسی کا لفظ از روئے لغت کوئی قبیح لفظ نہیں۔ باقی رہا عرف عام، تو عرف عام میں چپڑاسی بمنزلہ قاصد کے ہوتا ہے، جو ہر وقت اپنے افسر کے قریب ہی رہتا ہے اور جو حکم اس سے ملتا ہے فوراً پہنچا دیتا ہے۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ قرب خداوندی میں رہنے والے ہیں اور جو حکم آپ ﷺ کو بارگاہ ایزدی سے ارشاد ہوتا ہے وہ لفظ بلفظ بلا کسی کمی بیشی کے (بلغ ما انزل الیک) اپنی امت کو پہنچانے والے ہیں۔ اور یہی معنی عرف عام میں چپڑاسی کا ہے۔

(ج) لفظ چپڑاسی فی المعنی توہینی لفظ نہیں (ملاحظہ ہو غیاث اللغات فارسی) جب توہینی لفظ نہیں تو پھر تائب ہونا کیسا؟

(د) چونکہ زید کا عقیدہ ابلاغ حکم خداوندی میں (مطابق تحریر سوال) کوئی تحقیر شان نہیں کرتا اس لئے وہ قابل امامت و فتویٰ ہے۔

(ہ) یہ لفظ از روئے لغت کوئی قبیح لفظ نہیں، پس اس کے استعمال کرنے والے کے حق میں شرع مطہر کوئی حکم نہیں دیتی۔ نیز یہ مثال تو ایسی مثال نہیں جس سے اہانت یا حقارت عیاں ہوتی ہو، اس سے زیادہ تو شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے مثال دی ہے کہ رسول خدا ﷺ پشتیبان ہیں تو عرف عام میں پشتیبان رذل کو کہتے ہیں، تو کیا آنحضرت ﷺ نعوذ باللہ من ذلک رذل بن گئے، نہیں ہرگز نہیں، اسی طرح چپڑاسی کی مثال کو سمجھیں۔

واللہ اعلم بالصواب دعا گو سید گل حسن عفی عنہ۔

(جواب ۹۵) بے شک اس میں کوئی توہین اور بے ادبی نہیں ہوئی۔ آنحضرت ﷺ کے تو ہر نماز میں ہر

مسلمان یہ اقرار کرتا ہے کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ بندے کا لفظ اگر توہین نہیں تو پھر ایلچی جس کا مفہوم پیغام پہنچانے والا قاصد ہے کیسے توہین کا لفظ ہو سکتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

کیا ہندوؤں کے تمام پیشوا اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث تھے؟

(السوال) چہ می فرمایند حضور پرنور دریں مسئلہ کہ تمام اوتاران ہر آنکہ در ہندوستان آمدند ہندو بودند ایں ہمہ اوتاران از جانب خدائے عزوجل بودند یا خود نمائی کردہ بودند؟ حضور مفصل تحریر کنند۔

(ترجمہ) کیا فرماتے ہیں حضور پرنور اس مسئلے میں کہ ہندوؤں کے تمام اوتار جو ہندوستان میں آئے، کیا یہ سب خدائے عزوجل کی طرف سے مبعوث تھے یا خود نمائی کرتے تھے؟ آپ مفصل تحریر کریں۔

المستفتی نمبر ۲۷۰۳ سید خورشید حسن صاحب (کلکتہ) ۲۹ محرم ۱۳۶۱ھ م ۱۶ فروری ۱۹۴۲ء

(جواب ۹۶) اوتاران ورشیان کہ در ہندوستان آمدند حالات ایشاں باسانید معتبرہ بما نرسیدہ و حالاتے کہ در کتب ہنود یافتہ می شود قابل اعتماد نیست، ازیں جہت امکان است کہ در ایشاں شخصے صحیح العقیدہ و صحیح الاعمال ہم باشد و از جانب حق تعالیٰ مبعوث ہم باشد زیرا کہ قول باری تعالیٰ **و لکل قوم ھاد**(۲) مقتضی ایں امر است کہ در ہندوستان ہم از جہت حق ہادی و رہنما آمدہ باشد لیکن شخصے معین را ازیں اوتاران نبی و مرسل و مبعوث ندانیم و نہ گوئیم و اعتقاد نہ کنیم تا وقتیکہ نبوت او ثابت نہ شود و حالات او و نوعیت تعلیم او بدلائل یقینیہ بہ ثبوت نہ رسد۔ پس کسانے کہ سری کرشن را نبی می دانند خاطی ہستند چہ بر نبوت سری کرشن دلیلے در ادلہ شرعیہ موجود نیست و ہمچنیں حال دیگر پیشوایان و اوتاران ہنود ہست(۳)۔

(ترجمہ) جو اوتار اور رشی ہندوستان میں آئے ان کے حالات معتبر ذرائع سے ہم تک نہیں پہنچے ہیں۔ اور جو حالات کہ ہندوؤں کی کتابوں میں ملتے ہیں قابل اعتماد نہیں ہیں اور اس صورت میں اس امر کا امکان ہے کہ ان میں سے کوئی شخص صحیح العقیدہ اور صحیح الاعمال بھی ہو، اور حق تعالیٰ کی طرف سے مبعوث بھی ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان "**ولکل قوم ھاد**" کا مقتضی یہی ہے کہ ہندوستان میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہادی اور رہنما ضرور آیا ہوگا۔ لیکن ہم ان اوتاروں میں سے کسی خاص شخص کو نہ مبعوث جانتے ہیں نہ کہہ سکتے ہیں نہ اعتقاد رکھ سکتے ہیں جب تک کہ اس کی نبوت کا ثبوت ہمیں نہ مل جائے۔ اور اس کے حالات اور تعلیم کی نوعیت قطعی دلائل سے معلوم نہ ہو جائے۔

پس جو لوگ سری کرشن کو نبی مانتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ کیونکہ سری کرشن کی نبوت پر ادلہ شرعیہ میں کوئی دلیل موجود نہیں۔ اور یہی حکم ہندوؤں کے دیگر پیشواؤں اور اوتاروں کے متعلق بھی ہے۔

۱۔ اشهد ان لا اله الا الله ، اشهد ان محمداً عبده ورسوله (مسلم ۱ / ۳۲ قدیمی کتب خانہ)

۲۔ الرعد ۷

۳۔ والاولى ان لا يقتصر على عدد ويحتمل مخالفة الواقع هو عد النبي من غير الانبياء وغير النبي من الانبياء، ش
العقائد: ۲۱۳ طبع ایچ ایم سعید)

کیا خواب میں شیطان آنحضرت ﷺ کے علاوہ دوسرے نبی کی شکل میں آسکتا ہے؟

(سوال) حدیث شریف میں ہے کہ شیطان خواب میں رسول اللہ ﷺ کی شکل مبارک بن کر اپنے کو نہیں دکھلا سکتا۔ کیا اسی طرح دوسرے انبیاء کی شکل بنا کر خواب میں نہیں آسکتا؟
المستفتی نمبر ۲۷۳۹ ابراہیم اسمٰعیل پٹیل۔ علی پور ولیملیورہ ضلع سورت ۸ ذی الحجہ سن ۱۳۶۱ھ م ۱۹۴۲ء

(جواب ۹۷) حضور ﷺ کی صورت پر متمثل نہ ہونا تو صراحۃً احادیث میں وارد ہے۔(۱) مگر کسی روایت میں دوسرے انبیاء علیہم السلام کی تصریح نہیں ملی۔ ہاں علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح شمائل میں یہ نقل کیا ہے کہ بعض شراح مصابیح نے لکھا ہے ومثله فی ذلك جمیع الانبیاء والملائكة یعنی اس بارے میں آنحضرت ﷺ کی طرح اور انبیاء اور ملائکہ کی رویت کا بھی یہی حکم ہے واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

خواجہ معین الدین اجمیری کے بارے میں "رشک پیغمبراں" کا کہنا کیسا ہے؟

(سوال) زید تقریباً پندرہ سال سے خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی سجادگی پر مامور ہے۔ اس تمام عرصے میں تمام مجالس میں خواہ وہ ہفتہ وار ہوں یا ماہانہ یا سالانہ درگاہ شریف کے مقررہ نعت خواں حضرت خواجہ خواجگاں رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں نواب خادم حسین کی تصنیف کردہ ایک نظم پڑھا کرتے تھے جس سے صوفیائے کرام اور علمائے طریقت کافی متاثر و محفوظ ہوتے رہے۔ سجادہ صاحب موصوف اکثر ان مجالس میں خود رونق افروز ہوتے تھے۔ ایک مجلس میں سجادہ صاحب موصوف کی طرف سے ان کے صاحبزادے جانشینی فرما رہے تھے اور قوال نظم مذکورہ پڑھ رہے تھے۔ جب تیسرا شعر پڑھا گیا تو صاحبزادہ صاحب نے اس کی تکرار سے منع فرمایا۔ نظم کے اشعار یہ ہیں :۔

قبلہ عاشقاں معین الدین　　کعبہ عارفاں معین الدین
حامیِ بے کساں معین الدین　　رہبر کاملاں معین الدین
نائب مصطفیٰ و دین کشور　　رشکِ پیغمبراں معین الدین
بہر تسکین روح اے خادم　　از دل وجاں بخواں معین الدین

درخواست ہے کہ "رشک پیغمبران علیہم السلام" کی تشریح اور اس کے جواز و عدم جواز کے متعلق شریعت کا حکم مدلل تحریر فرمائیں۔ المستفتی نمبر ۲۷۷۹ سید امتیاز علی حال وارد دہلی مورخہ ۱۹ جون ۱۹۴۴ء م ۱۳۶۳ھ

---

(۱) عن ابی هریرة قال: سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول: من رآنی فی المنام فسیرانی فی الیقظة ولا یتمثل الشیطان بی
(بخاری شریف: ۲ / ۱۰۳۵ قدیمی کتب خانہ)

(جواب ۹۸) ہاں "رشک پیغمبراں معین الدین" قابل ترک ہے۔ اس میں انبیاء علیہم السلام کی شان میں سوء ادب کا پہلو واضح ہے۔ خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ بہر حال امتی تھے۔ اور امتی خواہ کتنا ہی اعلیٰ ہو جائے، پیغمبر کی ذات گرامی سے نیچا ہی رہتا ہے۔ اس لئے خواجہ تو خواجہ حضرۃ صدیق وفاروق، ذوالنورین وحیدر رضی اللہ عنہم و بھی رشک پیغمبراں نہیں ہو سکتے۔ انبیاء علیہم السلام نے اگر حضور ﷺ کی امت میں ہونے کی تمنا کی تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حضور ﷺ کی امت کے کسی ایسے فرد سے کم درجہ ہو جائیں جو نبوت کی فضیلت سے بہرہ ور نہیں ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول، حضور ﷺ کی امت کے ایک فرد بھی ہوں گے، اس کے باوجود بنی اسرائیل کے پیغمبر ہونے کی فضیلت کی وجہ سے جو انہیں زمانہ پیغمبری میں حاصل ہو چکی ہے صدیق وفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے افضل ہوں گے۔(۱) کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

غلط قصیدہ پڑھنا گناہ ہے !

(السوال) شب معراج میں ایک شاعر صاحب نے یہ قصیدہ پڑھا کہ نبی صاحب جب معراج کی شب خدا سے ملے تو آپ ﷺ نے خدا سے کہا کہ یا اللہ میری امت کے لئے بخشش ورحمت ہو، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ آج ہی قیامت کھڑی ہے جو تم امت کے لئے بخشش چاہتے ہو۔؟ ان کا ایسا قصیدہ پڑھنا۔

ہم سامعین کو ناگوار ہوا، اور ہم نے ان سے پوچھا کہ یہ کون سی کتاب میں لکھا ہے تو شاعر صاحب خاموش رہے۔ المستفتی ظہیر الدین، امیر الدین۔ مشرقی خاندیس۔

(جواب ۹۹) یہ بات کہ "اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ کیا آج ہی قیامت کھڑی ہے جو تم امت کے لئے بخشش چاہتے ہو۔" ثابت نہیں۔(۲) اس قسم کے غلط روایت بیان کرنا نہیں چاہئے۔ گناہ ہے۔ بیان کرنے والے کو توبہ کرنی چاہئے۔ **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔**

"میں آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عیادت کے لئے گیا تھا اس کے سر میں درد تھا اور بخار چڑھا ہوا تھا" کہنے والے کا حکم .

(السوال) ایک شخص باہر سے آیا۔ کسی نے پوچھا کہ تم کہاں گئے تھے؟ اس نے کہا کہ میں آسمان پر عیسیٰ علیہ السلام کی عیادت کے لئے گیا تھا، اس کے سر میں درد تھا اور بخار چڑھا تھا۔ ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟"

المستفتی نمبر ۱۱۷۱ ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ م ۳۱ اگست ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۰۰) یہ شخص مجنون، یا کاذب یا مسخرہ ہے اور آخری صورت میں اس کے کلام سے استہزاء ٹپکتا ہے جس میں کفر کا قوی خطرہ ہے۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

۱۔ وأفضل البشر بعد نبينا عليه الصلوة والسلام أبو بكر الصديق، والأحسن أن يقال بعد الأنبياء لكنه أراد البعدية الزمانية وليس بعد نبينا نبي، ومع ذلك لا بد من تخصيص عيسى عليه الصلوة والسلام (شرح العقائد ص ۱۴۳ ط ایچ ایم سعید)

۲۔ اتفقوا على تحريم رواية الموضوع إلا مقرونا ببيانه (نخبة الفكر ص ۵۹ قرآن محل کراچی)

۳۔ ان کلمات سے بظاہر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان کی طرف اٹھائے جانے اور قرب قیامت ان کے نزول کے اجماعی اور منصوص عقیدے کی تکذیب مستفاد ہوتی ہے، لیکن حضرت مفتی صاحب نے احتیاطاً کفر کا فتویٰ نہیں دیا۔

(۱) کسی بزرگ کو شمس الکونین کہنے کا حکم؟

(۲) کیا اولیاء کرام کے تمام الہامات صحیح اور حجت ہیں؟

(السوال) (۱) زید ایک بزرگ کو "شمس المومنین" کے لقب سے اعتقاداً مخاطب یا ملقب کرتا ہے اور جو شخص اس اعتقاد میں ہمنوا نہ ہو تو وہ اس سے سخت ناراض ہوتا ہے کیونکہ وہ اس کو مہم سمجھتا ہے عمرو کہتا ہے کہ آقائے دو جہاں سرور کائنات سرکار دو عالم تاجدار مدینہ سید المومنین وغیرہ الفاظ متکلمین اسلام کی اصطلاح میں آقائے دو جہاں سید المرسلین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کی ذات بابرکات کے لئے مختص ہیں اور کچھ ایسے مختص ہو چکے ہیں کہ عامۃ المسلمین کا ذہن فوراً ایسے الفاظ پر حضور ﷺ کی ذات اقدس کی طرف متبادر ہو جاتا ہے شمس المومنین بھی اسی قبیل سے معلوم ہوتا ہے ورنہ ملتبس ضرور ہے۔ حضور ﷺ کی ذات کے سوا کسی ہستی کے لئے ایسے الفاظ کا استعمال خلط مراتب کا باعث ہے اور دھوکہ میں ڈالتا ہے۔ اور فرق مراتب کی اہمیت ظاہر ہے اس لئے ایسے لفظ سے کسی ہستی کو مخاطب کرنا درست نہیں۔ دونوں میں سے کس کا خیال صحیح ہے؟

(۲) سالکان راہ طریقت کے کیا تمام الہامات صحیح اور حجت ہوتے ہیں؟

المستفتی نمبر ۲۵۵۵ ۲۰ ذی قعدہ ۱۳۵۸ھ م یکم جنوری ۱۹۴۰ء

(جواب ۱۰۱) (۱) زید کا قول بے شک نامناسب اور حدیث لا تزكوا على الله احدا (او كما قال) (۱) کے خلاف ہے۔ عمرو کا قول صحیح ہے۔ کسی بزرگ متبع شریعت شیدائے سنت کی بزرگی کا اعتراف تو ناجائز نہیں، مگر حد سے بڑھ جانا اور آخرت کی نجات کا شخصی طور پر یقینی حکم لگا دینا درست نہیں آنحضرت ﷺ نے ایسے ہی موقع پر وما يدريك ان الله اكرمه (۲) فرمایا تھا۔

(۲) اولیاء کے الہام قطعی نہیں، ان میں غلطی کا احتمال ہوتا ہے اور دوسروں کے حق میں ولی کا کوئی الہام حجت نہیں۔ خود ملہم اگر یقین رکھتا ہو کہ اس کا فلاں الہام قطعی من اللہ ہے تو وہ خود اس کے موافق عمل کر سکتا ہے مگر اس کے سوا کسی پر لازم نہیں۔ کسی ولی کے کسی خاص الہام پر کسی مسلمان کو ایمان لانا ضروری نہیں ہے۔ (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

کیا رسول مقبول ﷺ کا سایہ نہ تھا؟

(السوال) رسول مقبول ﷺ کا سایہ تھا یا نہیں؟ اور بعض جگہ جو آتا ہے کہ سایہ تھا تو اس کا کیا جواب ہے؟

المستفتی غلام احمد عصیر ساکن میانوالی متعلم دار العلوم دیوبند مورخہ ۳۰ جولائی ۱۹۳۷ء

۱۔ بخاری شریف: ۲/ ۸۹۵ قدیمی کتب خانہ
۲۔ بخاری شریف ۱/ ۱۶۶ قدیمی کتب خانہ
۳۔ الهام الاولياء حجة في حق انفسهم اذا وافق الشريعة ولم يتعد الى غيرهم الا اذا احدث بقولهم بطريق الادب (نور الانوار ۲۱۵ ط ایچ ایم سعید)

(جواب ۱۰۲) کتب سیرۃ میں یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ حضور ﷺ کا سایہ نہ تھا۔ اور بہت سے علماء نے اس کو اپنی تصنیفات میں نقل کردیا ہے۔ اور اس کی دلیل میں حضرت ذکوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب نوادر الاصول سے اور دوسری روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الوفاء سے نقل کی جاتی ہے۔ ذکوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی روایت کو علامہ ملا علی قاری نے شرح شفاء میں مجروح وضعیف بتایا ہے۔(۱) اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کی سند معلوم نہیں۔ نہ کتاب الوفاء موجود ہے کہ اس میں سند دیکھی جائے۔ مگر خفاجی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح شفاء میں اس کو ان الفاظ سے نقل کیا ہے۔ وهذا رواه صاحب الوفاء عن ابن عباس رضی الله تعالی عنهما قال لم يكن لرسول الله صلی الله عليه وسلم ظل ولم يقم مع شمس الا غلب ضوئه ضوئها ولا مع سراج الا غلب ضوئه ضوء ها(۲) یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ "آنحضرت ﷺ کا ظل نہ تھا اور جب حضور ﷺ دھوپ میں کھڑے ہوتے تو آپ ﷺ کی روشنی سورج کی روشنی پر غالب ہوتی۔ اور جب چراغ کے سامنے ہوتے تو حضور ﷺ کی روشنی چراغ کی روشنی پر غالب ہوتی۔"

یہ روایت اس مسئلے پر بطور دلیل کے بیان کی گئی ہے۔ مگر صحت سند سے قطع نظر کر لینے کے بعد بھی اس روایت کے بطور دلیل وحجت کام میں لانے پر شبہات وارد ہوتے ہیں۔ مثلاً کہا جا سکتا ہے کہ ظل کے معنی سایہ کے حدیث میں مراد نہیں بلکہ ظل سے مراد نظیر ہے۔ یعنی لم يكن له صلی الله عليه وسلم نظير فی كمالاته اس جملے کی تفسیر ہے جو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔ اور سورج کی یا چراغ کی روشنی پر حضور ﷺ کی روشنی کا غالب ہونا روحانی اور وجدانی غلبہ ہے۔ اور اگر حسی غلبہ مراد ہو تو کلام مبالغہ پر محمول ہے۔ جیسے مهند من سيوف الله مسلول۔ میں حضور ﷺ کا سیف ہونا روحانی یا معنوی طور پر مراد ہے نہ حسی طور پر اور حسی طور پر مراد ہو تو کلام مبالغہ پر محمول ہے۔ (ناتمام)

جو شخص رسول اللہ ﷺ کو زبان سے بندہ کہے اور دل سے نہ کہے اس کا کیا حکم.

(از اخبار الجمعیۃ مورخہ ۲/ اکتوبر ۱۹۲۶ء)

(السوال) جو شخص رسول اللہ ﷺ کو زبان سے بندہ کہے اور دل سے نہ کہے وہ کیسا ہے؟

(جواب ۱۰۳) رسول اللہ ﷺ خدا کے بندے اور رسول ﷺ تھے۔ حضور ﷺ کو زبان سے بندہ کہنا اور دل سے بھی خدا کا بندہ سمجھنا ضروری ہے۔ جو شخص حضور ﷺ کو بندہ نہیں سمجھتا تو آخر کیا سمجھتا ہے۔ اور جب زبان سے بندہ کہتا ہے تو دل سے نہ سمجھنے کے کیا معنی ہیں، کیا وہ کلمہ شہادت کے اس جملے کو دل سے نہیں مانتا۔ واشهد ان محمداً عبده ورسوله۔ یعنی گواہی دیتا ہوں میں کہ محمد ﷺ خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ کیا وہ حضور ﷺ کو عبد کی جگہ معبود قرار دیتا ہے؟ اگر ایسا ہی ہے تو اس کے ایمان کی خیر نہیں۔(۲) حضور نبی کریم ﷺ بشر بھی

۱۔ وما ذكره الحكيم الترمذی فی نوادر الاصول عن عبدالرحمن بن قيس هو مطعون عن عبدالملك بن عبدالله بن الوليد وهو مجهول عن ذكوان. (شرح شفاء ۱: / ۷۵۳ خفاجی سراجیہ)

۲۔ من يشرك بالله ای يعبد معه غيره (تفسیر ابن کثیر : ۲ : ۸۱ سہیل اکیڈمی لاہور)

تھے اور خدا کے بندے اور مخلوق بھی۔ قرآن پاک میں آپ کو بندہ اور بشر کہا گیا ہے۔ تمام صحابہ کرام، ائمہ عظام اور علماء مجتہدین کا یہی مذہب ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

حضور اکرم ﷺ کا اسم مبارک سن کر انگوٹھے چومنا اور آنکھوں سے لگانا ثابت نہیں .

(از اخبار الجمعیۃ مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۲۷ء)

(السوال) آنحضرت ﷺ کا نام مبارک سن کر دونوں انگوٹھوں کے ناخن چومنا کیسا ہے؟

(جواب ۱۰۴) حضور انور ﷺ کا اسم مبارک سن کر انگوٹھوں کو چومنا اور آنکھوں سے لگانا کسی صحیح اور معتبر دلیل سے ثابت نہیں۔(۲) محمد کفایت اللہ غفرلہ، دہلی۔

سرکار دو عالم ﷺ کے موئے مبارک اور اولیائے کرام کے خرقہ کی زیارت کرنا درست ہے یا نہیں۔؟

(از اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۱۳ نومبر ۱۹۳۴ء)

(السوال) سرکار دو عالم ﷺ کے موئے مبارک اور اولیائے کرام کے خرقہ مبارک کی زیارت کرنا درست ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۰۵) موئے مبارک اگر اصل ہوں تو ان کی زیارت موجب برکت ہے۔ اسی طرح خرقہ کا حکم ہے مگر غلو کرنا جائز نہیں ہے۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

کیا محفل میلاد میں آپ ﷺ خود تشریف لاتے ہیں؟
معراج میں شیخ عبدالقادر جیلانی کا آپ ﷺ کو کندھا دینا بے اصل ہے .

(از اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۱۳ نومبر ۱۹۳۴ء)

(السوال) (۱) زید کہتا ہے کہ مولود شریف میں آقائے نامدار محمد مصطفیٰ ﷺ خود حاضر ہوتے ہیں عمرو کہتا ہے کہ حاضر نہیں ہوتے ہیں بلکہ ہمارا درود بذریعہ ملائکہ آپ ﷺ تک پہنچتا ہے۔ زید نے عمرو کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دیا ہے۔

(۲) زید کہتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ سدرۃ المنتہی سے درگاہ باری تک حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے کندھے پر اپنا قدم مبارک رکھ کر پہنچے ہیں۔

۱۔ قل انما انا بشر مثلکم "(الکہف: ۱۱۰)
شہادۃ ان لا الہ الا اللہ و ان محمداً عبدہ ورسولہ (مسلم ۱/ ۳۲)

۲۔ ثم یقول: اللہم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابہامین علی العینین ولم یصح فی المرفوع من کل ہذا شیٔ. (رد المحتار ۱/ ۳۹۸ سعید)

۳۔ لا تغلوا فی دینکم (النساء: ۱۷۱)

(جواب ۱۰۶) عمرو کا قول صحیح ہے۔ زید کا قول بے دلیل اور شرعی اصول کے لحاظ سے غلط ہے عمرو صحیح العقیدہ ہے اس کے پیچھے نماز جائز ہے بلکہ اولیٰ ہے۔(۲)

(۳) یہ بات بھی بے دلیل اور شرعی اصول کے خلاف ہے۔ **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔**

رسول مقبول ﷺ کے فضلات اور لہو مبارک کا حکم.

(السوال) زید کہتا ہے کہ رسول مقبول ﷺ کے بول و براز اور لہو کو لوگ استعمال نہیں کرتے تھے اور جو کسی نے استعمال کر لیا ہو تو ہو سکتا ہے کہ اس نے نفع پہنچایا ہو لیکن اس کے پاک اور حلال ہونے کا کوئی حکم نہیں ہے۔

(جواب ۱۰۷) آنحضرت ﷺ کے فضلات طیبہ کی طہارت کے بہت سے علمائے شافعیہ وحنفیہ قائل ہیں۔ مگر یہ مسئلہ قیاس کی حدود سے باہر ہے اور اس میں کلام کرنا مفید نہیں۔ جو لوگ کہ طہارت فضلات کے قائل نہیں وہ عمومات شرعیہ سے استدلال کرتے ہیں اور جو قائل ہیں وہ تخصیص کا طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ ولكل وجهة هو موليها فاستبقوا الخيرات. (۳) **محمد کفایت اللہ**

۱۔ ان للہ ملائکة سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام (نسائی ۱/ ۱۸۹ قدیمی کتب خانہ)

۲۔ نیز آپ ﷺ حاضر ناظر نہیں۔ مرتب۔

۲۔ والاعلم احق بالامامة في عبد لسان بالفقه و حكم الشريعة (البحر الرائق ۱/ ۳۶۲ بيروت)

۳۔ فقد قال قوم من اهل العلم بطهارة هذين الحدثين منه صلى الله عليه وسلم وهو قول بعض اصحاب الشافعي منهم القفال به على الحاسة (شرح شفا ۱/ ۱۶۰ مصر)

تیسرا باب

ملائکہ علیہم السلام

شب برات میں روزی کن ذرائع سے پہنچائی جاتی ہے؟

اس فرشتے کا کیا نام ہے جو سال بھر کی روزی تقسیم کرتا ہے؟

(السوال) اللہ تعالیٰ نے جو روزی سب بندوں کی لوح محفوظ پر مقرر کی ہے اور شب برات پندرہ تاریخ والی برس کی روزی لوح محفوظ سے بندوں کو تقسیم کی جاتی ہے تو یہ روزی بذریعہ فرشتوں کے تقسیم کی جاتی ہے یا بذریعہ نبی یا رسول کے پہنچائی جاتی ہے۔ اگر فرشتوں کے ذریعے سے تقسیم ہوتی ہے۔ تو اس فرشتے کا کیا نام ہے جو روزی تقسیم کرتا ہے سال بھر کی۔ المستفتی نمبر ۹۰۳ حافظ محمد علی احمد آباد۔ ۱۲ صفر ۱۳۵۵ھ

(جواب ۱۰۸) ایک روایت کے بموجب ۱۵ شعبان کو سال بھر کے انتظامات فرشتوں کو بتا دیئے جاتے ہیں جن میں ہر بندے کی روزی کی مقدار اس کی بہم رسانی کی کیفیت بھی ہوتی ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ سال بھر کی روزی ہر بندے کو اس ایک رات میں دے دی جاتی ہے۔ روزی بہم پہنچانے کے محکمہ کے افسر حضرت میکائیل علیہ السلام ہیں۔ پھر ان کے ماتحت اتنے فرشتے کام کرتے ہیں کہ جن کی تعداد اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ یہ فرشتے حضرت میکائیل علیہ السلام کی ہدایتوں کے بموجب اللہ کی بے شمار مخلوق اور بندوں کی روزی رسانی کا انتظام کرتے ہیں۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

کیا ملائکہ اور عقول مجردہ ایک چیز ہے؟

(السوال) ملائکہ جو بقول اہل اسلام اجسام نوریہ ہیں۔ اور عقول جو بقول فلاسفہ مجردات غیر اجسام ہیں کیا ان دونوں کے مصداق ایک ہے، تو اہل اسلام دونوں کو کیوں نہیں مانتے؟ یا جدا جدا ہے تو بعض نے کس تعبیر ''وظن اشارات فی الملائکۃ وھی عقول مجردۃ'' سے یوں لکھ دیا ہے؟

(جواب ۱۰۹) ملائکہ اجسام نوریہ ہیں، (۲) (در حقیقت ناریہ ہیں مگر ان کا مادہ نار مصفاۃ مثل نور کے ہے۔ اس لئے ان کو اجسام نوریہ سے تعبیر کر دیا گیا ہے) اور فلاسفہ جن عقول مجردہ کے قائل ہیں ان سے جداگانہ مخلوقات کے دائرہ میں ہیں۔ علامہ کے بیان میں جہاں یہ عبارت ہے وھی العقول المجردۃ یہ مسامحت ہے اور اس کا منشاء یہ ہے کہ اہل اسلام جو قوتیں اور افعال کہ ملائکہ کے لئے ثابت کرتے ہیں فلاسفہ اسی طرح کے قوی اور افعال عقول مجردہ کے لئے مانتے ہیں اور عقول مجردہ کے علاوہ کسی ایسی مادی مخلوق کے قائل نہیں جن کو ملائکہ کہا جاتا ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ فلاسفہ کی مانی ہوئی عقول مجردہ اور اسلام کے مانے ہوئے ملائکہ در حقیقت ایک شئے ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

۱۔ فدفع نسخۃ الارزاق الی میکائیل، ویعطی کل عمل برکۃ لسان (تفسیر القرطبی ۱۲۰/۱۶ دار الکتب العلمیہ بیروت)

۲۔ خلقت الملائکۃ من نور (مسلم ۴۱۳/۲ قدیمی)

چوتھا باب
معجزات وکرامات

(۱) نبی کریم ﷺ کا مردوں کو زندہ کرنا ثابت نہیں .
(۲) کیا آپ ﷺ کا سایہ زمین پر پڑتا تھا؟
(۳) چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا آنحضرت ﷺ کا معجزہ ہے؟

(سوال) (۱) آنحضرت ﷺ نے کبھی مردوں کو زندہ کیا ہے یا نہیں؟

(۲) رسول مقبول روحی فداہ کا سایہ زمین پر پڑتا تھا یا نہیں؟

(۳) چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا آنحضرت ﷺ کا معجزہ ہے؟

(۴) رسول خدا ﷺ نے چاند کو شق کیا ہے یا نہیں؟

(۵) رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مردہ زندہ کرنے کو خداوند تعالیٰ نے کلام مجید میں منع فرمایا ہے، اگر منع فرمایا ہے تو کیوں؟ اور جب کہ آپ ﷺ سے پہلے نبیوں نے مردہ زندہ کیا تو آپ ﷺ کو کیوں منع کیا گیا۔

(جواب ۱۱۰) کسی صحیح روایت سے اس کا ثبوت نہیں ملتا کہ آپ ﷺ نے مردے کو زندہ کیا ہو۔ اس کے متعلق [illegible] ہے کہ آپ ﷺ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا۔[1] ہاں معجزہ شق قمر ثابت ہے اس میں کچھ تردد نہیں۔[2]

ولی کی کرامت کے منکر کا حکم .

(سوال) جو شخص خدا اور رسول ﷺ پر ایمان رکھتا ہے اور تمام صحابہ کرامؓ و اولیاء عظام کا معتقد ہے مگر صرف ولی کی کرامت کا منکر ہے۔ کیا یہ شخص کافر ہوتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۲۲۰ [illegible] ۱۶ رمضان ۱۳۵۵ھ م ۲ دسمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۱۱) ولی کی کرامت کا انکار کئی جہت سے ہے۔ اگر کسی خاص ولی کی طرف کوئی خاص کرامت منسوب ہو اور ثبوت پختہ نہ ہو اس کا وہ انکار کرے اور انکار کی جہت یہ ہو کہ اس کرامت کا ثبوت منکر کے نزدیک قابل اطمینان نہ ہو تو اس صورت میں اگر فی الحقیقت وہ کرامت ثابت اور متحقق نہ ہو تو منکر حق پر ہے، لیکن اگر کرامت کا تحقق بھی ہو جب بھی منکر کا انکار عدم علم پر مبنی ہے زیادہ سے زیادہ اس کو خاطی کہہ سکتے ہیں۔ اور اگر ولی کی کرامت کا انکار اس بنا پر کرتا ہے کہ اولیاء اللہ سے کوئی امر خارق للعادۃ ظاہر ہی نہیں ہو سکتا تو یہ شخص اہل سنت و جماعت کے مذہب کے خلاف ہے کیونکہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک کرامات اولیاء اللہ کا ثابت

---

[1] اس ضمن میں ایک روایت ہے ملا علی قاری نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔
اخرج الحکیم الترمذی عن ذکوان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن لہ ظل فی شمس ولا فی قمر (الخصائص الکبری، ۱ / ۶۸ دارالکتب العلمیہ)

[2] عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال انشق القمر علی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم شقتین فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم : اشہدوا (بخاری شریف : ۱ / ۵۱۳ قدیمی)

درست تو حق ہے مگر اس بات پر تکفیر نہیں کی جاسکتی۔(۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

آنحضرت ﷺ کے قدم مبارک کا نقش بطور معجزہ پتھر پر نقش ہو جانا کسی روایت سے ثابت نہیں.

(سوال) آیا رسول اللہ ﷺ کا معجزہ تھا کہ پائے مبارک حضرت خاتم النبوت ﷺ کے نیچے پتھر کا موم ہو کر قدم پاک کا نقشہ پتھر پر آجاتا تھا صحاح ستہ یا دوسری حدیث کی کتابوں یا دیگر معتبر یا غیر معتبر کتابوں سے ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۴۰۴ شہاب الدین (مالدہ) ۷ صفر ۱۳۵۶ھ م ۱۸ اپریل ۱۹۳۷ء

(جواب)(از نائب مفتی دارالعلوم دیوبند) آج کل جو نقش لوگ یہ نشان لئے پھرتے ہیں اور اس کو نقش اور نشان قدم مبارک آنحضرت ﷺ کا بتاتے ہیں۔ یہ قول ان کا صحیح نہیں ہے۔ یہ نشان مصنوعی اور بناوٹی ہے۔

فقط واللہ اعلم۔ مسعود احمد نائب مفتی دارالعلوم دیوبند ۲۹ شعبان ۱۳۵۵ھ

(جواب)(از حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ) جناب رسول اللہ ﷺ کے معجزات بہت زیادہ اور نہایت عظیم ہیں۔ ان کے سامنے پتھر کا مثل موم کے ہو جانا اور نقش قدم اس پر پڑ جانا کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ یہ تو ادنیٰ بات ہے۔ مگر اس وقت تک میری نظر سے کسی حدیث یا سیر کی کتابوں میں سے کسی کتاب میں یہ معجزہ نہیں گذرا۔ واللہ اعلم حسین احمد غفرلہ ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ (مہر دیوبند)

(جواب ۱۱۲)(حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ) اگرچہ پتھر پر نشان قدم مبارک آنحضرت ﷺ کا بطور معجزہ کے نقش ہو جانا مستبعد نہیں۔ مگر اس کے باور کرنے کے لئے سند اور روایت کی ضرورت ہے اور ایسی کوئی سند و روایت نظر میں نہیں آئی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

عرش کے اوپر ہمارا لقب حبیب الرحمن پکارا گیا کہنے والے کا حکم.

(سوال) تذکرہ حضرات سادات توکل شاہ قدس سرہ میں لکھا ہے کہ ایک روز ان کے عرش پر جانے حضور [illegible] کی طرف سے تمام اولیاء اللہ کو ایک لقب عنایت ہوتا ہے۔ آپ کا بھی تو کوئی لقب اللہ تعالیٰ سے عطا ہوا ہوگا۔ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی حضور میں تو ہمیں اپنا دلا میت کہتے ہیں اور عرش کے اوپر ہمارا لقب حبیب الرحمن پکارا گیا ہے۔ جیسا کہ مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو عبدالرحمن پکارا گیا ہے، مرزا جان جاناں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حبیب الرحمن پکارا گیا، شاہ عرفان، شمس و مٹن۔ خواجہ قادر بخش رحمۃ اللہ علیہ و ، زید کہتا ہے حضور ﷺ کے لقب میں التباس آتا ہے۔ المستفتی نمبر ۲۵۵۹ نور احمد بزاز چوڑی دہلی۔ ۳ ذی الحجہ ۱۳۵۸ھ م ۱۴ جنوری ۱۹۴۰ء

---

(۱) کرامات الاولیاء حق (شرح العقائد ص ۲۲۰ طبع ایچ ایم سعید کراچی)
والصواب ان لا یسرع الی تکفیر اهل البدع لانهم بمنزلة الجاهل المجتهد المخطی (مرقاة المفاتیح ۱ : ۱۷۷ مکتبه امدادیه ملتان

(جواب ۱۱۳) یہ بزرگوں کی باتیں ہیں ان کے کشف ہیں جو شرعی طور پر دلیل نہیں ہیں اور اگر یہ بات صحیح بھی ہو تو التباس کا شبہ نہیں ہو سکتا کیونکہ آنحضرت ﷺ کا لقب مبارک حبیب اللہ ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

غوث الاعظم کی طرف منسوب بعض کرامات کی صحت کے بارے میں ایک استفتاء۔

(سوال) کتب مناقب غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ میں بعض کرامات ایسی ہیں کہ جن سے صفت ربانیہ کا تعلق مثلاً مارنا، جلانا وغیرہ بڑے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر بھی لازم آتا ہے، کیا ان صفات مذکورہ میں سے خدا کی مخلوق کا کوئی فرد آدم تا ایندم شریک ہو سکتا ہے، یا ان صفات کا تعلق جزوی یا کلی یا عطائی یا کسی صورت میں مخلوق خدا پر ہو سکتا ہے؟

مثلاً (۱) بارہ برس کے غرق شدہ جہاز کا مع مال و اسباب و آدمیوں کے صحیح سالم برآمد ہونا۔ (۲) یا حضرت عزرائیل علیہ السلام سے روحوں کے تھیلے کا چھین لیا جانا۔ (۳) مرغا تناول فرمانے کے بعد زندہ کر دینا، جلا دینا۔ (۴) کرامت غوث اعظم تبدیل شدن صورت، کذا فی بستان سنی ص ۲۲۹ مطبع کریمی بمبئی (۵) یا آپ کا خاص، آفتاب سماوی پر سوار ہونا کذا فی ایضاً ص ۲۳۲ (۶) و کرامت ایشاں کہ پسر ضعیفہ غرق شدہ بود باز زندہ شد ص ۲۳۳۔ (۷) کرامت زندہ شدن شوہر زن بیوہ ص ۲۴۰ (۸) کرامت کہ یازدہ دختران شیخے مردانہ گشتند ص ۲۴۲ (۹) و کئی ایک گائے فربہ کو یک ہی وقت تناول فرمانا۔ کذا فی گلدستہ کرامات لغلام سرور۔ (۱۰) اسی میں ہے کہ ایک طبیب نصرانی آپ کا قارورہ دیکھ کر ایمان لایا اور کہا کہ ماھذا المرض الا مرض عشق الالٰهی کیا یہ ممکن ہے کہ کفار مکہ و عرب شب و روز متواتر جمال نبوی ﷺ کو دیکھیں اور ایمان نہ لاویں اور طبیب نصرانی مذکور کو بہ طفیل پیشاب ایمان نصیب ہو (معاذ اللہ)

کتاب شیر الوجد فی احسار السحد میں عبدالوہاب نجدی کو حنبلی المذہب لکھا ہے، آپ کی یہ تحقیق ہے؟ سنتا ہوں کہ بڑے پیر صاحب بھی حنبلی تھے بعدہ کتاب "غنیۃ الطالبین" میں بڑے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر خوب اس طرح کرتے ہیں کہ قال امامنا رحمة الله عليه واماتنا على مذهبه اصلا و فرعا کیا مذہب حنبلی کے اصول و فروع کی میزان پر ان کی کرامت کی تصدیق ہوتی ہے۔ کیا وجہ ہے کہ عبدالوہاب نجدی اور بڑے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ متحد المذہب یعنی حنبلی ہوں پھر مقدم الذکر کافر مطلق اور متوخر الذکر مومن مطلق۔

المستفتی نمبر ۲۲۷۲ مولوی سلطان محمد علی گڈھی۔ (بارسور) ۸ جمادی الثانی ۱۳۶۱ھ م ۲۳ جون ۱۹۴۲ء

(جواب ۱۱۴) یہ تمام کرامتیں جو غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق آپ نے نقل فرمائی ہیں بے اصل اور بے سند اور ناقابل اعتماد ہیں، لوگوں نے ان کے مناقب و فضائل بیان کرنے میں سند اور صحت کا لحاظ نہیں رکھا اور حد سے زیادہ غلو کیا ہے۔ ماہرین شریعت پر یہ مخفی نہیں کہ اس قسم کی کرامتیں بیان کرنے کا مقصد شرعیہ

۔ و الہام الاولیاء حجة فی حق انفسهم ان وافق الشريعة ولم يتعدى الى غيرهم الا اذا احد احدا بقولهم بطريق الادب۔ ([illegible] ۲۱۵، سعید)

ہوا ہے کہ عوام بڑے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں خدائی قوتوں کے قائل ہوگئے اور ان کو پیغمبروں اور خصوصاً آنحضرت ﷺ سے افضل و اعلیٰ ماننے لگے اور خدائی منصب پر ان کو پہنچا دیا اور اس کی وجہ سے ان کا دین برباد ہوگیا۔ والی اللہ المشتکی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

(۱) ضعیف روایات سے ثابت شدہ بعض معجزات کا حکم۔
(۲) دائی حلیمہ کا آنحضرت ﷺ کو دودھ پلانا ثابت ہے۔
(۳) "گیارہ مجالس" نامی کتاب کا پڑھنا کیسا ہے؟

(سوال) مندرجہ ذیل معجزوں کو ہمارے پیش امام بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ سب جھوٹ ہے۔ حضور ﷺ کی شان میں توہین کرتے ہیں۔ جس سے مسلمانوں پر بڑا رنج و ملال ہو رہا ہے۔

معجزہ ۱۔ حضور ﷺ کا جھاڑا پیشاب زمین نگل جاتی تھی۔

معجزہ ۲۔ غار حرا میں آپ ﷺ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زانو پر آرام فرما رہے تھے اس میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز عصر قضا ہوگئی۔ آپ ﷺ نے اشارہ کیا، ڈوبا ہوا سورج پھر نکل آیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز عصر ادا کرلی۔

معجزہ ۳۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت اور ان کے لڑکوں کا مذبوح ہونا اور آپ ﷺ کا خدا سے دعاء کرکے زندہ کرنا۔

معجزہ ۴۔ حضور ﷺ کی پیدائش کے وقت کسریٰ کے محل کے کنگوروں کا گرنا۔

معجزہ ۵۔ آپ ﷺ نورانی تھے اور آپ ﷺ کے نور کی روشنی سے سورج پشیمان رہا کرتا تھا۔

معجزہ ۶۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سوئی رات کے وقت مکان میں گر گئی۔ حضور ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ کے بدن مبارک کی روشنی سے سوئی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ڈھونڈ لی۔ ان معجزوں کو امام صاحب جھوٹ بتلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دائی حلیمہ نے حضرت ﷺ کو دودھ پلایا تھا، یہ بھی غلط ہے۔

گیارہ مجالس جو کتاب حضرت پیران پیر سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامتوں کے بیان میں لکھی ہوئی ہے، اس کو پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

جواب ۱۱۵) جو امور سوال میں مذکور ہیں ان میں سے دائی حلیمہ کا حضور ﷺ کو دودھ پلانا تو ثابت ہے باقی معجزوں کا پختہ ثبوت موجود نہیں ہے۔ یہ قصے کتابوں میں ان معجزات کا ذکر ہے مگر ان کی سندیں صحت کے درجے تک نہیں پہنچیں۔ گیارہ مجالس جو کتاب ہے وہ بھی بہت سی غیر مستند باتوں پر مشتمل ہے۔ اس کے تمام بیانات قابل یقین نہیں ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

وفی عمدۃ السیر ثم حضنته حلیمة السعدیة بنت ابی ذؤیب (حدائق الانوار ۱ / ۱۳۵ ط [illegible])

(جواب دیگر ۱۱۶) یہ کہنا تو نہیں چاہئے کہ یہ معجزات جھوٹے ہیں،(۱) مگر یہ کہنا صحیح ہے کہ یہ معجزے جن روایتوں سے ثابت ہوتے ہیں وہ روایتیں ضعیف ہیں۔ اگر کوئی ان معجزات پر یقین نہ کرے اور یہ کہے کہ ان کی روایتیں ضعیف ہیں تو اس پر کوئی الزام نہیں، اور جو ان معجزات کو مانے وہ بھی الزام دینے کے قابل نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

کیا نبی ہر وقت معجزہ دکھانے پر قادر ہوتا ہے؟

(از اخبار جمعیۃ سہ روزہ دہلی مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۲۷ء)

(سوال) محمد علی میں نے جناب کی کتاب "تعلیم الاسلام" کا تیسرا حصہ دیکھا، اس میں معجزہ اور کرامت کی تعریف مختصر لکھی گئی ہے اور چند معجزوں میں حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے معجزے بیان فرما کر رسول اکرم ﷺ کے معجزے بیان کئے ہیں۔ (۱) "کلام اللہ کہ جس کی مثل کوئی نہیں بنا سکتا" یہ معجزے پر ہر وقت قادر ہوتا اور جب چاہتا اس کو دکھانا بھی لازمی ہے یا نہیں؟ جیسا کہ حضرت عیسیٰ ہر وقت ہر روز اپنے معجزے سے کام لیتے تھے۔ کیا رسول پاک ﷺ بھی آیات قرآنی ہر وقت نازل کرنے پر قادر تھے" (۲) معراج معجزہ ہے فرمایئے یہ معجزہ کس کو دکھایا؟ کیا یہ بھی رسول مقبول ﷺ کی قدرت میں تھا؟ (۳) شق قمر۔ (۴) بہت سی باتیں فرماتے تھے جو بعد میں ٹھیک ہو جاتی تھیں۔ کیا یہ معجزہ ہے؟ مجھ معذور کو ان سے تشفی ہونے میں شبہ ہے۔ بندہ حکیم احسان الحق زاہد۔

(جواب ۱۱۷) تعلیم الاسلام میں حضور انور ﷺ کے معجزات میں سب سے پہلے نمبر پر قرآن مجید کو ذکر کیا ہے۔ اس کے متعلق جناب کے استفسار کا خلاصہ جو میں سمجھا ہوں وہ یہ ہے کہ "کیا معجزہ دکھانے والے کا ہر وقت معجزے پر قادر ہونا ضروری ہے یا نہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہو تو کیا حضور ﷺ ہر وقت آیات قرآنی نازل کر لینے پر قادر تھے۔"

آپ کا مطلب غالباً یہی ہوگا۔ پس شق دوم کی تردید کا جواب نفی میں ہے۔ یعنی حضور ﷺ ہر وقت تنزیل قرآن پر قادر نہ تھے لیکن اس سے قرآن پاک کو معجزے میں داخل کرنے کی صورت یہ ہے کہ تردید اول میں نفی کی شق اختیار کی جائے۔ یعنی یہ جواب کہ معجزہ دکھانے والے کا ہر وقت معجزے پر قادر ہونا ضروری نہیں۔ اور اس میں آپ کو تامل ہے۔ آپ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ "جیسا کہ حضرت عیسیٰ ہر وقت ہر روز اپنے معجزے سے کام لیتے تھے۔" یعنی آپ کے خیال میں ضروری ہے کہ معجزہ دکھانے والا ہر وقت معجزہ دکھانے پر قادر ہو۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزوں کو آپ اس کی نظیر سمجھتے ہیں کہ وہ ہر وقت ہر روز اپنے معجزوں سے کام لیتے تھے۔

اس کے جواب میں عرض ہے کہ تعلیم الاسلام حصہ سوم میں معجزے کی جو تعریف کی ہے اگر آپ

---

(۱) [illegible]

اس پر غور فرما لیتے تو یہ شبہات پیدا ہی نہ ہوتے۔ ملاحظہ فرمائیے "تعلیم الاسلام" حصہ سوم میں معجزے کی تعریف یہ کی گئی ہے۔ "اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کے ہاتھ سے کبھی کبھی ایسی خلاف عادت باتیں ظاہر کر دیتا ہے جن کے کرنے سے دنیا کے اور لوگ عاجز ہوتے ہیں تاکہ لوگ ایسی باتوں کو دیکھ کر سمجھ لیں کہ یہ خدا کے بھیجے ہوئے ہیں۔" اس تعریف سے یہ باتیں صاف طور پر سمجھ میں آتی ہیں۔

(الف) معجزہ انہیں چیزوں کو کہا جاتا ہے جو عادت جاریہ کے خلاف اور انسانی طاقت سے باہر ہوں۔

(ب) جس نبی یا رسول کے ذریعے سے وہ ظاہر ہوتا ہے وہ نبی یا رسول بھی اپنی طاقت اور قدرت سے ظاہر نہیں کرتا بلکہ خدا تعالیٰ اس کے ذریعے سے ظاہر کراتا ہے۔

(ج) معجزہ کا ہر وقت اور ہر روز ظاہر ہونا ضروری نہیں۔ اگر کوئی خلاف عادت بات صرف ایک ہی مرتبہ ظاہر ہوئی ہو، جب بھی وہ معجزہ کہلائے گی جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے دریائے نیل کا خشک ہو جانا یا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آگ میں ڈالے جانے کے بعد محفوظ رہنا وغیرہ

جو لوگ یہ سمجھتے تھے کہ پیغمبروں کو معجزے دکھانے پر خود قادر ہونا چاہئے اور جو معجزہ جس وقت طلب کیا جائے دکھا دینا چاہئے۔ اور اس غلط خیال کی بناء پر عجیب و غریب معجزات طلب کرتے تھے، ان کے اس غلط خیال کی اصلاح کے لئے رب عزوجل شانہ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کی زبان مبارک سے یہ کلمات طیبات کہلوا دیئے :۔

قل سبحان ربی هل کنت الا بشرا رسولا.(۱)

(ترجمہ) اے محمد ! ان معجزہ طلب کرنے والوں سے کہہ دو کہ پاک ہے میرا پروردگار، میں تو صرف اس کا پیغام پہنچانے والا انسان ہوں۔

یعنی معجزات ظاہر کرنے کی قدرت اسی ذات پاک کو ہے۔ تمہارا یہ خیال غلط ہے کہ نبی اسی وقت نبی مانا جا سکتا ہو جب کہ وہ ہر طلب کئے ہوئے معجزے کو دکھانے پر قادر ہو۔ اور دکھا دے۔

قرآن کے معجزہ ہونے کی جہت یہ ہے کہ اس کی ایک چھوٹی سی سورۃ کے مثل بھی کوئی نہ بنا سکا حضور ﷺ نے ایک ایسا کلام پیش کیا جو اگر خود حضور ﷺ کا کلام ہوتا تو دوسرے انسان بھی بنا سکتے لیکن بڑے بڑے فصحاء و بلغاء کے عاجز رہنے سے ثابت ہوا کہ ایسا کلام بنانا انسانی طاقت سے باہر ہے اور قرآن پاک پر معجزے کی تعریف مذکور اس طرح بالکل صادق آئی کہ خدا تعالیٰ نے حضور ﷺ کے ذریعے سے ایک خارق عادت کلام مخلوق کے سامنے پیش کرایا جس کے مثل بنانے سے دوسرے بڑے بڑے فصیح و بلیغ انسان عاجز رہے۔ اور قرآن مجید کا یہ اعجاز ہر وقت ہر زمانے میں قائم اور علیٰ حالہ موجود ہے اور قیامت تک رہے گا۔ یعنی یہ ایسا زندہ معجزہ ہے کہ جس دن سے پیش کیا گیا ہے اس دن سے قیامت تک موجود اور قائم رہے گا۔(۲)

اگر بالفرض معجزے کے لئے یہ بھی ضروری ہوتا کہ معجزہ دکھانے والا ہر وقت اسے ظاہر کرتے تب

۱۔(الاسراء: ۹۳)

۲۔ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ، فان لم تفعلوا ولن تفعلوا، (البقرۃ: ۲۳۔۲۴)

بھی قرآن پاک کے متعلق کوئی شبہ نہیں ہو سکتا تھا، کیونکہ اس کی تو ہر چھوٹی سے چھوٹی سورۃ بھی ہر وقت معجزہ ہے اور جہت اعجاز اس میں موجود ہے اور تحدی برابر قائم ہے۔

آپ نے یہ کیا لکھا ہے کہ ”کیا حضور ﷺ ہر وقت آیات قرآنی کے نزول پر قادر تھے۔“ معجزے کو ہر وقت ظاہر کرنے کے ضروری ہونے کی صورت میں بھی یہ سوال وارد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ایک مرتبہ کا اترا ہوا کلام پاک وقت نزول سے قیامت تک معجزہ ہے۔ آپ اسی اترے ہوئے کلام پاک کو ہر وقت ہر روز تحدی کے ساتھ پیش فرما سکتے تھے۔ اس لحاظ سے گویا صاحب معجزہ ہر وقت معجزہ دکھا سکتے تھے۔

یہ ممکن ہے کہ بعض معجزات ایسے طور پر عنایت فرمائے جائیں کہ صاحب معجزہ ہر وقت انہیں ظاہر کر سکے اور ان سے کام لے سکے۔ لیکن تمام معجزوں کے لئے یہ ضروری نہیں۔ اور اگر ہر وقت ظاہر کرنے کا مان لیا جائے تاہم وہ معجزے خدا تعالیٰ کے ظاہر فرمانے سے ہی ہر وقت ظاہر ہوں گے۔ صاحب معجزہ یعنی معجزہ ظاہر کرنے والا پیغمبر مستقل طور پر براہ راست اس پر قادر نہیں۔

اور یہ کہاں سے آپ نے معلوم کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہر وقت ہر روز اپنے معجزے سے کام لیتے تھے۔ مجھے تو کوئی ایسی دلیل نہیں معلوم جس سے ہر وقت ہر روز ان کا اپنے معجزے سے کام لینا ثابت ہوتا ہو۔ براہ مہربانی اس کتاب کا حوالہ دیجئے جہاں آپ نے یہ مضمون دیکھا ہے۔

(۲) معراج کے متعلق آپ نے یہ شبہ ظاہر فرمایا ہے کہ یہ معجزہ کس کو دکھایا گیا؟ اور کیا یہ بھی رسول مقبول ﷺ کی قدرت میں تھا؟ اس شبہ کا ازالہ بھی اس طرح فرمالیجئے کہ معراج کا معجزہ ہونا اس بنا پر ہے کہ ایک انسان کا ایک رات میں تمام عالم ملکوت کی سیر کر آنا ایسی بات ہے جس سے تمام انسان عاجز ہیں۔ اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ معراج کا ہونا بھی ثابت ہے یا نہیں؟ تو وہ اس کا ثبوت طلب کر سکتا ہے۔ لیکن جو شخص معراج کے ہونے کو صحیح تسلیم کرتا ہے وہ اس کے معجزہ ہونے میں کسی طرح شبہ نہیں کر سکتا۔ رہا حضور ﷺ کی قدرت میں ہونا نہ ہونا اس کے متعلق مفصل بیان اوپر گذر چکا۔

معجزہ ۳۔ شق قمر (۴) بہت سی باتیں فرماتے تھے جو بعد میں ٹھیک ہو جاتی تھیں ”کیا یہ معجزہ ہے؟ مجھ ملعون کو ان کے صحیح ہونے میں شبہ ہے۔“

ان دونوں نمبروں میں آپ کو معلوم نہیں کیا شبہ ہے۔ کیا آپ معجزہ شق القمر کا واقع ہونا تسلیم نہیں کرتے؟ شبہ اس میں ہے کہ شق قمر ہوا یا نہیں؟ اگر یہ بات ہو تو میں اس کے متعلق آپ کو قرآن پاک کی آیت اقتربت الساعة وانشق القمر(۱) اور اس کی تفسیر کی اور کتب احادیث وسیر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ اگر جناب چاہیں گے تو میں شق القمر کا کافی ثبوت پیش کر دوں گا۔ اور اگر آپ شق القمر کو مسلم کرتے ہیں مگر اس کو معجزہ سے تعبیر کرنے میں تامل ہے تو یہ شبہ معجزہ کی تعریف اور ہماری بیان کی ہوئی تفصیل پر غور کرنے سے دور ہو جائے گا۔ حضور ﷺ کی انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے ہو جانا اور پھر آپس میں مل جانا ایسی بات ہے کہ تمام دنیا کے لوگ ایسا کرنے سے عاجز ہیں۔ یہ معجزہ نہیں تو اور کیا ہے؟

---

(۱) القمر ۱

اسی طرح حضور ﷺ کا بہت سی آئندہ ہونے والی باتوں کا ان کے وقوع سے پہلے خبر دینا اور پھر ان باتوں کا اسی کے مطابق ظاہر ہونا بھی کھلا ہوا معجزہ ہے۔(۱) اگر آپ کو اس کے وجود میں شبہ ہو تو میں ان باتوں کی تفصیل بیان کر سکتا ہوں جن کے واقع ہونے سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی خبر دی تھی۔ اور ان کے وقوع کا علم کسی تجربہ و تخمین اور آثار و اسباب سے حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ بلکہ عقل سلیم یقین کر لیتی ہے کہ ان کے مخبر نے مافوق العادۃ طریقے سے ان کی خبر دی اور وہ صحیح نکلی۔

لیکن اگر آپ ایسی باتوں کے وقوع کو تسلیم کرتے ہیں مگر ان کو معجزہ ہونے میں تامل ہے تو بیان سابق سے یہ شبہ دور ہو جائے گا۔ مہربانی فرما کر آپ اپنے شبہات کی نوعیت کو ذرا واضح کر کے بیان فرما دیں تو اس کے ازالہ کی مزید کوشش کی جائے گی۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ مدرسہ امینیہ دہلی

---

۱ غزوہ خندق کے موقع پر روم وفارس کی فتح کی خوشخبری دی وہ پوری ہوئی
ضربت ضربتی الاولی فبرق الذی رأیتم اضاءت لی منها قصور الحیرة ان امتی ظاهرة علیها، (تاریخ طبری ۲ ۲۳۶ مؤسسة الاعلمی بیروت)

پانچواں باب

قرآن مجید اور دیگر کتب سماویہ

مسجد اقصیٰ آنحضرت ﷺ اور قرآن شریف میں کون افضل ہے؟

(سوال) مسجد بیت المقدس، آنحضرت ﷺ اور قرآن شریف ان تینوں چیزوں میں سے ازروئے عقائد کون افضل وبزرگ ہے اور ترجیح کس کو دینا چاہئے؟

(جواب ۱۱۸) قرآن سے مراد اگر کلام الٰہی ہے جو خداوند تعالیٰ کی صفت ہے تو اس کا افضل ہونا ظاہر ہے اور اگر مراد یہ کاغذ پر لکھا ہوا یا چھپا ہوا قرآن مجید ہے تو اس قرآن مجید اور مسجد بیت المقدس (وکعبہ معظمہ و مسجد حرام و) مسجد نبوی سے آنحضرت ﷺ افضل ہیں۔ یہاں تک کہ قبر مقدس واطہر کا وہ حصہ جو حضور انور ﷺ کے جسم اطہر سے ملا ہوا ہے وہ بوجہ آپ کے تعلق کے ان تمام اشیاء سے افضل ہے تو پھر آپ کی ذات مقدس کا افضل ہونا ظاہر ہے۔ ومكة افضل منها (اى المدينة) على الراجح الا ما ضم اعضاءه عليه الصلوة و السلام فانه افضل مطلقا حتى من الكعبة و العرش و الكرسى (درمختار ص ۲۷۸ ج ۲) وفى رد المحتار قال فى اللباب و الخلاف فيما عدا موضع القبر المقدس فما ضم اعضاءه الشريفة فهو افضل بقاع الارض بالاجماع قال شارحه وكذا اى الخلاف فى غير البيت فان الكعبة افضل من المدينة ما عدا الضريح الا قدس وكذا الضريح افضل من المسجد الحرام وقد نقل القاضى عياض وغيره الاجماع على تفضيله حتى على الكعبة والخلاف فيما عداه الخ انتهى (ص ۲۷۶ ج ۲)۔(۱)

موجودہ دور میں پہلی آسمانی کتابوں پر عمل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

پہلی کتابوں کی منسوخ نہ ماننے والا غلطی پر ہے۔

(سوال) (۱) کیا اس وقت اہل کتاب والوں میں سے کوئی شخص زبور، توریت، انجیل پر عمل کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر عمل کر سکتا ہے تو اس کی دلیل کیا ہے۔

(۲) مندرجہ بالا کتابیں منسوخ ہیں یا نہیں؟ اگر کوئی مسلمان منسوخ نہ مانتا ہو تو وہ حق پر ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۵ مولوی عبد الرحیم کانپور ۲۳ جمادی الاخری ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۱۱۹) توریت، زبور، انجیل پوری پوری منسوخ نہیں ہوئیں ان میں کے بعض احکام منسوخ ہوئے ہیں لیکن چونکہ موجودہ توریت و زبور و انجیل تحریف شدہ ہیں اس لئے ان پر عمل نہیں ہو سکتا۔ حدیث میں ہے لا تصدقوا اهل الكتاب ولا تكذبوهم .(۲)

---

(۱) (ردالمحتار : ۲ / ۶۲۶ سعید)

(۲) بخاری شریف ۲ / ۱۰۹۴ قدیمی کتب خانہ

(۲) جو مسلمان یہ کہتا ہو کہ توراۃ و انجیل کا کوئی حکم منسوخ نہیں ہوا اور جو موجودہ توراۃ و انجیل کو صحیح اور قابل عمل سمجھتا ہو وہ غلط راستے پر ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

قرآن مجید افضل ہے یا آپ ﷺ؟

(سوال) قرآن شریف افضل ہے یا حضور انور رسول خدا ﷺ؟ المستفتی نمبر ۱۵۸ سید پیر دین محمد شاہ صاحب سجادہ نشین درگاہ سید قلندر لعل شہباز رحمۃ اللہ علیہ سیون شریف ۲۵ شعبان ۱۳۵۲ھ م ۱۴ دسمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۱۲۰) اگر قرآن مجید سے مراد کلام اللہ ہو جو حضرت حق جل شانہ کی صفت ہے تو اس کے افضل ہونے میں شبہ نہیں اور اگر قرآن مجید سے مراد مصحف یعنی قرآن مجید مطبوعہ یا مکتوب ہو تو آنحضرت ﷺ کے افضل ہونے میں کوئی شک نہیں۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

(۱) قرآن مجید سے اونچے ہو کر بیٹھنا یا لیٹنا بے ادبی ہے۔
(۲) جس چارپائی کے نیچے قرآن شریف رکھا ہوا ہو اس پر بیٹھنا سخت بے ادبی ہے۔
(۳) ادب کا کیا معنی؟
(۴) جس صورت کو عرف عام میں بے ادبی قرار دیا جاتا ہو وہ بے ادبی ہوگی۔

(سوال) (۱) اگر ایک آدمی زمین پر بیٹھا ہوا قرآن پاک سامنے رکھ کر تلاوت کر رہا ہو اور دوسرا آدمی چارپائی پر سامنے بیٹھا ہو یا لیٹا ہو تو قرآن پاک کی بے ادبی ہے یا نہیں؟ اور وہ چارپائی پر بیٹھا یا لیٹا ہوا آدمی گنہگار ہے یا نہیں؟

(۲) ایک آدمی چارپائی پر لیٹا یا بیٹھا ہوا ہو اور قرآن پاک چارپائی کے نیچے رکھا ہو یہ بے ادبی ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث سے حوالہ عنایت فرمائیں۔

(۳) ادب کے کیا معنی ہوتے ہیں؟

(۴) ایک آدمی مولوی ہے اور امام مسجد بھی ہے ان کا قول ہے کہ نمبر ایک اور نمبر دو میں قرآن پاک کی کوئی بے ادبی نہیں ہے۔ یہ ادب صرف ہندوستان کا گھڑا ہوا ہے۔ قرآن پاک کا ادب صرف یہ ہے کہ اس میں جو احکام خداوندی ہیں ان پر عمل کیا جاوے۔ ہاں اگر کوئی عالم کسی آیت یا حدیث یا فقہ سے ثابت کردے کہ چارپائی پر آدمی بیٹھا ہو اور نیچے قرآن پاک ہو یہ بے ادبی ہے تو میں مان لوں گا۔ اور یہ بھی قول ہے کہ جو شخص

---

(۱) عن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین اتاہ عمر فقال : انا نسمع احادیث من یہود تعجبنا أفتری ان نکتب بعضها؟ فقال : أمتهوکون أنتم کما تهوکت الیهود ... لو کان موسی حیا ما وسعه الا اتباعی (مشکوة ص ۳۰ ایچ ایم سعید)

(۲) نکتب بعضها، فقال : أمتهوکون أنتم کما تهوکت الیهود ... لو کان موسی حیا ما وسعه الا اتباعی (مشکوة ص ۳۰ ط سعید)

اس صورت میں یہ مخلوق ہے، اور مخلوق میں آپ ﷺ سب سے افضل ہیں۔ وفی السراجیة نبینا صلی اللہ علیہ وسلم اکرم الخلق و افضلهم (البحر الرائق : ۸/ ۲۰۶ بیروت)

قرآن پاک سامنے رکھ کر پڑھ رہا ہو وہ خود قرآن پاک کا ادب کرنے کا اس وقت مکلف ہے کہ کوئی حرکت بے ادبی کی نہ کرے اور جو آدمی چارپائی پر بیٹھا یا لیٹا ہے یا بیٹھا ہو پڑھ رہا ہے وہ قرآن پاک کے ادب کا مکلف نہیں ہے۔ جس طرح قرآن پاک میں آتا ہے کہ بغیر وضو قرآن کو ہاتھ نہ لگاؤ، اسی طرح قرآن یا حدیث سے ثابت کرو کہ مذکورہ صورت بے ادبی میں داخل ہے ورنہ یہ غلط ہوا ادب میں نہیں مانتے۔ بینوا توجروا۔

المستفتی نمبر ۵۵۲ محمود حسن (سہارنپور) ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ م ۲۸ جولائی ۱۹۳۵ء۔

(جواب ۱۲۱) اگر ایک ہی مکان میں اور ایک ہی جگہ ایسی صورت ہو تو عرف عام میں اس کو بے ادبی قرار دیا جاتا ہے۔ لہذا اس سے احتراز کرنا چاہئے۔ کتب فقہ میں "تلاش کرنے پر اس صورت کی تصریح تو نہیں ملی مگر عرفی بے ادبی کا مدار عرف عام پر ہے۔ اور اسی پر حکم دائر ہوتا ہے۔

(۲) یہ صورت پہلی صورت سے زیادہ قبیح ہے کہ بالکل قریب ہی نیچے قرآن مجید ہو اور اوپر کوئی شخص بیٹھا یا لیٹا ہو۔(۱)

(۳) ادب سے مراد تکریم ہے یعنی قرآن مجید کے ساتھ ایسا معاملہ کیا جائے جس سے اس کی بزرگی اور عظمت ظاہر ہو اور ایسی کارروائی سے احتراز کیا جائے جس سے اس کی بے قدری یا اہانت ہوتی ہو۔

نمبر (۴) سے آخر تک جو باتیں ہیں یہ اس شخص کا خیال ہے اور عرف اس کے خلاف ہے۔ اگر کسی صورت کو عرف عام میں بے ادبی قرار دیا جاتا ہو تو وہ بے ادبی ہوگی خواہ اس کی تصریح کسی کتاب میں نہ ملے۔ مثلاً بوسیدہ اوراق قرآن مجید کو دفن کرنے میں فقہاء نے لکھا ہے کہ قرآن مجید کو بغلی قبر میں رکھا جائے۔ سیدھے گڑھے میں رکھ کر اس پر مٹی نہ ڈالی جائے کہ اس میں بے ادبی ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

قرآن مجید کے بوسیدہ اوراق کو جلانے کا حکم.

(سوال) اگر بوسیدہ اوراق قرآن مجید کو اس خیال سے جلا دیا جائے کہ ان کی توہین نہ ہو تو یہ فعل جائز ہے یا ناجائز؟ المستفتی نمبر ۶۳۲ مولوی نور احمد (ضلع [illegible]ل پور) ۲ رجب ۱۳۵۴ھ م یکم اکتوبر ۱۹۳۵ء۔

(جواب ۱۲۲) توہین سے محفوظ رکھنے کی غرض سے جلانا مباح ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصاحف کو جب کہ ان کو باقی رکھنا مناسب نہ تھا، جلا دیا تھا۔ فقط (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

طاقوں میں رکھے ہوئے قرآن مجید کی طرف پیٹھ ہو جانے میں گناہ نہیں .

(سوال) (۱) مسجد کے طاقوں میں دریچوں میں چاروں طرف قرآن شریف رکھے رہتے ہیں۔ فرش سے

۱۔ ولا تقعد واعلی مکان رفیع مصاحبہ لقرآن، حیٰوۃ المسلمین تحکیم الامۃ ص ۵۴ ادارہ اسلامیات لاہور
۲۔ المصحف اذا صار خلقا [illegible] یلحد له، لانه لو شق ودفن یحتاج الی اهالة التراب علیه وفی ذلك نوع تحقیر الا اذا جعل فوقه سقف بحیث لا یصل التراب الیه فهو حسن (ہندیہ ج ۵ ص ۳۲۳ ماجدیہ کوئٹہ)
۳۔ بہتر یہ ہے کہ جلایا نہ جائے بلکہ دفن کر دیا جائے یا پانی میں بہا دیا جائے، بہر حال اثر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جواز کی دلیل ہے۔
وامر بما سواه من القرآن فی کل صحیفة ومصحف ان یحرق (بخاری ج ۲ ص ۷۴۶ قدیمی)

یک اور دو گز کی بلندی کے درمیان میں۔ اور نیچے تو بالکل ہاتھ ہی بھر اونچے ہیں۔ ایک مولوی صاحب وعظ فرماتے تھے کہ مونڈھے بہت اونچے رکھنے چاہئیں بچہ بیٹھ ہو جائے تو پھر مضائقہ نہیں۔ ابھی تک امام صاحب جوندلہ نے آپ سے فرمان تک ملتوی رکھا ہے۔ اب ضروری ہے کیا جائے آیا دونوں کو سمجھایا جائے یا ریکٹ تختے کسی خاص بلندی پر لگوائے جائیں؟

(۲) نمازی فرداً فرداً قبل جماعت یا بعد جماعت نماز پڑھتے رہتے ہیں، قرآن خواں بھی تلاوت کرنے لگتے ہیں، اکثر زور زور سے بھی اور بعض بازاری دکان میں اس قدر زور زور سے پڑھتے ہیں کہ مسجد کے نمازیوں کا دھیان بٹ جاتا ہے۔ ایسے موقعوں پر کیا کیا جائے؟

المستفتی نمبر [illegible] نور محمد صاحب بیدار جوندلہ ضلع کرنال ۱۷ ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ م ۱۱ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۲۳) ہاں مونڈھے ہوں تو اتنے اونچے ہوں تو بہتر ہے۔ ورنہ طاقوں میں رکھے ہوئے قرآن مجید کی طرف پیٹھ ہو جانے میں گناہ نہیں۔

(۲) جب کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو تلاوت کرنے والے کو آہستہ آہستہ پڑھنا لازم ہے۔ زور زور سے پڑھنا مکروہ ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

قرآن مجید کے بوسیدہ اوراق کا حکم.

(سوال) پرانے ورق مصحف کے کہ قابل نفع نہ رہیں تو آگ (۱) میں جلائے جائیں یا پانی (۲) میں دھوئے جائیں پھر پانی کو پاک جگہ میں ڈالا جائے یا زمین میں محفوظ جگہ پر دفن کئے جائیں۔ جیسا کہ فقہاء نے لکھا ہے۔ المصحف اذا صار بحال لایقرء فیه یدفن کالمسلم رد المحتار جلد اول ص ۱۳۰ قوله یدفن ای یجعل فی خرقة طاهرة ویدفن فی محل غیر ممتهن لایوطأ وفی الذخیرة وینبغی ان یلحد له ولا یشق له لانه یحتاج الی اهالة التراب علیه وفی ذلك نوع تحقیر الا اذا جعل فوقه سقفا بحیث لا یصل التراب الیه فهو حسن ایضا الخ در مختار جلد اول ۱۳۰ قوله کالمسلم فانه مکرم واذا مات و عدم نفعه یدفن و کذلك المصحف فلیس فی اهانة اهالة له بل ذلك اکرام خوفا من الامتهان درمختار جلد اول ص ۱۳۱ بینوا توجروا

المستفتی نمبر ۷۵۱ مولوی [illegible] الدین (ضلع ملتان) ۱۸ ذی قعدہ ۱۳۵۴ھ م ۱۲ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۲۴) محفوظ مقام میں دفن کر دینا بھی جائز ہے لیکن جلا دینا آج کل زیادہ بہتر ہے کیونکہ ایسا محفوظ مقام دستیاب ہونا مشکل ہے کہ وہاں آدمی یا جانور نہ پہنچ سکیں۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مصاحف کو جلانا اس کے جواز کی دلیل ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

۱۔ وفی المحیط یکرہ رفع الصوت بالقرآن عند المشتغلین بالاعمال، مجموعة الفتاوی علی هامش خلاصة الفتاوی، (۴: ۳۳۰ امجد اکیڈمی لاہور)

۲۔ وامر بما سواہ من القرآن فی کل صحیفة ومصحف ان یحرق (بخاری ۲: ۷۴۶)

(جواب ۱۲۵) بوسیدہ اوراق قرآن مجید جب پڑھنے کے قابل نہ رہیں تو ان کو دفن کر دینا چاہئے۔ مگر ایسے مقام پر کہ وہاں آدمیوں یا جانوروں کے قدم نہ پہنچیں اور اگر ایسا مقام دستیاب نہ ہو تو پھر احتیاط سے جلا کر راکھ دریا میں بہا دینا چاہئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصاحف کو اسی غرض سے جلا دیا تھا۔ جلانا بغرض احترام ناجائز نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

قرآنی آیات اور قابل احترام مضامین والے اوراق کو ردی میں استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

(سوال) اخباروں کے اندر جو قرآن پاک کی آیتیں لکھی ہوتی ہیں اور ان اخباروں کو پڑھنے کے بعد ردی میں استعمال کرتے ہیں۔ یہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۹۱ عبدالرزاق صاحب (اوجین) ۳ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۲۶) اخباروں کے اندر قرآن پاک کی آیتیں اور قابل احترام مضامین ہوں تو ان کو ردی میں استعمال کرنا ناجائز ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

جلسہ میں قرآن مجید کی تلاوت کو بقیہ امور پر مقدم رکھنا چاہئے۔

(سوال) بچوں کو سمجھانے کے لئے جلسہ کیا جاتا ہے۔ اس میں قرآن شریف کی تلاوت اور معانی یا مضمون و نظم تین چیزیں ہوتی ہیں۔ اس میں ایک ترتیب تو یہ ہے کہ اول تو قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہیں اس کے بعد معانی اور نظم کا مرتبہ آتا ہے۔ دوسری ترتیب یہ ہے کہ اول معانی پھر قرآن شریف پھر نظم ان دونوں صورتوں میں سے بہتر صورت کون سی ہے۔ قرآن شریف کی تقدیم افضل ہے یا نظم اور معانی کا مقدم کرنا جو صورت شرعاً افضل ہو بیان فرمائیں۔

المستفتی نمبر ۱۰۹۳ عبدالحکیم صاحب (دہلی) ۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ م ۳۰ جولائی ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۲۷) قرآن شریف کی تقدیم افضل ہے۔ تاکہ وہ پہلے ہو جانے کی وجہ سے معانی اور نظم کے ساتھ اختلاط سے محفوظ رہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

الجواب صحیح۔ حبیب المرسلین نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی۔ الجواب صحیح۔ ریاض الدین عفی عنہ مدرس دارالعلوم دیوبند الجواب صحیح محمد مظہر اللہ غفرلہ، امام مسجد فتحپوری دہلی۔

قرآن مجید کا بغیر عربی متن کے محض ترجمہ شائع کرنا کیسا ہے؟
یا قرآن شریف کا ایسا ترجمہ جس میں عربی عبارت بالکل نہ ہو
اور بغیر عربی عبارت کے شائع کرنا درست ہے۔

المستفتی نمبر ۱۲۹۱ ایاز احمد صاحب ([illegible]) ۷ رجب ۱۳۵۵ھ م ۲۳ ستمبر ۱۹۳۶ء

---

(۱) ویکرہ ان یجعل شیئاً فی کاغدۃ فیہا اسم اللہ تعالیٰ کانت الکتابۃ علی ظاہرہا او باطنہا (ہندیہ ۵/ ۳۲۲)

(جواب ۱۲۸) قرآن مجید کی اصل نظم عربی اور اس کی خصوصیت کی حفاظت سب سے ضروری ہے۔ اس کی عبارت ترجمہ کے ساتھ ضروری ہے۔ خالص ترجمہ کی اشاعت میں تغیر و تبدیل کے امکانات زیادہ ہیں اس لئے اس پر اقدام کرنا مسلمانوں کے لئے قریب صواب نہیں۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

"میں مولوی کے مقابلے میں قرآن وحدیث کو نہیں مانتا نہ سننا چاہتا ہوں" کہنا کیسا ہے؟

(سوال) ایک شخص کہتا ہے کہ میں قرآن وحدیث کو نہیں جانتا نہ میں مولوی کے مقابلہ میں کوئی بات قرآن وحدیث کی سننا چاہتا ہوں، خود ہمارے مولوی غلط ہی نہیں۔ ایسے آدمی کے لئے کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۱۲۸۸ محمد اسمٰعیل صاحب (امرتسر) ۲۳ شوال ۱۳۵۵ھ م ۷ جنوری ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۹) یہ قول کہ میں مولوی کے مقابلہ میں قرآن وحدیث کو نہیں جانتا اور نہ سننا چاہتا ہوں۔ بہت سخت گناہ کی بات ہے اور موجب فسق ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

قرآن مجید کی طبع ونشر اور تجارت سے نفع حاصل کرنا جائز ہے
قرآن کریم کو بغرض تعلیم پارہ پارہ کر کے چھاپنا درست ہے۔

(سوال) (۱) قرآن کریم کی طبع ونشر غیر مسلم قوموں کے ہاتھ میں نہیں ہونا چاہئے۔ اگر کوئی مسلم کمپنی یا کوئی بنک مسلم ایسا کام اپنے ہاتھ میں لے تو لوگوں کو اس کمپنی کا مشکور ہونا چاہئے۔ لیکن اس کمپنی کو قرآن کریم کو ایک مال تجارت تصور نہ کرنا چاہئے۔ بلکہ اس کے متعلق جس قدر مصارف (خواہ چھپائی یا قیمت) ہوں ان کو وصول کرنے کا حق حاصل ہے۔ مگر اس سے زیادہ وصول کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔ جو روپیہ بطور منافع اس طرح سے حاصل ہوگا وہ ناجائز ہے۔ میرا یہ خیال صحیح ہے تو پھر ایسے منافع کے حصہ داران بھی جائز روپیہ حاصل نہیں کرتے اور احتیاط اسی میں ہے کہ ان منافع سے پرہیز کیا جاوے۔ عوام کو عموماً اور امراء کو خصوصاً۔

(۲) قرآن کریم کو حصہ حصہ کر کے (مثلاً پنج سورہ۔ یازدہ سورہ۔ سیزدہ سورہ) چھاپنا درست ہے یا اس طرح قرآن کریم کا پارہ پارہ ہو جانے کا اندیشہ نہیں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ قرآن کریم کی حفاظت کا ذمہ دار خود اللہ کریم ہے۔

(۳) قرآن کا بہشت رنگ وغیرہ کرنا اگر اس کی صورت مزین معلوم ہو نیز موجودہ زمانہ کے مطابق بھی ہے تو یہ کہاں تک درست ہے؟

المستفتی نمبر ۱۳۵۹ محمد برکت علی صاحب سب جج پنشنر (جالندھر) ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ م ۲ فروری ۱۹۳۷ء۔

---

(۱) فإن اعتاد القراءة بالفارسية أو أراد أن يكتب مصحفاً بها يمنع (شامية ۱ / ۳۸۶)

(۲) حضرت مفتی صاحب نے احتیاطاً کفر کا فتویٰ نہیں دیا۔ ورنہ ایسے کلمات کہنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ ويكفر اذا انكر آية من القرآن او سخر بآية منه۔ (البحر الرائق ۵ / ۱۳۱ بیروت)

(جواب ۱۳۰) (۱) مصاحف مطبوعہ یا قلمی مالک کی ملک ہیں اور وہ ان کو بیع کر سکتے ہیں، اور ان کی تجارت ممنوع ہونے کی کوئی وجہ نہیں اور قرآن کریم کی طبع اور نشر اور تجارت سے نفع حاصل کرنا جائز ہے۔(۱)

(۲) حصہ حصہ کرکے شائع کرنا مباح ہے اور بغرض تعلیم بچوں کے لئے پارہ پارہ کرکے چھپنا بھی مفید ہے اور سلفاً اور خلفاً معمول بہ ہے۔

(۳) یہ صورت خلاف اولیٰ ہے، لیکن اگر غرض قرآن مجید کی عظمت واحترام ہو تو مباح ہے(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

بلاقصد سپارہ ہاتھ سے گر جانے پر پکڑ نہیں۔

(سوال) تین سال کا عرصہ ہوا کہ مسجد میں شب کو زید و بکر کا کچھ جھگڑا ہوا۔ دونوں بیٹھے ہوئے تھے اور غصہ میں گفتگو باہمی کر رہے تھے۔ زید نے سپارہ ہاتھ میں لے کر بکر سے یہ کہا کہ میں نے پہلے بھی قسم کھائی تھی جس پر تم نے اعتبار نہیں کیا۔ پس زید کے ہاتھ سے سپارہ فرش پر گر پڑا۔ بعد اس کے دونوں کچھ عرصہ تک ہم کلام نہیں ہوئے۔ جب لوگوں نے باہمی صلح پر دونوں کو مجبور کیا تو زید نے خود چھوٹے ہونے کے سبب بکر سے معافی مانگ لی اور دونوں راضی ہوگئے۔ لیکن بکر کچھ بھی مسجد میں نہیں آیا اور مسجد اور جماعت کو اس نے ترک ہی رکھا۔ بکر سے جب دریافت کیا گیا تو اس نے یہ کہا کہ زید کے ہاتھ سے جو سپارہ گر پڑا ہے اس پر شرعی کسی مولوی صاحب کا حکم ہونا چاہیے، جب میں مسجد میں آؤں گا۔ اور زید مسجد میں تمام نمازیوں کے روبرو یہ اعلان کر چکا ہے کہ میں نے بحیثیت چھوٹے ہونے کے بکر سے راضی نامہ کر لیا اور معافی کا خواستگار ہوا۔ اور جو سپارہ کہ غصے میں میرے ہاتھ سے گر پڑا اس پر اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں توبہ کی۔ اب حضور مہربانی فرما کر دونوں کے بارے میں جو حکم شرعی ہو، جواب دیجئے گا۔ تاکہ حضور کے جواب پر سب متفق ہوں۔ المستفتی نمبر ۱۴۰۰ مولوی بہادر خان صاحب۔ اے۔ ڈی۔ کمپنی نمبر ۱۳ چھاؤنی (چمن) ۲۷ محرم ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۰ اپریل ۱۹۳۷ء۔

(جواب ۱۳۱) زید کے ہاتھ سے بلاقصد سپارہ گر گیا تو زید پر کوئی مواخذہ نہیں۔ صرف اس کی بے احتیاطی اور غفلت کی وجہ سے اس کو دربار رب عزت جل شانہ میں توبہ و استغفار کر لینا کافی ہے بکر کو اس میں مداخلت کا کوئی حق نہیں۔ زید اور بکر کے درمیان کشیدگی کے جو سبب تھے وہ دور و رفع کر دیئے گئے اور معافی ہو گئی تو بکر کو زید کے ساتھ کلام و سلام کرنے اور مسجد و جماعت میں شریک ہونے سے باز نہیں رہنا چاہئے۔(۳) فقط محمد کفایت اللہ

ہندی رسم الخط میں قرآن کریم شائع کرنا جائز نہیں۔

ہندوؤں میں قرآنی تعلیمات کی نشر و اشاعت اور ان کی ہدایت کے لئے ہندی ترجمہ کے ساتھ اور

۱۔ کاغذ اور سیاہی اس کی مملوکہ ہے اس لئے مصحف کی تجارت جائز ہے۔

۲۔ وجاز تحلية المصحف لما فيه من تعظيمه۔ (تنویر مع الدر ۶ / ۳۸۶ سعید)

۳۔ عن ابی ایوب الانصاری ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: لا یحل لرجل ان یهجر اخاه فوق ثلث لیال (ترمذی شریف ۲ / ۱۹ قدیمی کتب خانہ)

ہندی رسم الخط میں متن بھی درج کیا جائے تو کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۲۵۲ محمد عبدالحق (کانپور) ۲۰ محرم ۱۳۵۹ھ م ۲۹ فروری ۱۹۴۰ء

(جواب ۱۳۲) چونکہ ہندی رسم الخط میں عربی کے کئی حرف نہیں ہیں اور ان کو ظاہر کرنے کے لئے جو وضعی قطعی علامات ہیں اس لئے متن قرآن اور نظم قرآن کو ہندی رسم الخط میں شائع کرنا جائز نہیں ہندی ترجمہ ہندی رسم الخط میں شائع کیا جا سکتا ہے، اور نظم قرآن کو عربی رسم الخط میں ہی لکھا جائے۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

غیر مسلم سے قرآن پاک کی جلد بنوانا.

(سوال) جہاں جلد ساز مسلمان نہ ہو وہاں ہندو جلد ساز سے کلام مجید مترجم کی جلد بنوانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۲۲ شجاعت حسین (ضلع آرہ) ۱۵ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۶ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۳۳) ہندو جلد ساز سے حتی الامکان قرآن مجید کی جلد نہ بنوائی جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

قرآن کریم کے بوسیدہ اوراق کا حکم.

(سوال) قرآن مجید کے اوراق بوسیدہ کو کس طرح ضائع کیا جائے؟

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۲۵ء)

(جواب ۱۳۴) علمائے کرام نے قرآن پاک کے اوراق بوسیدہ کے لئے یہ ترکیب بتائی ہے کہ ان کو کسی برتن میں رکھ کر بغلی قبر کے مشابہ گڑھا کھود کر ایسے مقام میں دفن کر دیا جائے جہاں آدمی اور جانور نہ پہنچتے ہوں (۲)، مگر ایسی جگہ کا آج کل ملنا مشکل ہے، اس لئے اگر جلا کر ان کی راکھ دریا میں ڈال دی جائے تو اس میں زیادہ امن ہے۔(۳) محمد کفایت اللہ غفرلہ

قرآن پاک کے علاوہ جو دس پارے بتائے جاتے ہیں ان کو ناپاک چیز کے ساتھ تشبیہ دینا.

(از اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۲۷ء)

(سوال) مقام مونگیر مجلس شب قدر میں ایک واعظ صاحب نے اثنائے وعظ میں یوں فرمایا کہ کلام مجید میں تیس پاروں کے علاوہ دس پارے اور ہیں جو صوفیا بیان کرتے ہیں، انہوں نے ان پاروں کو ایسا پوشیدہ رکھا ہے جیسا کہ عورت اپنی حیض کی پنڈیوں کو پوشیدہ رکھتی ہے۔ پس ایک مجلس متبرک میں واعظ صاحب کا کلام پاک کو ایک ایسی نجس چیز سے تمثیل دینا جائز ہے یا نہیں۔؟

۱۔ اعتاد القراءۃ بالفارسیۃ و اراد ان یکتب مصحفا بہا یمنع وان کتب القرآن و تفسیر کل حرف و ترجمتہ جاز (ردالمحتار ۱/ ۳۸۶ سعید)

۲۔ المصحف اذا صار خلقاً ... یلحدلہ ... (ہندیہ ۵/ ۳۲۳ ماجدیہ)

۳۔ بہتر یہ ہے کہ جلانے کی بجائے دفن کر دیا جائے المصحف اذا صار خلقا و تعذرت القراءۃ منہ لا یحرق بالنار ... وبہ ناخذ (ہندیہ ۵/ ۳۲۳ ماجدیہ) ولا بأس بان تلقی فی ماء جار. (ردالمحتار ۱/ ۱۷۷ سعید)

(جواب ۱۳۵) مرتبہ وضع صاحب نے غالباً یہ الفاظ تاویلاً بیان کئے ہیں۔ مطلب یہ ہوگا کہ قرآن مجید انہیں تیس پاروں میں جو ہمارے ہاتھوں میں ہیں کامل و مکمل ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے پارے نہیں ہیں۔ جو لوگ مزید پارے بیان کرتے ہیں تو یہ ان کا محض وہم ہے نہیں ہے اور یہاں ان افتراء کردہ پاروں کو شیعہ لوگ چھپا کر اس طرح چھپاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ موجودہ تیس پاروں کے علاوہ جو پارے بتائے جاتے ہیں اور ان کو قرآن کا جزو قرار دیا جاتا ہے وہ اکثر مذہب کے افتراء سے ثابت ہی نہیں ہے۔ اس لئے مضمون مذکور کی نوعیت اگر یہی ہو تو مضمون فی نفسہ قابل الزام نہیں ہے۔ تاہم اس طرح کی تعبیر ناکافی صحیح طریقے پر مبنی نہیں ہے کہ اس سے غلط فہمی ہو سکتی ہے ورنہ فی اس سوال کی نوبت آئی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

مسئلہ خلق قرآن.

(از اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) مولوی محمد مسلم صاحب اہل پوری نے ایک مجلس میں ارشاد فرمایا کہ کاغذ سیاہی مخلوق ہے اور اللہ کا کلام خالق ہے۔ کیا یہ بات درست ہے؟

(جواب ۱۳۶) قرآن مجید، جو معنی قرآن مجید، کلام مجید کہتے ہیں وہ مصحف ہے۔ یعنی کاغذ اور سیاہی اور جلد جس میں لکھا ہوا یا چھپا ہوا قرآن۔ یہ یقیناً مخلوق ہے، حادث ہے۔ اور کلام پاک جو ہم اپنی زبان سے پڑھتے ہیں اور ہمارے الفاظ سے اس کی عبارت بنتی ہے یہ بھی مخلوق اور حادث ہے۔ اس کے اوپر اس کا مدلول یعنی وہ کلام جسے ہم کہتے ہیں کہ خدا کا کلام ہے تو وہ کلام نفسی مخلوق نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی صفت ہے۔ وہ فی حد ذاتہ نہ خالق، مخلوق نہیں ہے۔ بلکہ خالق کی ذاتی صفت ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

(۱) قرآنی آیت والے اخبارات کو ردی میں استعمال کرنا مناسب نہیں.
(۲) قرآن کریم پاس موجود ہو تو کسی کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا.

(از اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۱۶ اپریل ۱۹۳۶ء)

(سوال) (۱) اکثر اخبارات وغیرہ میں اللہ عزوجل کے نام یا آیت قرآنی یا رسول اللہ ﷺ کا نام مبارک یا حدیث وغیرہ لکھی رہتی ہیں۔ ایسے اخبار لوگ ردی میں بیچ دیتے ہیں۔ پھر وہ ردی کاغذ پڑیوں میں دکانوں میں کام میں لایا جاتا ہے۔ اس کا کیا حکم ہے؟

(۲) جب کہ ہمارے سامنے یا پاس قرآن کریم موجود ہو تو کیا ہم کسی شخص کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ اور ہر تعظیم کے لیے قرآن کریم کے ہوتے کھڑے ہو جائیں تو کیسا ہے؟

۱۔ فقہاء نے ایسی باتوں سے منع فرمایا ہے جو موجب فتنہ ہوں "... لکن الاولی ان لا یقرء بالعربیۃ عند العوام صیانۃ لدینھم" (الدر المختار ۱: ۴۳۱ ط سعید)

۲۔ والقرآن کلام اللہ تعالیٰ غیر مخلوق وعقب بقولہ کلام اللہ تعالیٰ لما ذکر المشائخ من انہ یقال القرآن کلام اللہ تعالیٰ غیر مخلوق ولا یقال القرآن غیر مخلوق لئلا یسبق الی الفہم ان المؤلف من الاصوات والحروف قدیم الخ (شرح العقائد ص ۹ ۔ ط سعید)

(جواب ۱۳۷) (۱) ایسے خریداروں کو جو دینی بے ادبی میں فروخت کرنا مناسب نہیں۔

(۲) قرآن مجید کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا ثابت نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

استدراک (الجمعیۃ مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۳۶ء)

سوال نمبر ۲ کا صحیح جواب یہ ہے کہ اثنائے تلاوت قرآن مجید میں کسی شخص کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا نہیں چاہئے اور اگر تلاوت نہیں کر رہا صرف قرآن مجید پاس رکھا ہے تو کسی آنے والے کی تعظیم کے لئے کھڑے ہونے میں مضائقہ نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ، دہلی۔

(۱) قرآن شریف کو بغیر وضو کے چھونا ناجائز ہے.

(۲) قرآن مجید کا غیر عربی میں ترجمہ جائز ہے.

(۳) قرآن شریف کے ترجمے کو بغیر وضو کے ہاتھ لگانا.

(۴) قرآن مجید کا ترجمہ غیر مسلم کے ہاتھ فروخت کرنا.

(۵) قرآن مجید کا متن غیر عربی رسم الخط میں لکھنا.

(۶) کاغذ پر لکھی ہوئی آیت کو بغیر وضو کے چھونا.

(۷) قرآن شریف کی بوسیدہ جلدوں کا حکم.

(۸ ۹) تلاوت پر اجرت لینا جائز نہیں اور اجرت لینے والے کی امامت درست نہیں.

(۱۰) امامت کی اجرت کا حکم.

(۱۱) "لا یمسه الا المطهرون" سے کیا مراد ہے؟

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۳۶ء)

(سوال) (۱) قرآن شریف کو بغیر وضو کے چھونا کیسا ہے؟

(۲) قرآن شریف کا ترجمہ کرنا مثلاً انگریزی، جرمنی، ملیالم وغیرہ میں جائز ہے یا ناجائز؟

(۳) قرآن شریف پر ترجمہ لکھا ہو یا صرف ترجمہ ہو تو بغیر وضو کے ہر فاسق و فاجر مسلمان کے ہاتھوں استعمال کرنا کیسا ہے؟

(۴) قرآن شریف کا ترجمہ کسی غیر مسلم کے ہاتھ فروخت کرنا کیسا ہے؟

(۵) قرآن شریف کی اصلی عربی عبارت کو غیر عربی رسم خط میں لکھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۶) قرآن شریف کی کوئی آیت کسی کاغذ پر لکھی ہوئی ہو اس کو بغیر وضو کے چھو سکتے ہیں یا نہیں؟

(۷) قرآن شریف کی پھٹی ہوئی جو جلدیں ہوں جو بوجہ شکستگی استعمال میں نہ آسکتے ہوں انہیں کیا کرنا چاہئے؟

[illegible]

(۸) قرآن شریف کی تلاوت کرنا کسی مقررہ معاوضے پر جائز ہے یا نہیں؟

(۹) ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جو بامعاوضہ قرآن شریف کی تلاوت کرتا ہو جائز ہے یا ناجائز؟

(۱۰) بامعاوضہ مسجد میں نماز پڑھانا کیا حکم رکھتا ہے؟

(جواب ۱۳۸) (۱) قرآن شریف کو بغیر وضو کے چھونا مسلمان کے لئے ناجائز ہے۔(۱) (۲) قرآن کریم کا غیر زبان میں ترجمہ کرنا بغرض تبلیغ جائز ہے۔(۲) (۳) قرآن کریم کا ترجمہ مسلمان کے حق میں قرآن مجید کا حکم رکھتا ہے اور غیر مسلموں کو تبلیغ کے لئے دینا جائز ہے۔(۳) (۴) بغرض تبلیغ جائز ہے (۵) بغرض تبلیغ و تفہیم بقدر ضرورت جائز ہے۔(۴) (۶) مسلمان کے لئے ناجائز ہے۔(۵) (۷) بہتر ہے کہ ان کو محفوظ طریقے پر دفن کر دیں۔ یعنی ایسی جگہ دفن کریں جو پامال نہ ہوتی ہو یا جاری دریا میں ڈال دیں۔(۶) (۸) تلاوت کی اجرت دینا لینا ناجائز ہے۔(۷) (۹) جائز ہے مگر خلاف اولیٰ (۸) (۱۰) امامت کی اجرت لینی جائز ہے۔(۹) (۱۱) آیت کریمہ کے معنی یہ بھی ہیں کہ قرآن شریف کو پاک لوگوں کے سوا دوسرے نہ چھوئیں۔ اور دوسرے معنی بھی ہیں۔(۱۰)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

موجودہ انجیل اور توریت محرف ہے۔

(از اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۳۷ء)

(السوال) موجودہ انجیل و توراۃ کے مضامین قرآن کے مطابق ہیں یا نہیں؟

(الجواب ۱۳۹) موجودہ انجیل و توراۃ محرف ہیں۔ ان کے اندر تحریف و تبدیل کا وقوع قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ اس لئے ان کے مضامین پر بھروسہ نہیں رہا کہ کون سی عبارت منزل من اللہ ہے اور کون سی تحریف شدہ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

۱۔ لایمسه الا المطهرون. (الواقعة: ۷۹)
۲۔ في كتب القرآن وتفسير كل حرف وترجمته جاز. (ردالمحتار ۱: ۱۷۷)
۳۔ یہ حکم صاحبین کی رائے سے فقہاء کرام جواز کے قائل ہیں۔ وقد جوز اصحابنا مس كتب التفسير للمحدث (الدرالمختار ۱: ۱۷۷ سعید)
۴۔ یجوز کتابة آیة او آیتین بالفارسیة لا اکثر (الدرالمختار ۱: ۳۸۶)
۵۔ لایمسه الا المطهرون (الواقعة: ۷۹)
۶۔ المصحف اذا صار خلقا ... يدفن (هندية ۵: ۳۲۳ ماجدیہ)
۷۔ القول المفتى به جواز الاخذ استحسانا على تعليم القرآن لا على القراءة المجردة (شامیہ ۶: ۵۶ سعید)
۸۔ مکروہ ہے کیونکہ گناہ پر اصرار کرنے سے آدمی فاسق ہو جاتا اور فاسق کی امامت مکروہ ہے دیکھئے (الشامیہ ۱: ۵۵۶)
۹۔ ویستحسنون الاستیجار ... وزاد فی متن المجمع الامامة (ردالمحتار ۶: ۵۵ سعید)
۱۰۔ وقال العوفي عن ابن عباس (لا يمسه الا المطهرون) يعني الملائكة، وعن قتادة (لايمسه الا المطهرون) قال لا يمسه عند الله الا المطهرون الخ. وقال ابن زيد زعمت كفار قريش ان هذا القرآن تنزلت به الشياطين فاخبر الله تعالى انه لايمسه الا المطهرون. وقال آخرون لا يمسه الا المطهرون اي من الجنابة والحدث. (تفسیر ابن کثیر ۴: ۲۹۹ سہیل اکیڈمی لاہور)

۱۔ یحرفون الکلم عن مواضعه. (النساء: ۴۶)
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تصدقوا اهل الكتاب ولا تكذبوهم. (بخاری ۲: ۱۰۹۴ قدیمی کتب خانہ)

چھٹا باب

خلیفہ، امام، امیر

حدیث میں بارہ خلفاء سے کون مراد ہے؟

(سوال) بموجب حدیث مندرجہ ذیل جن کے اسمائے گرامی کی تصریح نہیں کون سے خلفاء مقصود ہیں۔ براہ مہربانی ان خلفاء کے اسمائے مبارک سے مطلع فرمائیں۔ حدیث یہ ہے۔ عن جابر بن سمرة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا يزال الاسلام عزيزا الى اثنى عشر خليفة كلهم من قريش وفي رواية لا يزال امر الناس ماضيا ما وليهم اثنا عشر رجلا كلهم من قريش وفي رواية لا يزال الدين قائما حتى تقوم الساعة او يكون عليهم اثنا عشر خليفة كلهم من قريش. مشكٰوة المصابيح جلد چهارم. مناقب قريش.

(جواب ۱٤٠) اس حدیث کے معنی میں تین قول ہیں۔ قول اول کا خلاصہ یہ ہے کہ اثنا عشر خلیفہ سے وہ امراء بنی امیہ مراد ہیں جو زمانہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد سریر آرائے سلطنت ہوئے۔ اور یہ قول بنا بر مدح نہیں بلکہ صرف استقامت سلطنت کا بتانا مقصود ہے۔ اور اس صورت میں ان کے نام یہ ہیں۔ (۱) یزید بن معاویہ (۲) معاویہ بن یزید (۳) عبدالملک۔ (۴) ولید۔ (۵) سلیمان۔ (۶) عمر بن عبدالعزیز۔ (۷) یزید بن عبدالملک۔ (۸) ہشام۔ (۹) ولید بن یزید۔ (۱۰) یزید بن الولید بن عبدالملک۔ (۱۱) ابراہیم بن الولید۔ (۱۲) مروان بن محمد۔ چنانچہ بنی امیہ میں یہ بارہ خلفاء ہوئے ان کے بعد سلطنت بنی امیہ سے نکل کر بنی عباس میں چلی گئی۔

دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد بارہ خلیفہ ہیں جو امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد ہوں گے جن میں سے پانچ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے ہوں گے اور پانچ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے۔ ان سب کے بعد پھر ایک بزرگ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے ہوں گے اور ان کے بعد ان کے صاحبزادے۔ اس طرح بارہ خلیفہ ہو جائیں گے اور سب امام برحق ہوں گے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ بارہ خلیفہ برحق قیامت تک پورے ہو جائیں گے۔ متصل ہونا ضروری نہیں۔ یہ تینوں قول مجمع البحار میں موجود ہیں۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

حضرت علی سب سے افضل ہیں اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے بارے میں "آپ ﷺ نے کچھ نہیں فرمایا" کہنے والے کی امامت کا حکم.

(سوال) زید کہتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ خلفاء میں افضل ہیں اور حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے متفق ہو کر کی اور آنحضرت ﷺ نے حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کی بابت کچھ ارشاد نہیں فرمایا۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

۔ مجمع بحار الانوار : ۱ / ۸۳ مجلس دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن الہند

(جواب ۱٤۱) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل بتانا اور فضیلت کا یہ دعویٰ تمام اہل سنت والجماعت کے خلاف ہے۔ اہل سنت والجماعت کا متفق علیہ عقیدہ یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام امت محمدیہ سے افضل ہیں(۱) صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے متعلق یہ کہنا کہ انصار نے متفق ہو کر انہیں خلیفہ بنایا۔ اس قول کی تاریخی حقیقت یہ ہے کہ انصار تو شروع سے قریش کے خلاف تھے۔ کسی انصاری کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے۔ بالآخر یہاں تک نوبت آئی کہ ایک خلیفہ قریشی ہو اور ایک انصاری(۲) لیکن تمام مہاجرین و انصار میں سے یہ کسی نے نہ کہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل یا خلافت کے زیادہ مستحق اور حقدار ہیں۔ حضرت صدیق کی خلافت کو تمام مہاجرین و انصار نے تسلیم کیا(۳) اور یہ بات مسلم ہے کہ تسلیم شدہ ہے کہ خود رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا جانشین بنا دیا۔ اور نماز پڑھانے میں باوجود حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور چند اور اشخاص کے اس اصرار کے کہ کسی دوسرے کو امام بنایا جائے، آپ ﷺ نے نہ مانا۔ اور ناراضی کے لہجے میں فرمایا کہ تم صواحب یوسف علیہ السلام ہو، یعنی مجھ کو ایک امر حق سے پھیرنا چاہتی ہو۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کو امام بنایا(٤) اور آنحضرت ﷺ نے بطور پیشگوئی پہلے ہی فرما دیا تھا کہ یابی اللہ والمؤمنون الا ابابکر یعنی خدا کسی دوسرے کو خلیفہ نہ ہونے دے گا، نہ مسلمان کسی دوسرے کو خلیفہ بنائیں گے(۵) پس آپ ﷺ کے ان ارشادات سے معلوم ہو گیا کہ آپ ﷺ کو نور وحی سے یہ بات معلوم ہو گئی تھی کہ میرے بعد خود حضرت رب العزت جل جلالہ کی طرف سے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنائے جائیں گے۔ نیز مسلمان بھی کسی دوسرے کو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہوتے ہوئے پسند نہ کریں گے۔ اسی لئے آپ ﷺ نے صراحۃً ان کی خلافت کے متعلق کچھ ارشاد فرمانے کی ضرورت نہ سمجھی۔ لیکن آپ ﷺ کا یہ طرز عمل اور یہ ارشادات بھی تصریح سے کم نہیں ہیں۔

پس مذہب حق یہی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق ہی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تمام امت محمدیہ سے افضل تھے۔ یہ کہنا کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے متعلق کچھ نہیں فرمایا صحیح نہیں۔ جیسا کہ آپ کے ارشادات جو مثل تصریح کے ہیں خلافت صدیق پر دلالت کرتے ہیں۔ نیز آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے متعلق بھی تو بلفظ صریح کچھ نہیں فرمایا پھر ان کو کس وجہ سے مستحق خلافت قرار دے لیا گیا۔ پس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت کا یہ قائل مبتدع ہے اور اس کی امامت مکروہ ہے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔(۶)

۱۔ افضل البشر بعد نبینا علیہ الصلوۃ والسلام ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (شرح الفقہ الاکبر ص ۱۲۳ ط [illegible])
۲۔ فقال حباب بن المنذر لا واللہ لا نفعل، منا امیر ومنکم امیر (بخاری شریف ۱/ ۵۱۸ ط قدیمی کتب خانہ)
۳۔ لان الصحابۃ قد اجتمعوا یوم توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واستقر رأیہم [illegible] علی خلافۃ ابی بکر واجمعوا علی ذلک وبایعہ علی رضی اللہ عنہ علی رؤس الاشہاد بعد توقف کان منہ. ۱٤ (شرح العقائد ص ۱۴۹ ط ایچ ایم سعید)
٤۔ بخاری شریف ۱/ [illegible]
۵۔ مسلم شریف ۲/ [illegible] ط قدیمی کتب خانہ
۶۔ الرافضی ان کان یفضل علیاً کرم اللہ وجہہ علی ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لا یکون کافراً الا انہ مبتدع [illegible]
ویکرہ امامۃ مبتدع صاحب بدعۃ وھی اعتقاد خلاف المعروف (الدر المختار ۱/ ۵۵۹ ط [illegible])

امام اور ولی میں فرق۔

(سوال) امام اور ولی میں کیا فرق ہے؟

المستفتی نمبر ۳۵۴ نور الاسلام (رنگون) ۳ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ م ۵ فروری ۱۹۳۷ء۔

(جواب ۱۴۲) ولی امام بھی ہو سکتا ہے اور امام ولی ہو سکتا ہے۔ امام تو اس کو کہتے ہیں کہ مسلمانوں کی کوئی جماعت اس کو اپنا پیشوا اور مقتدا قرار دے لے۔ اور ولی اس کو کہتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اور معصیت سے بچے اور خدا کا دوست بن جائے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

اشتہار علمائے اہل حدیث اور احناف کا متفقہ فتویٰ میں درج فتویٰ کی وضاحت۔

(سوال) عرض ہے کہ ایک مطبوعہ پوسٹر قبل از عیدالضحیٰ شائع ہوا جس کی سرخی یہ ہے کہ ”علماء اہل حدیث و احناف کا متفقہ فتویٰ“ جو منسلک عریضہ ہذا ہے۔ اس میں مجھ عاجز اور والد محترم جناب مولانا عبدالوہاب صاحب مرحوم و نیز جماعت غرباء اہل حدیث کے خود ساختہ عقائد از سائل بشکل سوالات ۱ تا ۴ ظاہر کئے گئے ہیں۔ ان کے جوابات میں جناب کی طرف سے جواب نمبر ۲۶ درج ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا سوالات نمبر ۱ تا نمبر ۴ بعینہ آپ کے پاس سائل لے کر آیا اور جواب جو آپ کی طرف منسوب کیا گیا ہے وہ فی الواقع انہیں سوالات کے جواب میں آں جناب ہی نے تحریر فرمایا ہے، امید کہ اخلاق کریمانہ کو مد نظر رکھتے ہوئے، اصل حقیقت سے آگاہ فرما کر شکریہ کا موقع دیں گے۔

دیگر سائل نے سوالات میں جو عقائد ہماری طرف منسوب کئے ہیں، وہ بالکل غلط اور تعصب پر مبنی ہیں۔ ہمارے جو عقائد ہیں وہ اشتہار معنون ”اعلان عام برائے رفع اتہام“ میں درج ہیں۔ جس کی ایک کاپی ارسال خدمت ہے۔ کیا ان عقائد کے سبب سے میں اور میرے والد اور میری جماعت خارج از اسلام ہو سکتے ہیں اور جملہ حقوق اسلامی سے محروم۔ نیز جو شخص کسی کے متعلق خلاف واقعہ سوالات کر کے مسلمانوں میں تشتیت و تفریق کا باعث ہو اس کے بارے میں اسلام کا کیا حکم ہے۔ آں جناب بلا کسی رو رعایت کے آزادانہ جواب تحریر فرما کر ممنون فرما دیں۔ فقط

المستفتی نمبر ۳۷۳ ابو محمد عبدالستار خادم جماعت غرباء اہل حدیث صدر بازار دہلی ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ م ۶ مارچ ۱۹۳۷ء۔

(جواب ۱۴۳) پوسٹر معنونہ بعنوان ”علمائے اہل حدیث و احناف کا متفقہ فتویٰ“ میں نے دیکھا۔ مجھے افسوس ہے کہ اس بارے میں جو استفتاء میرے پاس آیا تھا اور جو جواب میں نے لکھا تھا، اس کی نقل نہیں رکھی گئی۔ جواب نمبر ۲۶ کی عبارت پڑھنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہ عبارت میری ہے لیکن مجھے یہ یاد نہیں آتا کہ سوال کی

۱۔ والتعبیر بما بالمتابعۃ فی سنتہ ومتابعۃ جماعۃ من العلماء ومن اہل الرای والتدبیر (شامیہ ۴: ۲۶۳ سعید)

۲۔ والولی ھو العارف باللہ تعالیٰ وصفاتہ حسب ما یمکن المواظب علی الطاعات المجتنب عن المعاصی المعرض عن الانہماک فی اللذات والشہوات (شرح العقائد ۱۳۰ ایچ ایم سعید)

عبارت بھی یہی تھی یا نہیں۔ بہر حال میرا جواب ان دعاوی اور خیالات کے متعلق ہے جو سوال میں مذکور تھے۔ شخص سے متعلق نہیں۔ جن لوگوں کے وہ عقائد دعاوی اور خیالات ہوں ان کے ساتھ فتوی کا تعلق ہے اور جن کے وہ عقائد و خیالات نہ ہوں ان کے ساتھ میرا جواب متعلق نہیں مثلاً ان کا یہ خیال نہ ہو کہ مولوی عبدالوہاب صاحب یا آپ یہ واجب الاطاعت امام ہیں کہ جو شخص ان کی بیعت میں داخل نہیں تھا یا آپ کی بیعت میں داخل نہیں، وہ باغی، کافر، جاہلیت کی موت مرنے والا ہے۔ اگر آپ باوجود دعوائے امامت کے اپنی دوسرے اہل حدیث و احناف وغیرہ کو جو آپ کی یا آپ کے حضرت مولانا صاحب کی بیعت میں داخل نہیں، مسلمان سمجھتے ہوں۔ باغی، کافر، جاہلیت کی موت مرنے والا نہ قرار دیتے ہوں۔ اور مسلمانوں کی زکوۃ کو جو آپ کو نہیں دی جاتی بلکہ مصرف زکوۃ میں لوگ خود ادا کرتے ہیں، باطل نہ قرار دیتے ہوں۔ دوسرے مسلمانوں یعنی آپ کے مبایعین کے سوا دیگر اہل حدیث اور احناف کی بیویوں کو ان کی صحیح منکوحات اور بغیر طلاق دوسرے لوگوں کے لئے حرام سمجھتے ہوں اور لفظ کفریہ شرکیہ سے رقیہ کو ناجائز قرار دیتے ہوں تو میرا یہ جواب آپ سے متعلق نہیں ہے۔ آپ نے اپنے پوسٹر "اعلان عام برائے رفع تہمت" میں اپنے جو عقائد بیان فرمائے ہیں ان میں سے پہلے عقیدے کے متعلق گذارش ہے کہ یہ تو صحیح ہے کہ ہر زمانہ میں مسلمانوں کا ایک امام ہونا چاہئے اور ایسا ہونا چاہئے نہ صرف لوگوں کی صحیح رہنمائی کرے بلکہ مظلوم کا انصاف بھی ظالم سے دلوائے۔ کفر و شرک کی بیخ کنی بھی کرے۔ حدود و قصاص بھی جاری کرے۔ بوقت ضرورت جہاد بھی جاری کرے۔ اور فتنہ و فساد کا انسداد کر کے عدل و انصاف اور امن قائم کرے۔[1]

لیکن یہ سوال تو باقی رہ گیا کہ اگر بد قسمتی سے ایسا امام میسر نہ ہو تو آیا مسلمان ایسے امام کے نہ ہونے کی حالت میں مسلمان رہیں گے یا نہیں بلکہ ان کی موت موت جاہلیت ہو جائے گی۔ اور انگریزی حکومت میں ایسے امام کا جو صفات مذکورہ بالا سے متصف ہو وجود معدوم ہے۔ تو انگریزی حکومت کے رہنے والے مسلمان کیا کریں اور ظاہر ہے کہ ایسا شخص جو اپنے محلہ بلکہ اپنے گھر کے اندر بھی فتنہ و فساد کو قوت و طاقت سے نہ روک سکے وہ حقیقۃً امامت شرعیہ کا محل و مصداق نہیں۔ اور دوسرے عقیدے میں جس حدیث کا ذکر ہے۔[2] وہ صحیح اور شرعی امامت کے موجود ہوتے ہوئے مختلف عن البیعت پر تو چسپاں کی جا سکتی ہے۔ لیکن ایسے معذورین کے لئے جن کو بد قسمتی سے صحیح شرعی امام میسر نہیں ورنہ وہ قائم کر سکتے ہیں۔ یہ سزا جو حدیث میں مذکور ہے عائد نہیں ہو سکتی، اس کے علاوہ وہاں بیعت سے بیعت خدا اور رسول بھی مراد ہو سکتی ہے خواہ امام ہو یا نہ ہو۔

نمبر ۳ میں جو حدیث مذکور ہے اس کا مفاد بھی یہ نہیں کہ اگر مزکی اپنے مال کی زکوۃ خود ادا کر دے تو زکوۃ ادا نہیں ہوتی اور مخصوص ان حالات میں کہ امام شرعی صحیح موجود نہیں بطلان زکوۃ کا حکم اور بھی تعدی ہے۔

---

[1] والمسلمون لا بد لهم من امام يقوم بتنفيذ احكامهم واقامة حدودهم وسد ثغورهم وتجهيز جيوشهم واخذ صدقاتهم (شرح العقائد ص ۱۴۹ ط ایچ ایم سعید)

[2] من خلع يدا من طاعة لقي الله يوم القيامة لا حجة له ومن مات وليس في عنقه بيعة مات ميتة جاهلية (مسلم ۲/ ۱۲۸، قدیمی)

نمبر ۴ میں آپ نے جو تحریر کیا ہے کہ آپ کا عقیدہ وہی ہے جو مولوی محمد صاحب جوناگڈھی و مولوی احمد اللہ صاحب و مولوی ثناء اللہ صاحب و مولوی عبید اللہ صاحب کا ہے۔ تو میں اس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ اس کی تفصیل معلوم نہیں کہ وہ عقیدہ کیا ہے؟ میں اس قدر عرض کر سکتا ہوں کہ اکراہ کے وقت کلمہ کفر زبان سے کہہ دینے کی جو اجازت ہے اس پر رقیہ کو قیاس نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ اجازت کی صورت وہ ہے جہاں اجراء کلمۃ الکفر کا یقینی نتیجہ جان کا محفوظ ہو جانا ہو اور رقیہ کا یہ اثر کہ مرض مہلک کو [illegible] رقیہ سے ضرور شفا ہو جائے گی، یقینی بلکہ ظنی بھی نہیں محض موہوم ہے اس لئے رقیہ کو اجراء کلمۃ الکفر پر قیاس کرنا صحیح نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

خلاف شرع حکم کرنے والے حکمران طاغوت ہیں ان کو "اولی الامر" میں داخل کرنے والے کی امامت ناجائز ہے.

(سوال) جو شخص آیت شریفہ واولی الامر منکم کو حکام آئین موجودہ پر محمول کرتا ہو اور حکام آئین موجودہ کے حکم کو اس آیت شریفہ سے استدلال کر کے واجب العمل کہتا ہو تو ایسے شخص کا شریعت میں کیا حکم ہے اور اس شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۴۶۲ مولوی محمد شفیع صاحب مدرس اول مدرسہ اسلامیہ شہر ملتان ۲۳ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ م ۳ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۱٤٤) واولی الامر منکم سے علماء یا حکام مسلمین مراد ہیں۔ یعنی ایسے حکام جو مسلمان ہوں اور خدا و رسول ﷺ کے حکم کے موافق احکام جاری کریں۔(۱) ایسے مسلمان حاکم جو خدا و رسول کے احکام کے خلاف حکم جاری کریں۔ من لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکفرون میں داخل ہیں اور خدا و رسول کے خلاف حکم جاری کرنے والوں کو قرآن پاک میں طاغوت فرمایا گیا ہے۔ اور طاغوت کی اطاعت حرام ہے۔(۲) پس جو شخص ایسے حکام کو جو کہ شریعت اور آسمانی قانون کے خلاف حکم کرتے ہیں "اولی الامر منکم" میں داخل قرار دے وہ قرآن پاک کی نصوص صریحہ کی مخالفت کرتا ہے۔ انگریزی قانون کے ماتحت خلاف شرع حکم کرنے والے خواہ غیر مسلم ہوں، خواہ نام کے مسلمان طاغوت ہیں۔ اولی الامر میں کسی طرح داخل نہیں ہو سکتے۔ ان کو اولی الامر میں داخل کرنے والا یا مجنون ہے یا جاہل یا فاسق۔ اور ایسی حالت میں اس کو مقتدا بنانا و امام مقرر کرنا ناجائز ہے۔(۳) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

۔ عن ابن عباس واولي الامر منكم يعني اهل الفقه والدين وكذا قال مجاهد وعطاء والحسن البصري وابو العالية واولي الامر منكم يعني العلماء والظاهر والله اعلم انها عامة في كل اولي الامر من الامراء والعلماء (تفسیر ابن کثیر ۱ : ۵۱۸ سہیل اکیڈمی لاہور)

۲۔ يريدون ان يتحاكموا الى الطاغوت وقد امروا ان يكفروا به . (النساء : ٦٠)

۳۔ وان قدموا غير الاولى فقد اساؤا وكره امامة ... جاهل وفاسق (نور الایضاح ۳۱ مصر)

(۱) جس کے افعال خلاف شرع ہوں اس کی بیعت جائز نہیں.
(۲) بیعت امارت پر طعن کرنا اور ایک امیر کی موجودگی میں دوسرے امیر کی بیعت کا حکم.

(سوال) (۱) زید حنفی المذہب ہے اور حرام کو وہ اعتقاداً حلال سمجھ کر لوگوں میں پھیلاتا ہے اور مزامیر وغیرہ قبرستان میں بجواتا ہے اور اس سے جس کے فعل مخالف شرع محمدی ہوں، کیا اس کی بیعت حلال ہے ؟

(۲) بیعت امارت حق ہے یا فضول ہے ؟ اور اس کے معتقد پر طعن کرنا درست ہے ؟ ایک امیر کی موجودگی میں دوسرا امیر بیعت کرا سکتا ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۲۰۲ مشتاق محمد قریشی (ڈیرہ غازی خان) ۸ شوال ۱۳۵۶ھ م ۱۲ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۴۵) (۱) جو حرام کو حلال قرار دیتا ہے وہ بے دین ہے۔ مزامیر وغیرہ قبرستان میں بجانا ناجائز ہے۔ جس کے فعل خلاف شرع ہوں اس کی بیعت ناجائز ہے۔[1]

(۲) بیعت امارت جائز ہے مگر جب کہ امارت صحیح اصول کے موافق ممکن ہو۔ ایک امیر متبع شریعت کی موجودگی میں کسی حلقے میں دوسرے امیر کی بیعت ناجائز ہے۔[2] محمد کفایت اللہ غفرلہ۔

بارہ خلیفوں والی روایت صحیح ہے.
یزید کو ملعون یا کافر کہنے کا حکم.

(سوال) کیا یہ حدیث صحیح ہے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ بعد میرے بارہ خلیفہ ہوں گے۔ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو ان کے نام تحریر فرمائیں۔ دوسرے یہ کہ یزید بن معاویہ کافر یا ملعون ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۲۳۰۷ عبدالغفور خان ([illegible]) ۵ رجب ۱۳۵۷ھ م یکم ستمبر ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۴۶) بارہ خلیفوں والی روایات صحیح ہیں۔[3] ان کا مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ نے بارہ خلیفوں تک اسلام کی قوت و شوکت قائم رہنے کی خبر دی ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ بارہ خلیفہ خلفائے راشدین ہوں گے۔ خلافت راشدہ یعنی خلافت نبوت کی مدت تو تیس ۳۰ سال تک بیان فرمائی ہے۔[4]

یزید بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کافر ملعون کہنے والے غلطی پر ہیں، ان کو کافر کہنا بھی نہیں چاہئے۔[5]

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

---

[1] استماع صوت الملاهی ... حرام (الشامیہ ۶/۳۴۹ سعید)
[2] لا یجوز نصب الامامین فی عصر واحد. (شرح فقہ اکبر ۷۹ ط قادر اجیہ)
[3] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال الدین قائما حتی تقوم الساعة ویکون علیکم اثنا عشر خلیفة کلهم من قریش (مسلم ۲/۱۱۹ قدیمی)
[4] الخلافة بعدی فی امتی ثلاثون سنة کنز العمال (ج ۶ حدیث نمبر ۳۹۶۰) التراث الاسلامی بیروت۔
[5] حقیقة اللعن المشهورة هی الطرد عن الرحمة وهی لا تکون الا لکافر ولذا لم تجز علی معین لم یعلم موته علی الکفر وان کان فاسقا مشهورا کیزید علی المعتمد (الشامیة ۳/۴۱۶ سعید)

ایک صوبے کے دو امیر نہیں ہو سکتے۔

(۲) صوبے میں ایک امیر کی موجودگی میں دوسرے شخص کا دعوی امارت باطل ہے۔

(۳) امیر کی اجازت کے بغیر ضلعی امیر کا انتخاب درست نہیں۔

(۴) امیر صوبہ کے عطاء کردہ لقب کے علاوہ کوئی اور لقب اختیار کرنا۔

(سوال) (۱) ایسے صوبہ میں جہاں صوبہ کے مسلمانوں کے اجتماع عام میں باتفاق ارباب حل و عقد کے امیر شریعت کا انتخاب کیا گیا ہو، اس صوبہ میں دوسرے امیر شریعت کا انتخاب کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(۲) اگر کوئی دوسرا شخص اس صوبہ میں امیر شریعت ہونے کا دعوی کرے تو اس کی متعلق شریعت اسلامیہ کا کیا حکم ہے؟

(۳) ایسے صوبہ میں جہاں صوبہ کے ارباب حل و عقد کے اتفاق سے پورے صوبے کے امیر شریعت منتخب ہو، اس صوبے کے کسی ضلع میں بغیر استصواب و اجازت امیر شریعت صوبے کے کسی شخص کا کسی حیثیت سے امیر ہونا یا امیر شریعت منتخب کیا جانا شرعاً صحیح ہوگا؟ جب کہ استصواب اجازت کے حصول سے کوئی مانع شرعی نہ ہو اور نہ کوئی داعیہ شرعی انتخاب کو مقتضی ہو۔

(۴) ایسی صورت میں کہ امیر شریعت صوبہ کی جانب سے نظام امارت شرعیہ کے تحت صوبے میں اس طرح مسلمانوں کی تنظیم ہو کہ ہر چھوٹے حلقہ کے لئے ایک سردار اس حلقہ کے مسلمانوں کے اتفاق سے مقرر ہو جس کا نام "نقیب" ہو اور چند چھوٹے چھوٹے حلقوں کے مجموعے کے لئے سردار "رئیس النقباء" اور "صدر نقیب" کے نام سے مقرر ہو۔ ایسی حالت میں کسی شخص کے اندر بجائے "نقیب" یا "رئیس النقباء" یا "صدر النقیب" کے امیر شریعت صوبہ کی مقرر کردہ اصطلاح کے خلاف امیر شریعت کے نام سے سردار مقرر کرنا اور اس پر اصرار کرنا اس اصرار پر مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہو جانا تفریق جماعت کو مستلزم ہے یا نہیں؟ اور اس طرح کی تقرری شرعاً درست ہے یا نہیں۔

المستفتی نمبر ۲۷۱۱ عبداللہ صاحب بہاری۔ ۸ ربیع الاول ۱۳۶۱ھ ۲۶ مارچ ۱۹۴۲ء۔

(جواب ۱۴۷) (۱) صوبے میں جب ایک امیر پہلے سے منتخب شدہ موجود ہے تو دوسرا امیر صوبہ بنانا ناجائز ہے۔ کیونکہ ایک صوبہ میں دو امیر نہیں ہو سکتے۔ یہ عمل حدیث صحیح صریح وان لا ننازع الامر اهله کے خلاف ہے۔(۱)

(۲) امیر شریعت صوبہ ہونے کا مدعی باطل پر ہے۔ اس کا دعوی نامقبول، اس کی مساعی مردود، اس کی اطاعت حرام ہوگی۔

(۳) اگر کسی ضلع یا حلقہ کے لئے کوئی امیر متعین کیا جائے تو اس کے لئے امیر صوبہ کی طرف سے اذن بلکہ نصب و تعیین ہی امیر صوبہ کی طرف سے ہونی چاہئے، امیر صوبہ کی اجازت کے بغیر یہ شخص طاعت امیر شریعت سے خارج اور عاصی ہوگا۔

(۱) (بخاری شریف، ۲/ ۱۰۶۹ قدیمی)

(۴) امیر صوبہ اگر نقیب یا صدر النقباء یا رئیس النقباء کے نام سے کسی کو نامزد کرے تو یہی نام اور لقب اختیار کرنا ہوگا اور اگر امیر صوبہ کسی کو "امیر ناحیہ فلاں" کا لقب استعمال کرنے کی اجازت دے دے تو یہ لقب استعمال کرنا جائز ہوگا اور اجازت نہ دے تو یہ لقب اختیار کرنا ناجائز ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

قوم کو ایک مرکز پر جمع کرنے کے لئے امیر شریعت کے تقرر کے لئے سعی کرنا۔ اگر امیر شریعت کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو کیا حکم ہے؟

(سوال) در علاقہ ما کہ معروف بہ سمرانزئی ایجنسی ملاکنڈ است از طرف حاکم وقت اختیارات فیصلہ بامہ جرگہ قوم سپرد است۔ اما در جرگہ اتفاق و امیر نیست بلکہ سہ فریق اند و ہر یک فریق بلحاظ دوستی خود یا موجب رشوت دہی خصم اظہار رائے می کنند و دوست خود را غالب می کنند اراکین جمعیۃ العلماء علاقہ ہذا ایں تجویز پاس کردہ کہ ما یاں سعی و کوشش کردہ بہ ملکان و خانان قوم منت و زاری کردہ باشیم کہ اوشاں باتفاق خود یک مرکز معین کردہ امیر منتخب نمایند تا کہ فیصلہ ہائے قوم حسب شرع نبوی فیصل خواہد شد۔ لہذا التصدیع فرمائے اوقات ہمایوں شدیم کہ برائے فتوی حسب سوالہائے مسطورہ ذیل از کتب معتبرہ فارغ ساختہ ارسال فرمایند۔

(۱) سعی و کوشش کردن در امر مذکور الصدر بہتر است یا نہ؟

(۲) اگر خوب و بہتر بود و بفضلہ کامیاب شدیم پس کسیکہ باتفاق جرگہ معین شد امیر شرعی باشد یا نہ؟

(۳) اگر امیر شرعی شود پس اطاعت و تائید او محدود در کدام امور بر ما لازم باشد؟

(۴) اگر بعد از تقرر ہم فیصلہ با حسب شریعت نہ کند پس او امیر شرعی متصور بود یا نہ و فیصلہ ہا دریں صورت (بہ یک مرکز و یک امیر) فیصل کردن بہتر باشد یا مثل ماضی با شخص متعدد و پراگندہ دوں باشد۔

(۵) معہ منشور فتوی چند احکام زجریہ و عقابیہ درحق کسانیکہ فیصلہ با موجب تحکم خود فیصل کنند واجر و ثواب کسانیکہ فیصلہ بحسب شریعت نبوی بانجام رسانند تحریر فرمودہ ارسال فرمایند۔

(ترجمہ) ہمارے علاقہ سمرانزئی ایجنسی ملاکنڈ میں حکومت کی طرف سے مقدمات کے فیصل کرنے کا اختیار قوم کے جرگہ کے سپرد ہے۔ لیکن جرگہ کے اندر اتفاق و اتحاد نہیں ہے اور امیر شریعت بھی نہیں ہے۔ بلکہ تین پارٹیاں ہیں اور ہر پارٹی دوستی و تعلقات یا صاحب معاملہ سے رشوت لینے کی بناء پر اظہار رائے کرتی ہے اور اسی ایک فریق کے حق میں فیصلہ کر دیتی ہے اب اس علاقے کی جمعیۃ علماء کے اراکین نے مندرجہ ذیل تجویز پاس کی ہے:۔

کہ ملکان و خانان قوم سے منت سماجت کے ساتھ یہ درخواست کی جائے کہ وہ سب آپس میں متحد متفق ہو کر ایک مرکز پر جمع ہو جائیں اور اپنا ایک امیر منتخب کریں تاکہ قوم کے تمام فیصلے شریعت کے مطابق انجام پذیر ہوں۔ لہذا جناب کو زحمت دی جاتی ہے کہ مندرجہ ذیل امور کے جوابات معتبر کتابوں سے عنایت فرمائیں۔

(۱) مذکورہ بالا تجویز کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرنا درست ہے یا نہیں؟

(۲) اگر اس کوشش میں ہم کامیاب ہو جائیں ایک امیر منتخب کریں تو وہ امیر شرعی ہوگا یا نہیں۔

(۳) اگر وہ امیر شرعی ہوگا تو ہم پر اس کی اطاعت کس حد تک اور کن امور میں لازم ہوگی؟

(۴) اگر وہ منتخب شدہ امیر بھی شریعت کے مطابق فیصلے نہ کرے تو اس کو امیر شرعی سمجھا جائے یا نہیں اور اس صورت میں ایک مرکز و ایک امیر فیصلے کرتا ہوگا یا سابق کی طرح مختلف الرائے و پراگندہ اشخاص سے فیصلے کرانا بہتر ہوگا؟

(۵) جو لوگ محض اپنی رائے اور اپنی عقل سے فیصلے کریں آخرت میں ان کے لئے کیا عذاب ہے اور جو لوگ خالص شریعت کے مطابق فیصلے کریں ان کے لئے کیا اجر و جزا ہے؟

المستفتی نمبر ۲۷۱۵ پیر گل بادشاہ صاحب (پشاور) ۶ ربیع الثانی ۱۳۶۱ھ م ۲۳ اپریل ۱۹۴۲ء

(جواب ۱۴۸) ان الحکم الا للہ امر الا تعبدوا الا ایاہ (۱) حضرت حق تعالیٰ کا فرمان ہے کہ حکم (یعنی فیصلہ) صرف اللہ کا ہے۔ اس نے بندوں کو حکم دیا ہے کہ کسی کی بجز خدا کے عبادت نہ کریں۔ تمام منازعات کا فیصلہ خدا اور رسول کی شریعت کے موافق کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔

خدا اور رسول کے خلاف فیصلہ کرنا طاغوتی اور شیطانی کام ہے جس سے ہر مسلمان کو بچنا لازم ہے۔(۲) پس آپ ضرور امیر شریعت کے تقرر کی سعی کریں اور ایسا امیر مقرر کریں جو شریعت کے احکام سے واقف اور متورع اور متدین ہو،(۳) اس کی اطاعت فی المعروف لازم ہوگی،(۴) اگر وہ شریعت کے احکام سے تجاوز کرے تو اس کو آئندہ معزول کر دیں اور دوسرا امیر جو متبع شریعت ہو مقرر کرلیں۔ بہر حال ایک مرکز اور ایک امیر بہتر ہے، اگر مجبوری ہو اور ایسا امیر میسر نہ ہو یا کسی پر اتفاق نہ ہو سکے تو بدرجہ مجبوری ایک مختصر سی جماعت تین آدمیوں کی مقرر کریں جو شریعت کے موافق فیصلے کرے۔(۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

بادشاہ اسلام کے خلاف خروج کب جائز ہے؟

(از اخبار الجمعیۃ سہ روزہ دہلی مورخہ یکم مارچ ۱۹۲۹ء)

(سوال) جو فرماں روائے اسلام مسلمانوں کی ترقی کی خاطر اصول سائنس یا دیگر اصلاحات یورپ کے موجب احکام کا نفاذ کرے اور رعیت پر جبراً ان اصلاحات کو قبول کرے تو اس حاکم پر شرعی حکم کیا ہے؟ کیا وہ اسلام سے خارج ہے یا نہیں؟ اگر خارج ہے تو اس پر شرعی سزا کون سی عائد ہوتی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ جو سر کردہ گروہ یا علمائے محترم کا کوئی فرد ایسے بادشاہ کے فعل کو مورد لعنت اور اسلام کے خلاف قرار دے اور

۱۔ (یوسف ۴۰)

۲۔ من لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون۔ (المائدہ ۴۴)

۳۔ ویشترط ان یکون من اہل الولایۃ المطلقۃ الکاملۃ ای مسلما، حرا، عاقلا، بالغا (شرح العقائد ص ۲۳۳)

۴۔ عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السمع والطاعۃ علی المرء المسلم فیما احب وکرہ مالم یؤمر بمعصیۃ، فاذا امر بالمعصیۃ فلا سمع ولا طاعۃ (بخاری شریف ۲ / ۱۰۵۷)

۵۔ اما الشوری فالکل بمنزلۃ امام واحد (شرح العقائد ص ۲۳۳ ایچ ایم سعید)

اپنے گروہ کے شر سے مقدس مقامات اور اسلامی ممالک میں بغاوتیں رونما کرے۔ مثلاً ترکی، حجاز، ایران، مصر، چین وغیرہ تو اس کو شرعاً کیا سزا دینا چاہئے؟ کیا ایسی بغاوت میں ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کو قتل کرنا یا لوٹنا جائز ہے یا ناجائز؟ اگر ناجائز ہے تو ایسے باغی اور ایسے عالم کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

(جواب ۱۴۹) اسلام نے مادی ترقی کو منع نہیں کیا۔ سائنس اور کیمسٹری اور علوم عقلیہ کے دوسرے شعبوں سے فائدہ اٹھانے کو نہیں روکا۔ اسلامی ممالک میں جو نئی نئی چیزیں اصلاحات کے نام سے جاری ہو رہی ہیں وہ مختلف مدارج کی ہیں۔ بعض عقائد وخیالات سے تعلق رکھتی ہیں، بعض اعمال وافعال سے۔ پہلی قسم میں ایسی چیزیں بھی ہیں جو الحاد و دہریت تک پہنچتی ہیں اور اس سے کم درجہ بھی ہیں پس اجمالی طور پر تمام امور جدیدہ کو شامل کرکے نہ سوال کرنا درست ہے اور نہ جواب دینا ہی مناسب ہے۔ بہت سی چیزیں ایسی بھی ہیں کہ ان کا اجراء مسلمانوں کے لئے نہ صرف مفید بلکہ مقتضیات زمانہ کی بناء پر واجب و لازم ہے۔ اس سوال کے جواب میں اسی قدر کہا جا سکتا ہے کہ جس بادشاہ کی نافذ کردہ اصلاحات حدود اللہ سے متجاوز نہ ہوں اس کی اطاعت لازم ہے۔ اور بادشاہ اسلام کے خلاف خروج و بغاوت اس وقت تک جائز نہیں جب تک وہ اسلام کا حلقہ بگوش رہے۔ اور کھلا کفر اختیار نہ کرے۔ ایسی بغاوت میں مسلمانوں کو قتل کرنا، لوٹنا سخت حرام اور موجب وبال و نکال اخروی ہے۔

محمد کفایت اللہ غفر لہ، دہلی۔

ساتواں باب
تقدیر و تدبیر

تقدیر کے منکر کا حکم

(سوال) ایک شخص عام جلسوں میں تقدیر اور وسیلہ پکڑنے سے لوگوں کو منع کرتا ہے اور کہتا ہے کہ بھائیو تقدیر کوئی چیز نہیں، تدبیر کرو۔ اور وسیلہ کیا چیز ہے اپنی جانوں پر کھیلو۔

(جواب ۱۵۰) جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ تقدیر کچھ نہیں جو کچھ ہے تدبیر ہے وہ سخت غلطی پر ہے اور صریح نصوص کا انکار کرنے والا ہے۔ بکثرت احادیث اس کی شاہد ہیں۔(۱) ہاں تدبیر بھی مہمل بے کار نہیں ہے۔ مگر تقدیر کا انکار کرنا اور صرف تدبیر پر اعتماد کر لینا بھی غلطی ہے۔ اسی طرح صرف تقدیر پر ہاتھ پاؤں باندھ کر بیٹھ جانا بھی منشائے شریعت کے خلاف ہے۔ انسان کو لازم ہے کہ وہ اسباب کے موافق ہاتھ پاؤں مارے اور ان سے کام لے اور پھر یہ اعتقاد رکھے کہ میری تدبیر بھی اسی وقت کارآمد و مفید ہوگی کہ تقدیر موافق ہو۔ اس قسم کا عقیدہ رکھنے والوں سے اجتناب چاہئے اور ان کو اپنے مدرسے میں نہ رکھنا چاہئے تاکہ ان کا یہ عقیدہ اوروں تک متعدی نہ ہو۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

تقدیر و تدبیر کا صحیح مفہوم.

(سوال) زید کہتا ہے کہ ذریعہ معاش اختیار کرنا، اچھے یا خراب کام کرنا۔ دوزخ یا بہشت ملنا۔ امیر یا غریب ہونا، منجانب اللہ میری تقدیر میں پہلے ہی سے لکھے ہوئے ہیں۔

عمرو کہتا ہے کہ یہ سب میرے کام ہیں منجانب اللہ نہیں ہیں۔ تقدیر اندازہ یا فعل کے نتیجے کا نام ہے جو منجانب اللہ اٹل ہے۔ صحیح راستے پر زید ہے یا عمرو؟

المستفتی نمبر ۲۷۵۸ مظہر علی ولد نجف علی۔ محلہ قاضی گلی۔ امروہہ ضلع مرادآباد ۱ صفر ۱۳۶۲ھ م ۱۴ فروری ۱۹۴۳ء

(جواب ۱۵۱) زید کا یہ قول اس حد تک تو صحیح ہے کہ تمام کام جو انسانوں سے سرزد ہوتے ہیں تقدیر ہی سے ہوتے ہیں۔ یعنی ازل سے ابد تک کے تمام حوادث و واقعات کا اللہ تعالیٰ کو علم اور اندازہ تھا اسی علم خداوندی اور تقدیر الٰہی کے موافق تمام حوادث و واقعات اپنے اپنے وقت پر ہوتے رہتے ہیں، کوئی ایک ذرہ بھی خدا تعالیٰ کے علم و قدرت سے باہر نہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ حق تعالیٰ بندوں کو اچھے برے کام پر مجبور کر چکا ہے یا کرتا ہے۔ بندے جو اچھے یا برے کام کرتے ہیں یا ذرائع معیشت اختیار کرتے ہیں وہ خدا کی دی ہوئی طاقت کو اپنے اختیار سے اس کے علم و قدرت کے ماتحت استعمال کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے جزا یا سزا کے مستحق ہوتے ہیں کہ نیکی بدی کے

۱۔ عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کل شی بقدر حتی العجز والکیس. (مسلم ۲ : ۳۳۶ قدیمی)
۲۔ کل شی فعلوہ فی الزبر ○ کل صغیر و کبیر مستطر. (القمر : ۵۳)

ارتکاب میں ان کے قصد و ارادے کو دخل ہے۔

عمرو کے اس قول کا (بندہ اپنے فعل کے منجانب اللہ نہیں) اگر مطلب یہ ہے کہ اللہ کے علم و اندازے میں یہ باتیں نہ تھیں جو بندے نے کیں تو یہ غلط ہے اس سے نعوذباللہ جہل باری تعالیٰ لازم آتا ہے۔ اور اگر مطلب یہ ہے کہ خدا نے بندے کو ان باتوں پر مجبور نہیں کیا۔ اگرچہ اس کے علم و قدر کے مطابق سب باتیں ہوتی ہیں تو یہ بات صحیح ہے۔

بہر حال دونوں کی عبارتیں صاف نہیں ہیں۔ صاف عبارت یوں ہونی چاہئے کہ ہم جو ذریعہ معاش اختیار کرتے ہیں یا اچھے برے کام کرتے ہیں یا امیر و غریب ہوتے ہیں یہ سب کچھ اللہ کے علم و اندازے کے موافق ہوتا ہے، باوجود اس کے ہم پتھروں کے مثل مجبور اور بے بس نہیں ہیں اور اپنے اچھے برے کاموں کے اچھے برے نتائج کے مستحق اور ذمہ دار اپنے اختیاری اعمال کی بناء پر ہوتے ہیں۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

للعبد افعال اختيارية يثاب بها ان كانت طاعة ويعاقب عليها ان كانت معصية لا كما زعمت الجبرية [illegible] بمنزلة حركات الجمادات لاقدرة عليها ولا قصد ولا اختيار وهذا باطل (شرح العقائد، ص ۷۰ ط ایچ ایم سعید)

آٹھواں باب

اختلافی مسائل

فصل اول مسئلہ عید میلاد

یوم ولادت کی صحیح تاریخ اور میلاد منانے کا حکم.

(سوال) آج کل عام طور پر ۱۲ ربیع الاول کو حضور رسول اللہ ﷺ کا یوم ولادت مناتے ہیں حالانکہ صحیح تاریخ ولادت ۹ ربیع الاول ہے۔ نہ معلوم کس طرح یوم ولادت ۱۲ ربیع الاول کو منایا جاتا ہے۔ اگر بفرض محال یہ مان بھی لیا جائے کہ یوم ولادت نہیں منایا جاتا بلکہ یوم وفات منایا جاتا ہے تو اس صورت میں بھی ۱۲ ربیع الاول کی بجائے ۱۳ ربیع الاول ہے۔

المستفتی نمبر محمد عبدالجلیل عثمانی۔ ایبٹ آباد۔ ۱۸ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ م ۱۲ جولائی ۱۹۳۳ء

(جواب ۱۵۲) حضور انور سرور عالم ﷺ کی تاریخ ولادت میں پہلے سے مورخین و اہل سیر کا اختلاف ہے۔ دوشنبہ کا دن اور ربیع الاول کا مہینہ تو متفق علیہ ہے مگر تاریخ کی تعیین میں متعدد اقوال ہیں۔ کسی نے دوسری، کسی نے تیسری کسی نے آٹھویں، کسی نے نویں، کسی نے بارہویں تاریخ بتائی ہے۔ از روئے حساب جو جانچا گیا تو ۹ تاریخ والا قول زیادہ قوی ثابت ہوا۔ اسی وجہ سے علامہ شبلی نعمانی مرحوم اور مولانا قاضی محمد سلیمان مرحوم نے اسی قول کو قوی اور راجح قول و تحقیق فرمایا ہے۔ لیکن عوام میں بارہویں تاریخ والے قول کی شہرت زیادہ ہوگئی تھی۔ اس بناء پر عوام بارہویں ہی کو یوم ولادت سمجھتے ہیں اور سمجھتے رہے ہیں۔(۱)

رہا عید میلاد منانا تو یہ کوئی شرعی چیز نہیں ہے۔ نہ سلف صالحین اور صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عید میلاد منائی نہ منانے کی ہدایت کی۔ حدیث شریف کی کتابیں اس عید میلاد کے ذکر سے خالی ہیں۔ ہاں حضور انور ﷺ کی سیرت پاک کے بیان کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ یوم ولادت میں ہی ہو۔ اس کے لئے سال کے تمام دن مستحق ہیں کہ اس شرف کو حاصل کریں اور بہتر ہے کہ اس کو مختلف مہینوں کی مختلف تاریخوں میں منعقد کیا جائے۔(۲) محمد کفایت اللہ غفرلہ دہلی۔

عید میلاد النبی منانا اسلام کی تعلیمات کے منافی ہے.

(سوال) ۱۲ ربیع الاول جو کہ آج سے چند سال پیشتر بارہ وفات کے نام سے مشہور تھی ور اب وہی یوم النبی عید میلاد النبی۔ یوم التبلیغ کے نام سے موسوم ہے۔ اس دن جلسے ہوتے ہیں اور آنحضرت ﷺ کی سیرت پر

---

(۱) سیرت النبی [illegible]

(۲) [illegible] تسمیۃ الطریقۃ لشرعۃ من غیر ان یکون فی الحقیقۃ [illegible] ومنها التزام الکیفیات والہیئات المعینۃ [illegible] واتخاذ یوم ولادۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عیدا (الاعتصام [illegible])

تقریریں ہوتی ہیں۔ نیز بڑا بھاری جلوس بڑے تزک و احتشام سے نکلتا ہے جس میں رنگین جھنڈے تختیاں اور باجے، تمبیہ اٹھاتے ہیں اور پیچھے عام مسلمان نعرے لگاتے ہوئے تمام شہر میں چکر لگاتے ہیں جن سے در و دیوار گونج اٹھتے ہیں۔ اس جلوس میں باجے، ڈھول اور نقارے بھی بجائے جاتے ہیں۔ غرض کہ بڑی رونق اور شان ہوتی ہے۔ جلسوں میں یہ بیان کی جاتی ہے۔ جب غیر قومیں اپنے اپنے پیشواؤں کے دن مناتی ہیں تو مسلمان اپنے پیشوا و مقتدا کا دن کیوں نہ منائیں۔ لہذا مندرجہ ذیل سوالات کے جواب مطلوب ہیں۔

(۱) کیا قرآن مجید میں حکم دیا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ یا کسی اور نبی کی پیدائش یا وفات کا دن اس طرح منایا جائے۔ یا آنحضرت ﷺ نے اس بات کا حکم دیا ہے کہ میرے بعد میری پیدائش یا وفات کا دن اس طرح منایا جائے۔ یا حضرات خلفائے راشدین و دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضور ﷺ کی پیدائش یا وفات کا دن منایا ہے؟ جس چیز کا حکم خدا اور رسول نے نہ دیا ہو اور اسلام کے ایک ایک حکم کو عملاً کر دکھانے والی جماعت یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اسے نہ کیا ہو کیا اس کو احداث فی الدین اور بدعت نہ کہا جائے گا۔

جب کہ حسب روایت معتبرہ و مشہورہ یہی دن پیدائش کا ہے اور یہی وفات کا تو شرعاً مسلمان کون سا دن منائیں۔ کیا آدھا دن پیدائش کی خوشی اور نصف دن وفات کا غم کریں۔ کیا مجمعوں اور جلسوں میں جھنڈے باجے اور ڈھول وغیرہ بجایا جائے شامل ہونا جائز ہے؟ بدعت کی تعریف کیا ہے؟

المستفتی نمبر ۲۲۰ [illegible] ۸ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ م ۲۱ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۱۵۳) آنحضرت ﷺ کی پیدائش کے دن عید منانا یا وفات کے دن ماتم اور غم منانا شرعی حکم نہیں ہے۔ نہ آنحضرت ﷺ نے اس کا حکم دیا نہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے یہ دن منایا۔ اور جلوس کا شباب بنانا اور اس کی رسمیں اور فضول شور آتشبازی چھوڑنا فخراً اظہار کے لئے روشنی کرنا چراغاں کرنا، جھنڈے نکالنا یہ سب باتیں درست نہیں ہیں۔ ہاں حضور ﷺ کی سیرت کا بیان و تبلیغ اور حضور ﷺ کی تعلیم کی اشاعت کے لئے اجتماع منعقد کرنا اور اس میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کو دعوت دینا اور حضور ﷺ کے فضائل و محامد بیان کرنا جائز ہے۔ ابتداء میں یہ جلسے اسی غرض سے تجویز ہوئے تھے۔ اور سیرت کے بیان کے لئے یہ مقرر کئے گئے تھے اور اسی صورت سے میں نے بھی ان جلسوں کے موافق رائے ظاہر کی تھی مگر اس شرط کے ساتھ کہ اس کی کوئی تاریخ ہمیشہ کے لئے معین نہ کی جائے بلکہ ہر سال موسم کے لحاظ سے ایک مناسب تاریخ کا اعلان کر دیا جایا کرے۔ یا سال کی پہلی تاریخ (یکم محرم) مقرر کر دی جائے تاکہ عید میلاد کا شبہ نہ ہو اور یہ نام جو غیر شرعی ہے تمام نہ ہو جائے اور اصل مقصد جو نہایت نیک اور بہتر ہے وہ حاصل ہو جائے یعنی آنحضرت ﷺ کی سیرت اور روشن فضائل و محامد چار دانگ عالم میں پہنچ جائیں اور غیر مسلموں کو بھی حضور ﷺ کے کمالات ذاتیہ کا علم ہو جائے اور اسلامی تعلیم کی فضیلت بھی آفتاب نصف النہار کی طرح واضح ہو جائے۔ مگر افسوس کہ لوگوں نے ان جلسوں کو بجائے سیرت کی مجلس کے میلاد بنا دیا اور وہ وہ باتیں شامل کر دیں جو نہ صرف اصل مقصد سے دور ہیں بلکہ ان کا دار و مدار ریا و نمود اور شہرت و ناموری حاصل کرنے کے نامناسب و ناجائز جذبات پر ہے۔ اکثر حالات میں ان

مجالس سے فائدہ کے بجائے دینی ضرر کا خوف ہے اور نیز مسلمانوں کے دلوں پر بھی اس کا اچھا اثر نہ ہوگا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

عید میلاد النبی کے دن جلسہ، جلوس اور شیرینی تقسیم کرنا۔

(سوال) (۱) یوم میلاد النبی منانا بموجب پروگرام سیرت کمیٹی کے۔ (۲) جلوس شہر میں نکالنا۔ (۳) میلاد پڑھتے ہوئے راستہ سے چلنا۔ (۴) ایک جگہ جمع ہو کر جلسہ کرکے سیرت نبوی واسلام اور بانی اسلام کا ذکر تذکرہ کرنا (۵) اور عمدہ شیرینی عوام میں تقسیم کرنا۔ شرع میں ہر ایک عمل کے لئے کیا حکم ہے۔ کیا مذکورہ بالا عمل شرک وبدعت ہے شرع میں ایسا عمل شرک وبدعت کا فتویٰ دینے والے عالم کے لئے جو جامع مسجد کا پیش امام ہے۔ کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۱۴۶۴ خواجہ مصلح الدین صاحب (مغربی خاندیس) ۲۳ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ م ۳ جون ۱۹۳۷ء۔

(جواب ۱۵۴) سوال میں جتنی باتیں مذکور ہیں ان میں سے صرف نمبر ۴ بلا تخصیص تاریخ و یوم جائز ہے باقی فعل کا ترک لازم ہے۔ مذکورہ بالا عمل شرک تو نہیں مگر ان کو لازم سمجھنا اور جلوس وغیرہ کو شرعی امور قرار دینا بدعت ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

محفل میلاد سجانے اور معطر کرنے کا حکم۔

(سوال) محفل میلاد النبی ﷺ کو کاغذی پھول و فرش و قنادیل سے سجانا اور عطر و گلاب سے معطر کرنا از روئے شرع شریف جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۲۱۷ سید علی صاحب (ناناگر) ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ م ۱۴ جون ۱۹۳۸ء۔

(جواب ۱۵۵) مروجہ مجلس میلاد کا منعقد کرنا ہی بے اصل ہے۔ وعظ کے لئے مجلس منعقد کی جائے اور وعظ کے شائستہ بیان میں آنحضرت ﷺ کے حالات اور فضائل بیان کر دیئے جائیں اس میں حضور ﷺ کی ولادت شریفہ کے صحیح واقعات بھی بیان کر دے، اس قدر جائز اور درست ہے۔ اس قسم کی دینی اور مبارک مجلس کو دنیاوی اور نمائشی آرائش سے صاف رکھنا بہتر ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

---

(۱) من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (مشكوة المصابيح، ص ۲۷، ط سعيد)

(۲) ولا بأس بالجلوس للوعظ إذا أراد به وجه الله تعالى (الهندية، ۵/ ۳۱۹، ماجدية)

ماہ ربیع الاول میں مجالس وعظ و تبلیغ منعقد کرنا۔

(سوال) تقریب ماہ ربیع الاول مجالس وعظ و تبلیغ منعقد کرنا جن میں حضور اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کی سیرت طیبہ اور آپ کے فضائل و مناقب بیان کرنا دینی و دنیوی حیثیت سے باعث خیر و برکت ہے یا نہیں؟"
المستفتی نمبر ۲۷۲۵ انچارج سکریٹری محکمہ تعلیمات گورنمنٹ (بھوپال اسٹیٹ) ۷ جمادی الثانی ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۵ جون ۱۹۳۹ء

(جواب ۱۵۶) آنحضرت ﷺ کی سیرت مبارکہ کا ذکر کرنا دینی حیثیت سے موجب صد خیر و برکت ہے اور دنیوی حیثیت سے حضور ﷺ کے فضائل و مناقب اور صفات کی تبلیغ و اشاعت بے حد مفید ہے اور انسانیت کی بیش بہا خدمت ہے، لیکن اس کے لئے ماہ ربیع الاول یا کسی مہینے کی کسی تاریخ کی تخصیص نہیں ہے بلکہ سال بھر کے تمام مہینے اور تمام ایام میں یہ خدمت انجام دینا اور اس عمل خیر کو عمل میں لانا یکساں موجب ثواب ہے۔ نیز اس مجلس کی حیثیت بھی مجلس مولود مروجہ کی رسمی حیثیت سے علیحدہ اور مراسم میلاد اور دیگر رسوم و بدعات مروجہ سے محفوظ اور پاک رکھنا چاہئے۔ عام طور سے مجالس سیرت کے نام سے جو میلاد مروجہ کے جلسے ہوتے اور ان میں وہ تمام بدعات جو قدیم مبتدعین کیا کرتے تھے عمل میں لاتے ہیں یہ باتیں مذموم ہیں اور مجلس کے اصل مقصد کے خلاف ہیں اور اس کے فوائد کو تباہ کر دیتی ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

(جواب ۱۵۷) نمبر [illegible] آنحضرت ﷺ کے حالات طیبہ کی اشاعت و تبلیغ کی غرض سے مجالس سیرت منعقد کرنا جائز اور مستحسن ہے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ ان مجالس کو بدعات مروجہ سے پاک رکھا جائے۔ اور ان کو عید میلاد یا مجلس مولود کا لقب نہ دیا جائے۔ اور نہ ماہ ربیع الاول یا بارھویں تاریخ کے ساتھ مخصوص کیا جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

مروجہ میلاد کی اصل حقیقت اور اس کے انعقاد کی ابتداء۔
(۲) میلاد میں قیام پر حدیث "قوموا لسید کم" سے استدلال درست نہیں۔
(۳) "مااھل بہ لغیر اللہ" میں صحیح مسلک کیا ہے؟

(سوال) (۱) مروجہ میلاد شریف کی کوئی حقیقت بھی ہے یا نہیں اور اس کی بنیاد کب سے پڑی اور کس شخص نے ترویج کی۔ نیز اگر میلاد شریف کیا جائے تو قرآن کریم و حدیث سے کس طرح ثابت ہے۔ اور اس کا کیا طریقہ ہے۔ ایک مولوی صاحب قرآن عظیم سے میلاد شریف ثابت کرتے ہیں اور ثبوت میں یہ آیت شریفہ پیش کرتے ہیں۔ واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم الایۃ۔ یہ آیت شریفہ تیسرے پارے، ساتویں رکوع میں موجود ہے۔ اس کی تشریح کی جائے اور شان نزول سے بھی آگاہ کیا جائے۔

(۲) میلاد شریف میں جو قیام کیا جاتا ہے، کیا اس کا کوئی ثبوت ہے یا نہیں۔ قیام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کے آگے کیا جاتا ہے۔ بعض حضرات قیام کے ثبوت میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں۔ قوموا لسید کم

(۳) وما اهل به لغير الله میں حنفیہ کا کیا مسلک ہے آیا عند الذبح مراد ہے یا اس کے برعکس حنفیہ کا [illegible] تحقیق [illegible] جاتا ہے۔ اور شیخ سدو کے بکرے اور سید احمد کبیر کے مرغ وغیرہ کا حکم بتلایا جائے کہ حرام ہے یا حلال۔

المستفتی نمبر ۲۵۹۹ عبدالواحد (کلکتہ) ۵ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ م ۱۲ مئی ۱۹۴۰ء

(جواب ۱۵۸) (۱) آنحضرت ﷺ کے حالات طیبہ اور فضائل و معجزات آپ کی رسالت و تبلیغ کی خدمات کا بیان ہر وقت جائز ہے اور مستحسن ہے۔ لیکن صرف ذکر ولادت شریفہ کے لئے اسی نام سے مجلس میلاد منعقد کرنا سلف صالحین میں نہیں پایا گیا۔ یہ مجالس میلاد کی ساتویں صدی ہجری سے شروع ہوئیں(۱) اور ان کے بارے میں علماء کا اسی وقت سے اختلاف چلا آتا ہے۔ کوئی اس کو جائز اور مستحسن قرار دیتا تھا اور کوئی بدعت۔ قول راجح یہ ہے کہ حضور ﷺ کے حالات طیبہ بیان کرنے کے لئے مجلس وعظ کے اجتماع ہوں جن میں حضور ﷺ کے معجزات بیان کئے جائیں، صحیح روایات بیان کی جائیں۔ اور مروجہ بدعات سے مجلس خالی ہو تو جائز ہے۔(۲)

قیام مروج بوقت ذکر ولادت [illegible] بے اصل ہے اور بدعت ہے۔ فهو المسدد کہ [illegible] صحیح نہیں ہے [illegible] مجلس میلاد میں حضور ﷺ کا موجود ہونا [illegible] باطل ہے۔

شیخ سدو کا بکرا اور سید احمد کبیر کا مرغ اور ہر وہ جانور جس کی جان غیر اللہ کے تقرب کے لئے [illegible] حرام ہے۔ [illegible] ذبح کے وقت [illegible] حنفیہ رحمہم اللہ [illegible] کا صحیح مسلک یہی ہے۔(۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

واعظ کے کہنے پر حاضرین کا با آواز بلند درود شریف پڑھنا

(۲) دور سے آنحضرت ﷺ کا خود درود شریف سننا ثابت نہیں

(۳) میلاد کے موقع پر بانٹے جانے والے کھانوں کا حکم

(سوال) (۱) جب کوئی صاحب وعظ یا مولود شریف فرماتے ہوں اور ان کے ارشاد پر حاضرین با آواز بلند درود شریف پڑھیں تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

(۲) ایک صاحب کہتے ہیں کہ جب درود شریف پڑھا جاوے تو آنحضرت ﷺ بذات خود سنتے ہیں اور پڑھنے والے کو پہچانتے ہیں، کیا یہ ٹھیک ہے؟

(۳) چند مسلمان چندہ کر کے طعام پکاتے ہیں اور نیاز آں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یا حضرت پیران پیر غوث پاک علیہ الرحمۃ کی نیاز دیتے ہیں تو جائز ہے یا نہیں؟ اور وہ طعام صاحب نصاب اہل ثروت اور ہمسایہ اور خود صاحب چندہ کو کھانا جائز ہے؟

۱۔ ان کا بانی سعید مظفر الدین [illegible] بن بکتگین تھا جو کہ ایک مسرف بادشاہ تھا۔ (تاریخ ابن خلکان ۱/ ۴۳۵ مصر)
۲۔ (لانہ مخصوص [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] ۳۰۹ سعید)
۳۔ ذبح لقدوم الامیر ونحوه کواحد من العظماء یحرم لانه اهل به لغیر الله ولو ذکر اسم الله تعالیٰ (شامیۃ ۶/ ۳۰۹ سعید)

(جواب ۱۵۹) (۱) اگر کسی مجلس میں کسی واعظ کا بعد درود پڑھوانا اور حاضرین کا پڑھنا دونوں ناجائز نہیں۔ حضور ﷺ کا نام نامی سن کر سامعین کو خود درود شریف پڑھنا چاہئے۔ واعظ کے کہنے پر۔ اس سے التزام نہ کرنا چاہئے۔

(۲) حضور ﷺ کا بذات خود درود شریف سننا ثابت نہیں۔ ہاں ملائکہ سیاحین کے ذریعہ سے درود شریف حضور ﷺ کو پہنچایا جاتا ہے۔(۱)

(۳) یہ کھانا اگر بہ نیت صدقہ و ایصال ثواب کھلایا جاتا ہے تو صاحب نصاب اور خود پکانے والے کو کھانا درست نہیں۔ صرف فقراء و مساکین کا حق ہے۔ اور اس میں بھی التزام نہ ہونا چاہئے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

میلاد شریف کب کہاں اور کیوں شروع ہوئی؟

(اخبار الجمعیۃ دہلی۔ مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۲۷ء)

(السوال) میلاد شریف کی بنیاد کس نے ڈالی ہے؟ اور کب سے شروع ہوئی؟ اور کیوں شروع ہوئی؟

(جواب ۱۶۰) میلاد شریف حضور ﷺ کے زمانہ مبارک سے صدیوں بعد ایجاد ہوئی ہے۔ حضور ﷺ کے عہد مسعود اور صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین و ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ کے زمانہ مبارک میں اس کا وجود نہ تھا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آنحضرت ﷺ کے حالات و واقعات اور فضائل و معجزات کا بیان تمام مسلمانوں کے لئے بصیرت افروز اور موجب سعادت دارین ہے۔ مگر اول تو اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ واقعات اور روایات صحیح بیان کی جائیں۔ غلط اور موضوع قصے نہ بیان کئے جائیں۔ دوسرے یہ کہ مجلس خاص اہتمام سے اور میلاد کے نام سے منعقد کرنے کا کوئی ثبوت نہیں۔ اس لئے بہتر ہے کہ مجالس وعظ میں ہی یہ کام لیا جائے۔ تیسرے یہ کہ منکرات شرعیہ مثلاً اسراف، تفاخر، ریا وغیرہ سے اجتناب کیا جائے۔ چوتھے کسی خاص وقت و تاریخ وغیرہ کی تعیین کو شرعاً ضروری یا مفید زیادت ثواب نہ سمجھا جائے۔ تو نفس ذکر اوصاف و فضائل آنحضرت ﷺ افضل مستحبات میں سے ہے۔ فقط واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

---

(۱) ان للہ ملائکۃ سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام (نسائی ۱/۱۸۹ قدیمی)

(۲) وکان یحتفل بمولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الربیع الاول وھو اول من احدث من الملوک ھذا العمل (القول المعتمد فی عمل المولد بحوالہ راہ سنت ۱۶۲ صفدریہ)

میلاد کے نام سے جلسہ کرنا صحیح نہیں.

(ازاخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۹ مئی ۱۹۳۷ء)

(السوال) عید میلاد النبی موجودہ وقت میں مذہبی حیثیت رکھتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۶۱) عید میلاد النبی کے نام سے کوئی جلسہ کرنا صحیح نہیں۔ ہاں سیرت مقدسہ کی تبلیغ و بیان کے لئے جلسہ کرنے میں مضائقہ نہیں۔ اور اس کے لئے کسی خاص تاریخ کی تخصیص نہیں اور فضولیات و بدعات سے احتراز رکھنا لازم ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

فصل دوم

جلسہ سیرۃ

(۱) عید میلاد النبی کے نام سے جلسہ کرنا بدعت ہے.
(۲) یہ کہنا کہ سارے علماء وقت امام مہدی کے خلاف ہونگے غلط ہے.

بارہ ربیع الاول ۲۱ جون ۱۹۳۵ء کو عید میلاد کا جلسہ نہایت شان و شوکت سے منایا گیا۔ صوبہ سرحد کے مشہور علماء جو مدعو تھے اجلاس میں شامل ہوئے اور سیرت نبی پر تقریریں کیں۔ لیکن ٹیگو کا امام مسجد کا نام [illegible] بلال ہے اور دوسرا خانزادہ غلام احمد خاں نے سیرت کے جلسے کی سخت مخالفت کرنے لگے اور مسجدوں میں خلاف تقریریں کرنے لگے۔ تقریروں میں وہ کہتے تھے کہ بارہ وفات کا نام عید میلاد رکھنا بدعت ہے۔ اور اس دن جلسہ کرنا شرک و بدعت ہے۔ کیونکہ یہ جلسہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نہیں کیا ہے۔ نہ قرآن و حدیث میں کسی جگہ درج ہے۔ میں نے غلام احمد خاں پر سوال کیا کہ تمام دنیا کے علمائے کرام نے اس بات جلسہ کرنے کا حکم دیا ہے تو کیا تمام دنیا کے علمائے کرام غلطی پر ہیں؟ اس کا جواب انہوں نے یوں دیا کہ جب امام مہدی آخر زمان ظہور کریں گے تو تمام دنیا کے علمائے کرام ایک طرف ہوں گے اور امام مہدی دوسری طرف ہوں گے۔ قرآن و حدیث سے ثابت ہوا ہے۔ مجھ کو چونکہ علم نہ تھا اس لئے میں نے اس کو کہا کہ میں دہلی کو لکھوں گا۔

المستفتی نمبر ۵۱۳ عبد المنان (ٹیگو) ۵ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ م ۷ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۱۶۲) یہ صحیح ہے کہ عید میلاد کے نام سے اور عید منانے کے خیال سے بارہ ربیع الاول کو جلسہ کرنا بے اصل ہے اور اسے بدعت کہہ دینے میں مضائقہ نہیں اور تمام علماء نے اس نام اور اس خیال سے جلسہ کرنے کا حکم نہیں دیا۔ علماء نے جلسہ سیرت کے نام سے جلسہ کرنے کی اجازت دی ہے جس کا مطلب کوئی عید منانا نہیں اور نہ اس کو میلاد کے مروجہ اعمال و رسوم سے تعلق ہے۔ اس کی غرض تو یہ تھی کہ مسلمانوں کے اندر جو ایک غلط طریقہ اور مبتدع رسم مجلس مولود منعقد کرنے کی رواج پائی گئی ہے اور اس میں اسراف، نمود اور بدعات و خرافات پھیل گئی ہیں اور مولود خواں جھوٹی اور موضوع روایتیں بیان کرتے ہیں ان کی اس طرح اصلاح ہو جائے کہ سیرت نبی کریم ﷺ کے بیان اور حضور ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی اشاعت و تبلیغ کی غرض سے جلسے

---

۱ ان سارے منکرات پر مشتمل ہونے کی وجہ سے

منعقد کیا جائے جو تمام فضولیات اور بدعات و خرافات سے پاک ہو اور اس میں سیرۃ مبارکہ و مقدسہ کے حقائق و واقعات بیان کئے جائیں۔ اور مسلمانوں کو اتباع سنت کی ترغیب دی جائے۔ اور کوشش کی جائے کہ مسلمانوں کی زندگی میں شریعت کی پابندی ہو جائے۔ وہ حضرت پیغمبر علیہ السلام کی روشن زندگی کے حقائق اور صحیح اور سچے حالات و واقعات سے واقف ہوں اور تبلیغ کی صحیح صورت پیدا ہو سکے۔ مگر افسوس کہ مسلمانوں نے بجائے جلسہ سیرۃ کے اس مجلس مولود کو ترقی دے کر عید میلاد بنا دیا اور اس کے ساتھ جلوس اور نمائش کے بہت سے کاموں کا اضافہ کر دیا وفقہم اللہ تعالیٰ للاھتداء بھدیہ صلی اللہ علیہ وسلم

حاصل اشاعت سیرۃ مقدسہ کی غرض سے انعقاد جلسہ جائز بلکہ مندوب ہے۔ اور عید میلاد کے نام یا اعتقاد سے جلسہ منعقد کرنا بدعت سیئہ ہے۔ باقی یہ قول کہ امام مہدی علیہ السلام کے زمانے میں سارے علماء ایک طرف اور امام مہدی ایک طرف ہوں گے صحیح نہیں ہے۔ اور مجلس میلاد کو شرک بتانا بھی زیادتی ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

کیا عید میلاد النبی قرآن و سنت سے ثابت ہے؟

(۱) عید میلاد النبی کے متعلق مختلف سوالات

(السوال) گذشتہ کئی سال سے مسلمانوں کے اندر ایک نئی تقریب موسومہ عید میلاد النبی شروع ہوئی ہے اور ہر سال اس تقریب کو رونق دینے کے لئے نئی نئی تجاویز عمل میں لائی جا رہی ہیں اور ان پر ہر سال مجموعی حیثیت سے کئی لاکھ روپیہ صرف ہو جاتا ہے۔ مجھے اس کے متعلق چند شکوک ہیں:۔

کیا اس تقریب کو منانے کے لئے کوئی نص قرآنی یا حدیث نبوی ہے؟ اگر ہے تو نقل فرمائیں یا اس کا حوالہ درج فرمائیں۔

(۲) کیا قرون اولیٰ میں یہ تقریب کبھی کسی زمانے میں منائی گئی؟ اگر منائی گئی تو کس طرح؟

(۳) اگر اس تقریب سے مسلمانوں کے اندر تنظیم کا جذبہ پیدا کرنا مقصود ہو تو کیا شارع علیہ السلام نے ہمیں کوئی طریقہ تنظیم کا اپنی زبان مبارک سے یا اپنے کسی فعل مبارک سے بتایا ہے یا نہیں؟

(۴) کیا پنجگانہ نمازیں اور نماز عیدین اور حج مسلمانوں کی تنظیم کے لئے کافی نہیں ہیں؟

(۵) کیا ان کی پابندی کی طرف سے توجہ ہٹا کر اسلام کے اندر نئی نئی باتوں کا رواج دینا بدعت میں داخل نہیں ہے اور جو روپیہ اس تقریب کے منانے پر خرچ کیا جاتا ہے وہ اسراف میں داخل نہیں ہے؟

(۶) اگر دین و شریعت سے بے نیاز ہو کر تنظیم کی خاطر نئی نئی ایجادات کرنا جائز ہے تو مرزا قادیانی وغیرہ کا مذہب ایسی باتوں میں بہت اچھا کام کرتا ہے اور جس نے اپنی جماعت کی عدیم النظیر تنظیم کی ہوئی ہے، کیوں نہ اس سے استفادہ کیا جائے؟

المستفتی نمبر ۱۸۸ حبیب احمد خاں ۴ صفر ۱۳۵۵ھ م ۲۶ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۶۳) جس وقت یہ تقریب شروع کی گئی تھی تو اس کو اشاعت سیرت مقدسہ کے نام سے شروع کیا

یہ تھا۔ یہ جلسہ سادہ ہونے کی وجہ سے مسلمانان کے لئے جاذب توجہ تھا۔ اس وقت نہ کسی مخصوص تاریخ کا ذکر تھا اور نہ اس کو کسی مذہبی حیثیت دی جاتی تھی۔ نہ جلوس نکالنے کا تصور تھا نہ باجوں اور تماشوں کا تخیل۔ اس زمانہ کے [illegible] ان جلسوں کو بھی تبلیغ وتذکیر کا ایک طریقہ اور موثر ذریعہ سمجھ کر متقدمین کی ایک جماعت نے اجازت دی تھی۔ اور یہ سمجھا تھا کہ خدا تعالیٰ کے آخری رسول خاتم الانبیاء سید المرسلین ﷺ کی سیرت مبارکہ صحیح اور مستند روایات کے ساتھ جب مخلوق کے سامنے پیش کی جائے گی۔ تو یہ غیر مسلموں کے لئے ایک اچھا ذریعہ تبلیغ وتذکیر کا ہوگا ممکن ہے [illegible] کی وجہ سے۔ ان محافل میلاد [illegible] مروجہ بدعات کا [illegible] میں تبدیل [illegible] بنا [illegible] ان محافل میلاد سے تبلیغ [illegible] کی [illegible] پر [illegible] ہو جانے پر افسوس ہے۔

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

[illegible] مسلمانوں نے بہت جلد جلسوں سے یہ اصل غرض وغایت کو نظر انداز کر کے انہیں [illegible] محافل میلاد میں [illegible] جلسے [illegible] ان بدعات کا [illegible] میلاد [illegible] دیا۔ جو یقیناً قرون [illegible] مشہود لہا بالخیر کے خلاف [illegible] دو تہوار عیدین (عید الفطر وعید الاضحیٰ) پر ایک جدید عید کا اضافہ تھا۔ جو ایک مثل سنت مسلمین کی سادگی وثقافت میں ناقابل قبول ہے۔ پھر ان جلسوں کے لئے ایک معین تاریخ ۱۲ ربیع الاول [illegible] کی۔ اس کے بعد جلسوں کے اوپر جلوسوں کا اضافہ کیا گیا اور [illegible] نے باجوں [illegible] تماشوں [illegible] شامل [illegible] بنا دیا۔ فالی الله المستکی وانا لله وانا الیه راجعون .

اس تمہید کے بعد آپ کے سوالات کے نمبروار جوابات یہ ہیں:

(۱) اس تقریب و جمعیت کو [illegible] منانے کے لئے (یعنی عید میلاد یا جشن میلاد کے نام سے مخصوص تاریخ [illegible] میں یا اس طور پر تاریخ میں منانے کے واسطے) نہ قرآن پاک میں کوئی نص ہے۔ نہ حدیث میں نہ صحابہ [illegible] تابعین [illegible] تبع تابعین [illegible] کی قولی یا فعلی ہدایت میں کہیں اس کا وجود ہے۔

(۲) قرون اولیٰ میں اس تقریب کا وجود نہ تھا حالانکہ اس زمانے کے مسلمان آنحضرت ﷺ کی ذات قدسی کے ساتھ تعلق اور فدا کاری ومحبت میں اعلیٰ درجے پر فائز تھے اور دوسری قوموں کو اپنے پیشواؤں کے یوم ولادت پر خوشی کی تقریبیں مناتے ہوئے دیکھتے تھے مگر ان کو کبھی اس جانب کی طرف توجہ نہ ہوئی۔

(۳) اور تنظیم مسلمین کا جذبہ پیدا کرنا بھی مقصود ہو تو وہ ان بدعات ومحدثات کے ارتکاب پر موقوف نہیں بلکہ وہ سادہ طور پر تبلیغی [illegible] کے جلسوں سے بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ تنظیم مسلمین ایک صحیح اور شرعی مقصد ہے۔ لیکن اس صحیح اور شرعی مقصد کے لئے غیر شرعی اور مبتدع صورتیں اختیار نہیں کی جا سکتیں اور نہ [illegible] جائز اور مستحسن نہیں ہو سکتیں۔

---

(۱) [illegible] رسول الله صلی الله علیه وسلم [illegible] كذا فی [illegible]
بحواله راه سنت : ۱٦٤ صفدریه)

(۴) بلا شبہ نماز پنجگانہ کی جماعت اور جمعہ کی ہفتہ وار جماعت اور عیدین کی جماعتیں اور حج کا اجتماع عظیم مسلمانوں کی صحیح تنظیم کے لئے مقرر تھے، مگر افسوس کہ مسلمان ان جماعات مہمہ کی اصل روح کو بھول گئے۔ اور ان تمام چیزوں کو بھی انہوں نے ایک عادی اور رسمی امور کی حیثیت دے دی مگر چونکہ یہ ثابت شدہ اور مامور بہا امور شرعیہ ہیں اس لئے ان کو عمل میں لانا ضروری ہے اور یہ بھی لازمی ہے کہ ان کی اصل روح کے ساتھ ان کو ادا کیا جائے۔ اور ان سے ہی تنظیم ملت اجتماع امت کا فائدہ حاصل کیا جائے۔ واللہ الموفق۔

(۵) اگر کوئی چیز ان امور شرعیہ کی اہمیت کی طرف سے مسلمانوں کی توجہ ہٹانے کی موجب ہو تو اس کے حرام ہونے میں شبہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر یہ مان لیا جائے کہ وہ ان فرائض اور شعائر کی اہمیت سے توجہ ہٹانے کی موجب نہیں بلکہ ایک جدید صورت تنظیم کی ہے تو اس کی اباحت کا اس شرط سے حکم دیا جا سکتا ہے کہ اس کی اصل شریعت مقدسہ میں موجود ہو اور شریعت مقدسہ کے سادہ طریق پر جلسہ سیرت کے نام سے اجتماع کیا جائے تو وہ تبلیغ و تذکیر کی شرعی ثابت شدہ اصل کے ماتحت آ سکتا ہے۔ لیکن عید میلاد یا جشن میلاد کے نام سے اور اس مقصد سے کیا جائے تو اس کی شریعت مقدسہ میں اصل نہیں ہے اور اس پر زائد از حاجت مصارف تو یقیناً حد اسراف(۱) میں داخل ہوگا۔

(۶) آپ کا یہ سوال بہت زیادہ پیچیدہ اور تفصیل طلب ہے۔ میں اس وقت اس کے جواب میں صرف ایک شعر پر اکتفا کرتا ہوں اور وہ یہ ہے ؎ مپندار سعدی کہ راہ صفا تواں رفت جز بر پئے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تسلیماً کثیرا

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

سیرۃ النبی کے جلسہ کی صدارت کافر و مشرک کے حوالے کرنا۔

(سوال) نصیر آباد میں چند افراد نے سیرۃ النبی ﷺ کے جلسہ کی صدارت کا متواتر تین روز کافر اور مشرک کے حوالہ کی۔ آیا اس جماعت کا یہ فعل شریعت اسلام کے موافق ہے یا مخالف۔ تقریر کرنے والے علماء اہل سنت والجماعت تھے۔

المستفتی نمبر ۱۰۲۳ عبدالرحمن صاحب نصیر آبادی حال مقیم میرٹھ ۹ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ م ۳۰ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۱٦٤) صدر جلسہ بوقت مقررین کی تقریروں پر محاکمہ یا بعض مقررین کے بیانات پر تنقید کرنے والا ہوتا ہے اس لئے کسی خاص جلسہ کی صدارت کے لئے مقصد جلسہ اور متعلقات مقصد کا ماہر شخص ہی موزوں ہوتا ہے نیز مذہبی جماعت میں مذہبی حیثیت سے ممتاز شخصیت کو صدر بنانا مناسب ہے۔ بنابریں ان لوگوں کا منتخب ناموزوں اور نامناسب واقع ہوا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

---

(۱) اور اسراف کی مذمت تو قرآن میں وارد ہے۔ ان المبذرین کانوا اخوان الشیطین (بنی اسرائیل: ۲۷)

فصل سوم

مسئلہ قیام

مجلس میلاد کا قیام بے اصل ہے۔

(سوال) ماقولکم رحکم اللہ۔ اس زمانے میں لوگ جس طرح مولود شریف پڑھتے ہیں اور حضرت رسول خدا ﷺ کی پیدائش کے بیان میں قیام کرتے ہیں وہ حضرت ﷺ کے زمانے اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و تابعین رحمۃ اللہ علیہم و تبع تابعین کے زمانے میں تھا یا نہیں۔ ائمہ اربعہ یا ان کے زمانہ میں کسی نے یہ قیام کئے ہیں یا نہیں اور ان سے یہ قیام روایت ہے یا نہیں اور کیسے یہ قیام شروع ہوا اور کس نے پہلے قیام کیا اور وہ کس صدی کا عالم تھا۔ اور قیام کرنا کیسا ہے اور نہ کرنے سے گنہگار ہوتا ہے یا نہیں یہ قیام ہر مجلس میں کرنا چاہئے یا کبھی کبھی کرنا اچھا ہے؟

(جواب ۱۶۵) مجلس میلاد مروجہ کا قیام معہود شریعت میں ثابت نہیں۔ قرون ثلثہ مشہود لہا بالخیر میں اس کا کوئی وجود نہ تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعین، تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم کے زمانے میں نہیں تھا۔ (۱) نہ ان حضرات سے اس کے بارے میں کوئی روایت جواز کی منقول نہ اصول شریعت و فروعات سے اس کا کوئی ثبوت قیام کرنے والے اگر تعظیم ذکر ولادت کی نیت سے قیام کرتے ہیں۔ تو جواب یہ ہے کہ ذکر کی تعظیم قیام کے ساتھ شریعت میں معہود نہیں، نیز ذکر ولادت کی تخصیص بے معنی ہے۔ نیز ذکر اللہ اور قراءۃ قرآن زیادہ مستحق تعظیم ہے حالانکہ ذکر اللہ اور قراءۃ قرآن کے وقت کوئی شخص تعظیماً قیام نہیں کرتا، پھر ذکر ولادت کی تعظیم قیام سے کرنا بھی مجلس مولود کے ساتھ خاص کیوں ہے؟ اگر وعظ میں کوئی واعظ ولادت شریفہ کا ذکر کرے یا غیر منعقدہ مجلس گھر میں کوئی ذکر ولادت کرے تو کوئی شخص تعظیماً قیام نہیں کرتا۔ یہ سب تخصیصات بے دلیل ہیں۔ اور اگر اس خیال سے قیام کرتے ہیں کہ روح مبارک آنحضرت ﷺ کی مجلس میلاد میں آتی ہے تو یہ خیال پہلے خیال سے بھی زیادہ جہالت آمیز ہے کیونکہ روح مبارک کے آنے کی دلیل شرعی کوئی نہیں۔ نیز آن واحد میں ہزاروں مجلسیں دنیا میں ہوتی ہیں اگر ہر مجلس میں آپ ﷺ کی روح مبارک کو حاضر مانا جائے تو اس میں شائبہ شرک بھی ہے کہ آن واحد میں مجالس متعددہ میں حاضر و ناظر ہونا آپ ﷺ کے لئے ثابت کیا جاتا ہے۔ حالانکہ ہر جگہ حاضر و ناظر خواص ذات احدیت سے ہے۔ (۲) کسی امر مستحب کو ضروری سمجھنا اس کو حد کراہت تک پہنچا دیتا ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ثابت ہے (۳) اور جب عمل

---

(۱) ان عمل المولود بدعة لم يقل به ولم يفعله رسول الله صلى الله عليه وسلم والخلفاء والائمة" (کذا فی الشرعۃ الالٰہیۃ بحوالہ راہ سنت ص ۱۶۲ ط مکتبہ صفدریہ)

(۲) ونیز اداء اقتضای ہم چنیں معتقد شدن کہ حضرات انبیاء و اولیاء ہر وقت حاضر و ناظر اند، شرک است چہ ایں صفت از مختصات حق جل جلالہ است کہ در غیر ثابت نیست ونیز در جواہر نوشتہ است وعلى هذا قول علمائنا من قال ان ارواح المشائخ حاضرة تعلم يكفر" (مجموعۃ الفتاویٰ ج ۳ ص ۲۸ مجموعہ فتاویٰ عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ اردو ج ۱ ص ۳۶ ط ایچ ایم سعید)

(۳) عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: "لا يجعل احدكم للشيطان شيئاً من صلاته يرى ان حقاً عليه ان لا ينصرف الا عن يمينه لقد رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم كثيراً ينصرف عن شماله" (بخاری، کتاب الاذان، باب الانفتال والانصراف عن اليمين والشمال ۱/ ۱۱۸ ط قدیمی)

قاری رحمۃ اللہ علیہ اور طیبی [illegible] مشکوٰۃ میں [illegible] مستحب [illegible] اس کا یہ التزام واہتمام جو [illegible] مستحب بھی [illegible] کی چیز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

میلاد اور قیام کو بدعت کہنے والوں کو وہابی کہنا درست نہیں

(سوال) ہمارے یہاں [illegible] میلاد [illegible] قیام [illegible] زمانے میں بعض بدعتیوں نے [illegible] ان کو کتاب "براہین قاطعہ" کے صفحہ ۲۰ کی یہ عبارت دکھائی گئی:۔

"[illegible] بعد نماز عصر وعظ کہتے تھے، حال مجلس [illegible] تو انہوں نے فرمایا کہ یہ بدعت ہے حرام ہے"

[illegible] بدعت [illegible] بدعت کہتے ہیں [illegible] قیام وغیرہ بدعت ہے وہ وہابی ہے [illegible] مذہب حنفی [illegible] درست ہے [illegible]

(جواب ۱۶۶) [illegible] مروجہ [illegible] اور موضوع روایات بیان کی جاتی ہیں [illegible] شامل ہوتی ہیں ان کو بدعت اور [illegible] حضور رسول [illegible] علیہ التحیۃ والسلام [illegible] ولادت و معراج و نبوت [illegible] مندوبات و احسن مستحبات [illegible] اہتمام سے مجالس منعقد کرنا قرون ثلاثہ مشہود لہا بالخیر میں نہیں [illegible] صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین اور ائمہ مجتہدین [illegible]

---

(۱) قال الطیبی: "وفیہ من اصر علی امر مندوب وجعلہ عزماً ولم یعمل بالرخصۃ فقد اصاب منہ الشیطان من الاضلال فکیف بمن اصر علی بدعۃ او منکر" (مرقاۃ [illegible])

(۲) [illegible] لیکن تمام فقہاء نے متفقہ طور پر ان مذکورہ صورتوں والی نمازوں سے [illegible] ویکرہ ان یوقت شیئاً من القرآن لشیء من الصلوات." ([illegible])

(۳) [illegible] من اکبر العبادات واظہار الشعائر ما یفعلونہ فی شہر ربیع الاول من المولد [illegible] المدخل ج ۲ ص ۲ ط مصطفیٰ البابی الحلبی مصر)

(۴) [illegible] من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعدہ من النار" (بخاری [illegible] قدیمی)

(۵) [illegible]

(۶) [illegible]

حضرت رسالت مآب سے محبت کا دعویٰ کرتے تھے۔ پس باوجود اس محبت اور عشق کے جو ان حضرات علماء سلف کو حضور رسول کریم ﷺ سے تھی ان کے زمانے میں مجلس میلاد کا منعقد نہ ہونا اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ یہ مجلس کوئی مستحسن فعل نہیں۔ ورنہ عاشقین رسول ﷺ ضرور اس کو عمل میں لاتے۔ (۱) پھر موضوع روایات بیان کرنا اور اسراف وتفاخر کے ارادے سے منعقد کرنا خود حرام ہے۔ اور ذکر ولادت باسعادت کے وقت قیام کرنا بالکل بے اصل اور بدعت ہے۔ (۲) کیونکہ ذکر کی تعظیم قیام کے ساتھ شریعت میں معہود وثابت نہیں۔ اور یہ خیال کہ حضور رسول کریم ﷺ مجلس میلاد میں تشریف لاتے ہیں ایک بے بنیاد خیال اور مفضی الی الشرک ہے۔ (۳) کسی آیت یا حدیث یا قول ائمہ رحمۃ اللہ علیہم سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مجلس میں بوقت ذکر ولادت قیام کرنا چاہئے۔ یا یہ کہ حضور انور ﷺ تشریف لاتے ہیں۔ (۴) غرض علمائے اہل سنت والجماعت کا حق مذہب یہی ہے اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مولود یا قیام کچھ بھی ثابت نہیں۔ جو لوگ ان مسائل کو دیوبندیوں سے منسوب بتاتے ہیں وہ یا تو خود جاہل ہیں یا قصداً عوام کو دھوکہ دیتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

مولود شریف میں قیام کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(سوال) مولود شریف میں قیام کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۴۱ یسین خان (موے) ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ م ۲ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۱۶۷) میلاد کی مجلس میں مروجہ قیام ایک بے اصل چیز ہے جس کا ثبوت شریعت میں نہیں ہے (۲) اگر کوئی شخص قیام کو شرعی چیز سمجھ کر اور ثواب سمجھ کر کرے گا تو وہ ایک غلط چیز کا ارتکاب کرے گا۔ (۵)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

میلاد شریف میں قیام پر اصرار کرنا

(سوال) میلاد شریف میں تعظیم کے لئے کھڑا ہونا اور سب کو مجبور کرنا کہاں تک درست ہے۔

المستفتی نمبر ۹۵۱ عبدالرزاق صاحب (جین) ۲ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۲۲ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۶۸) میلاد شریف میں قیام کرنے کا ثبوت شریعت مقدسہ سے ثابت نہیں۔ یہ ایک رسم ہوگئی

۱۔ علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: واما اهل السنة والجماعة فيقولون في كل فعل وقول لم يثبت عن الصحابة رضي الله تعالى عنهم هو بدعة لانه لو كان خيرا لسبقونا اليه لانهم لم يتركوا خصلة من خصال الخير الا وقد بادروا اليها (تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۱۵۶ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

۲۔ بے اصل اس وجہ سے ہے کہ اس کی کوئی شرعی دلیل قائم نہیں ہے، اور بدعت اس وجہ سے ہے کہ خیر القرون کے بعد بلا حجت شرعیہ دین میں ایجاد کیا گیا ہے۔

۳۔ اگر علم وقدرت میں شرکت کا عقیدہ ہو تو کھلا شرک ہے، ورنہ کذب، افتراء علی اللہ والرسول ہے۔

۴۔ یعنی مولود شریف میں قیام، آمد رسول اللہ اور قیام میں سے کسی دلیل سے ثابت نہیں۔

۵۔ کیونکہ ایسی صورت میں یہ عمل شریعت میں اضافہ اور بدعت کا مصداق اور مذموم ہونا واضح ہے۔ قال علیہ السلام من عمل عملا ليس عليه امرنا فهو رد (مسلم، باب نقض الاحکام الباطلة ورد محدثات الامور ج ۲ ص ۷۷ ط قدیمی)

ہے جو بے اصل اور بے ثبوت ہے۔ اور اس پر دوام و التزام کرنا یا قیام نہ کرنے والوں پر طعن کرنا سخت بدعت ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

محفل میلاد میں کھڑے ہو کر سلام پڑھنا.

(سوال) محفل میلاد میں کھڑے ہو کر سلام پڑھنا ثابت ہے یا نہیں اس فعل کا کرنا بہتر ہے یا ترک بہتر ہے۔

المستفتی نمبر ۱۵۲۲ مولانا عبدالحق صاحب صدر مدرس مدرسہ حنفیہ ملتان ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ م ۲۳ جون ۱۹۳۷ء

(جواب) (از جناب مفتی صاحب) محفل میلاد میں کھڑے ہو کر صلوۃ و سلام پڑھنا اس طرح جیسا کہ رائج ہے کسی دلیل سے ثابت نہیں۔ تو اس قیام کو حکم شرعی و ضروری ٹھہرانا بدعت و گمراہی ہے۔(۱) اس وقت اس کا ترک کرنا ضروری ہوگا کیونکہ عوام الناس مبتدعین اس کو حکم شرعی و ضروری ٹھہراتے ہیں اس فعل کو ترک کرنے والے پر طرح طرح کے طعن و اعتراض کرتے ہیں۔ اجابہ وکتبہ حبیب المرسلین نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی۔ جواب صحیح ہے بندہ محمد یوسف عفا عنہ مدرسہ امینیہ دہلی۔

(جواب ۱۶۹) (از حضرت مفتی اعظمؒ) ہوالموفق۔ محفل میلاد میں قیام مروج بے اصل اور بدعت ہے

صلوۃ و سلام پڑھنا تو بڑی عبادت ہے لیکن ہیئت کذائی اور پھر اس پر اصرار کرنا اور تارک کو مطعون اور ملوم بنانا یہ سب ناجائز اور بدعت ہے۔(۲) ذکر ولادت تعظیم قیام کے ساتھ کرنی شریعت میں معہود نہیں اور اس کو شرعی حکم قرار دینا خدا اور رسول ﷺ کے خلاف تشریع ہے جو حرام ہے۔(۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

الجواب حق۔ محمد شفیع عفی عنہ مدرسہ عبدالرب دہلی۔

ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا بھی بے اصل ہے.

(سوال) قیام کرنا خاص ذکر ولادت شریفہ کے وقت واسطے تعظیم حضرت ﷺ کے مستحسن و مستحب ہے یا

۱۔ من أصر على أمر مندوب وجعله عزما ولم يعمل بالرخصة فقد أصاب منه الشيطان من الإضلال فكيف من أصر على بدعة او منكر" (مرقاة: ج ۳ ص ۳۱ ط المكتبة الحبيبية كوئٹہ)

۲۔ وإن العبادات من حيث هي عبادة لا مدخل فيها [illegible] ومن حيث تعبد بها [illegible] ووضع العبد بدخلها البدعة" (الاعتصام ج ۲ ص ۹۸ [illegible]) اور غیر ضروری کو ضروری بنانا بھی بدعت قبیحہ ہے ورہبانیة ابتدعوها ما كتبناها عليهم (الحدید ۲۷) وقال ابن مسعود رضي الله تعالى عنه: لا يجعل أحدكم للشيطان شيئا من صلاته يرى أن حقا عليه أن لا ينصرف إلا عن يمينه لقد رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم كثيرا ينصرف عن يساره" (بخاری، کتاب الاذان، باب الانفتال والانصراف عن اليمين والشمال: ۱/ ۱۱۸ ط قدیمی)

۳۔ منها وضع الحدود والتزام الكيفيات والهيئات المعينة والتزام العبادات المعينة في أوقات معينة لم يوجد لها ذلك التعيين في الشريعة" (الاعتصام [illegible] ج ۱ ص ۳۹ ط دار [illegible])

۴۔ أم لهم شركاء شرعوا لهم من الدين ما لم يأذن به الله" (الشورى ۲۱) وقال تعالى: "ولا تقولوا لما تصف ألسنتكم الكذب هذا حلال وهذا حرام لتفتروا على الله الكذب" (النحل ۱۱۶) وقال ابن كثير رحمة الله عليه "ويدخل في هذا كل من ابتدع بدعة ليس له فيها مستند شرعي أو حلل شيئا مما حرم الله أو حرم شيئا مما أباح الله بمجرد رأيه وتشهيه" (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۵۹۱ ط سہیل اکیڈمی [illegible])

حرام ہے اور مولود شریف کے قیام کو حرام کہنے والا گنہگار ہوگا یا نہیں اور اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔

المستفتی نمبر ۱۵۲۵ مولانا عبدالخالق صدر مدرس مدرسہ نعمانیہ ملتان ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ

(جواب) (از مولوی حبیب المرسلین نائب مفتی) مولود مروج بنفسہ ناجائز ہے اور اس میں قیام کرنا اور اس کو حکم شرعی ٹھہرانا بہت ہی بڑی گمراہی ہے۔ کیونکہ مولود مروج میں بجائے تعظیم کے آنحضرت ﷺ کی توہین ہوتی ہے کہ فساق فجار گانے کے لہجے میں گاتے ہیں اور حقہ سگریٹ بھی پیتے جاتے ہیں ور آپ کا ذکر و نام مبارک نہایت بے ادبی و بے حرمتی کی ساتھ پڑھتے ہیں۔ اور آنحضرت ﷺ کی محبت کے جھوٹے دعوے کرتے ہیں اور آپ کی سنن کی متابعت و نماز روزہ کے بھی پابند نہیں ہوتے۔ صورتیں شکلیں اہل ہنود کی رکھتے ہیں۔ ہاں اگر کوئی عالم وعظ کے لہجہ میں میلاد کے واقعات کو بیان کرے گا تو یہ مستحسن ہوگا۔ (۱) اور قیام کا ثبوت کسی سند شرعی سے نہیں۔ لہذا یہ بھی بدعات مخترعات سے ہے۔ فقط حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

(جواب ۱۷۰) (از حضرت مفتی اعظمؒ) ہوالموفق۔ آنحضرت ﷺ کے مقدس حالات اور سیرت مبارکہ کا ذکر کرنا نہ صرف جائز بلکہ مستحسن اور افضل اذکار ہے۔ لیکن محافل میلاد جس نوعیت سے منعقد کی جاتی ہیں، یہ سرتاسر امور غیر مشروعہ پر مشتمل ہوتی ہیں۔ (۲) روایات موضوعہ منکرہ بیان کی جاتی ہیں۔ (۳) بیان کرنے والے اکثر غیر متشرع فساق وفجار ہوتے ہیں، (۴) اسراف وریاکاری سمعہ ونمود مقصود ہوتا ہے۔ (۵) التزام مالایلزم کی حد سے گزر کر اس کو فرائض وواجبات سے بھی آگے بڑھا دیا جاتا ہے۔ (۶) قیام بوقت ذکر ولادت کو ایک فریضہ شرعیہ قرار دے لیا ہے اس کے تارک کو لعن وطعن کیا جاتا ہے۔ (۷) الغرض مروجہ مجالس میلاد بدعات وخرافات کا ایک مجموعہ بن کر رہ گیا ہے۔ اس لئے اس ہیئت کذائی کا ترک کرنا واجب ہے۔ (۸) حضور ﷺ کے فضائل وکمالات کے بیان کرنے کے لئے مثل مجالس وعظ کے ایک بے تکلف مجلس میں وعظ کی طرح بیان کر دینے کو اختیار کیا جائے تو بہتر اور موجب ثواب ہوگا۔ (۹) صحیح واقعات، مستند روایات بیان کی جائیں اور شیرینی

۱۔ "لاباس بالجلوس للوعظ اذا اراد به وجه الله تعالى كذا فى الوجيز لكردرى" (فتاوی عالمگیری ۵/۳۱۹ ط ماجدیہ کوئٹہ)

۲۔ "ما يعملونه فى شهر ربيع الاول من المولد قد احتوى على بدع و محرمات جمة" (ابن الحاج مالکی، المدخل ج ۲ ص ۳ ط مصطفی البابی الحلبی مصر)

۳۔ ان کا بیان کرنا اور سننا اس وعید میں داخل ہے "من كذب علىّ متعمدا فليتبوأ مقعده من النار" (بخاری ۱/۲۱ ط قدیمی)

۴۔ ان کے ساتھ ناحق مسابقت و مداہنت کرنی پڑتی ہے، ور بلکہ ان کی تعظیم کرتے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ "فلا تقعد بعد الذكرى مع القوم الظالمين" (الانعام: ۶۸)

۵۔ "ان المبذرين كانوا اخوان الشيطين" (بنی اسرائیل: ۲۷)

۶۔ اور غیر ضروری کو ضروری جاننا بدعات قبیحہ سے ہے "ورهبانية ابتدعوها ما كتبناها عليهم" (الحديد ۲۷) وقال ابن مسعود رضى الله تعالى عنه "لا يجعل احدكم للشيطان شيئا من صلاته يرى ان حقا عليه ان لا ينصرف الا عن يمينه ولقد رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم كثيرا ينصرف عن شماله" (بخارى ۱/۱۱۸ ط قديمى)

۷۔ قیام کو فریضہ شرعیہ قرار دینا بدعت ومعصیت ہے اور معصیت پر اصرار کرنا سخت معصیت ہے۔ علامہ شاطبی فرماتے ہیں "ان العاديات من حيث هى عادية لابدعة فيها، و من حيث يتعبد بها او توضع وضع التعبد تدخلها البدعة" (الاعتصام ج ۲ ص ۹۸ ط دار الفکر)

۸۔ کیونکہ بدعات ومکروہات کے ملنے سے عبادت بھی معصیت ہو جاتی ہے جیسے کوئی حالت جنابت میں بوقت دوپہر کے نماز پڑھنے لگے سخت گنہگار ہوگا حالانکہ نماز افضل العبادات ہے۔ اسی طرح نفس ذکر سیرت مبارکہ نہ صرف جائز بلکہ مستحسن اور افضل الاذکار ہے مگر بدعات وخرافات کے ملنے سے مروجہ مجالس میلاد کا ترک ضروری ہو جائے گا واللہ اعلم۔

۹۔ "التذكير على المنابر للوعظ والاتعاظ سنة الانبياء والمرسلين" (الدر المختار ج ۶ ص ۴۲۱ ط سعید)

وغیرہ تقسیم کرنے کا رواج ترک کر دیا جائے۔ مسلم، غیر مسلم سب کو بلایا جائے اور ایسی طرح بیان کیا جائے کہ غیر مسلموں کے لئے خاص تبلیغ ہو جائے اور اسلام کی صداقت اور پیغمبر اسلام کی محبت ان کے دلوں میں آ جائے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

(جواب ۱۷۱) نمبر ۵۲۸ اور دیگر۔ مولود شریف کا مروجہ اہتمام بے اصل ہے اور ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا بھی بے اصل ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

۱۳ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ م ۲۳ جون ۱۹۳۷ء۔

نبی علیہ السلام کا نام سن کر انگوٹھوں کو چومنا بے اصل ہے۔

(سوال) کیا میلاد شریف میں وقت ذکر ولادت شریف قیام کرنا اور آنحضرت ﷺ کا نام مبارک سن کر درود شریف پڑھ کر انگوٹھوں کو چوم لینا شرک ہے؟

المستفتی نمبر ۱۵۶۴ جناب سید عبدالمعبود صاحب بدایوں۔ ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ م ۴ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۷۲) میلاد شریف میں ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا شرعاً بے اصل ہے۔ کیونکہ ذکر کی تعظیم قیام کے ساتھ شریعت میں معہود نہیں اور نام مبارک سن کر درود شریف پڑھنا صحیح اور مستحب ہے۔(۱) مگر انگوٹھوں کو چومنا اور آنکھوں سے لگانا بے اصل ہے،(۲) تاہم اس کو شرک نہیں کہا جا سکتا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

مجلس میلاد میں حضور علیہ السلام کا تشریف لانا:

(سوال) (۱) ایک مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کی پیدائش کے ذکر کے وقت حضور ﷺ مجسم یا روح حضور علیہ السلام کی آتی ہے۔ مجلس میلاد میں اس وجہ سے ہم تعظیماً کھڑے ہو جاتے ہیں اور سلام پڑھتے ہیں۔ دریافت طلب یہ ہے کہ قرآن مجید یا حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ مجلس میلاد میں تشریف لاتے ہیں یا

۱۔ "ونص العلماء على استحبابها في مواضع ... وعند ذكر او سماع اسمه صلى الله عليه وسلم." (رد المحتار ج ۱ ص ۵۱۸ ط سعید)

۲۔ کیونکہ اکثر لوگ آنحضرت ﷺ کا نام مبارک سن کر انگوٹھے چومنے کو ثواب سمجھتے ہیں، اور وہ موقوف ہے روایت پر، اور روایت اس بارے میں کوئی ثابت نہیں۔ لہذا بے اصل ہے۔ شامی میں ہے "وذكر ذلك الجراحي واطال ثم قال: ولم يصح في المرفوع من كل هذا شيئ" (ج ۱ ص ۳۹۸ ط سعید) اور فضائل اعمال میں کمزور روایت پر عمل کرنے کی تین شرطیں ہیں ایک یہ ہے کہ وہ روایت بہت زیادہ کمزور نہ ہو، دوسرے یہ کہ وہ چیز شریعت کے کسی عام اصول کے تحت داخل ہو، تیسرے یہ کہ اس کو سنت نہ سمجھا جائے (رد المحتار ج ۱ ص ۱۲۸ ط سعید)۔ جب کہ انگوٹھے چومنے کے بارے میں جو روایت بیان کی جاتی ہے بدقسمتی سے اس میں مذکورہ بالا تینوں شرطوں میں سے ایک بھی نہیں پائی جاتی۔ پھر آج کل لوگ ثواب سمجھنے کے علاوہ تارک پر ملامت کرتے ہیں اس لئے اس فعل سے روکا جائے گا۔ یہ بات بھی ذہن نشین کی جائے کہ بعض فقہاء نے اپنی کتابوں میں انگوٹھے چومنے کو مستحب لکھا ہے۔ اس بارے میں علامہ عبدالحی لکھنویؒ فرماتے ہیں: "این تقبیل را در بعض کتب فقہ مستحب نوشتہ است مانند واجب و نہ سنت مثل کنز العباد و خزانۃ الروایات و جامع الرموز و فتاوی صوفیہ وغیرہ مگر در اکثر کتب معتبرہ و متداولہ نشان آن نیست و کتبے کہ در انہا این مسئلہ مذکور است غیر معتبر اند چنانکہ جامع الرموز و فتاوی صوفیہ و کنز العباد و خیرہ و ... وجہ ... این کتب طلب باید کرد و تحقیق عدم ثبوت سنیت تفصیل آن در رسالہ من "النفع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر" موجود است و حاصلہ اینکہ باب فقہاء نقل مسئلہ آن تحقیق محدثین صحیح نیست" (مجموعۃ الفتاوی علی ہامش خلاصۃ الفتاوی ج ۴ ص ۳۲۵ ط امجد اکیڈمی ...)

نہیں، اگر حضور ﷺ تشریف لاتے ہیں تو مجسم آتے ہیں یا روح پاک آتی ہے۔

المستفتی نمبر ۲۳۵۹ نوار احمد صاحب حویلی اعظم خاں دہلی، جمادی الاول ۱۳۵۷ھ م ۶ جولائی ۱۹۳۸ء

(جواب) (از مولانا مظہر اللہ صاحب) نہ یہ ثابت ہے کہ ذکر پیدائش کے وقت حضور اکرم ﷺ کی روح اطہر مجلس میں ہمیشہ تشریف لاتی ہے نہ اس غرض سے قیام کیا جاتا ہے لیکن کسی مجلس میں کسی صاحب باطن نے ایسا ملاحظہ کیا ہو تو کچھ بعید بھی نہیں لیکن اس کی وجہ سے ایک عام حکم نہیں لگایا جا سکتا(۱)

فقط واللہ اعلم۔ **محمد مظہر اللہ غفر لہ امام مسجد جامع فتحپوری دہلی۔**

(جواب ۱۷۳) (از حضرت مفتی اعظمؒ) ہوا موفق۔ حضور انور ﷺ کا تشریف لانا تو بالکل بے اصل اور بے حقیقت ہے اور کسی مجلس میں کسی صاحب باطن نے کشفی طور پر مشاہدہ بھی کیا ہو تو اس سے یہ لازم نہیں کہ حضور ﷺ خود مجلس میں تشریف لائے۔ کیونکہ کشف میں ایسی چیزوں کا ایسے مقام پر مشاہدہ ہو جاتا ہے جہاں وہ چیزیں خود نہیں ہوتیں۔ آنحضرت ﷺ نے نماز کسوف میں جنت و دوزخ کو قبلہ کی دیوار میں مشاہدہ فرمایا۔ صحیح بخاری کی صحیح حدیث میں اس کی تصریح ہے **مامن شئی کنت لم اره الا قد رأیته فی مقامی هذا حتی الجنة والنار**۔(۲) اور ایک روایت میں **فی عرض هذا الحائط اومثله** بھی آیا ہے۔(۳) اور ظاہر ہے کہ تمام مرئیات اور جنت و نار خود وہاں موجود نہ تھیں بلکہ یہ کشفی مشاہدہ تھا۔ اور قیام تعظیمی کا کوئی صحیح معنی نہیں ہے ذکر کی تعظیم قیام کے ساتھ معہود نہیں اور بفرض ہو بھی تو حضور ﷺ کی سیرت مبارکہ کا تمام ذکر مستحق تعظیم ہے، نہ صرف ذکر ولادت و سلام۔ **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔**

---

(۱) کیونکہ اگر بفرض محال کبھی ایسا اتفاق ہوا بھی ہو تو خرق عادت ہے اور خرق عادت دائم اور مستمر نہیں ہوتا، علاوہ بریں یہ امر متعلق کشف کے ہے اور کشف حجت تامہ نہیں کہ اس کی وجہ سے عام حکم لگایا جا سکے۔ ملا علی قاری شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں "المکاشفة والالهام او المنام التی هی ظنیات لا تسمی علوما یقینیا" (مرقاۃ ۱/ ۲۶ ط امدادیہ)

(۲) بخاری، ابواب الکسوف، باب صلوة النساء مع الرجال فی الکسوف ج ۱ ص ۱۴۳ ط سعید۔

(۳) بخاری، کتاب مواقیت الصلوة، باب وقت الظهر عند الزوال، ولفظه "ثم قال عرضت علی الجنة والنار آنفا فی عرض هذا الحائط فلم ار کالخیر والشر۔" وکذا فی کتاب الاعتصام، باب ما یکره من کثرة السؤال الخ ج ۲ ص ۱۰۸۳ ط قدیمی۔

فصل چہارم

مسئلہ علم غیب

(۱) محفل میلاد کا شرعی حکم۔
(۲) حضور علیہ السلام کا محفل میلاد میں تشریف لانا۔
(۳) رسول اکرم ﷺ کو علم غیب تھا یا نہیں؟
(۴) ایصال ثواب کیلئے دن مقرر کرنا کیسا ہے؟
(۵) شرک وبدعت کسے کہتے ہیں؟

(السوال)(۱) محفل میلاد شریف کرنا شرعاً جائز ہے یا بدعت ہے؟

(۲) رسول کریم ﷺ محفل میلاد میں تشریف لاتے ہیں یا نہیں؟ اور اگر ایک ہی وقت میں روئے زمین پر ہزار جگہ محفل میلاد ہو تو کیا رسول کریم ﷺ ہر جگہ تشریف لا سکتے ہیں یا نہیں یا مجبور ہیں؟

(۳) آنحضرت ﷺ کو علم غیب تھا یا نہیں؟

(۴) بزرگان دین کی ارواح کو ثواب پہنچانے کیلئے فاتحہ نیاز نذر کا دن مقرر کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۵) شرک وبدعت کسے کہتے ہیں؟

المستفتی حافظ عبدالقدیر خاں مدرسہ ساہوکارہ جدید بریلی۔

(جواب ۱۷۴) آنحضرت ﷺ کے حالات مبارکہ اور فضائل وکمالات طیبہ کا بیان کرنا بہت اچھا اور موجب خیر وبرکت ہے مگر مجلس میلاد جس صورت سے کہ مروج ہے یہ غیر شرعی ہے کیونکہ اول تو اس نام سے منعقد مجلس کرنا سلف صالحین کا معمول نہیں تھا(۱) بلکہ وعظ وذکر کی مجالس میں حضور انور ﷺ کے حالات طیبہ بھی بیان کردیئے جاتے تھے(۲)

دوسرے اکثر طور پر ان مجالس میں روایت غیر معتبرہ اور موضوعہ بیان کی جاتی ہیں جن کا بیان کرنا بلکہ سننا بھی گناہ ہے۔(۳)

تیسرے اکثر حالات میں مجلس منعقد کرنے والے کی نیت ریا وشہرت وناموری کی ہوتی ہے جو عمل حسنہ کے ثواب کو بھی ضائع کر دیتی ہے۔(۴)

۱۔ "ان عمل المولود بدعة لم يقل به ولم يفعله رسول الله صلى الله عليه وسلم والخلفاء والائمة" (كذافي الشرعة الالهية بحواله راه سنت: ص ۱۶۴ ط مكتبه صفدريه)

۲۔ "الذكر على المنابر للوعظ والاتعاظ سنة الانبياء والمرسلين" (رد المحتار ج ۶ ص ۴۲۱ ط سعيد)

۳۔ قال في الشامية "(قوله او موضوع) اي المكذوب على رسول الله صلى الله عليه وسلم. وهو محرم اجماعا بل قال بعضهم انه كفر. قال عليه الصلاة والسلام "من قال علي مالم اقل فليتبوأ مقعده من النار" (ج ۱ ص ۲۱ ط سعيد)

۴۔ وقد خرج مسلم حديث الغازي والعالم والجواد وعقابهم على فعلهم ذلك لغير الله عن ابي هريرة في كتاب الامارة باب من قاتل للرياء والسمعة استحق النار وقد قال الامام النووي رحمة الله عليه في شرحه مانصه "وفيه ان العمومات الواردة في فضل الجهاد انما هي لمن اراد الله تعالى بذلك مخلصا وكذلك الثناء على العلماء وعلى المنفقين في وجوه الخيرات كله محمول على من فعل ذلك لله تعالى مخلصا" (انظر الصحيح لمسلم مع شرحه الكامل للنووي رحمة الله عليه ج ۲ ص ۱۴۰ ط قديمي)

چوتھے ان مجالس میں بعض غیر شرعی امور عمل میں لائے جاتے ہیں اور ان کو نہ صرف شرعی سمجھا جاتا ہے بلکہ فرض وواجب کا مرتبہ دے دیا جاتا ہے۔ مثلاً ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا کہ یہ ایک بے اصل اور بے ثبوت چیز ہے(۱) مگر عملاً اس کا ایسا التزام کر لیا گیا ہے کہ اگر کوئی قیام نہ کرے تو اس کو مستحق طعن سب و شتم کرتے اور بسا اوقات مارنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔(۲) مذکورہ بالا وجوہ کی بناء پر کہا جا سکتا ہے کہ مجالس مروجہ میلاد کا انعقاد شرعی نہیں ہے۔(۳)

(۲) یہ خیال اور عقیدہ کہ حضور انور ﷺ مجالس میلاد میں تشریف لاتے ہیں ایک عامیانہ اور بے اصل خیال ہے اور نہ یہ اصول شرعیہ کے لحاظ سے درست ہو سکتا ہے کیونکہ ایک وقت میں ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا حضرت حق تعالیٰ کی صفات خاصہ میں سے ہے۔(۴)

(۳) علم غیب حضرت حق تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے۔ آنحضرت ﷺ کو حق تعالیٰ نے اس قدر مغیبات کا علم عطا فرما دیا تھا کہ ہم اس کا احصار نہیں کر سکتے۔ اور ہمارا عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا علم حضرت حق تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ ہے، مگر باوجود اس کے حضور ﷺ عالم الغیب نہ تھے۔ کیونکہ علم غیب کے معنی یہ ہیں کہ وہ بغیر واسطہ حواس اور بغیر کسی کے بتائے ہوئے حاصل ہو(۵) اور حضور ﷺ کا تمام علم حضرت حق تعالیٰ کے بتانے سے حاصل ہوا ہے۔ وہ حقیقۃً علم غیب ہے اور نہ حضور ﷺ کو عالم الغیب کہنا درست۔(۶)

(۴) ایصال ثواب کی شرعی حقیقت یہ ہے کہ انسان کوئی ثواب کا کام (یعنی عبادت مالیہ یا بدنیہ ادا کرے۔ اور خود ثواب پانے کا مستحق بنے۔ پھر حضرت حق تعالیٰ سے دعا کرے کہ یا اللہ یہ ثواب جس کا تیرے فضل و کرم کے وعدے سے میں مستحق ہوا ہوں میرے فلاں بزرگ یا عزیز یا دوست کو پہنچا دے۔(۷) ثواب کا کام ثواب کی نیت سے کیا جائے اور انہیں اوصاف کے ساتھ جو شریعت نے ثابت کئے ہیں ادا ہو جب وہ مفید ہوگا۔ ورنہ برادری کی رسم کی پابندی یا ریاء و نمود کی غرض سے جو کام کیا جائے یا اوصاف شرعیہ کے خلاف ہو تو اس میں خود کرنے والا ہی ثواب کا مستحق نہیں ہوتا دوسرے کو کیا بخشے گا اور کیا پہنچے گا۔(۸) پس عبادات مالیہ یعنی

۱۔ کیونکہ اس کی کوئی شرعی دلیل قائم نہیں ہے۔
۲۔ اور التزام ما لا یلزم بدعت ہے۔ "ورهبانية ابتدعوها ما كتبناها عليهم" (الحدید: ۲۷)
۳۔ [illegible]
۴۔ "[illegible] ہم چوں اعتقاد کہ حضرات انبیاء واولیاء ہر وقت حاضر و ناظر اند...... شرک است چہ ایں صفت مخصات حق جل جلالہ است کہ دیگرے را دریں شرکت نیست و نیز در بزازیہ است وعن هذا قال علماؤنا من قال ان ارواح المشائخ حاضرة تعلم يكفر انتهى" (مجموعۃ الفتاوی فارسی: ج ا ص ۸۰، مجموعۃ الفتاوی اردو: ج ا ص ۳۶ ط ایچ ایم سعید)
۵۔ "والتحقيق ان الغيب ما غاب عن الحواس والعلم الضروري والعلم الاستدلالي۔" (علامہ محمد عبدالعزیز الفرہاری، النبراس ص ۳۴۳ ط امدادیہ ملتان)
۶۔ وقال العلامة الفرهاري رحمه الله عليه "وقد نطق القرآن بنفي علمه عمن سواه تعالى فمن ادعى انه يعلمه كفر ومن صدق المدعي كفر واما ما علم بحاسة او ضرورة او دليل فليس بغيب ولا كفر في دعواه ولا في تصديقه على الجزم في اليقيني والظن في الظني عند المحققين۔" (النبراس: ص ۳۴۳ ط امدادیہ)
۷۔ قال في الدر المختار "الاصل ان كل من اتى بعبادة ما له جعل ثوابها لغيره وان نواها عند الفعل لنفسه لظاهر الادلة" وقال في الرد (قوله بعبادة ما) اي سواء كانت صلاة او صوما او صدقة او قراءة او ذكرا او طوافا او حجا او عمرة وجميع انواع البر كما في الهندية۔" (رد المحتار ۲/ ۵۹۵ ط سعید)
۸۔ "يا ايها الذين آمنوا اطيعوا الله واطيعوا الرسول ولا تبطلوا اعمالكم" (محمد: ۳۳) اي امتثلوا امر الله وامر رسوله ولا تبطلوا اعمالكم [illegible] تبطل به هولاء اعمالهم من الكفر والنفاق والعجب والرياء (محمد علی الصابونی صفوۃ التفاسیر ۳/ ۲۰۳ [illegible])

صدقات کے ذریعہ سے جو ثواب پہنچانا ہے اس کی صحیح صورت یہ ہے کہ جو کچھ میسر ہو اور جس وقت میسر ہو اس کو خالصاً لوجہ اللہ کسی مستحق پر صدقہ کردو اور اس کا ثواب جسے پہنچانا ہو پہنچادو۔ اس میں کسی خاص چیز اور خاص وقت کا التزام غیر شرعی ہے۔(۱) اور عبادات بدنیہ کے ذریعے سے ثواب پہنچانے کی صورت یہ ہے کہ نفل نماز پڑھو نفل روزہ رکھو یا قرآن مجید کی تلاوت کرو وغیرہ۔ ان عبادات کا ثواب جسے پہنچانا ہو پہنچادو اس میں بھی کسی خاص صورت اور ہیئت اور نوعیت کی اپنی طرف سے تخصیص کرنا غیر شرعی ہے۔(۲)

(۵) خدا تعالیٰ کے اوصاف مخصوصہ میں کسی دوسرے کو شریک کرنا شرک ہے۔ پھر اس کی بہت سی قسمیں ہیں جس کی تفصیل کے لئے بہت وقت درکار ہے اس لئے بہتر ہے کہ کسی مقامی عالم سے مشافہۃً دریافت فرمالیں۔ بدعت وہ کام ہے جو قرون ثلاثہ مشہود لہا بالخیر میں نہ ہوا ہو اور نہ اس کی اصل پائی جائے۔(۳) اور اس کو دین کا کام سمجھ کر کیا جائے یا چھوڑا جائے تو یہ کرنا یا اس کے چھوڑنے کو دین کا کام سمجھ کر چھوڑنا بدعت ہے۔(۴) اس کی تفصیل بھی کسی مقامی عالم سے دریافت فرمائی جائے۔ واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

"یارسول اللہ" کہنے کا حکم

(السوال) اگر رسول اللہ ﷺ کو غائبانہ ان الفاظ سے آواز دی جائے یا محمد۔ یا رسول اللہ۔ یا محبوب رب العالمین وغیرہ بلا درود شریف کے۔ ان الفاظ کو کبھی یا ہر وقت اس ندا سے کوئی محبت رکھتا ہے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور ویسی جواز السلام علیک ایہا النبی جو التحیات میں ہے ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۷۵) (یا محمد۔ یا رسول اللہ ﷺ کہنے والا اگر یہ سمجھ کر ندا کرتا ہے کہ حضور ﷺ میری آواز کو ہر وقت اور ہر جگہ سے سنتے ہیں تو یہ ندا ناجائز اور یہ خیال غلط ہے۔(۵) اور اگر اس خیال سے کہ میرے یہ الفاظ حضور ﷺ کو فرشتے پہنچادیتے ہیں تو درود و سلام کے ساتھ یہ خیال درست ہے۔(۶) لیکن بغیر درود و سلام کے اس عقیدہ اور خیال کی صحت کے لئے کوئی دلیل شرعی نہیں۔(۷) اور اگر محض فرط محبت میں بغیر کسی عقیدے کے کہتا ہے

۱۔ قال العلامة الشاطبي رحمه الله تعالى في الاعتصام: منها وضع الحدود والتزام الكيفيات والهيئات المعينة والتزام العادات المعينة في اوقات معينة لم يوجد لها ذلك التعيين في الشريعة۔" (الباب الاول في تعريف البدع الخ ۱ ۳۹ ط دار الفكر)

۲۔ حوالہ بالا

۳۔ "وكل حدث في الدين بعد زمن الصحابة بلا حجة شرعية" (النبراس ص ۱۵ ط امدادیہ ملتان)

۴۔ "ان البدعة من حيث قيل فيها انها طريقة في الدين مخترعة الى آخره يدخل في عموم لفظها البدعة التركية، كما يدخل فيه البدعة غير التركية فقد يقع الابتداع بنفس الترك تحريما للمتروك او غير تحريم، فان الفعل مثلا قد يكون حلالا بالشرع فيحرمه الانسان على نفسه او يقصد تركه قصدا الى ان قال وكما يشمل الحد الترك يشمل ايضا ضد ذلك۔" (الاعتصام: ج ۱ ص ۴۲، ۴۵ ط دار الفكر)

۵۔ مطلب یہ کہ اگر لفظ "یا" سے ندا کسی شرکیہ عقیدہ مثلاً بارادہ استعانت و استغاثہ یا دور و نزدیک سے سننے یا حاضر و ناظر ہونے کے اعتقاد سے ہو تو وجہ شرک ہے ناجائز ہے۔ آج کل لفظ "یا" کے ساتھ ندا سے مقصود اس عقیدے کا اظہار ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کی طرح آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی بھی حاضر و ناظر ہے، اور آپ ہر جگہ سے سنتے ہیں۔ یہ عقیدہ محض غلط اور باطل ہے لہذا لفظ "یا" کے ساتھ ندا بھی ناجائز ہے۔

۶۔ لقوله عليه السلام "ان لله ملائكة سياحين في الارض يبلغوني من امتي السلام۔" (النسائي، كتاب الصلاة، باب التسليم على النبي صلى الله عليه وسلم: ۱ / ۱۴۳ ط سعيد)

۷۔ کہ آپ ﷺ "یارسول اللہ" کہنے والے کی آواز سنتے ہیں یا یہ ندا آپ تک پہنچائی جاتی ہے۔

کہ حضور ﷺ سنتے ہیں یا حضور ﷺ کو یہ الفاظ فرشتے پہنچاتے ہیں تو فی نفسہ مباح ہے۔ مگر چونکہ اکثر عوام اس بد عقیدگی میں مبتلا ہیں کہ حضور ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں اور ہر جگہ سے یا محمد، یا، یا رسول اللہ کہنے والے کی آواز سن لیتے ہیں، اس لئے ایسے موہم الفاظ کا کہنا اور لوگوں کو ان کے استعمال سے منع کرنا ہی احوط ہے۔(۱) قرآن پاک کے الفاظ ایها المزمل۔(۲) یا ایها النبی جاهد الکفار۔(۳) الآیة یاایها النبی جو تشہد میں ہے ان سے حضور ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے پر استدلال کرنا صحیح نہیں۔ یا ایها المزمل اور قرآن پاک کے تمام خطابات حالت حیات میں نازل ہوئے اور بعد وفات حکایۃً پڑھے جاتے ہیں۔ کیونکہ قرآن پاک کا ایک ایک لفظ اور ایک ایک نقطہ واجب الحفاظت ہے۔ اور تشہد کا خطاب سلام کے ساتھ ہے۔ جو فرشتے حضور ﷺ تک پہنچا دیتے ہیں۔
فقط محمد کفایت اللہ غفرلہ دہلی۔

(۱) مجلس میلاد کا انعقاد اور اس میں قیام کرنا کیسا ہے؟
(۲) یا رسول اللہ، یا غوث پکارنا کیسا ہے؟
(۳) گیارھویں شریف کی نیاز کرنا اور اس کے کھانے کا حکم.
(۴) نماز میں حضور علیہ السلام کا تصور آنے کا حکم.

(السوال) مجلس میلاد شریف وقیام کرنا کیسا ہے؟ یا رسول اللہ، یا غوث پکارنا کیسا ہے؟ ان سے مدد مانگنا کیسا ہے؟ گیارھویں شریف کی نیاز کرنا اور اس کا کھانا کیسا ہے؟ نماز میں حضرت محمد ﷺ کا تصور کرنا کیسا ہے؟

(جواب ۱۷۶) آنحضرت ﷺ کے حالات وفضائل واوصاف کا ذکر احسن الاذکار اور افضل الاوراد ہے۔ لیکن مروجہ مجالس میلاد میں بہت سی باتیں شریعت مقدسہ کے خلاف ہوتی ہیں مثلاً روایات ضعیفہ بلکہ موضوعہ کا بیان کرنا۔ موضوع روایتوں کا بیان کرنا حرام ہے۔(۴) اور غیر متشرع لوگوں اور امردوں کا مولود پڑھنا، گانا، مکان کی زینت میں حد سے زیادہ مبالغہ کرنا۔ مولود کی مجلس کو ضروری اور لازم سمجھنا۔ ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا شریک نہ ہونے والے یا قیام نہ کرنے والے کو لعن طعن کرنا۔ یہ تمام امور ناجائز ہیں۔ شریعت مقدسہ میں ان کا کوئی ثبوت نہیں۔

یا رسول اللہ کہنا اگر صلوۃ وسلام کے ساتھ ہو تو جائز ہے اور اس میں بھی یہ عقیدہ رکھنا چاہئے کہ درود اور سلام کو فرشتے حضور ﷺ تک پہنچا دیتے ہیں۔(۵) یہ عقیدہ نہ ہو کہ ہر جگہ سے لفظ یا رسول اللہ یا اور کی

۱۔ کیونکہ جیسے شرک سے بچنا ضروری ہے ویسے ہی شبہ شرک سے بچنا بھی ضروری ہے۔ لقوله علیه السلام: "فمن اتقى الشبهات فقد استبرأ لدينه وعرضه، ومن وقع في الشبهات وقع في الحرام" (بخاری، کتاب الایمان، باب فضل من استبرأ لدینہ: ج ۱ ص ۱۳ ط قدیمی)
۲۔ المزمل: ۱
۳۔ التوبہ: ۷۳
۴۔ قال في الشامية: (قوله وأما الموضوع) أي المكذوب على رسول الله صلى الله عليه وسلم، وهو محرم إجماعا بل قال بعضهم إنه كفر. قال عليه الصلاة والسلام: "من قال علي ما لم أقل فليتبوأ مقعده من النار" (ج ۱ ص ۱۲۸ ط سعيد)
۵۔ لقوله عليه السلام: "إن لله ملائكة سياحين في الأرض يبلغوني من أمتي السلام" (النسائي، كتاب الصلوة، باب التسليم على النبي صلى الله عليه وسلم: ۱ / ۱۴۳ ط سعيد)

بات کو حضور خود سن لیتے ہیں۔ کیونکہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا خاص اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ (۱) اور یا غوث کہنا بہر حال ناجائز ہے۔ کیونکہ غوث نہ خود سن سکتے ہیں اور نہ ان تک ان الفاظ کو پہنچانے کے لئے کسی ذریعہ کا شرعاً ثبوت ہے۔

گیارھویں کی نیاز سے اگر مقصد ایصال ثواب ہے تو اس کے لئے گیارھویں تاریخ کی تعیین شرعی نہیں۔ (۲) نیز حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تخصیص نہیں۔ تمام اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اور صحابہ عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس کے مستحق ہیں۔ (۳) سال کے جن دنوں میں میسر ہو اور جو کچھ میسر ہو صدقہ کر دیا جائے اور اس کا ثواب بزرگان دین اور اموات مسلمین کو بخش دیا جائے۔ فقراء اس کھانے کو کھا سکتے ہیں۔ امراء اور صاحب نصاب نہیں کھا سکتے۔ کیونکہ یہ ایصال ثواب کے لئے بطور صدقہ کے ہوتا ہے۔ (۴)

آنحضرت ﷺ کا نماز میں قصداً تصور کرنا اگر اس خیال سے ہو کہ حضور ﷺ خدا تعالیٰ کے بندے اور رسول تھے تو مضائقہ نہیں۔ لیکن اگر تعظیم کے طور پر ہو تو درست نہیں۔ جو لوگ منع کرتے ہیں ان کا یہی مطلب ہے کہ خدا کی تعظیم کے موقع پر کسی مخلوق کی تعظیم کا خیال نہ کرنا چاہئے ورنہ مطلقاً تصور سے کون بچ سکتا ہے۔ جب کہ التحیات میں السلام علیک ایھا النبی موجود ہے تو اس کو پڑھتے وقت حضور ﷺ کا ذہن میں آنا لازمی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

مجلس مولود میں صلوۃ و سلام کے ساتھ "یارسول" کے الفاظ سے پکارنا.

(سوال) مولود میں لفظ یا رسول اللہ السلام علیک یا حبیب السلام علیک پکار کر کہنا اس غرض سے کہ سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی روح مبارک محفل میلاد میں آتی ہے۔ لہذا برائے تعظیم کھڑے ہو کر لفظ مذکور کو پکار کر کہتے ہیں۔ کیا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۷۷) صلوۃ و سلام کے ساتھ "یارسول" و "یاحبیب" ندا کے الفاظ سے پکارنا اس خیال سے کہ صلوٰۃ و سلام آنحضرت ﷺ کو فرشتوں کے ذریعہ پہنچا دیا جاتا ہے۔ اور آپ ﷺ تک ہماری ندا اور خطاب پہنچ جاتا ہے جائز اور درست ہے۔ کیونکہ بعض روایات معتبرہ سے ثابت ہے کہ باری تعالیٰ و تقدس نے آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک پر ایک فرشتہ مقرر فرما دیا ہے اور اس کو ایسی قوت سامعہ عطا فرمائی ہے کہ وہ تمام مخلوق کے صلوۃ و سلام سن کر حضرت نبوی ﷺ میں عرض کر دیتا ہے اور آنحضرت ﷺ جواب دیتے ہیں۔ قال النواب صدیق

۱۔ "وفي الواقع ہم چوں اعتقاد کہ حضرات انبیاء و اولیاء ہر وقت حاضر و ناظر اند ... شرک است چہ ایں صفت از مختصات حق جل جلالہ است کسے را دراں شرکت نیست [illegible] است وعلی هذا قال علماؤنا من قال ان ارواح المشايخ حاضرة تعلم يكفر انتهى۔" (مجموعۃ الفتاوی فارسی: ج۱ ص ۳۸، مجموعۃ الفتاوی اردو: ج۱ ص ۳۹ ط سعید)

۲۔ قال في الاعتصام "ومنها التزام العبادات المعينة في اوقات معينة لم يوجد لها ذلك التعيين۔" (ج۱ ص ۳۹ ط دار الفکر) وقال الامام الكنكوهي رحمه الله عليه في مجموعة الفتاوى۔ "مقرر کردن روز سوم وغیرہ بالتخصیص و اورا ضروری انگاشتن در شریعت محمدیہ ثابت نیست" (مجموعۃ الفتاوی علی ہامش خلاصۃ الفتاوی: ۱/ ۹۵ ط امجد اکیڈمی)

۳۔ "الافضل لمن يتصدق نفلا ان ينوي لجميع المؤمنين والمؤمنات لانها تصل اليهم ولا ينقص من اجره شيء" (رد المحتار ۲ ۲۴۳, ۵۹۵ ط سعید)

۴۔ اور صدقہ کا مصرف فقراء و مساکین ہیں قولہ تعالیٰ "انما الصدقت للفقراء والمساكين الخ" (التوبۃ ۶۰)

حسن خان البو فالی القنوجی فی نزل الابرار فی بیان فوائد الصلوۃ علیه صلی الله علیه وسلم ومنها قیام ملك علی قبره صلی الله علیه وسلم اعطاه اسماع الخلائق یبلغه ایاها کما فی حدیث واثق ابن حبان رواته ووردت احادیث بمعناه ثانیة ولله الحمد و منها انها سبب لرد النبی صلی الله علیه وسلم علی المصلی والمسلّم علیه کماورد بسند حسن بل صححه النووی فی الاذکار وغیره. انتهی ملتقطاً۔

ہاں اس خیال اور اعتقاد سے ندا کرنا کہ آنحضرت ﷺ کی روح مبارک مجلس مولود میں آتی ہے۔ اس کا شریعت مقدسہ میں کوئی ثبوت نہیں اور کئی وجہ سے یہ خیال باطل ہے۔ اول یہ کہ حضرت رسالت پناہ ﷺ قبر مبارک میں زندہ ہیں جیسا کہ اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے۔ (۱) تو پھر آپ ﷺ کی روح مبارک کا مجلس میلاد میں آنا بدن سے مفارقت کر کے ہوتا ہے یا کسی اور طریقے سے؟ اگر مفارقت کر کے مانا جائے تو آپ ﷺ کا قبر مطہر میں زندہ ہونا باطل ہوتا ہے۔ یا کم از کم اس زندگی میں فرق آنا ثابت ہوتا ہے۔ تو یہ صورت علاوہ اس کے کہ بے ثبوت ہے، باعث توہین ہے نہ موجب تعظیم۔ اور اگر مفارقت نہیں ہوتی تو پھر ہر مجلس مولود میں آپ ﷺ کی موجودگی بدن وروح کے ساتھ ہوتی ہے یا محض بطور کشف وعلم کے پہلی صورت بداہتاً باطل ہے۔ اور دوسری صورت بے ثبوت اور بعض اعتبار سے موجب شرک ہے کہ آن واحد میں مجالس کثیرہ کا علم ہونا اس طرح کہ گویا آپ ﷺ ہر جگہ حاضر وناظر ہیں یہ خاصہ ذات احدیت ہے۔ آنحضرت ﷺ کو ہر جگہ حاضر وناظر سمجھنا شرک ہے۔ (۲)

رہی مجلس میلاد تو اس کا حکم یہ ہے کہ نفس ذکر ولادت ومعجزات واقوال وافعال وواقعات آنحضرت ﷺ جائز بلکہ محبوب ومستحسن ہے۔ لیکن قیود مروجہ اور ہیئات مخصوصہ جو آج کل اکثر مجالس مروجہ میں پائی جاتی ہیں بدعت اور بے اصل ہیں۔ (۳) ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا بالکل بے اصل ہے۔ شریعت مقدسہ میں اس کی کوئی اصل نہیں، نہ قرون ثلثہ میں اس کا وجود تھا، نہ کوئی دلیل اس کے جواز پر دال ہے۔ (۴) **محمد کفایت اللہ** غفر لہ دہلی۔

۱۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "حیات انبیاء متفق علیہ است ہیچ کس را در وی خلافے نیست حیات جسمانی دنیاوی نہ حیات معنوی روحانی چنانکہ شہداء راست۔" (اشعة اللمعات ترجمه مشکوة، کتاب الصلوة، باب الجمعة فصل ۲ ج۱ ص ۶۱۳ مطبع نامی منشی)

۲۔ "وفی الواقع ہم چوں اعتقاد کہ حضرات انبیاء واولیاء ہر وقت حاضر وناظر اند شرک است چہ ایں صفت از مختصات حق جل جدہ است کسے را در آں شرکت نیست ونیز در بزازیہ است وعن هذا قال علماءنا من قال ان ارواح المشائخ حاضرة تعلم یکفر انتهی۔" (مجموعۃ الفتاویٰ ج۱ ص ۲۸، مجموعہ فتاویٰ عبدالحیؒ اردو ج۱ ص ۴۶ ط سعید)

۳۔ قال العلامة الشاطبیؒ فی الاعتصام: "منها وضع الحدود و التزام الکیفیات والهیئات المعینة و التزام العبادات المعینة فی اوقات معینة لم یوجد لها ذلك التعیین فی الشریعة" (الباب الاول، فصل فی تعریف البدع الخ. ج۱ ص ۳۹ ط دار الفکر)

۴۔ بہذا یہ عمل بھی خالص بدعت ہے۔ کیونکہ بدعت کی تعریف ہے "کل حدث فی الدین بعد زمن الصحابة بلا حجة شرعیة" (النبراس: ص ۱۵ ط امدادیہ)

مسئلہ علم غیب .

(سوال) حضرت رسول مقبول ﷺ عالم الغیب تھے یا نہیں ؟ بصورت عالم الغیب ہونے کے آپ ﷺ کا علم خدا کے علم کے مساوی ہے یا کم ؟ بینوا توجروا۔

(جواب ۱۷۸) کسی کا یہ دعوی کرنا کہ حضرت رسول مقبول ﷺ عالم الغیب تھے اور آپ ﷺ کو تمام مغیبات کا علم تھا محض غلط وافتراء اور اس شخص کی دیدہ دلیری ہے۔ اس قسم کا عقیدہ نہ تو قرآن سے ثابت ہے نہ حدیث شریف سے اس کا کچھ پتہ چلتا ہے نہ ائمہ کبار کے اقوال سے یہ سمجھ میں آتا ہے۔ بلکہ قرآن وحدیث واقوال ائمہ بڑے زور سے اس کی تردید کرتے ہیں۔ چونکہ یہ مسئلہ اصول اعتقادیہ سے ہے اس لئے نہ صرف علمائے حنفیہ ہی اس کے منکر ہیں بلکہ شوافع، مالکیہ، حنبلیہ سب ہی اس کے خلاف ہیں اور اس کی تردید کرتے ہیں۔ قرآن پاک صاف وصحیح طریقے پر فرماتا ہے۔ **قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ الایۃ۔**(۱) **وقال اللہ تعالی قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ماشاء اللہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر الایۃ**(۲) **ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم مافی الارحام الایۃ وغیر ذلک۔**(۳)

یہ آیات بینات صراحۃ ثابت کرتی ہیں کہ عالم الغیب ہونا خدا ہی کی صفت ہے اور دنیا و فیہا میں کوئی ایسا فرد مخلوق نہیں جو علم غیب رکھتا ہو اور خود خداوند جل وعلا شانہ اپنے کلام میں حضرت ﷺ کو مخاطب کرکے فرماتا ہے کہ اے ہمارے رسول تو ان لوگوں سے مطلع کردو شاید کوئی تمہارے اس مرتبے کو دیکھ کر اور تمہارے بعض مغیبات کو بتلادینے سے کہیں اس دھوکہ میں نہ پڑجائے کہ تمہیں بھی علم غیب آتا ہے۔ اس لئے تم ان سے کہہ دو کہ یہ صفت خاص خدا کی ہے اس میں اس کا کوئی مساہم وشریک نہیں۔ علی ہذا القیاس متعدد احادیث اس کی شاہد ہیں۔ ملاحظہ ہو مشکوۃ کی کتاب الایمان کی پہلی حدیث کا یہ ٹکڑا۔ **ماالمسئول عنہا باعلم من السائل**(۴) یعنی قیامت کے باب میں میں فرشتہ مخاطب یعنی جبرئیل سے زیادہ واقف نہیں ہوں۔

یعنی جس طرح کہ جبرئیل کو صرف علامت قیامت کا علم ہے اسی طرح مجھ کو ہے۔ پھر آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن میرے بعض اصحاب کو دوزخ کی طرف لے جائیں گے اور آپ فرمائیں گے **اصیحابی۔ اصیحابی۔** اور وہ فرشتے آپ کو جواب دیں گے کہ آپ کو نہیں معلوم کہ انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا کیا؟ یعنی مرتد ہو گئے۔(۵) صاف اس کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ کو علم غیب نہیں پھر آپ کا علم حضرت

---

۱. النحل : ۶۵
۲. الاعراف : ۱۸۸
۳. لقمٰن : ۳۴
۴۔ مشکوۃ کتاب الایمان، الفصل الاول ج ۱ ص ۱۱ ط قرآن محل و الحدیث اخرجہ البخاری فی کتاب الایمان باب سوال جبریل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الایمان الخ(۱ /۱۲ قدیمی) وکذافی کتاب التفسیر، سورۃ لقمان، باب ان اللہ عندہ علم الساعۃ(۱ /۷۰۴) ومسلم فی صحیحہ فی کتاب الایمان(۱ /۲۹ قدیمی)
۵۔ الحدیث اخرجہ البخاری فی کتاب الانبیاء، باب قول اللہ عزوجل واتخذاللہ ابراہیم خلیلا الخ بلفظہ فاقول اصیحابی اصیحابی فیقول انہم لم یزالوا مرتدین علی اعقابہم منذ فارقتہم۔"(۱ /۴۷۳ قدیمی)واخرجہ ایضا بمعناہ فی کتاب الحوض بلفظ "اصحابی"(۲ /۹۷۳، ۹۷۵ قدیمی)

الوداع میں یہ فرمانا۔ **لعلی لا اراکم بعد عامی ھذا۔**(۱) اس کی دلیل ہے کہ آپ کو علم غیب نہیں۔ ورنہ آپ کا ان الفاظ کو شک و شبہ کے ساتھ استعمال کرنے کے کیا معنی ہو سکتے ہیں۔ قصہ افک(۲) میں آپ کا ایک عرصہ تک متردد و متفکر رہنا اور غایت درجہ محزون و مغموم ہونا بھی اس کی دلیل ہے، ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ آپ ﷺ عالم الغیب بھی ہوں اور ایک معظم بالشان قصہ میں اتنی مدت تک پریشان بھی رہیں اور جب تک کہ قرآن نازل نہ ہو آپ ﷺ کو کچھ علم نہ ہو۔ ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں :۔

ثم اعلم ان الانبیاء لم یعلموا المغیبات من الا شیاء الا ما اعلمھم اللہ تعالیٰ احیانا وذکر الحنفیۃ تصریحا بالتکفیر باعتقاد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ تعالیٰ قل لایعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ۔ انتھی۔(۳)

یعنی انبیاء علیہم السلام تمام مغیبات کو نہیں جانتے مگر اس قدر جتنی کہ خداوند تعالیٰ نے انہیں بتادی ہیں اور حنفیہ نے تو اس کی تصریح کر دی ہے کہ جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ حضرت رسول مقبول ﷺ عالم الغیب تھے وہ کافر ہے کیونکہ اس کا یہ عقیدہ صریح نص قرآنی **قل لایعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ الآیۃ** کے مخالف ہے اور اس کا انکار ہے۔ اور نص قرآنی کا انکار کفر ہے۔

قاضی عیاض اپنی کتاب شفا میں تحریر فرماتے ہیں :۔

واما ما یعتقد فی امور احکام البشر الجاریۃ علی یدیہ وقضایا ھم ومعرفۃ المحق من المبطل وعلم المفسد من المصلح فبھذہ السبیل لقولہ علیہ السلام انما انا بشروا نکم تختصمون لی ولعل بعضکم ان یکون الحن بحجتہ الخ الی ان قال فانہ تعالیٰ لوشاء لا طلعہ علی سرائر عبادہ و مخبآت ضمائرامتہ الی ان قال وطی ذلک من علم الغیب الذی یستاثر بہ عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احداً الا من ارتضی بہ رسول فیعلم منہ ماشاء ویستاثر بما شاء ولا یقدح ھذا فی نبوتہ ولا یعصم عروۃ من عصمتہ انتھی۔

ہاں اس میں شک نہیں کہ حضور پر نور ﷺ علم ذات و صفات و معرفت الٰہی کامل و اکمل اور تمام باتوں کے عالم تھے اور یہی مطلب فرمان **فعلمت علم الا ولین و الا خرین** کا ہے۔ اور اسی کے متعلق حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلویؒ فرماتے ہیں :۔

”وے ﷺ دناست بر ہمہ چیز از شیونات ذات الٰہی واحکام و صفات حق و اسمائے وافعال و آثار و بجمیع علوم ظاہر و باطن واول و آخر احاطہ نمودہ است و مصداق فوق کل ذی علم علیم شدہ۔“(۴)

یعنی وہ علوم صفات باری جو احاطہ بشری میں آسکتے ہیں اور دوسرے انبیاء اس سے واقف تھے، آپ ﷺ

۱۔ رواہ الترمذی فی ابواب الحج، باب ماجاء فی الافاضۃ من عرفات ۱ / ۱۷۸ ط سعید۔
۲۔ بخاری، کتاب المغازی، باب حدیث الافک : ۲ / ۵۹۳ ط قدیمی۔
۳۔ شرح کتاب الفقہ الاکبر، مسالۃ فی ان تصدیق الکاھن بما یخبرہ من الغیب ص ۲۲۵ ط دار الکتب العلمیۃ بیروت۔
۴۔ دیکھئے مقدمہ مدارج النبوۃ (فارسی)

واقف تھے نہ کہ عالم الغیب تھے۔ ارشاد علمت مافی السموات والارض کا(۱) مطلب بھی یہی ہے۔ واللہ اعلم۔

حدیث ”اتقوا فراسۃ المؤمن“ کا صحیح مفہوم کیا ہے؟

(السوال) حدیث، اتقوا فراسۃ مومن فانہ ینظر بنور اللہ (۲) کا ترجمہ زید یہ کرتا ہے کہ ”مومن کی دانائی سے ڈرتے رہو کیونکہ وہ خدا کے نور اور بصیرت سے لوگوں کے حالات معلوم کرلیتا ہے“ فرمائیے کیا اس کا ترجمہ یہی ہے؟

(جواب ۱۷۹) حدیث میں صرف یہ غرض ہے کہ مومن اللہ کے دیئے ہوئے نور اور عطا کی ہوئی بصیرت سے بعض وہ باتیں معلوم کرلیتا ہے جن کا معلوم ہونا فراست سے متعلق ہے نہ کہ علم غیب سے۔(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

آنحضرت ﷺ کو حاضر ناظر سمجھ کر آپ سے استمداد کرنے والے کا حکم؟

(السوال) بریلوی عقائد والے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر و ناظر سمجھنے والا اور ایسے عقیدے رکھ کر آپ سے استمداد کرنے والا کافر ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۲۲ محمد نذر شاہ (ضلع گجرات) ۶ محرم ۱۳۵۵ھ م ۳۰ مارچ ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۸۰) جو شخص کہ آنحضرت ﷺ کو ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھے اور حضور ﷺ سے اس عقیدے کی بنا پر استمداد کرے وہ ایک طرح شرک میں مبتلا ہے۔(۳) لیکن تکفیر میں احتیاط کی جائے۔(۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہے؟

(السوال) اکثر علمائے کرام یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو ہر ایک قسم کا علم سکھادیا تھا اور اس واسطے سرور عالم ﷺ ہر وقت بدون وحی یہ بتاسکتے تھے کہ ماں کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی۔ اور یہاں تک بھی فرماتے ہیں کہ اتنا علم تو حضور پرنور ﷺ کے غلام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی تھا۔ اور فتح خیبر کے موقع پر آنحضرت ﷺ کو علم تھا کہ خیبر فتح ہوجائے گا۔ اور یہ بھی علم تھا کہ یہ نمایاں کام حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دست مبارک سے سرانجام پائے گا، لیکن علمائے کرام کا دوسرا گروہ کہتا ہے کہ

۱۔ الحدیث اخرجہ الترمذی عن ابن عباس فی کتاب التفسیر، سورۃ والصافات ولفظہ ”فعلمت مافی السموات ومافی الارض“ وفی روایۃ عنہ ”فعلمت مابین المشرق والمغرب۔“ وکذا رواہ ایضاً عن معاذ بن جبل ولفظہ ”فتجلّی لی کل شیء وعرفت۔“ (راجع جامع الترمذی: ۲/ ۱۵۹ سعید)

۲۔ رواہ الترمذی عن ابی سعید الخدری فی کتاب التفسیر، سورۃ الحجر: ۲/ ۱۴۵ ط سعید)

۳۔ ”اعتقاد اینکہ پیر حق سبحانہ حاضر و ناظر و عالم خفی و جلی در ہر وقت و ہر آن است اعتقاد شرک است“ (مجموعۃ الفتاوی علی ہامش خلاصۃ الفتاوی: ۴/ ۳۳۱ ط امجد اکیڈمی)

۴۔ ”اذا کان فی المسئلۃ وجوہ توجب الکفر ووجہ واحد یمنع فعلی المفتی ان یمیل الی ھذا الوجہ“ (الامام طاہر بن عبدالرشید البخاری، خلاصۃ الفتاوی، الفصل الثانی فی الفاظ الکفر، ج ۴ ص ۳۸۲ ط امجد اکیڈمی)

اللہ تعالیٰ سے دوسرے درجہ پر نبی علیہ السلام کا علم تھا جو جملہ انبیاء علیہم السلام سے بڑھ کر تھا۔ مگر علم غیب کے متعلق خود اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعہ اصلاح فرماتے تھے۔ مثلاً اگر کوئی پوچھتا کہ فلاں حاملہ لڑکا جنے گی یا لڑکی تو اللہ تعالیٰ اپنے پیارے نبی کو وحی کے ذریعے خبر دیتے اور اسی طرح فتح خیبر کے موقع پر وحی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے خبر دی تھی کہ حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے کل قلعہ خیبر فتح ہو جائے گا، اس لئے کل آپ کے ہاتھ میں علم دیا جائے ان دونوں عقائد میں سے کون سے عقائد درست ہیں؟

المستفتی نمبر ۱۷۸ غلام محمد (ضلع تک) ۲۳ محرم ۱۳۵۵ھ م ۱۶ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۸۱) دوسرے گروہ کا عقیدہ اور بیان صحیح ہے۔ کیونکہ قرآن مجید کی صریح آیات اور صحیح احادیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ عالم الغیب صرف باری تعالیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو تمام مخلوق سے زیادہ علم عطا فرمایا تھا لیکن پھر بھی وہ عالم الغیب نہ تھے۔ قرآن مجید میں ہے ۔

لایعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ۔(۱) یعنی آسمان و زمین والوں میں سے کوئی بھی عالم الغیب نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے۔

اسی طرح بہت سی آیات ہیں۔ یہ خیال کہ حضور ﷺ بغیر وحی ہر وقت یہ بتا سکتے تھے کہ "پیٹ کا بچہ نر ہے یا مادہ۔" غلط ہے۔ اور قرآن مجید کی آیت و یعلم ما فی الارحام (۱) کے مطلب کے خلاف ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

یارسول اللہ کہنے اور کھانے پر فاتحہ پڑھنے کے متعلق ایک طویل عربی استفتاء .

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(السوال) حضرة الاستاد الشیخ الجلیل المفتی مولانا محمد کفایت اللہ طالت حیاته ولا زالت ظلاله مرفوفة علی رؤوس المسلمین السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاته. اتی هنا (مگلور) رجل یدعی المولوی شیراحمد اللکهوی وطلب من بعض اهل البلدة ان یتقرر له وعظ فی المسجد فاجازوه بالقاء المحاضرة عشرلیال (من اللیلة الاولی من المحرم الی اللیلة العاشرة) ونشروا اعلان الوعظ (ارسلنا نسخة منه الی فضیلتك) فوعظ واظهر فی الوعظ عقائده الفاسدہ وشتم کل من یقوم بقمع البدعة وسبهم بکل ماخطر له مما لایحصی اکثره حتی نشاء بسببه بین المسلمین تفرق وتباغض واخذ العوام یشتمون الموحدین مع الواعظ فاضطررنا الی ان ارسلناه هذین السئوالین فکتب الینا الجواب وقدارسلناه الیکم ولا یخفی علیکم انه غیر مطابق لسئوالنا وان فیه اغلاطاً خطیة ونحویة ولغویة فاحشة. وقدوعدنا الناس باننا نرسل سئوالنا وجواب الوعظ عنه الی فضیلتك والعلماء الکرام الثلاثة المذکورین فی السؤال ونطبع سئوالنا وجوابه وارکم فیهما معاو نشرها بین المسلمین اعلان الوعظ والسؤال والجواب هاهی قد بعثنا ولکم ما جزیل

---

۱. النمل ۱۵

۱. لقمن : ۳٤

الشکر اذاتفضلتم علینا بمصافحة التماسناهذاراحات القبول وبعثم باجوبتکم علی جناح الشرعة وقد ارسلنا مع هذا تذاکرالا جوبة والسلام .

بسم الله الرحمن الرحیم.

والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغیر مااکتسبوا فقد احتملو ابهتا ناواثما مبینا (القرآن الحکیم الاحزاب،رکوع) (۱) الی حضرة الفاضل المولوی بشیر احمد الواعظ فی مسجد کچی میمس منگلور لما شهد نا محاضرتك سمعنا ك تقول مسائل تباین کتاب الله وسة رسوله صلی الله علیه وسلم فنر جو امنك قصاری الرجاء بان تجیب السئوالین الاتیین جواباًبان یطابق الکتاب والسنة ویود نا ان نرسل السوال وجوابك الی امام الهند ابی الکلام آزادو العلامة المفتی محمد کفایة الله صدرجمعیة علماء هندو مولا نا ثناء الله شیر پنجاب محرر جریدة اهل حدیث والعلامة السید سلیمان الندوی مؤرخ الا سلام . هاهما السئوالان

(۱)انك قلت ان بعض المسلمین ینکرون ان ینادی یارسول الله ونحن لاندری ان فی المسلمین من یقول بعدم جوازنداء یارسول الله مطلقا غیران نداء رسول الله وجعله کالورد والوظیفة والذکر کما تعوده العوام اوبنداء ه بقصدانه صلی الله علیه وسلم حاضر فی کل مکان وزمان او نداء ه لاعانته وامداده لیس بجائزفی دین الله الذی جاء بالحق لمحق الشرك لان ذلك لیس فی القرآن والحدیث ولم یفعله الصحابة ولا التابعون ولا تبع التابعین ولا قال به الائمة الاربعة وغیرهم من العلماء الثقات ولا یجوز للمسلمین ان یعتقدوا بان النبی صلی الله علیه وسلم یعلم الغیب . قال الله تعالی. قل لااقول لکم عندی خزائن الله و لا اعلم الغیب. (۲)

وعن ابن عباس رضی الله تعالی عنه قال کنت خلف رسول الله صلی الله علیه وسلم یوما فقال یا غلام احفظ الله یحفظك احفظ الله تجد تجاهك واذا سألت فاسئل الله واذا استعنت فاستعن بالله . رواه احمد والترمذی کذافی المشکوۃ (باب التوکل)(۳)

ونقل هنا اقوال بعض علماء الدین تثق بهم فقد کتب العلامة ملا علی القاری فی شرح الحدیث المذکور قوله اذا سالت فاسئل الله ای فاسئله وحده لا ن خزائن العطایا عنده ومفاتیح المواهب والمزایابیده وکل نعمة اونقمة دنیویه اواخرویة فانها تصل الی العبداوتندفع عنه برحمته من غیر شائبة غرض و علة لا نه الجواد المطلق والغنی الذی لا یفتقر فینبغی ان لایرجی الا رحمته ولا یخشی الانقمته ویلتجی عظام المهام الیه ویعتمد فی جمهور الامور علیه ولایسئل غیره لان غیره غیر قادر علی العطایا والمنع والنفع والضرر وجلب النفع فانهم لایملکون لانفسهم نفعاولا

۱۔الاحزاب: ۵۸

۲۔الانعام: ۵۰

۳۔مشکوۃ، کتاب الرقاق، باب التوکل والصبر ج ۲ ص ۴۵۳ ط قرآن محل کراچی، ومسند احمد بن حنبل ج ۱ ص ۳۸۲، ۳۹۹، ۵۰۵ ط مؤسسة التاریخ العربی داراحیاء التراث العربی، وترمذی، آخرابواب صفة القیامة ج ۲ ص ۷۹ ط سعید۔

ضرا ولا یملکون موتا ولا حیوٰة ولا نشورا (مرقاة) (۱)

وفی فتاوی قاضی خان (المجلد الرابع) رجل تزوج بغیر شهود فقال الرجل للمرأة (خدا و پیغمبر صلی الله علیه وسلم را گواه کردیم) قالوا یکون کفرا لانه اعتقد ان رسول الله صلی الله علیه وسلم یعلم الغیب وهو ما کان یعلم الغیب حین کان فی الاحیاء فکیف بعد الموت. (۲)

وفی الفتاوی البزازیة (علی هامش العالمگیریة ج ۳ ص ۳۲۶) قال علماءنا من قال ارواح المشائخ حاضرة یکفر وکذلک (۳) ایضا فی مجموعة الفتاوی (۴) اللکنوی ج ۲ ص ۳۴ وفیه ایضا ج ۲ ص ۱۰۴ وفی التفسیر الکبیر. او العلم المحیط لیس الا لله تعالی وقال ملا حسین الخباز فی مفتاح القلوب "واز کلمات کفر است ندا کردن اموات غائبات بگمان آنکه حاضر اند مثل یا رسول اللہ و یا شیخ عبدالقادر و مانند آن۔"

وفی مجمع البحار (۵) کره الامام مالک ان یقول زرنا قبره صلی الله علیه وسلم وعللوه بان لفظ الزیارة صار مشترکا بین ما شرع وما لم یشرع فان منهم من قصد بزیارة قبور الانبیاء والصلحاء ان یصلی عند قبورهم ویدعو عندها ویسئلهم الحوائج وهذا لایجوز عند احد من علماء المسلمین فان العبادة وطلب الحوائج والاستعانة حق الله وحده

وفی الدر المختار المجلد الاول ص ۱۷۰ ومقدمة الهدایة المجلد الاول ص ۵۹ ان علم الغیب لیس لمخلوق سوی الله وفی شرح الفقه الاکبر ص ۱۸۵ واعلم ان الانبیاء لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا ما اعلمهم الله تعالی احیانا وذکر الحنفیة تصریحا بالتکفیر باعتقاد ان النبی علیه السلام یعلم الغیب لمعارضة قوله تعالی قل لایعلم من فی السموات والارض الغیب الا الله. (۶)

(ترجمہ) حضرت الاستاذ شیخ جلیل مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب اللہ آپ کی عمر دراز کرے اور آپ کا سایہ مسلمانوں کے سروں پر قائم رکھے۔ بعد سلام مسنون گذارش ہے کہ یہاں منگلور میں ایک شخص مسمی مولوی بشیر احمد لکھنوی آیا ہوا ہے۔ اس نے شہر کے بعض آدمیوں سے مسجد میں وعظ کہنے کا معاملہ طے کیا۔ انہوں نے اس کو محرم الحرام کی ابتدائی دس راتوں میں مجلسیں منعقد کرنے کی اجازت دی۔ اور اشتہار چھپوا کر تقسیم کیے۔ اس

۱۔ مرقاة، کتاب الرقاق، باب التوکل والصبر، الفصل الثانی: ج ۱۰ ص ۵۴ ط امدادیہ

۲۔ فتاوی قاضی خان علی هامش الهندیة، کتاب السیر، باب ما یکون کفرا من المسلم وما لا یکون. ج ۳ ص ۵۷۶ ط ماجدیہ کوئٹہ

۳۔ الفتاوی البزازیة، کتاب ألفاظ تکون اسلاما او کفرا او خطأ، الثانی فیما یتعلق بالله تعالی ج ۶ ص ۳۲۶ ط ماجدیہ کوئٹہ

۴۔ دیکھئے مجموعہ فتاوی عبدالحی (اردو)، کتاب العقائد ج ۱ ص ۳۶، ۸۵ ط ایچ ایم سعید، مجموعة الفتاوی علی هامش خلاصة الفتاوی: ج ۴ ص ۳۳۱ ط امجد اکیڈمی لاہور۔

۵۔ علامہ محمد طاهر پٹنی حنفی، مجمع بحار الانوار، مادہ "زور" ج ۲ ص ۴۴۳ ط مجلس دائرة المعارف العثمانیة، حیدر آباد دکن ہند۔

۶۔ ملا علی القاری، شرح کتاب الفقه الاکبر، مسألة ان تصدیق الکاهن بما یخبر به من الغیب ص ۲۲۵ ط دار الکتب العلمیة بیروت۔

میں سے ایک اشتہار آپ کی خدمت میں بھیجا جا رہا ہے۔ اس نے وعظ شروع کیا اور اپنے عقائد فاسدہ کا اظہار کیا۔ اور سب وشتم کیا۔ غرض کہ جو کچھ دل میں آیا بے دھڑک کہا۔ جس کا قلم بند کرنا مشکل ہے۔ اس کی اس حرکت سے مسلمانوں میں لڑائی جھگڑا بغض وعناد پیدا ہو گیا۔ اور بعض لوگ موحد واعظین کو گالیاں دینے لگے۔ مجبوراً ہم نے اس کو مندرجہ ذیل دو سوال لکھ کر بھیجے۔ اس نے ہم کو جواب دیا۔ یہ سوال وجواب ہم آپ کو بھیج رہے ہیں۔ آپ محسوس کریں گے کہ اس کا جواب ہمارے سوال کے مطابق نہیں ہے اور اس میں نحوی لغوی اور رسم الخط کی اغلاط بھی ہیں۔ ہم نے عوام الناس سے وعدہ کیا ہے کہ یہ سوال وجواب ہم جناب کی خدمت میں اور ان تین علماء کی خدمت میں بھیجیں گے جن کا ذکر سوال میں ہے۔ اور پھر آپ حضرات کے جوابات کو شائع کیا جائے گا۔

اعلان وعظ اور سوال وجواب ارسال خدمت کر کے ہم سب لوگ بے صبری سے آپ کے جواب کے منتظر ہیں۔

امید ہے کہ آپ اپنی رائے سے جلد از جلد مطلع فرمائیں گے، ہم آں جناب کے بہت ہی ممنون ہوں گے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جو لوگ مؤمنین اور مؤمنات کو ایسے کام کی تہمت لگا کر رنج پہنچاتے ہیں جو انہوں نے نہیں کیا تو وہ لوگ بہت بڑا وبال اور کھلا ہوا گناہ اٹھا رہے ہیں۔ قرآن حکیم (الاحزاب)

بخدمت مولوی بشیر احمد صاحب واعظ مسجد کچی میمن بنگلور۔ گذارش ہے کہ ہم جب آپ کی مجلس میں حاضر ہوئے تو آپ کو ایسے مسائل بیان کرتے ہوئے سنا، جو قرآن وحدیث کے خلاف ہیں۔ پس ہم آپ سے امید کرتے ہیں کہ آپ ہمارے مندرجہ ذیل سوالات کا ایسا تسلی بخش جواب دیں گے جو کتاب وسنت کے مطابق ہو۔ اور ہم اپنے سوال اور آپ کے جواب کو امام الہند مولانا ابو الکلام آزاد اور علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صدر جمعیۃ علمائے ہند اور مولانا ثناء اللہ شیر پنجاب ایڈیٹر رسالہ "اہل حدیث" اور علامہ سید سلیمان ندوی مؤرخ اسلام کی خدمت میں بھیجیں گے۔ وہ دو سوال یہ ہیں :۔

(۱) آپ نے وعظ میں فرمایا کہ بعض مسلمان لفظ یا رسول اللہ کے ساتھ ندا کرنے کو ناجائز کہتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے خیال میں ایسا کوئی مسلمان نہیں ہے جو مطلق ندائے یا رسول اللہ کے عدم جواز کا قائل ہو۔ البتہ ندائے رسول اللہ اس طریقے سے جیسے کہ عوام کی عادت ہے اور اس کو وردو وظیفہ اور ذکر بنالیا ہے یا رسول اللہ ﷺ کو اس نیت اور عقیدہ کے ساتھ ندا کرنا آپ ﷺ ہر جگہ اور ہر وقت حاضر ہیں یا آپ ﷺ کو ندا کرنا اپنی اعانت ودستگیری کے لئے، یہ اللہ کے برحق دین میں جائز نہیں ہے۔ نہ اس کی اجازت قرآن وحدیث میں ہے، نہ صحابہ وتابعین وتبع تابعین نے ایسا عمل کیا، نہ ائمہ اربعہ اور فقہائے اسلام نے اس کی اجازت دی۔ اور نبی ﷺ کے عالم الغیب ہونے کا عقیدہ رکھنا مسلمانوں کے لئے جائز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے پیغمبر کہہ دو کہ میں تم لوگوں سے ایسی بات کبھی نہیں کہوں گا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں عالم الغیب ہوں۔

اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پیچھے (سواری پر) تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے لڑکے اللہ کو یاد رکھ وہ تجھ کو (ہر مصیبت سے) بچائے گا۔ اللہ کو یاد رکھ تو اس کو اپنے سامنے پائے گا۔ اور جب مانگنا ہو تو اللہ سے مانگ اور مدد چاہے تو اللہ سے مدد چاہ۔ (مشکوٰۃ باب التوکل)

اور اس کی تائید میں ہم بعض دیگر علمائے دین کے اقوال نقل کرتے ہیں۔ علامہ ملا علی قاریؒ حدیث مذکور کی شرح میں لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے قول فاسئل اللہ سے مراد یہ ہے کہ صرف اللہ سے طلب کر کیونکہ عطا و بخشش کے خزانے اسی کے پاس ہیں اور نعمتوں کی کنجیاں اسی کے قبضے میں ہیں اور ہر قسم کی نعمت دنیاوی ہو یا اخروی جو بندے کو پہنچتی ہے یا مصیبت جو اس سے دور ہوتی ہے اسی کی رحمت سے ہوتی ہے۔ اس میں کسی غرض یا علت کا شائبہ تک نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ خود مختار سخی اور غیر محتاج غنی ہے۔ پس وہی اس کا حق ہے کہ صرف اسی کی رحمت سے امید کی جائے اور صرف اسی کے انتقام سے خوف کیا جائے اور اہم امور میں اسی سے التجا کی جائے اور تمام معاملات میں اسی پر بھروسہ کیا جائے۔ اور اس کے غیر سے کوئی سوال نہ کیا جائے۔ کیونکہ غیر اللہ دینے اور روکنے اور نفع نقصان پہنچانے اور خود نفع حاصل کرنے پر قادر نہیں ہے تو یہ اپنی ذات کے لئے بھی نفع و ضرر پر قادر نہیں ہیں اور خود اپنی موت و حیات اور نشر ان کے قبضے میں نہیں ہے۔ (مرقاۃ)

فتاویٰ قاضی خان جلد چہارم میں ہے کہ ایک شخص بغیر گواہوں کے نکاح کرے اور عورت سے کہے کہ خدا اور پیغمبر ﷺ کو گواہ کیا ہم نے تو فقہاء کہتے ہیں کہ اس نے کفر کا ارتکاب کیا۔ کیونکہ اس نے اس امر کا اعتقاد رکھا کہ رسول اللہ ﷺ غیب کی باتیں جانتے ہیں۔ حالانکہ وہ اپنی زندگی میں بھی عالم الغیب نہیں تھے تو وفات کے بعد یہ کیونکر ہو سکتا ہے؟

فتاویٰ بزازیہ میں ہے "ہمارے علماء کا قول ہے کہ جو شخص مشائخ کی ارواح کو حاضر سمجھے وہ کافر ہو جاتا ہے۔" فتاویٰ مولانا عبدالحی لکھنوی جلد ۲ ص ۴۳ اور جلد ۴ ص ۱۰۴ میں بھی اسی کے مطابق لکھا ہے۔ اور تنبیہ میں ہے کہ علم محیط سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کے لئے ثابت نہیں ہے۔ اور ملا حسین خباز مفتاح القلوب میں فرماتے ہیں کہ اموات غائبات کو حاضر سمجھ کر پکارنا کفر ہے جیسے یا رسول اللہ اور یا شیخ عبدالقادر وغیرہ۔

مجمع البحار میں ہے کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں نے نبی ﷺ کی قبر کی زیارت کی تو امام مالک اس کو مکروہ کہتے ہیں اور وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ لفظ زیارت مشروع اور غیر مشروع دونوں معنی کے لئے عام ہو گیا ہے۔ کیونکہ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو انبیاء و صلحاء کی قبور کی زیارت کا ارادہ کرتے ہیں اور وہاں جا کر نماز پڑھتے اور دعائیں مانگتے اور اہل قبور سے اپنی حاجت طلب کرتے ہیں۔ اور علماء میں سے کسی کے نزدیک یہ جائز نہیں ہے عبادات اور طلب حاجت اور استعانت صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔

درمختار جلد اول اور مقدمہ مدنیہ میں ہے کہ علم غیب اللہ کے سوا کسی مخلوق کے لئے ثابت نہیں ہے۔ اور شرح فقہ اکبر میں ہے کہ جاننا چاہئے کہ کسی غائب چیز کا علم انبیاء علیہم السلام نہیں رکھتے سوائے ان چیزوں کے جن کا علم اللہ تعالیٰ نے ان کو دیا ہو اور حنفیہ نے نبی کریم ﷺ کے بارے میں علم غیب کا عقیدہ رکھنے کو صریح کفر سمجھا ہے کیونکہ یہ عقیدہ قرآن کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نبی کہہ دو کہ زمین اور آسمان کے

رہنے والوں میں سے کوئی عالم الغیب نہیں ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے۔

فیا ایها الفاضل ! هل تقول ان هؤلاء العلماء الکرام مخطئون حیث قالوا ان النبی صلی الله علیه وسلم لایعلم الغیب ولا یجوز نداء ه علی نحو ما ذکروا استعانته والا فما ذا تقول فیهم وما تقول فی الایة والحدیث المتقدم ذکرهما. هلا رأیت ما قال الشیخ عبدالقادر الجیلانی قدس روحه اجعل الکتاب والسنة امامك وانظر فیهما بتامل و تدبروا عمل بهما ولا تغتر بالقال والقیل والهوس قال الله تعالی وما اتکم الرسول فخذوه وما نهکم عنه فانتهوا فتوح الغیب (۱) المقالة السادسة والثلاثون).

(۲) انك قلت ان غیر المقلدین یقولون لایجوز قراء ة الفاتحة. سبحان الله ماهذا الا بهتان مبین نحن نسألك هل فی المسلمین فرقة تنکر قراء ة الفاتحة مطلقا واما اذا اردت بقولك ماراج من قراء ة الفاتحة علی الطعام فی لیلة الجمعة ولیلة الاثنین والیوم الثالث للموت وغیره فلا ریب انها بدعة لم تکن فی خیر القرون ولم یامر به الکتاب ولا الحدیث لله در القائل

تو مولانا محترم! کیا آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ مذکورہ علمائے کرام غلطی پر تھے جنہوں نے نبی ﷺ کے عالم الغیب ہونے سے انکار کیا اور بطریقہ مذکورہ ندا اور استعانت کو ناجائز قرار دیا۔ اور اگر یہ بات نہیں تو ان کے مذکورۃ الصدر اقوال اور آیت اور حدیث کی آپ کیا توجیہ فرمائیں گے۔ کیا آپ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس روحہ کا قول نہیں دیکھا۔ فرماتے ہیں کہ کتاب وسنت کو اپنے سامنے رکھو اور اس میں غور وفکر کے ساتھ نظر کرو اور ان ہی دونوں چیزوں پر عمل کرو اور قیل وقال اور شک کی وجہ سے دھوکہ اور غفلت میں نہ پڑو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رسول ﷺ تم کو جو چیز دے اس کو لے لو اور جس چیز سے روکے اس سے رک جاؤ (فتوح الغیب)۔

(۲) آپ نے کہا کہ غیر مقلدین فاتحہ پڑھنے کو ناجائز کہتے ہیں۔ سبحان اللہ یہ محض بہتان ہے۔ ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ مسلمانوں میں سے کوئی ایسا فرقہ بھی ہے جو مطلق فاتحہ پڑھنے کو ناجائز کہتا ہے۔ اور اگر اس سے آپ کی مراد مروجہ فاتحہ ہے جو کھانے پر جمعرات کو پڑھتے ہیں یا موت کے تیسرے دن پڑھتے ہیں وغیرہ تو بے شک یہ بدعت ہے اور خیر القرون میں اس کا رواج نہیں تھا۔ اور قرآن وحدیث میں اس کا ثبوت نہیں ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

ولم یات الکتاب ولا الحدیث بما انتم علیه عاکفون ولم یقل به امام ولا عالم معتبر من السلف والخلف قال الله تعالی وما اتکم الرسول فخذوه وما نهکم عنه فانتهوا (۲) فیجب علی الامة المحمدیة ان یترکوا کل بدعة لهذه الایة وقال النبی صلی الله علیه وسلم من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو رد رواه البخاری و مسلم (اربعین حدیثا النوویة والمشکوة) (۳)

۱- فتوح الغیب، المقالة السادسة والثلاثون ص ۶۵ ط مصر۔
۲- الحشر: ۷
۳- مشکوة کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، الفصل الاول ۱/ ۲۷ ط قرآن محل وبخاری، کتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا علی صلح جور فهو مردود ج۱ ص ۳۷۱ ط قدیمی۔ و مسلم، کتاب الاقضیة، باب نقض الاحکام الباطلة ورد محدثات الامور: ج۲ ص ۷۷ ط قدیمی۔
۳- مسلم، کتاب الاقضیة، باب نقض الاحکام الباطلة ورد محدثات الامور ج۲ ص ۷۷ ط قدیمی۔

وفی رواية لمسلم من عمل عملا ليس عليه امرنا فهورد (اربعون حديثا النووية)

وقال صلى الله عليه وسلم ايضاً اياكم ومحدثات الامور فان كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة رواه احمد و ابوداؤد والترمذی وابن ماجة (مشكوة (١) باب الاعتصام) و ايضا قال صلى الله عليه وسلم شرالامور محدثاتها وكل بدعة ضلالة رواه (٢) مسلم كذافی الباب المذكور واذالم تشرك الاية والحديث فنحن نلفت نظرك الى قول العلماء فقد قال العلامة شاہ ولی الله المحدث الدهلوی فی

شعر ـــ وہ چیز جس کو تم پکڑے بیٹھے ہو۔ اس پر نہ کتاب اللہ اتری ہے نہ کوئی حدیث آئی ہے۔

اور کسی امام نے اور اگلے پچھلے علماء میں سے کسی نے اس کی اجازت نہیں دی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رسول تم کو جو کچھ دے وہ لے لو اور جس چیز سے روکے اس سے رک جاؤ۔ پس امت محمدیہ پر اس آیت کی رو سے واجب ہے کہ ہر قسم کی بدعت کو چھوڑ دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جس نے ہمارے احکام میں کوئی ایک نئی بات ایجاد کی جس کا ثبوت ہمارے احکام سے نہ ملتا ہو وہ مردود ہے بخاری و مسلم۔

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جس شخص نے کوئی ایسا کام کیا جس کے متعلق ہمارا کوئی حکم موجود نہ ہو، پس وہ نامقبول ہے۔

اور فرمایا کہ دین میں نئی باتیں نکالنے سے بچو کیوں کہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور فرمایا کہ امور دینیہ میں سب سے برا امر وہ ہے جو ایجاد کر لیا جائے اور ہر ایجاد کردہ امر گمراہی ہے (روایت مسلم)

اب جب کہ آیات واحادیث سے ہم نے ثبوت پیش کر دیا تو ہم علماء کے اقوال کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

وصيت نامة النبی فی اللغة الفارسية

"از عادات شنیعہ ما مردم اسراف است در ماتم ہا و سیوم و چہلم و ششماہی و فاتحہ سالینہ و ایں ہمہ را در عرب اول وجودنہ بود مصلحت آں کہ غیر تعزیہ وارثان میت تا سہ روز و طعام ایشاں یک شبانہ روز رسے نباشد۔" (٣)

ماتقول فی شاه ولی الله هل هو شقی اوقليل الحظ والعياذ بالله كما تقول عن بعض المسلمين الذين قالوا ربنا الله ثم استقاموا والعلامة المذكور قد منع قراءة الفاتحة الرائجة حاشالله

۔ مشكوة، كتاب الايمان، باب الاعتصام ج ١ص ٣٠ ط قرآن محل و مسند احمد ج ۵ ص ١٠ ط موسسة الريح العربی داراحياء التراث العربی وابوداؤد، كتاب السنة، باب فی لزوم السنة ج ٢ ص ٢٨٧ ط امداديه وترمذی، ابواب العلم، باب ماجاء فی من دعا الى هدى الخ، ولفظه "واياكم ومحدثات الامور فانها ضلالة" ج ٢ ص ٩٢ ط سعيد وابن ماجه، باب من حدث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وهويرى انه كذب، ولفظه "واياكم والامور المحدثات فان كل بدعة ضلالة" ج ١ ص ۵ ط مير محمد.

٢ مسلم، كتاب الجمعة، فصل فی الخطبة والصلوة قصدا ج ١ ص ٢٨۵ ط قديمی۔

٣۔ المقالة الوضيه فی النصيحة والوصيه (فارسی)، مشمولہ کتاب "مجموعہ وصایا اربعہ" مرتب و مترجم محمد ایوب قادری ص ۵٣ ط شاہ ولی اللہ اکیڈمی، صدر، حیدرآباد پاکستان۔

وما ذا تقول في سائر العلماء الحنفيين الذين تعتبرهم وغيرهم من الاعلام فمن منع تلك البدعة فانه قد نهى رسم الفاتحة وماشاكله مولانا عبدالحي الحنفي اللكهنوي في مجموعة الفتاوى (١) والشيخ علي متقي في رسالة رد بدعات و مولانا شاه اسحق الحنفي في مائة مسائل

وفي فتاوى العالمگيرية (٢) قراءة الكافرون الى الآخر مع الجمع مكروهة لانها بدعة لم ينقل ذلك عن الصحابة وفي شرح مراقي الفلاح المطبوع بمصر ص ٣٦٣ (٣)

"ترجمہ: لوگوں نے جو بدعات اختیار کر رکھی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ غمی کی تقریبات سیوم اور چہلم بیسویں اور ششماہی اور فاتحہ سالانہ میں بے تحاشا صرف کیا جاتا ہے۔ اور ان تمام رسوم کا قرون اولی میں وجود نہ تھا۔ بہتر یہ ہے کہ صرف تین دن تک ورثائے میت سے تعزیت مسنونہ کی جائے اور ایک دن رات ان کو کھانا دیا جائے۔ اس کے علاوہ کوئی رسم ادا نہ کی جائے۔"

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں؟ کیا نعوذ باللہ وہ بدبخت یا کمبخت تھے؟ جیسا کہ آپ بعض موحد مسلمانوں کے بارے میں کہا کرتے ہیں۔

اور ان تمام حنفی علماء کے متعلق آپ کیا کہیں گے جو آپ کے نزدیک بھی معتبر ہیں اور ان کے علاوہ دیگر مذاہب کے علماء بھی جو فاتحہ مروجہ اور اسی قسم کی رسموں کو منع کرتے تھے۔ مثلاً مولانا عبدالحی لکھنوی اپنے مجموعۃ الفتاوی میں اور شیخ علی متقی رسالہ ردبدعات میں اور مولانا شاہ محمد اسحق مائۃ مسائل میں لکھتے ہیں۔

نیز فتاوی عالمگیریہ میں ہے کہ سورۃ کافرون سے آخر تک مجلس میں کھانے پر پڑھنا مکروہ ہے بوجہ بدعت ہونے کے یہ فعل صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم سے ثابت نہیں۔ اور شرح مراقی الفلاح مطبوعہ مصر ص ۳۶۳ میں ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ مکروہ ہے اس لئے کہ یہ مردار کھانا ہے اور اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی بات ثابت نہیں ہے۔ اور فتاوی سمرقندیہ میں ہے کہ کھانے پر فاتحہ پڑھنا بدعت ہے۔ اسی طرح شامی اور کبیری اور مجموعۃ الفتاوی اور طحطاوی شرح مراقی الفلاح میں بھی مذکور ہے۔

قال الامام (الاعظم) تكره لان اكلها جيفة ولم يصح فيها شيء عنده عنه صلى الله عليه وسلم وفي الفتاوى السمرقندية منقولا من اربحه ص ٤٩ قراءة الفاتحة على الطعام بدعة وكذلك في الشامي (٤) ص ٥٧ ج ٥ و ص ٤٨ ج ٥ وفي الكبيري (٥) شرح منية ص ٥٦٥

۱۔ مجموعۃ الفتاوی علی ہامش خلاصۃ الفتاوی، کتاب الجنائز ج ص ۹۵ ط امجد اکیڈمی لاہور۔

۲۔ کتاب الکراهیة، الباب الرابع في الصلاة والتسبیح وقراءة القرآن الخ ج ۵ ص ۳۱۷ ط ماجدیہ۔

(ف) عبارت کا ترجمہ کرتے وقت [illegible] کا اضافہ اپنی طرف سے کیا گیا ہے۔ اصل عبارت میں اس کا ذکر نہیں ہے۔

۳۔ مراقی الفلاح کی شرح میں مذکورہ عبارت یا اس کے ہم معنی مسئلہ نہیں ملا۔

۴۔ مذکورہ کتب شامیہ، کبیری، مجموعۃ الفتاوی، طحطاوی علی مراقی الفلاح وغیرہ میں صراحۃً کھانے پر فاتحہ کا بدعت ہونا مذکور تو نہیں البتہ ان میں ایسی عبارات ہیں جو اس معنی پر دلالت کرتی ہیں، چنانچہ شامیہ اور دیگر کتب میں مذکور ہے: "وفي البزازية: ويكره اتخاذ الطعام في اليوم الاول والثالث وبعد الاسبوع ونقل الطعام الى القبر في المواسم واتخاذ الدعوة لقراءة القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم او لقراءة سورة الانعام او الاخلاص۔" (رد المحتار، باب صلاة الجنائز، مطلب في كراهة الضيافة من اهل الميت ج ۲ ص ۲۴۰ ط سعيد)

۵۔ غنية المستملي شرح منية المصلي المعروف بالحلبي كبير، فصل في الجنائز وفيه ايضا: وفي فتاوى البزازي ويكره اتخاذ الطعام في اليوم الاول والثالث وبعد الاسبوع كما مر في الحسنة الاولى ط سہیل اکیڈمی لاہور۔

و مجموعة الفتاوی (۱) ص ۶۸ ج ۳ وفی الطحطاوی (۲) شرح مراقی الفلاح ص ۳۹۹ وعلى هذا مختصر فهذا اذا كتبنا عن كل مافشت في الوعظ من الخرافات والاغلاط كان مجلدا كبيرا فلضيق نطاق الكلام نكتفي بهذا القدر وانما عمدنا على كتابة هذا السؤال بالعربية لانا سمعناك تقول غير مرة انك لا تعتبر بالاردوية ونرجو ان تسرع بالاجابة غاية السرعة لكي تسلي قلوبنا وقلوب الناس ولابد من ان يكون الجواب بالعربية تحريرا والسلام۔

المستفتی نمبر ۹۰ کاکا جی عبد القادر بنگلور ۱۱ صفر ۱۳۵۵ھ م ۳ مئی ۱۹۳۶ء

ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں کیونکہ وہ تمام خرافات اور غلطیاں جو آپ وعظ میں کہتے رہتے ہیں تحریر کی جائیں تو ایک دفتر درکار ہوگا۔ اور ہم نے سوال عربی زبان میں اس لئے لکھا ہے کہ آپ نے کئی مرتبہ یہ فرمایا ہے کہ ہم اردو زبان کا اعتبار نہیں کرتے۔ امید ہے کہ آپ جواب جلد دیں گے تاکہ ہمارے اور دیگر مسلمانوں کے دل مطمئن ہوں۔ اور جواب عربی زبان میں ہونا چاہئے۔ والسلام

(جواب) از مولوی بشیر احمد صاحب

نحمده ونصلي على رسوله الكريم الحمد لله رب العٰلمين الذی قال في كتابه الحكيم واصبر على ما يقولون واهجرهم هجرا جميلا والصلوة والسلام على سيدنا محمد ارسله الى الخلق كافة نبيا ورسولا۔

امابعد۔ من بشير احمد الى من سئلني بسئوالات مخالفات لا جروة له بوجوه الاول تركت الحمد والصلوة والثاني لسئوالك بلا ذكر اسمك في اول كتابة والثالث اهانة لمسئولك بالكذب والرابع غلطتك في العبارة بقياس النحو ولهذه البيان ما اردت العلم لك الجواب ولكن ارجولك ان تحضر الى مجلس نصيحتي فاقول لك جوابا شافيا لمرضات قلبك واعلم ان القلب هو مهبط الروح الاعظم والخليفة الاكبر المنزل الى هذه المنزلة وهو المدبر للجسم الانساني المتعلق به تعلق العاشق بالمعشوق وذلك بواسطة الروح الحيواني لان الروح المذكورة في غاية اللطافة والجسم في غاية الكثافة والروح الحيواني بين اللطافة والكثافة فلذلك صلح ان يكون واسطة بين الروح الاعظم بعد تنزله وبين الجسم ولتعلق الروح اللطيفة مع النفس الشهوانية فما كان ذاجهتين جهة لعالم الحس والشهادة وجهة لعالم القدس والطيب ومتى كان قلبك موجها الى الجسد بالنعمات واللذات الدنيوية والشهوات النفسانية كان قلبك محجوبا بنصيحتي حتى فافهم ولا تكن من الخاسرين كتبه حاجي بشير احمد وعفي عنه۔

---

(۱) مجموعة الفتاوی علی هامش خلاصة الفتاوی ص ۱۹۵ [illegible]

(۲) الطحطاوی علی المراقی، الطبعة الاولى، باب احكام الجنائز، فصل في حملها ودفنها، ص ۳۳۴، مصطفى البابي الحلبي۔ اس میں بھی حاشیہ والی عبارت ہے۔

حمد و نعت اور درود و سلام کے بعد گزارش ہے کہ آپ نے چند مخالفانہ سوالات بھیجے ہیں جو چند وجوہ کی بناء پر بے نتیجہ اور ناقص ہیں۔

اول یہ کہ آپ نے شروع میں حمد و صلوۃ نہیں لکھی۔ دوسرے یہ کہ تحریر کے شروع میں آپ نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا۔ تیسرے یہ کہ اپنے مخاطب کے خلاف غلط بیانی کر کے اس کی توہین کی ہے۔ چوتھے یہ کہ آپ نے عبارت میں نحوی غلطیاں کی ہیں۔ اور اس سے آپ کی علمیت معلوم ہو گئی ہے۔ ان امور کے بعد میں آپ کو جواب دینا ضروری نہیں سمجھتا۔ اور امید کرتا ہوں کہ آپ میرے وعظ کی مجلس میں تشریف لائیں تاکہ میں آپ کو تسلی بخش جواب دوں۔

جاننا چاہئے کہ قلب ہی روح اعظم اور خلیفہ اکبر کا مستقر ہے اور وہ روح حیوانی کے واسطے سے اس جسم انسانی کا مدبر ہے جو اس کے ساتھ عاشقانہ تعلق رکھتا ہے۔ چونکہ روح اعظم بے انتہا لطیف ہے اور جسم بے انتہا کثیف اور روح حیوانی لطافت و کثافت میں معتدل ہے اس لئے وہی روح اعظم اور جسم کے درمیان واسطہ بننے کے لائق تھی۔ اور دل میں روح لطیفہ کا نفس شہوانیہ کے ساتھ یہ گہرا تعلق دو رخ رکھتا ہے۔ ایک طرف اس کا تعلق عالم شہود سے ہے اور دوسری طرف عالم قدس کے ساتھ۔ اور جب کہ تمہارا دل آسائش و لذات دنیاوی اور شہوات نفسانی کی وجہ سے جسم کی طرف متوجہ ہے تو میری نصیحت تمہارے دل تک نہیں پہنچ سکتی۔ پس سمجھو اور کھانا اٹھانے والوں میں سے نہ ہو۔ (حاجی بشیر احمد)

(جواب ۱۸۲) (از حضرت مفتی اعظم رحمة الله عليه) الحمد لوليه والصلوة والسلام على نبيه اما بعد فانا رأينا السؤال و الجواب ووجدنا الجواب لا يكشف عن الحقيقة ولا يغني عن شئ والحق ان نداء النبي صلى الله عليه وسلم بقول قائل يا رسول الله و يا نبي الله ويا محمد وغيرها من الالفاظ قد يكون بمجرد الشوق لا يقصد قائله اسماع المنادى ولا يقصد سماعه و حضوره فهذا مما لا مضائقة فيه وقد يكون مع الصلوة والسلام كقوله صلى الله عليك يا رسول الله او الصلوة والسلام عليك يا رسول الله ويعتقد قائله ان هذا الكلام يصل اليه صلى الله عليه وسلم بواسطة الملائكة الذين يبلغونه عن امته الصلوة والسلام و هذا ايضاً جائز لحديث ورد فيه.(۱)

وقد يكون باعتقاد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم يسمع خطاب كل واحد و يحضر كل مكان فهذا مماردته النصوص القرآنية والحديثية واجمعت الامة على ان الرسول صلى الله عليه وسلم كان لا يعلم الغيب الا ما أعلمه الله تعالى ومن اعتقد ان الرسول صلى الله عليه وسلم كان يعلم الغيب فهو كافر۔(۲) واما الفاتحة المرسومة المروجة بهيئة معلومة في ايام معينة بحضرة الوان

۱۔ "ان لله ملائكة سياحين في الارض يبلغوني من امتي السلام" (نسائی، کتاب الصلاۃ، باب التسلیم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱/۱۴۳ ط سعید)

۲۔ "واعلم ان الانبياء عليهم الصلاة والسلام لم يعلموا المغيبات من الاشياء الا ماعلمهم الله تعالى احياناً وذكر الحنفية تصريحا بالتكفير باعتقاد ان النبي عليه الصلوة والسلام يعلم الغيب لمعارضة قوله تعالى "قل لا يعلم من في السموات والارض الغيب الا الله" كذا في المسايرة۔" (ملا علی قاری، شرح کتاب الفقہ الاکبر، مسالة في ان تصديق الكاهن بما يخبر به من الغيب، ص ۲۲۵ ط دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

الطعام بين يدى القارى فلا شك فى كونها مبتدعة مخترعة لم يكن فى القرون المشهود لها بالخير ولم ترد لها آية ولا حديث ولم يقل بها احد من العلماء الامة ممن يعتمد على علمه و دينه وتقوله۔(۱)

عصمنا الله واياكم وجميع المسلمين من كل مايخالف الشرع ويضاد الحق الذى جاء به سيدنا ومولانا محمد صلى الله عليه وسلم وجعلنا من المقتفين آثاره والمهتدين بهديه صلى الله عليه وسلم آمين محمد كفاية الله كان الله له، دهلى۔

جواب از حضرت مفتی اعظم۔ الحمد لولیہ والصلوٰۃ والسلام علی نبیہ۔

امابعد۔ ہم نے سوال اور جواب کو دیکھا اور محسوس کیا کہ جواب مذکورہ سے کوئی حقیقت واضح نہ ہوئی اور کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوا۔ صحیح بات یہ ہے کہ نبی ﷺ کو یا رسول اللہ اور یا نبی اللہ اور یا محمد اور اسی قسم کے دیگر الفاظ کے ساتھ پکارنے کی چند صورتیں ہیں۔ (۱) کبھی تو یہ محض جذبہ اشتیاق کی بنا پر ہوتا ہے کہ پکارنے والے کا مقصد اپنی آواز کو سنانا نہیں ہوتا ہے اور نہ اس کے خیال میں یہ بات ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حاضر ہیں اور اس کی آواز کو سن رہے ہیں تو یہ صورت جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور (۲) دوسری صورت ندا درود و سلام کے ساتھ جیسے کہا جائے صلی اللہ علیک یا رسول اللہ، یا الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ۔ اور کہنے والا یہ عقیدہ رکھے کہ یہ کلام رسول اللہ ﷺ تک ان ملائکہ کے ذریعے سے پہنچتا ہے جو امت کے درود و سلام کو آپ تک پہنچانے کی خدمت میں مقرر ہیں تو یہ صورت بھی حدیث کی رو سے جائز ہے۔ (۳) تیسری صورت ندا کی یہ ہے کہ ندا کے وقت

یہ اعتقاد ہو کہ رسول اللہ ﷺ ہر ایک شخص کے خطاب کو سنتے ہیں اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔ تو اس قسم کی ندا قرآن شریف کی صریح آیات اور احادیث صحیحہ کی رو سے ناجائز ہے اور تمام علمائے امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو غیب کا علم حاصل نہیں تھا۔ آپ کو صرف اتنا علم حاصل تھا جتنا اللہ نے آپ ﷺ کو عطا فرمایا تھا۔ اور جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ رسول اللہ ﷺ عالم الغیب تھے وہ کافر ہے۔

اور یہ رسمی فاتحہ مروجہ جو خاص شکل میں اور خاص مقررہ ایام میں پڑھی جاتی ہے اور پڑھنے والے کے سامنے قسم قسم کے کھانے رکھے جاتے ہیں تو اس میں شک نہیں کہ یہ ایک گھڑی ہوئی بدعت ہے۔ یہ قرون اول میں ہرگز نہ تھی اور اس کے جواز میں کوئی آیت یا حدیث وارد نہیں ہے اور معتمد و ثقہ علمائے امت میں سے کسی نے اس کے جواز کا فتویٰ نہیں دیا۔

اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو اور تمام مسلمانوں کو ہر اس چیز سے محفوظ رکھے جو شریعت کے خلاف اور اس دین حق کے منافی ہو جس کو ہمارے سید و آقا حضرت محمد ﷺ لے کر آئے۔ اللہ ہم کو ان کے قدم بقدم چلنے کی اور ان کے اسوہ حسنہ سے ہدایت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

---

(۱) این طور مخصوص (یعنی فاتحہ مروجہ حال) در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] لہا بالخیر اند منقول نشدہ... واگر کسی این طور مخصوص بعمل آوردن آن طعام حرام نشود خوردش مضائقہ نیست واین را ضروری دانستن مذموم است الخ" (مجموعۃ الفتاویٰ علی ہامش خلاصۃ الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۹۵ ط امجد اکیڈمی لاہور)

(۱) مولانا اشرف علی تھانوی اور ان کی کتاب "نشر الطیب" پڑھنے والے کو کافر کہنے والے کا حکم

(۲) "یا رسول اللہ" اس نیت سے کہنا کہ حضور سنتے ہیں جہالت اور شرک ہے

(۳) حضور علیہ السلام عالم الغیب نہ تھے

(۴) حضور کا نام سن کر انگوٹھے چومنا ثابت نہیں۔

(۵) نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا ثابت نہیں۔

(۶) قبر پر اذان دینا۔

(۷) مدد صرف خدا سے مانگنی چاہئے

(سوال) زید نے حضرت حکیم الامت مولانا حافظ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی کو کافر کہا (معاذ اللہ) اور کہتا ہے کہ حضرت موصوف کی مؤلفہ نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب کا پڑھنے والا اور سننے والا کافر ہے۔ اور جیسے خدا سنتا ہے ایسے حضور ﷺ سنتے ہیں۔ اور حضور ﷺ کو علم غیب بلاواسطہ ہے۔ اور ذکر میلاد شریف میں قیام کے اٹھنا شرعاً جائز ہے۔ اور اشہد ان محمدا رسول اللہ، موذن سے سن کر انگوٹھا چومنا مستحب ہے۔ اور جو نہ چومے وہ کافر وہابی ہے۔ میت کے جنازہ کی نماز پڑھنے کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا درست اور جائز ہے۔ میت کو قبر پر بعد دفن کے اذان دینا سنت اور جائز ہے۔ اولیاء اللہ سے مدد مانگنا جائز ہے۔

المستفتی نمبر ۲۰۰۳ حافظ عبدالرزاق صاحب (چوک بازار اوجین) ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ م ۳ مارچ ۱۹۳۷ء۔

(جواب ۱۸۳) مولانا اشرف علی صاحب ایک باخدا عالم اور حنفی مذہب کے بزرگ ہیں۔ ان کو کافر بتانے والا دشمن اسلام ہے کہ ایسے بزرگ عالم کو کافر کہتا ہے۔ جس کے فیض سے تمام ہندوستان کے مسلمان سیراب ہو رہے ہیں۔ نشر الطیب بہت اچھی کتاب ہے وہ قابل پڑھنے کے ہے۔ یا رسول اللہ یہ سمجھ کر کہنا کہ خدا کی طرح حضور ﷺ بھی سنتے ہیں جہالت اور شرک ہے۔(۱) حضور ﷺ کو جس قدر علم اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا وہ ساری مخلوق سے زیادہ ہے مگر حضور عالم الغیب نہیں تھے۔ عالم الغیب ہونا خاص اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔(۲) حضور ﷺ کا نام سن کر انگوٹھے چومنے اور آنکھوں سے لگانے کی کوئی صحیح و پختہ دلیل نہیں۔(۳) جنازے کی نماز

۱۔ اعتقاد اینکہ غیر حق تعالیٰ حاضر و ناظر و عالم خفی و جلی در ہر وقت و ہر آن است اعتقاد شرک است وقال علماؤنا من قال ارواح المشائخ حاضرة تعلم يكفر انتهى. (مجموعة الفتاوى على هامش خلاصة الفتاوى ج ٤ ص ٣٣١ ط امجد اکیڈمی)

۲۔ وبالجملة فالعلم بالغيب أمر تفرد به سبحانه ولا سبيل للعباد إليه إلا بإعلام منه وإلهام بطريق المعجزة أو الكرامة أو الإرشاد إلى الاستدلال بالأمارات فيما يمكن فيه ذلك وذكر الحنفية تصريحاً بالتكفير باعتقاد أن النبي عليه الصلاة والسلام يعلم الغيب لمعارضة قوله تعالى قل لا يعلم من في السموات والأرض الغيب إلا الله، كذا في المسايرة (ملا علی قاری، شرح کتاب الفقه الأكبر، مسئلة في أن تصديق الكاهن بما يخبره من الغيب ص ٢٢٥ ط دار الکتب العلمیة بیروت لبنان)

۳۔ وذكر ذلك الجراحي وأطال ثم قال: ولم يصح في المرفوع من كل هذا شيء" (رد المحتار، باب الأذان ١/ ٣٩٨ ط سعید) علامہ عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ لکھنوی فرماتے ہیں [illegible] نہیں، اور بعض کتب فقہ میں [illegible] مستحب [illegible] اسے [illegible] کتب [illegible] استحباب [illegible] صحیح نہیں [illegible] احادیث [illegible] فقہاء [illegible] محدثین [illegible]" (مجموعۃ الفتاویٰ علی ہامش خلاصۃ الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۲۵ ط امجد اکیڈمی لاہور)

کے بعد دعا مانگنا حضور ﷺ سے یا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے یا ائمہ سے ثابت نہیں۔(۱) قبر کی اذان کا بھی شریعت سے کوئی ثبوت نہیں۔(۲) امداد صرف خدا سے مانگنی چاہئے۔(۳) اولیاء اللہ بھی خدا کی مدد کے محتاج ہیں(۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

مصیبت کے وقت حضرت جنید بغدادی کو پکارنے پر نجات کا قصہ من گھڑت ہے.

(سوال) ہمارے یہاں ایک مولوی صاحب مولود خوانی کے واسطے تشریف لایا کرتے ہیں۔ ان کے مریدین بھی یہاں بہت ہیں۔ ہمارے محلہ میں ایک دن لوگوں نے چندہ سے جلسہ مولود شریف منعقد کیا۔ اثنائے وعظ میں انہوں نے ایک قصہ بیان کیا کہ بغداد شریف میں مسلمانوں کے ایک قافلہ میں کہ پڑاؤ کے وقت ڈاکوؤں نے لوٹ مار شروع کی تو کچھ لوگوں نے پکارنا شروع کیا کہ پروردگار عالم ہم کو اس آفت سے بچا اور کچھ لوگوں نے پکارا کہ یا حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ہم کو بچائیے۔ جنہوں نے خداوند عالم کو پکارا تھا وہ لٹ گئے اور جنہوں نے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کو پکارا تھا وہ محفوظ رہے۔

المستفتی نمبر ۶۱۱ نذیر احمد عزیز احمد (ریوان) ۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ م ۱۹ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۸۴) یہ قصہ بے ثبوت ہے اس کی کوئی سند نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

آنحضرت ﷺ کے بارے میں غیب کلی کا اعتقاد رکھنا کفر ہے.

(سوال) ایک شخص کا یہ اعتقاد ہے کہ حضور ﷺ غیب کلی جانتے تھے۔ ایسے شخص کے متعلق حنفی مذہب کے معتبر فتووں مثلاً شامی، بحر الرائق، قاضی خاں وغیرہ میں کیا حکم ہے۔ کیا ان فتووں میں سے کسی فتوے میں ایسے شخص کے متعلق کافر یا فاسق یا بداعتقاد یا بے ادب ہونے کا حکم بھی ہے۔ اگر ہے تو از راہ کرم اس فتوے کی عبارت مع حوالہ باب وصفحہ جواب میں تحریر فرمائیں اور اگر اس قسم کا حکم نہیں ہے تو یہ تحریر فرما دیں کہ یہ اعتقاد حنفی مذہب کی رو سے صحیح ہے یا غلط۔

المستفتی نمبر ۱۷۳۲ رحمت علی۔ تین مدین کوچہ پنڈت (دہلی) ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ

۶ ستمبر ۱۹۳۷ء

۱۔ "لا یقوم بالدعاء بعد صلاۃ الجنازۃ لانہ دعا مرۃ لان اکثرھا دعاء" (فتاوی البزازیۃ علی ہامش الہندیہ، کتاب الصلوۃ، نوع المختار ان الامام الاعظم اولی [illegible] ج ۴ ص ۸۰ ماجدیہ کوئٹہ) وفی خلاصۃ الفتاوی "لا یقوم بالدعاء بعد صلوۃ الجنازۃ ولا یقوم بالدعاء فی قراءۃ القرآن لاجل المیت بعد صلوۃ الجنازۃ وقبلھا واللہ اعلم" (خلاصۃ الفتاوی، کتاب الصلوۃ، نوع منہ اذا اجتمعت الجنائز. ج ۱ ص ۲۲۵ امجد اکیڈمی لاہور)

۲۔ "لا بأس بالاذان عند دخول المیت فی قبرہ کما ھو المعتاد لکن قد صرح ابن حجر فی فتاویہ بانہ بدعۃ" (رد المحتار، باب صلاۃ الجنازۃ: ج ۱ ص ۲۳۵ ط سعید)

۳۔ "ایاک نعبد وایاک نستعین" (الفاتحۃ) وفی الحدیث "اذا سالت فاسئل اللہ واذا استعنت فاستعن باللہ" (ترمذی شریف، ابواب صفۃ القیامۃ: ج ۲ ص ۷۸ ط سعید)

۴۔ وکل شیء لہ فقر من تعقلہ لصحوبہ [illegible] ملتان ص ۲۰۶)

(جواب ١٨٥) آنحضرت ﷺ کے متعلق عالم الغیب ہونے کے اعتقاد کو کفر قرار دیا ہے اور یہ بات حنفی مذہب کے فتاوی میں تصریح موجود ہے۔ بحر الرائق جلد سوم کے صفحہ ٩٤ میں ہے(١) وفي الخانية والخلاصة لو تزوج بشهادة الله ورسوله لا ينعقد ويكفر لاعتقاده ان النبي صلى الله عليه وسلم يعلم الغيب انتهى۔ اور در مختار ص ٢٩٩(٢) میں ہے تزوج بشهادة الله ورسوله لم يجز بل قيل يكفر۔ اور شامی کے اسی صفحہ ٢٩٩ میں ہے قوله قيل يكفر لانه اعتقد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم عالم الغيب۔ اور اسی طرح یہ مسئلہ فتاوی قاضی خاں (٣) اور فتاوی بزازیہ میں بھی موجود ہے۔(٤)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

حضور علیہ السلام کو عالم الغیب نہ ماننے والے عالم کے وعظ پر پابندی لگانا۔

(سوال) مسجد کے اندر یہ قید لگانا کہ اس مولوی سے جو حضور رسول مقبول ﷺ کو عالم الغیب نہ جانے ہرگز وعظ نہ کہلوایا جائے۔ ایسی قید لگانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ١٨٦) یہ قید لگانا بالکل ناجائز ہے۔ اور حضور ﷺ کو عالم الغیب جاننا غلط ہے۔(٥)

محمد کفایت اللہ غفر لہ مدرسہ امینیہ دہلی۔

(١) ایک من گھڑت قصے سے صحابی کی جوتی کو مشکل کشا ثابت کرنا
(٢) واقعہ معراج سے حضور ﷺ کے عالم الغیب ہونے پر استدلال کرنا؟
(٣) علمائے دہلی کو برا بھلا کہنا؟

(سوال) (١) ہمارے محلے میں ایک شخص دوران وعظ میں یہ بیان کرتے ہیں کہ ایک کافر بادشاہ کے سر میں درد ہوتا ہے اس کا وزیر ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آکر کہتا ہے کہ ہمارے بادشاہ کے سر میں درد ہے کوئی تعویذ دے دو۔ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تعویذ دینے سے انکار کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ میری جوتی لے جاؤ اس کے سر پر رکھ دو۔ وزیر جوتی لے کر بادشاہ کے سر پر رکھ دیتا ہے، درد کو آرام ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد واعظ صاحب سامعین سے کہتے ہیں، کیوں، صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نعلین مبارک مشکل کشا ہوئیں یا نہیں؟ اور ہم صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جوتی کو مشکل کشا نہیں تو اسلام سے خارج تو نہ ہوں گے؟

١۔ البحر الرائق (الطبعة الثانية) كتاب النكاح، ط دار المعرفة للطباعة والنشر بيروت لبنان۔

٢۔ كتاب النكاح، قبيل فصل في المحرمات: ج ٣ ص ٢٧ ط سعيد۔

٣۔ فتاوى قاضي خان على هامش الهندية، كتاب السير، باب ما يكون كفراً من المسلم وما لا يكون ج ٣ ص ٥٧٦ ط ماجدیہ کوئٹہ۔

٤۔ الفتاوى البزازية على هامش الهندية، كتاب الفاظ تكون اسلاماً او كفراً او خطاء، الثاني فيما يتعلق بالله تعالى ج ٦ ص ٣٢٦ ط ماجدیہ کوئٹہ۔

٥۔ "ثم اعلم ان الانبياء عليهم الصلاة والسلام لم يعلموا المغيبات من الاشياء الا ما اعلمهم الله تعالى احياناً. وذكر الحنفية تصريحاً بالتكفير باعتقاد ان النبي عليه الصلوة والسلام يعلم الغيب لمعارضة قوله تعالى "قل لا يعلم من في السموات والارض الغيب الا الله۔" (ملا علي قاري، شرح كتاب الفقه الاكبر، مسألة في ان تصديق الكاهن مما يخبر به من الغيب ص ٢٢٥ ط دار الكتب العلمية بيروت لبنان)

(۲) واعظ صاحب نے معراج کا تمام واقعہ بیان کرنے کے بعد سامعین سے فرمایا کیوں حضور ﷺ غیب داں ہوئے یا نہیں ؟ اگر ہم حضور ﷺ کو غیب داں تسلیم کرلیں تو کوئی حرج تو نہیں ؟

(۳) ایسے واعظ کا وعظ سن کر ہمارے نور ایمان میں ترقی ہوگی یا کمزوری ؟ اور ثواب دارین میں شریک ہوئے یا نہیں ؟

(۴) علمائے دہلی کو چہ غنڈہ اور بہت کچھ برا بھلا کہہ کر فرمایا کہ علمائے دہلی کو علم کی ہوا بھی نہیں لگی۔ ایسے واعظوں کا وعظ سننا جائز ہے یا نہیں ؟

(جواب ۱۸۷) اس قصے کا اول تو ثبوت درکار ہے، دوسرے اس سے جوتی کو مشکل کشا کہنے کا نتیجہ نکالنا اسی واعظ جیسے خوش فہم کا کام ہے۔ اس کو خدا تعالیٰ کے غضب سے ڈرنا چاہئے کہ مشکل اور مصیبت کو دور کرنا خدا تعالیٰ کی صفت ہے(۱) اور وہ اس میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ نعوذباللہ ایک جوتی کو شریک کررہا ہے۔ اگر واعظ صاحب نے جوتی کے مشکل کشا ہونے کے ثبوت میں یہ روایت ذکر کی ہو تو بہت سخت گستاخی اور بے ادبی ہے۔ اور اگر اس بات کے انکار میں بطور الزامی جواب کے یہ قصہ ذکر کیا ہے تو یہ ایک الزامی جواب کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسی طرح معراج کے واقعہ کو بیان کرکے یہ کہنا کہ اگر ہم حضور ﷺ کو غیب داں تسلیم کرلیں تو کچھ حرج تو نہیں اگر غیب دانی کے اثبات کے لئے ہے تو غلط ہے کیونکہ اس میں غیب دانی کا ثبوت نہیں۔ اور اگر بطور الزام ذکر کیا ہے تو پوری تقریر معلوم ہونے پر بتایا جاسکتا ہے کہ الزام قائم ہوا یا نہیں ؟ البتہ علمائے دہلی کو لچے، غنڈہ اور برا بھلا کہنا ہر شخص جانتا ہے کہ بری بات ہے۔ اس کے متعلق فتویٰ دریافت کرنا فضول ہے۔ اگر اس سوال سے بھی یہ کام لینا مقصود ہے جو پہلے ایک فتوے سے لیا گیا ہے کہ "مفتی صاحب کا فلاں واعظ کے بارے میں فتویٰ" تو سائل صاحب یہ جان رکھیں کہ وہ اشتہار بھی میرے اوپر تہمت اور افترا تھا۔ اور اس فتوے کو بھی کسی خاص شخص کے متعلق میرا فتویٰ ظاہر کرکے شائع کیا گیا تو یہ بھی تہمت اور افتراء ہوگا۔ میں نے کسی خاص واعظ کے متعلق نہ پہلے فتویٰ دیا تھا۔ نہ یہ دے رہا ہوں۔ کیونکہ فتویٰ سوال پر دیا جاتا ہے نہ کسی خاص شخص پر اور نہ مفتی کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کس شخص کے متعلق ہے۔ اور جس کے متعلق کیا گیا ہے اس کی طرف ان واقعات کی جو سوال میں مذکور ہیں نسبت صحیح ہے یا نہیں ؟ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

(سوال) فریقین کا "علم غیب" میں بنیادی اختلاف کیا ہے ؟

حامداً ومصلیاً ومسلماً

(جواب ۱۸۸) آج کل آنحضرت ﷺ کے عالم الغیب ہونے نہ ہونے میں سخت اختلاف ہو رہا ہے۔ علمائے کرام کا بڑا گروہ اس بات کا قائل ہے کہ عالم الغیب ہونا خدائے تبارک وتعالیٰ کی خاص صفت ہے۔ اس میں کوئی اس کا ساجھی اور شریک نہیں۔ تمام انبیاء علیہم السلام کا علم خدا تعالیٰ کے علم سے وہی نسبت رکھتا ہے جو متناہی کو غیر متناہی سے نسبت ہے۔

---

(۱) وإن يمسسك الله بضر فلا كاشف له إلا هو (الانعام: ١٧) وقال تعالى فلا يملكون كشف الضرّ عنكم ولا تحويلا (الاسراء : ٤٥)

ان کے خلاف ایک دوسری جماعت یہ کہتی ہے کہ انبیاء علیہم السلام بلکہ اولیاء بھی عالم الغیب ہیں۔ اور خصوصاً آنحضرت ﷺ تو تمام مغیبات و مخفیات کے ایسے ہی عالم ہیں جیسے خدائے تعالیٰ۔ صرف اتنا فرق ہے کہ خدا تعالیٰ کا علم ذاتی ہے اور آنحضرت ﷺ کا بالعرض۔ یعنی خدا تعالیٰ کے اعلام و اطلاع سے حاصل ہوا، [illegible] قدر جس قدر خدا تعالیٰ کو ہے ذرہ ذرہ اور پتہ پتہ آپ ﷺ کے سامنے ہے۔ چیونٹی کی چال اور پتہ گرنے کی کھڑکھڑاہٹ آپ کو ایسی معلوم ہے جیسی ہم دیکھتے اور سنتے ہیں۔

یہ جماعت علمائے کرام کے اس گروہ کو جو آنحضرت ﷺ کے عالم الغیب ہونے کے قائل نہیں ہیں کافر کہتی ہے اور ان کے ذمہ آنحضرت ﷺ کی ہتک اور کسر شان کا الزام لگاتی ہے۔

ہم خدائے برتر وحدہ لاشریک کو گواہ کرکے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت ﷺ کو اعلم الخلق یعنی خدا تعالیٰ و تبارک کے بعد تمام مخلوق سے زیادہ عالم جانتے ہیں اور اسی علمی کمال کے باعث آپ تمام انبیاء اور رسل عظام اور ملائکہ مقربین سے افضل ہیں۔ تمام انبیاء و رسل صلوات اللہ علیہم کو جس قدر علوم ہوئے تھے وہ تمام آپ کو خدا تعالیٰ نے عنایت فرمائے اور ہزاروں لاکھوں مغیبات امور پر آپ کو مطلع فرمایا۔ غرض کہ بعد خدائے واحد کے آپ ﷺ سے زیادہ اعلم نہیں۔

تقریر ماسبق سے معلوم ہوگیا کہ آنحضرت ﷺ کا بے شمار مغیبات پر مطلع ہونا اور بکثرت غیب کی باتیں جاننا اور خبر دینا متفق علیہ مسئلہ ہے۔ اس میں ہم اور ہمارے مخالف دونوں متفق ہیں۔ اسی طرح یہ بھی متفق علیہ ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جملہ مخلوق کے تمام علوم خدا تعالیٰ کے عطا کئے ہوئے ہیں۔ سوائے خدائے واحد کے کسی کا علم ذاتی نہیں۔ سب کا علم خدا کا دیا ہوا ہے۔ اور اس مدعا پر نصوص شاہد عدل ہیں۔

تو اب ہمارا ان کا اختلاف فقط اس بات میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کو تمام مغیبات کا علم (بالعرض ہی سہی) تھا یا نہیں؟ اور کیا آپ ﷺ کا علم خدا تعالیٰ کے علم کے برابر تھا؟ ہم کہتے ہیں کہ تمام مغیبات و ذرہ ذرہ کا علم سوائے خدا تعالیٰ کے کسی کو نہیں۔ اور ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کا علم خدا کے علم سے (سوائے فرق بالذات و بالعرض کے) کم نہیں۔ اور جیسے خدا تعالیٰ ذرہ ذرہ کا عالم اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ ایسے ہی آنحضرت ﷺ بھی ہیں۔ ہمارے مخالف آنحضرت ﷺ کے لئے ایجاب کلی کے مدعی ہیں۔(۲) اور ہم رفع ایجاب کلی یا اس کے مساوی سلب جزئی کے قائل ہیں یعنی آپ کو تمام غیب کی باتیں معلوم نہ تھیں یا بالفاظ دیگر آپ بہت سی غیب کی باتیں نہیں جانتے ہیں۔

---

(۱) مولانا احمد رضا خان صاحب کہتے ہیں: روز اول سے "ماکان وما یکون" [illegible] نہیں بتایا، اشیاء مذکورہ سے کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا، علم عظیم حبیب علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم ان سب کو محیط ہوا نہ صرف اجمالاً بلکہ صغیر و کبیر ہر رطب و یابس، جو پتہ گرتا ہے، زمین کی اندھیریوں میں جو دانہ کہیں پڑا ہے سب کو جدا جدا تفصیلاً جان لیا۔ (انباء المصطفیٰ ص ۳ بحوالہ مقدمہ کتاب التوحید از مولانا عبدالغنی چاچڑوی رحمۃ اللہ علیہ [illegible] ص ۳۳ [illegible] کتب خانہ [illegible] جامعہ اسلامیہ [illegible] رحیم یار خان پاکستان)

(۲) مشہور بریلوی عالم مولانا احمد رضا خان صاحب کہتے ہیں: [illegible] حضرات کی حدیثوں سے ثابت ہے کہ [illegible] آسمان و [illegible] غیب کی تعلیم [illegible] یقین ایمان ہے (خالص الاعتقاد، بحوالہ علم غیب از احادیث [illegible] ص [illegible] [illegible] ۱۳۱۲ھ)

ہمارا دعویٰ ہے کہ تمام سلف صالحین کا یہی مذہب ہے۔ اور قرآن وحدیث واقوال علمائے محققین سے یہی ثابت ہوتا ہے اور یہ کہ آنحضرت ﷺ یا کسی اور کے لئے علم محیط اور علم مساوی علم باری تعالیٰ ثابت کرنا اور اعتقاد کرنا شرک فی الصفت ہے۔ (۱) اب پہلے ہم وہ دلیلیں بیان کرتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ علم محیط خاص خدا کی صفت ہے، اس میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ اور یہ کہ آنحضرت ﷺ بہت سی باتوں سے واقف نہ تھے۔

دلیل اول۔ **قولہ تعالیٰ فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین** (۲)

(حاصل ترجمہ) جنت میں مسلمانوں کے لیے جو آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے اس کو کوئی نفس نہیں جانتا۔

اس آیت میں لفظ نفس نکرہ ہے جو سیاق نفی میں واقع ہوا ہے۔ اور کتب اصول میں ثابت ہو چکا ہے کہ نکرہ سیاق نفی میں عام ہوتا ہے۔ پس اس میں انبیاء و اولیاء اور جملہ مخلوق کے نفوس آگئے۔ کہ جنت کی مخفی نعمتوں سے کوئی بھی واقف نہیں۔ ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ بھی جنت کی مخفی نعمتوں سے واقف نہ تھے۔

دلیل دوم۔ **قولہ تعالیٰ وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو۔** (۳)

(حاصل ترجمہ) تمام غیب کی کنجیاں خدا کے پاس ہیں۔ اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اس آیت میں علم غیب کو باری تعالیٰ پر منحصر فرمادیا ہے۔ آیت کا سیاق بتارہا ہے کہ مقصود بیان سے یہاں پر یہی ہے کہ غیوب کا علم محیط خدا تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں (ناتمام) (۴)

مسئلہ استعانت بالغیر

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۹۲۵ء)

زید عوام الناس کو علی الاعلان استمداد از غیر اللہ کی تعلیم بالفاظ ذیل دے رہا ہے۔ (۱) غیر اللہ سے مدد مانگنا بلا شبہ درست ہے۔ (۲) ایاک نستعین میں جو مفعول مقدم ہے جس سے بقاعدہ نحوی حصر کے معنی پیدا ہوتے ہیں اس کے معنی یہ ہے کہ کارساز حقیقی تو ہی ہے اور حقیقی مدد تجھی سے طلب کرتے ہیں کیونکہ مدد حقیقی تیرے ساتھ مختص ہے۔ باقی دوسروں سے استعانت مجازی ہے جو محض مظاہر عون سے ہیں۔ پس استعانت غیر اللہ سے اس طرح پر کہ اعتقاد مستقل اس غیر پر ہو اور اس کو مظہر عون الٰہی نہ جانے بے شبہ حرام بلکہ شرک ہے۔ اور اگر التفات محض بجانب حق ہے اور اس کو ایک مظہر مظاہر عون سے جان کر استمداد و استعانت کرے تو

۱۔ ومن اعتقد تسویۃ علم اللہ ورسولہ یکفر اجماعا کما لا یخفی (ملا علی قاری، الموضوعات الکبیر ص ۶۲ طبع نور محمد اصح المطابع، کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی)

۲۔ (الم السجدۃ ۱۷)

۳۔ الانعام ۵۹

۴۔ قال العلامۃ الآلوسی رحمہ اللہ علیہ "وتقدیم الخبر لافادۃ الحصر" (روح المعانی ج ۷ ص [illegible]) وقال العلامۃ الخفاجی رحمۃ اللہ علیہ "والاحاطۃ توخذ من لام الاستغراق" (حاشیۃ الشہاب ج ۴ ص ۷۳)، وقال العلامۃ شیخ زادہ رحمۃ اللہ علیہ علی حاشیۃ البیضاوی "ولما کان عندہ تلک المفاتح کان المتوصل الی ما فی الخزائن من المغیبات ھو لا غیر" (شیخ زادہ ج ۳ ص [illegible]) راجع مقدمۃ کتاب التوحید للجاجروی رحمہ اللہ علیہ ج ص ۴۴ ۔ ۴۴۴ [illegible]

ایسی استعانت مشروع و جائز ہے۔ تمام انبیاء و اولیاء اس قسم کی استعانت طلب کرتے رہے ہیں۔ یہ استمداد و استعانت حقیقۃً غیر سے نہیں بلکہ اسی سے ہے۔ ھکذا فی تفسیر فتح العزیز ۔(۱) اب تو معنی حصری بھی درست ہوگئے۔ اور سب اعتراض بھی اٹھ گئے۔ خلاصہ یہ ہے کہ مستقل حاجت روا کسی کو سمجھ کر مدد طلب کی جائے تو ناجائز اور حرام ہے۔ مگر مسلمان کے ساتھ ایسا گمان کسی طرح درست نہیں ورنہ جائز اور درست ہونے میں کسی طرح کا کلام نہیں۔ انتہی بلفظہ۔ زید نے اپنے عقیدہ مذکور الصدر کے لئے حسب ذیل ثبوت پیش کیا ہے :۔

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے استعینوا بالصبر والصلوۃ ۔(۲) اور یہ ظاہر ہے کہ صبر و صلوۃ غیر اللہ ہیں

(۲) اس کی تائید حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قول کونوا من انصاری الی اللہ(۳) سے ہوتی ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان فرمایا ہے۔

(۳) حکیم و ڈاکٹر سے دفع مرض کے لیے مدد مانگنا اور مظلوم کا بروقت حق طلبی و ایذاء دہی ظالم، حکام سے چارہ جوئی کرنا وغیرہ کے جائز و مسنون ہونے میں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا۔

(۴) خود رسول اللہ ﷺ نے غیر اللہ سے مدد مانگنے کی تعلیم فرمائی۔ چنانچہ طبرانی میں عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ اذا ضل احدکم شیئاً و اراد عونا وھو بارض لیس لھا انیس فلیقل یا عباد اللہ اعینونی یا عباداللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی فان للہ عباداً لایراھم۔(۴)

(۵) تفسیر فتح العزیز میں جیسا کہ مذکور ہوا یہی تعلیم ہے۔

اس کے متعلق عمرو کہتا ہے کہ لفظ غیر اللہ عام ہے اور مدد کی بھی علماء نے دو قسمیں قرار دی ہیں۔ ایک یہ کہ نظر بر کارخانہ اسباب و حکمت باری تعالیٰ بعض امور میں ایک مخلوق دوسری مخلوق سے مدد لینے کی مجاز ہے۔ مثلاً کسی بیمار کا حکیم یا ڈاکٹر سے مشورہ علاج میں اور مظلوم کا بروقت حق طلبی و ایذا دہی ظالم، حکام سے چارہ جوئی میں مدد لینا۔ نوکروں اور فقیروں کا اپنے معاملات میں امیروں اور بادشاہوں سے مدد طلب کرنا یا زندہ اولیائے کرام سے دعا کے لئے اس طرح عرض معروض کرنا کہ ہمارے فلاں مطلب کے لئے بارگاہ خداوندی میں دعا فرمایئے وغیرہ۔ ایسی استمداد شرعاً جائز ہے اور اس میں کسی کو اختلاف نہیں ہے۔ مگر جو اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم وفات پاچکے ہیں ان سے دعا کے لئے عرض معروض کرنے میں اختلاف ہے۔ اکثر فقہائے حنفیہ جو سماع موتی کے قائل نہیں ہیں اس کو نادرست بتاتے ہیں۔ صاحب تفسیر فتح العزیز بھی انہیں علمائے جامع شریعت و

۱۔ تفسیر فتح العزیز، المعروف تفسیر عزیزی: ص ۸ ط محمدی لاہور

۲۔ البقرہ : ۴۵

۳۔ مذکورہ آیت اس طرح نہیں ہے غالباً یہ آیت مراد ہو گی ”کونوا انصار اللہ کما قال عیسی بن مریم للحواریین من انصاری الی اللہ“ (الصف : ۱۴)

۴۔ الحافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی، المعجم الکبیر، ما اسند عتبۃ بن غزوان، رقم الحدیث (۲۹۰) ج ۱۷ ص ۱۱۷، ۱۱۸ ط دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان۔

طریقت میں سے ہیں جو سماع موتیٰ کے قائل اور اولیائے کاملین سے خواہ وہ مردہ ہوں خواہ زندہ دعا کے لیے عرض معروض کرنے کے مجوز ہیں۔ مگر ایسی استمداد کو وہ تو اقسام استمداد ہی میں شمار نہیں فرماتے بلکہ طلب مشورہ کے نام سے موسوم فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ استمداد اگر ہے بھی تو خداوند تعالیٰ سے ہے۔ گویا کہ ان کے نزدیک بھی استمداد اسی مسبب الاسباب اور حکیم مطلق سے ہے جس نے اپنی حکمت بالغہ سے بعض مخلوق کو بعض امور کے لئے سبب بنادیا ہے۔ لہٰذا اس مخلوق کو مظہر عون الٰہی سمجھ کر اس سے مدد لینا حق تعالیٰ شانہ سے مدد لینا ہے۔

دوسری قسم مدد مانگنے کی یہ ہے کہ جو امور بالاستقلال جناب باری تعالیٰ سے خصوصیت رکھتے ہیں جیسے اولاد کا دینا، بارش کا برسانا، مرض کا دور کرنا، عمر کو بڑھانا وغیرہ ان میں سے کسی کے متعلق مخلوق سے مدد مانگی جائے اور جناب باری عز اسمہ سے دعا کرنا مد نظر نہ ہو تو یہ استمداد حرام مطلق بلکہ کفر ہے۔ ایسی استمداد اگر کوئی مسلمان اپنے مذہب کے اولیائے کرام سے بھی کرے گا تو دائرۂ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ محتاط علمائے دین نے قسم اول کو نظر انداز کر کے قسم دوم کو پیش نظر رکھتے ہوئے استمداد از غیر اللہ کو مطلقاً ناجائز قرار دیا ہے۔ چنانچہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہ فرماتے ہیں:۔

”عبادت غیر خدا را جائز نیست و نہ مدد خواستن از غیر حق۔“ (ارشاد الطالبیں ص ۱۸)

لہٰذا زید کا علی العموم غیر اللہ سے مدد مانگنے کی اجازت و تعمیم دینا ہرگز مناسب نہیں۔ اس کو تفصیل و تشریح کے ساتھ مسئلہ بتانا چاہئے تھا۔ تاکہ علاقہ راجپوتانہ کے جاہل مسلمانوں میں برا اثر نہ پھیلے جن میں پہلے ہی سے استعانت غیر مشروع کی گرم بازاری ہو رہی ہے۔ اگر بقول زید ہر چیز سے خواہ وہ کچھ ہو صرف اپنے ذہن میں مظہر عون الٰہی سمجھ کر ہر امر میں مدد مانگنے کی اجازت دے دی جائے اور کارخانہ اسباب و حکمت باری پر نظر نہ رکھی جائے تو پھر جاہلوں کی اصلاح کا ہونا درکنار ان کی مزید گمراہی کا ایک ذریعہ پیدا ہو جائے گا۔

عمرو نے زید کی پیش کردہ دلیلوں کا مندرجہ ذیل جواب دیا ہے۔

(۱) آیہ واستعینوا بالصبر والصلوۃ میں کسی مخلوق سے مدد مانگنے کی تعمیم نہیں ہے۔ بلکہ مدد تو جناب باری تعالیٰ سے مانگنے کا حکم ہے اور صبر و صلوٰۃ کو جو فعل عبد ہے ایک ذریعہ مانگنے کا قرار دیا ہے۔ یعنی صبر کرنے اور صلوٰۃ کی بجا آوری کو ذریعہ بتایا ہے حصول مدد الٰہی کا۔ اس سے استمداد از غیر اللہ پر استدلال کرنا محض مغالطہ ہے۔

(۲) کونوا من انصاری الی اللہ۔ قرآن شریف کی آیت یوں نہیں ہے۔ زید جو محض اردو خواں ہے اور عربی و فارسی سے مطلق مس نہیں رکھتا ہے اس نے کسی اردو رسالے میں یہ الفاظ دیکھ کر یاد کر لئے ہیں۔ غالباً مندرجہ ذیل آیت مراد ہوگی۔ یاایہاالذین امنوا کونوا انصار اللہ کماقال عیسی بن مریم للحواریین

۱۔ ۲۔ البقرہ: ۴۵

من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ (سورۂ صف رکوع ۲ پارہ ۲۸) اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے اس امر میں مدد مانگی ہے۔ جو نظم کارخانہ اسباب و حکمت باری تعالیٰ ایک مخلوق کو دوسری مخلوق سے مدد مانگنا جائز ہے۔ لیکن اس سے خدا کے غیر خدا سے کل امور میں عام طور سے مدد مانگنے کی اجازت ہرگز نہیں نکلتی ہے۔ اس لئے کہ مسبب الاسباب نے اپنی بعض مخلوق کو سبب عون بنادیا ہے۔ یہ در اصل اسی سے مدد مانگنا ہے۔

(۳) حکیم ڈاکٹر اور حکام کو بھی اسی قادر مطلق نے سبب بنادیا ہے۔ اور ان کی بھی وہی حیثیت ہے جو نمبر ۲ کے جواب میں مذکور ہوئی۔

(۴) حضور سرور عالم ﷺ نے بھی اسی قسم کی استعانت کی تعلیم فرمائی جو مدد کی قسم اول میں داخل ہونے کی وجہ سے خدا تعالیٰ سے ہی مدد مانگنا ہے۔ عام اجازت کا اس سے وہم بھی نہیں ہو سکتا۔

(۵) تفسیر فتح العزیز میں ہرگز عام اجازت نہیں دی گئی اور فتاویٰ عزیزی میں جو عبارت تفسیر فتح العزیز اول کی طرف منسوب ہے مدد کی قسم دوم کو حرام کفر اور دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا سبب قرار دیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

"دریں جا باید فہمید کہ استعانت از غیر بوجہے کہ اعتماد بر آں غیر باشد و او را مظہر عون الٰہی نداند حرام است و اگر التفات محض بجانب حق است و او را یکے از مظاہر عون دانستہ و نظر بکارخانہ اسباب و حکمت او تعالیٰ در آں نمودہ بغیر استعانت ظاہر نماید دور از عرفان نخواہد بود و در شرع نیز جائز و روا ست و انبیاء و اولیاء ایں نوع استعانت از غیر کردہ اند و در حقیقت ایں نوع استعانت بغیر نیست بلکہ حضرت حق است لا غیر"۲ (تفسیر فتح العزیز سورہ فاتحہ ص ۸)

صاحب تفسیر علیہ الرحمۃ نے اس موقع پر نظم کارخانہ اسباب و حکمت او تعالیٰ رکھنے کی قید کا اضافہ فرمادیا ہے ان چیزوں کے ساتھ اور ان کے متعلق جو اس عالم اسباب میں سبب و مظہر عون بنا دیئے گئے ہیں۔ اور بعض امور ان سے متعلق کردیئے گئے ہیں۔ پس جو چیز کہ نظم کارخانہ اسباب و حکمت باری تعالیٰ سبب و مظہر عون نہ تھی اس سے ان امور میں جو اس چیز سے متعلق نہیں کئے گئے ہیں مدد مانگنے کی اجازت صاحب تفسیر علیہ الرحمۃ کے ارشاد سے مستنبط نہیں ہو سکتی۔ مگر جس رسالہ سے زید نے ان کا ترجمہ نقل کیا ہے اس میں "نظم کارخانہ اسباب و حکمت او تعالیٰ" کا ترجمہ غائب ہوگیا یا کسی اور وجہ سے نقل کرنا رہ گیا ہے اور اسی وجہ سے زید کو غلط فہمی ہوئی ورنہ اصل عبارت کے دیکھنے سے ایسا خیال ہرگز پیدا نہیں ہو سکتا۔

(۶) باقی ماندہ تشریح عبادت و استعانت از غیر (بعد بیان تفصیل عبادت)

استعانت یا بچیزے است کہ تمام استقلال آں چیز در وہم و فہم کسے از مشرکین و موحدین نمی گذرد مثل استعانت بغذا برائے دفع گرسنگی، استعانت بآب و شربت برائے رفع تشنگی۔ استعانت برائے راحت سایہ

۱۔ الصف ۱۴

۲۔ تفسیر فتح العزیز المعروف تفسیر عزیزی ص ۱۸ طبع مجتبائی دہلی

در زراعت و مانند آں و در دفع مرض بدوا و حقاقیہ و در تعیین وجہ معاش با امیر و بادشاہ کہ در حقیقت معونہ خدمت عمال است و موجب تذلل است یا با اطباء و معالجین کہ بہ نسبت تجربہ علم زائد از آنہا طلب مشورہ است و استقلالے متوہم نمی شود۔ پس ایں قسم استعانت باغیر حق جائز است زیرا کہ در حقیقت استعانت نیست و اگر استعانت است استعانت بخدا است۔ (تفسیر فتح العزیز سورہ فاتحہ ص ۳۷)(۱)

یہ عبارت پہلی عبارت کی تفصیل ہے۔ اور دونوں عبارتوں کے ملانے سے اچھی طرح ظاہر ہوتا ہے کہ جو چیزیں کہ عالم اسباب میں اس مسبب الاسباب نے اپنی حکمت کاملہ سے سبب و مظہر عون و مدد کی ہیں صرف ان سے مدد لینے کی اجازت ہے۔ اور چونکہ نظر بکارخانہ اسباب حکمت باری تعالیٰ ان سے مدد لینا بھی اس قادر مطلق سے مدد لینا ہے اس لئے انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام سے بھی اس قسم کی امداد مخلوق سے جائز ہے۔ نہ یہ کہ ہر چیز سے ہر قسم کی مدد چاہنا جائز ہو۔ جیسا کہ زید کے مقولہ کا مفہوم ہے۔

(۳) "مدد خواستن دو صورت می باشد۔ مدد خواستن از مخلوقے مثل آنکہ از امیر و بادشاہ نوکر و گدا در مہمات خود مدد می جویند۔ و عوام الناس از اولیاء۔ و عامی خواہند کہ از جناب الہی فلاں مطلب ما را درخواست نمایند ایں نوع مدد خواستن در شرع از زندہ و مردہ جائز است۔ دوم آنکہ بالاستقلال چیزے کہ خصوصیت بجناب الہی دارد مثل دادن فرزند یا بارش باراں یا دفع امراض یا طول عمر و مانند آں چیزے بے آنکہ دعا و سوال از جناب الہی در نیت منظور باشد از مخلوقے درخواست نمایند۔ ایں نوع حرام مطلق بلکہ کفر است۔ و اگر از مسلمانان کسے از اولیائے مذہب خود خواہ زندہ باشند یا مردہ ایں نوع مدد خواہد از دائرہ مسلمانان خارج می شود۔" (فتاوی(۲) عزیزی جلد اول ص ۴۳۔)

اس سے ثابت ہے کہ صرف انہیں امور میں مخلوق سے مدد مانگنے کی اجازت ہے جو مختص بذات باری تعالیٰ نہیں ہیں۔ اور وفات یافتہ اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم سے بھی صرف دعا کے لئے عرض کرنے کی مثل زندوں کے اجازت دی گئی ہے۔

(۴) "استمداد باہل قبور از غیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا غیر انبیاء علیہم السلام منکر شدہ اند آں را بسیارے از فقہاء و می گویند کہ نیست زیارت مگر دعائے مردگان و رسانیدن نفع باموات بدعا و استغفار و قائل شدہ اند بآں بعضے از ایشاں۔ و ظاہر آنست کہ از فقہاء آنانکہ قائل بسماع و ادراک میت اند قائل بجواز اند و آنانکہ منکر اند آں را نیز انکار می کنند و ایں مسئلہ ثابت و مقرر است نزد مشائخ صوفیہ و اہل کشف و علماء (فتاوی عزیزی جلد دوم ص ۱۰۷)(۳) اس سے مسئلہ استمداد از اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کا اختلافی ہونا ظاہر ہے۔ اور یہ حضرت شاہ عبدالعزیز انہیں حضرات علماء میں شامل ہیں جنہوں نے جواز کا فتویٰ دیا ہے مگر صورت استمداد حسب ذیل بتائی ہے۔

۱۔ تفسیر فتح عزیز سورۃ فاتحہ ص ۳ ط مجتبائی دہلی۔

۲۔ فتاوی عزیزی بیان در تحقیقات ... ص ۱۰۳،۱ ط کتب خانہ رحیمیہ دیوبند یوپی۔

۳۔ فتاوی عزیزی مسائل متعلق ... ص ۸۰ ط کتب خانہ رحیمیہ دیوبند یوپی

(الف) ونیست صورت استمداد مگر ہمیں کہ محتاج طلب کند حاجت خود را از جناب الٰہی بتوسل روحانیت بندہ کہ مقرب و مکرم درگاہ وال است و گوید کہ خداوندا ببرکت ایں بندہ کہ تو رحمت و اکرام کردہ او را بر آوردہ گرداں حاجت مرا۔

(ب) یا ندا کند آں بندہ مقرب و مکرم را کہ اے بندہ خدا و ولی وے شفاعت کن مرا و بخواہ از خدا تعالیٰ مطلوب مرا تا قضا کند حاجت مرا۔ فتاویٰ جلد دوم ص ۱۰۸)(۱)

اس سے ظاہر ہے کہ حضرات اولیاء اللہ سے جس قسم کی استعانت انہوں نے جائز بتائی ہے اس میں سے قسم اول تو سرے سے استعانت ہی نہیں ہے بلکہ توسل ہے جس سے کسی کو بھی انکار نہیں۔ قسم دوم اگرچہ مسئلہ سماع موتیٰ کی وجہ سے مختلف فیہا ہے لیکن اس میں بھی کسی ایسی چیز کا سوال حضرات اولیاء اللہ سے نہیں ہوگا جو مختص بذات باری تعالیٰ ہے۔ لہذا اس میں بھی بجز اس کے اور کچھ خرابی نہیں کہ جو عوام کالانعام دوسرے اشخاص کے افعال سے اپنے افعال ناجائز پر استدلال کیا کرتے ہیں ان کے عقائد پر برا اثر پڑے گا۔ تاہم اگر زید صرف اتنے کی اجازت دیتا تو مضائقہ نہ تھا مگر وہ تو ہر چیز سے ہر قسم کی مدد مانگنے کی عام اجازت دیتا ہے۔ اور صرف مظہر عون الٰہی و حاجت روائے مجازی اپنے ذہن میں قرار دے لینے کو کافی سمجھتا ہے۔

لہذا دریافت طلب یہ امر ہے کہ زید ٹھیک کہتا ہے یا عمرو؟

(جواب ۱۸۹) عمرو کا بیان صحیح روایات و احادیث و اقوال فقہائے حنفیہ کے موافق ہے۔ اور زید کے قول میں تخلیط و تلبیس ہے۔ حق یہی ہے کہ جن چیزوں میں سلسلہ اسباب پر نظر ڈالتے ہوئے ظاہری مدد کسی غیر اللہ سے حاصل ہونی متصور ہے ان میں استمداد اسی قید یعنی رعایت سلسلہ اسباب کے ساتھ جائز ہے۔ مثلاً کسی شخص سے جو پانی دینے پر قادر ہے پیاس کے وقت پانی مانگنا۔ کسی شخص سے جو کھانا دینے پر قادر ہے بھوک کے وقت کھانا مانگنا۔ بادشاہ یا امیر سے کوئی عہدہ یا خدمت یا عطیہ یا انصاف کا سوال کرنا۔ کہ یہ لوگ ان چیزوں پر ظاہر اسباب کے لحاظ سے قادر ہیں۔

واضح طور پر یوں سمجھئے کہ خدا تعالیٰ نے اس عالم میں اسباب و علل کا ایک سلسلہ قائم کر دیا ہے۔ اگرچہ وہ اسباب صرف ظاہر کے اعتبار سے اسباب ہیں ورنہ مؤثر حقیقی خدا تعالیٰ ہی ہے۔ لیکن اس ظاہری نظام کے لحاظ سے ایک شی کو دوسرے کا سبب کہہ سکتے ہیں۔ مثلاً آگ کو جلانے اور پکانے کا سبب بنا دیا ہے۔ پانی کو ٹھنڈا کرنے اور پیاس بجھانے کا سبب مقرر فرمایا۔ اسی طرح اور بے شمار اسباب ہیں جو اس عالم میں موجود و مشاہد ہیں ان میں سے کسی کے ساتھ فائدہ حاصل کرنا اور اپنے کاموں میں مدد لینا ناجائز نہیں۔ آگ سے کھانا پکانے کا کام لینا پانی سے پیاس بجھانا بھی استعانت ہے لیکن اس استعانت کا مبنیٰ وہی ظاہری سبب ہونا اور نظام عالم میں اسی حیثیت سے داخل ہونا ہے یہی وجہ ہے کہ اس قسم کی استعانت کو کوئی اعانت و استعانت سے تعبیر نہیں کرتا۔ ورنہ آگ سے کھانا پکاتے وقت پکانے والے کو یہ خیال ہوتا ہے کہ میں آگ سے استعانت کر رہا ہوں۔ سبب

---

(۱) فتاویٰ عزیزی، مسائل متفرقہ [illegible] قبر ج ۲ ص ۱۰۸ ط کتب خانہ رحیمیہ دیوبند یوپی۔

طبعیہ میں تو یہ بات نہایت واضح ہے۔ رہے اسباب خفیہ جیسے بادشاہ سے دفع ظلم میں اعانت طلب کرنا۔ اس پر اگرچہ استعانت کا اطلاق معروف ہے۔ اور ان سے سوال کرتے وقت استعانت کا خیال بھی ہوتا ہے لیکن اس کا مبنی بھی وہی سببیت ہے۔ بادشاہ بوجہ اپنی قوت و شوکت کے اپنے حشم و خدم اعوان و انصار کی وجہ سے انتقام لینے پر اور ظلم دفع کرنے پر قدرت رکھتا ہے اور اس کے اسباب اسے میسر ہوتے ہیں اس لئے اس سے مدد مانگی جاتی ہے۔ اگرچہ اس کی یہ قدرت ظاہری ہے ورنہ ان تمام امور کی حقیقی باگ خدائے جبار کے ہاتھ میں ہے۔

پس ثابت ہو گیا کہ جو امور مختصہ باری تعالیٰ ہیں اور اس عالم اسباب میں ان کا کوئی سبب نہیں۔ یا وہ امور کہ اگرچہ وہ باری تعالیٰ کے ساتھ مختص نہیں مگر ان کے اسباب خاصہ کے سوا کسی دوسرے سے ان کے وجود میں استعانت کرنا یقیناً حرام اور کفر ہے۔ مثلاً کسی مردہ بزرگ پیر یا ولی سے اولاد مانگنا یا نوکری مانگنا حرام ہے۔ اس لئے کہ اولاد دینا ان امور میں سے ہے جو ذات باری کے ساتھ خاص ہیں۔ اور نوکری دینا اگرچہ بظاہر خدا کے ساتھ خاص نہیں۔ لیکن وہ وفات یافتہ پیر یا بزرگ اس کے واسطے ظاہری سبب بھی نہیں کہ اس سلسلہ اسباب ظاہرہ کے لحاظ سے ان سے نوکری مانگی جائے۔ اسی طرح کسی زندہ بزرگ سے کوئی ایسی چیز مانگنا جو خدا کے ساتھ مختص ہو۔ یا جو ظاہری اسباب ان کے قبضے میں نہ ہو ناجائز ہے۔

اور عوام کے عقائد کی اصلاح علماء کے ذمہ واجب ہے۔ انہیں کوئی ایسا فتویٰ دینا جس سے عوام کے عقائد فاسد ہوں ناجائز ہے۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ اذا سالت فسئل الله واذا استعنت فاستعن بالله ۔[1] حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تو مانگے تو خدا سے مانگ اور جب استعانت کرے تو خدا سے کر (ترمذی ج ۲ ص ۷۴) اور فرمایا ۔ ليسأل احدكم ربه حاجته كلها حتى يسأل شسع نعله اذا انقطع (ترمذی ج ۲ ص ۲۰۰)[2] یعنی ہر شخص کو چاہیے کہ اپنی تمام حاجتیں خدا سے مانگے یہاں تک کہ جوتی کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو خدا سے مانگے۔ یہ تعلیم اصلاح عقائد عوام کے لئے حضور ﷺ نے فرمائی ہے۔ پس زید کو لازم ہے کہ وہ اپنے اس طرز سے جس سے عقائد عوام بگڑیں، احتراز کرے اور انہیں صاف اور مفصل مسئلہ بتائے۔ واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ، مدرسہ امینیہ دہلی۔

---

[1] ترمذی، آخر ابواب قیامت ج ۲ ص ۱۔ ط سعید۔

[2] ترمذی، آخر ابواب الدعوات ج ۲ ص ۲۰۰ ط سعید۔

حاجت روائی صرف حق تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے

(از اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۶ نومبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) باوجود خدا کی وحدانیت وقدرت کے قائل ہونے کے بزرگوں کی روح طیبہ سے بطور درست مشکل کشائی وحاجت روائی کی التجا کرنا فعل مستحسن ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۹۰) کسی بزرگ یا پیروں سے اولاد یا رزق یا کوئی حاجت طلب کرنا جائز نہیں ہے حاجت روائی صرف حق تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے(۱) بزرگوں کے وسیلے سے خدا تعالیٰ سے دعا کرنے میں تو مضائقہ نہیں(۲) مگر خود بزرگوں سے مانگنا درست نہیں۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ دہلی۔

(۱)"اغثنی یا رسول اللہ" کہنے کا حکم.
(۲)"یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئا للہ" کہنا کیسا ہے؟
(۳) کیا غیر اللہ سے مدد مانگنا جائز ہے؟

(از اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۲۶ نومبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) (۱) اغثنی یا رسول اللہ کہنا درست ہے یا نہیں؟

(۲) یاشیخ عبدالقادر جیلانی شیئا للہ کہنا کیسا ہے؟

(۳) وفات شدہ بزرگانِ دین سے مدد مانگنا کیسا ہے؟

(۴) کیا استعانت غیر اللہ سے درست ہے؟

(جواب ۱۹۱) اغثنی یارسول اللہ کہنا اگر اس خیال سے ہو کہ آنحضرت ﷺ ہر جگہ سے ان کلمے کو سنتے ہیں اور فریاد رسی کرتے ہیں تو شرک ہے۔(۳) اور اگر اس خیال سے ہو کہ آپ فریاد رسی کرنے پر اور ہر قسم کی حاجت روائی کرنے پر قدرت رکھتے ہیں تب بھی شرک ہے۔(۴)

۱۔ "وایاک نستعین" (الفاتحۃ : ۴) وفي الحديث : "واذا سألت فاسأل الله واذا استعنت فاستعن بالله" (ترمذی، آخر ابواب القیامۃ، ج ۲ ص ۷۸ ط سعید)

۲۔ [illegible] ہیں۔

[illegible]

[illegible] (دار الکتب العلمیہ، ج ۲ ص ۹۸، ط کتب خانہ رشیدیہ دہلی)

۳۔ [illegible] "امن يجيب المضطر اذا دعاه ويكشف السوء" (النمل : ۶۲) وقال تعالى: "وان يمسسك الله بضر فلا كاشف له الا هو" (الانعام : ۱۷) وفي الحديث عن رجل من بلهجيم قال قلت يا رسول الله الام تدعو؟ قال ادعو الى الله وحده الذي ان مسك ضر فدعوته كشف عنك" [illegible]

۴۔ "قل ادعوا الذين زعمتم من دون الله لا يملكون مثقال ذرة في السموات ولا في الارض وما لهم فيهما من شرك وما له منهم من ظهير" (سباء : ۲۲) علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ "من دون الله" کی تفسیر [illegible] المعبودين من دون الله من الملائكة والانبياء والاصنام [illegible]

پس اگر ندا یارسول اللہ سے مراد خدا تعالیٰ کی جناب میں شفاعت ہو اور ہر جگہ سے حضور ﷺ کے سننے کا عقیدہ نہ ہو تو شرک نہیں مگر بے کار اور عبث ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ تک اس کلمے کے پہنچنے کا کوئی ثبوت شرعی نہیں۔(۱)

یاشیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ۔ یہ بھی مشرکانہ کلمہ اور عبث و ناجائز ہے۔(۲) جو چیزیں کہ حضرت حق تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں مثلاً اولاد دینا، رزق دینا، مصیبتوں کا دور کرنا وغیرہ ان کو حضرت حق کے سوا کسی دوسرے زندہ یا وفات یافتہ ولی سے مانگنا جائز نہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔

اذا استعنت فاستعن بالله واذا سالت فاسال الله (۳) "یعنی جب تو مدد مانگے تو خدا سے مانگ اور جب کوئی چیز مانگے تو خدا سے مانگ۔"

اور مسلمان نماز میں پانچوں وقت خدا سے معاہدہ کرتے ہیں۔

ایاک نعبد و ایاک نستعین (۴) "یعنی اے خدا ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ سے مدد چاہتے ہیں۔"

پس خدا کے سوا کسی دوسرے سے مدد مانگتے وقت اس معاہدہ کو پیش نظر رکھا جائے تو ناممکن ہے کہ مسلمان خدا کے سوا کسی دوسرے سے استعانت کرے۔ واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ۔

ہر وقت "یارسول اللہ" کا ورد کرنا اور اس سے منع کرنے والے کو کافر کہنا.

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی مورخہ یکم دسمبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) زید اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے یارسول اللہ کہتا ہے۔ بکر کہتا ہے کہ صرف اللہ کا نام اس قابل ہے کہ ہر وقت ورد زبان ہو۔ خدا کے سوا کسی دوسرے کے نام کا ورد کرنا شرک ہے۔ خواہ کسی پیغمبر کا نام ہو یا شہید یا ولی کا زید کہتا ہے کہ جو شخص یا رسول اللہ کہنے سے منع کرے وہ کافر ہے۔

۱۔ شرعی ثبوت صرف درود پہنچنے کا ہے جو کہ فرشتے دربار میں پہنچاتے ہیں۔ دیکھئے سنن نسائی، کتاب الصلوۃ، باب التسلیم علی النبی ﷺ ۴۳ ط سعید

۲۔ این چنین وظیفہ احتراز لازم و واجب اولاً این حیثیت کہ این وظیفہ متضمن شیئاً للہ است و بعض فقہاء در ہمچو لفظ حکم کفر کردہ اند چنانکہ در درمختار می نویسند کہ قول شیء لله قیل یکفر انتهی [illegible] ولعل وجهه انه طلب شيء لله والله غني عن كل شيء والكل مفتقر ومحتاج اليه وينبغي ان يرجح عدم التكفير فانه يمكن ان يقول اردت طلب شيء اكراما لله شرح الوهبانية قلت فينبغي ان يجب التباعد عن هذه العبارة وقد مر ان ما فيه خلاف يؤمر بالتوبة والاستغفار و تجديد النكاح انتهى" وثانیاً این وظیفہ متضمن ست ندای اموات را از امکنہ بعیدہ و شرعاً ثابت نیست کہ اولیاء را قدرتے حاصل است کہ از امکنہ بعیدہ ندا را بشنوند۔" (مجموعة الفتاوی علی هامش خلاصة الفتاوی : ج ٤ ص ۳۳۱ ط امجد اکیڈمی لاہور)

۳۔ ترمذی، ابواب صفۃ القیامۃ ۲/[illegible] ط سعید

۴۔ فاتحہ ٤

(جواب ۱۹۲) بکر کا یہ قول صحیح ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کا نام اس کا مستحق ہے کہ ہر وقت ورد زبان ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی پیغمبر، ولی، شہید کا نام اٹھتے بیٹھتے ورد زبان کرنا اور وہ بھی لفظ "یا" کے ساتھ، جو کلمہ ندا ہے[1]، جس سے کہنے والے کا یہ خیال ظاہر ہوتا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھتا ہے، یقیناً درست نہیں۔[2] اور اسلامی توحید و ایمان کے خلاف ہے۔ اور اس میں شرک کا شائبہ ہے۔[3] لیکن اس بات سے قائل کو کافر بتانا غلط ہے۔[4] اور اس سے خود زید کے کافر ہو جانے کا خطرہ ہے۔[5] فقط واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

مختلف مشرکانہ عقائد کی تردید

(اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۳۶ء)

(سوال) ایک مفتی و پیش امام مندرجہ ذیل عقیدے رکھتا ہے اور دوسروں کو ترغیب دے کر فرقہ بندی کرتا ہے۔

(۱) حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ غیب داں ہیں۔ (۲) آپ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔ (۳) فریاد رسی کے لئے یا رسول اللہ پکارے تو آپ ان کی مدد کرتے ہیں۔ (۴) حضرت محبوب سبحانی کو اتنی قدرت ہے کہ خدا کے قضاء بالا کو دور کر دیتے ہیں۔ (۵) دور دور سے مشکلات میں یا محبوب سبحانی پکارنے والوں کی آواز کو سن کر خود مشکل آسان کر دیتے ہیں۔ (۶) ولیوں سے مدد مانگنا، اللہ جل شانہ سے مدد مانگنا ہر دو ایک ہے۔ (۷) یہی عقیدہ سنت جماعت کا ہے۔ (۸) اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والے سب غیر مقلد، وہابی، نجدی، اسلام سے خارج، کفر کے مستحق ہیں۔ ان سے میل جول، بیاہ رشتہ، ان کے پیچھے نماز پڑھنا سخت حرام ہے۔

(جواب ۱۹۳) نمبر اول سے نمبر ہشتم تک جو باتیں مذکور ہیں۔ یہ صریح طور پر اسلامی تعلیم اور نصوص کتاب و سنت کے خلاف ہیں۔ قرآن پاک میں صاف اور صریح طور پر مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عالم الغیب

---

[1] "کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یذکر اللہ عزوجل علی کل احیانہ" (ابو داؤد، کتاب الطہارۃ، باب فی الرجل یذکر اللہ تعالیٰ علی غیر طہر ۱/ ۴ ط امدادیہ ملتان)

[2] [illegible] نزد ائمہ حنفیاں ناجائز است" (مجموعہ فتاوی علی ہامش خلاصۃ الفتاوی ج ۴ ص ۳۳۳ ط امجد اکیڈمی لاہور)

[3] "اعتقاد کند کہ غیر حق تعالیٰ حاضر و ناظر و عالم خفی و جلی در ہر وقت و ہر آن است، اعتقاد شرک است [illegible] وقال علماؤنا من قال ان ارواح المشائخ حاضرۃ تعلم یکفر انتہی۔" (حوالہ بالا ۴/ ۳۳۳)

[4] ولا یکفر بقولہ یا حاضر یا ناظر ولا بقولہ درویش درویش است والقول بالکفر بکل منہما باطل (البحر الرائق، الطبعۃ الثانیۃ، کتاب السیر، باب احکام المرتدین ج ۵ ص ۱۳٤ ط دار المعرفۃ بیروت وکذافی الدر المختار کتاب الجہاد باب المرتد: ج ٤ ص ٢٥٩ ط سعید

[5] "ایما امرئ قال لاخیہ کافر فقد باء بہا احدہما ان کان کما قال والا رجعت علیہ" (مسلم، کتاب الایمان، باب بیان حال الایمان من قال لاخیہ المسلم یا کافر ۱/ ۵۷ ط قدیمی کراچی)

نہیں۔ وہی تنہا علم غیب کی صفت کے ساتھ موصوف ہے۔(۱) پیغمبر ﷺ باوجود اس کے کہ حق تعالیٰ نے انہیں ہزاروں غیوب کا علم عطا فرمایا تھا، عالم الغیب نہیں تھے۔(۲) ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا بھی خاص خدائے تعالیٰ کی صفت ہے۔(۳) ہر جگہ سے پکار کو سننا اور مدد طلب کرنے والے کی مدد کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے۔(۴) نمبر ۴ کا یہ عقیدہ کہ حضرت غوث الاعظم کو ذاتی قدرت ہے کہ قضاو قدر کو رد کردیں صریح کفریہ شرکیہ عقیدہ ہے۔ اسی طرح نمبر ۵ بھی خطا اور جہل ہے۔ نمبر ۶ کی تاویل نہ کی جائے تو وہ بھی مشرکانہ خیال ہے۔(۵) نمبر ۷ یہ بالکل غلط ہے کہ اہل السنۃ والجماعت ان مشرکانہ عقائد کے قائل ہیں۔ نمبر ۸ یہ بھی جہالت اور تہمت و افترا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت مخصوصہ کو اس کے ساتھ مخصوص کرنے والے اور انبیاء و مرسلین کو اپنے درجے پر رکھنے والے اور اولیاء اللہ کو اپنے مرتبہ پر ماننے والے وہابی، غیر مقلد، نجدی، اسلام سے خارج ہیں۔

یہ سب باتیں مسلمانوں میں افتراق پیدا کرنے والی اور اسلامی وحدت کے شیرازے کو بکھیرنے والی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت کرے اور راہ راست دکھائے۔ آمین۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) "قل لایعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ" (النمل: ۶۵)

(۲) شرح عقائد کی شرح ہے: "وبالجملہ العلم بالغیب امر تفرد بہ اللہ تعالیٰ لاسبیل للعباد الیہ الا باعلام منہ بالوحی او الہام بطریق المعجزۃ او الکرامۃ او ارشاد الی الاستدلال بالامارات [illegible] وفی النبراس: والتحقیق ان الغیب ما غاب عن الحواس والعلم الضروری والعلم الاستدلالی وقد نطق القرآن بنفی علمہ عمن سواہ تعالیٰ فمن ادعی انہ یعلمہ کفر ومن صدق المدعی کفر الخ۔" (النبراس، ص ۳۴۳ ط امدادیہ ملتان)

(۳) "فی الواقع ہمچوں اعتقاد کہ حضرات انبیاء و اولیاء ہر وقت حاضر و ناظر اند [illegible] شرک است چہ ایں صفت از مختصات حق جل جلالہ است [illegible] در آں شرکت نیست [illegible] نیز در بزازیہ است وعلی ہذا قال علماؤنا من قال ان ارواح المشائخ حاضرۃ تعلم یکفر انتہی۔"

(مجموعۃ الفتاوی فارسی: ج ۱ ص ۴۸، مجموعۃ الفتاوی عبدالحیٔ اردو: ج ۱ ص ۳۶ ط ایچ ایم سعید)

(۴) "امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء" (النمل: ۶۲) وقال تعالیٰ "وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ہو" (الانعام) وفی حدیث عن رجل من بلہجیم قال قلت یا رسول اللہ الام تدعو؟ قال "ادعو الی اللہ وحدہ الذی ان مسک ضر فدعوتہ کشف عنک الخ" (ابن کثیر [illegible] سہیل اکیڈمی [illegible])

(۵) حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں "و ہم چنیں اعتقاد چیزے کہ خصوصیت بجناب الٰہی دارد مثل دادن فرزند [illegible] دافع امراض [illegible] چوں [illegible] از جناب غیر درخواست منظور شد [illegible] در خواست [illegible] مسلمان کے [illegible] از دائرہ مسلمانان خارج میشود۔" (فتاویٰ عزیزی [illegible] ص ۶۴ ط کتب خانہ رحیمیہ دیوبند یوپی)

مختلف فیہ مسائل میں الجمعیۃ کا مسلک

(شذرہ از اخبار الجمعیۃ مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۹۲۵ء از مولانا ابوالاعلیٰ مودودی مدیر اخبار الجمعیۃ)

قارئین کرام کو معلوم ہوگا کہ الجمعیۃ مورخہ ۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۴ھ میں "حوادث و احکام" کے زیر عنوان حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کا ایک فتویٰ شائع ہوا تھا، جو اغثنی یارسول اللہ کے شرعی حکم کے متعلق تھا۔ ... بحث و مباحثہ کا میدان بنانا تو مناسب ہے نہ ہم اس کے متحمل ہیں۔ اگرچہ الجمعیۃ میں شائع شدہ فتوے یعنی شخصی رائے کی سی حیثیت رکھتے ہیں، جمعیۃ علمائے ہند کی طرف منسوب نہیں ہو سکتے۔ تاہم اختلافی مسائل کی اشاعت بھی جمعیۃ کے ذریعے سے مناسب نہیں ہیں۔

آگے چل کر حضرت مفتی صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ

"میں الجمعیۃ کے صفحات میں مولانا نثار احمد صاحب کے فتوے پر تنقید کرنی مناسب نہیں سمجھتا۔ صرف اسی قدر پر کفایت کرتا ہوں اور بتانا چاہتا ہوں کہ میں صلوۃ و سلام کے ساتھ "یا رسول اللہ" کہنے کو اس خیال کے ساتھ جائز سمجھتا ہوں کہ فرشتے ان کلمات کو حضور ﷺ تک پہنچا دیتے ہیں۔(۱) اور اگر کوئی شخص فرط شوق میں غیر اختیاری طور پر بغیر اس خیال کے کہ حضور سن رہے ہیں یا رسول اللہ کہے تو اس کا یہ واقعہ بھی منصوص نص عدم جواز کے حدود میں نہیں آئے گا۔"

ان تمام تحریرات کو مفتی صاحب کے اس گرامی نامہ سمیت ہم شائع کرنے والے تھے کہ دفعتاً ہمارے پاس ایک پمفلٹ آیا جس کا عنوان "الجمعیۃ جمعیۃ العلماء کے فتوے پر ایک نظر" تھا اور اس میں وہ تمام دستخط بھی موجود تھیں جن کا چندہ مولوی عبدالحق صاحب نے ہمارے پاس بھیجا تھا۔ اس میں سب سے بڑی زیادتی (جس کو ہماری جگہ کوئی دوسرا شخص بھی مذموم بددیانتی سے تعبیر کرتا) یہ کی گئی تھی کہ مفتی صاحب کے اس شخصی فتوے کو جمعیۃ العلماء کے فتوے کی حیثیت دی گئی تھی۔ حالانکہ اس کے نیچے مفتی صاحب کے دستخط موجود تھے اور کوئی اس قسم کے الفاظ نہیں تھے جن سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہو کہ وہ صدر جمعیۃ العلماء کی حیثیت سے لکھا گیا تھا۔ مولوی عبدالحق صاحب کی اس بے صبری اور عجلت کو دیکھ کر ہمیں مجبوراً ان تحریرات کی اشاعت کا ارادہ فسخ کرنا پڑا۔ اور اب ہم صرف اس امر کی تصریح کر دینے پر قناعت کرتے ہیں کہ اس فتوے کی اشاعت میں ہماری نیت وہ ہرگز نہیں تھی جو ہماری طرف منسوب کی گئی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ ایک فروگذاشت ضرور تھی اور اس پر اظہار معذرت کرنا ہمارا اخلاقی فرض ہے۔ مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ اشاعت سے پہلے وہ فتویٰ ہماری نظر سے نہیں گزرا تھا۔ ورنہ ہم اسے ہرگز شائع نہ کرتے۔ ہم نے "حوادث و احکام" کا عنوان جس غرض سے قائم کیا ہے وہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے عوام کو شرعی مسائل سے واقفیت حاصل ہوتی رہے اور روزمرہ کے معاملات میں احکام شرع سے ناواقفیت کی وجہ سے جو غلطیاں مسلمانوں سے سرزد ہوتی ہیں ان کا سدباب

---

(۱) ان للہ ملائکۃ سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام (النسائی، کتاب الصلاۃ، باب التسلیم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ۱، ۱۴۳ ط سعید)

ہوتے۔ اس مقصد میں کسی [illegible] افتراق نیز غرض کی آمیزش نہیں ہے جس سے مختلف فیہ مسائل میں کسی مخصوص بدعت سے اختلافات کی اشاعت مد نظر ہو۔ ہمارے دل میں کسی قسم کا کوئی [illegible] یہ کی مختلف فیہ مسائل کی [illegible] نہیں ہے۔ جن پر ہم اپنے مقصد کا ظہور کر سکتے تھے۔

فصل پنجم

مجلس شہادت

محرم کے پہلے عشرہ میں بیان شہادت کے لئے مجلس کا انعقاد بدعت ہے۔

(سوال) محرم کے عشرہ [illegible] میں دس دن شہادت کا بیان کروانا کیسا ہے۔ اور ایسی مجلس میں شریک ہونا کیسا ہے۔
(المستفتی نمبر ۲۶۳۳ مولوی عبدالحق) امام جامع مسجد موضع شیخ محل مورخہ ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۵۹ھ
مطابق ۲۰ جولائی ۱۹۴۰ء

(جواب ۱۹۴) بیان شہادت کے لئے انعقاد مجلس بدعت ہے۔ ہاں وعظ و تذکیر کے لئے جائز ہے۔ [1]
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

فصل ششم

مسئلہ سماع موتی

سماع موتی محققین علماء کے نزدیک ثابت ہے یا نہیں؟

(سوال) سماع موتی محققین علماء کے نزدیک ثابت ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۹۵) مسئلہ سماع موتی قرون اولیٰ سے مختلف فیہ چلا آتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا بھی اس میں اختلاف تھا۔ قرون صحابہ کے بعد بھی ہمیشہ علماء اس میں مختلف رہے۔ اکثر صوفیہ سماع موتی کے قائل ہیں۔ لیکن علمائے حنفیہ کے نزدیک ثابت نہیں۔ ہاں میت کو قبر میں رکھنے کے بعد اس قدر حیات اس میں ڈال

---

[1] [illegible] بدعت [illegible] من وضع الحدود والتزام الكيفيات والهيئات المعينة والتزام العبادات المعينة في اوقات معينة لم يوجد لها ذلك التعيين في الشريعة (الاعتصام ١/ ٣٩ [illegible]) [illegible] لقوله عليه السلام من تشبه بقوم فهو منهم (ابو داؤد، كتاب اللباس، باب [illegible] ج ٢ ص ٢٠٣ ط امداديه ملتان)
[2] [illegible]
كتاب [illegible] ٥ [illegible] ١٣١٩

جاتی ہے کہ وہ آدمی تکلیف کو محسوس کرے۔ فی شامی۔ (۱)(ص ۲۴۳ ج ۳) ولا یرد تعذیب المیت فی قبره لانه توضع فیه الحیوة عند العامة بقدر مایحس بالالم والبنیة لیست بشرط عند اهل السنة بل تجعل الحیاة فی تلک الاجزاء المتفرقة التی لایدرکه البصر. وقال بعد اربعة اسطر ولا یرد مافی الصحیح من قوله صلی الله علیه وسلم لاهل قلیب بدر هل وجدتم ماوعدکم ربکم حقا فقال عمر اتکلم المیت یارسول الله فقال علیه السلام والذی نفسی بیده ما انتم باسمع من هؤلاء ومنهم فقد اجاب عنه المشائخ بانه غیر ثابت یعنی من جهة المعنی وذلک لان عائشة ردته بقوله تعالی وما انت بمسمع من فی القبور انک لاتسمع الموتی وانه انما قاله علی وجه الموعظة للاحیاء وبانه مخصوص باولئک تضعیفاً للحسرة علیهم وبانه خصوصیة له علیه السلام معجزة لکن یشکل علیهم مافی مسلم ان المیت لیسمع قرع نعالهم اذا انصرفوا الا ان یخصوا ذلک باول الوضع فی القبر مقدمة للسؤال جمعاً بینه وبین الآیتین فانه شبه فیهما الکفار بالموتی لافادة بعد سماعهم وهو فرع عدم سماع الموتی الخ۔ تاہم کسی فریق کو یہ حق نہیں کہ وہ دوسرے فریق کی تضلیل یا تفسیق یا تجہیل کرے۔ کیونکہ اس صورت میں کہ مسئلہ قرون اولیٰ میں بھی مختلف فیہ تھا اس تضلیل یا تفسیق یا تجہیل کا اثر صحابہ کرام تک پہنچے گا۔ ولاشک فی فسادہ

فصل ہفتم
وہابی کی تحقیق

۱۔ وہابی فرقے کا تعارف اور ہندوستان میں "وہابی" کی اصطلاح
۲۔ علمائے دیوبند کو وہابی کہنے کی وجہ.
۳۔ میلاد شریف سے منع کرنے والوں کو کافر کہنا.
۴۔ مروجہ عرسوں میں شرکت کرنا حرام ہے۔
۵۔ وہابیوں کو مسجد میں آنے سے روکنا
۶۔ علمائے دیوبند کے اکابر کو کافر کہنے والے کا حکم.
۷۔ ایسی مساجد میں جانا جہاں علمائے حق کو برا بھلا کہا جائے.

(سوال) (۱) وہابی کس فرقے اور کس مذہب کے لوگوں کو کہتے ہیں۔ اس کا موجد کون تھا۔ اس کی ابتدا کب سے ہوئی اور یہ لوگ کس خیال و عقیدے کے ہیں۔ ہندوستان میں یہ فرقہ کب پایا گیا؟ (۲) کیا وہابی علمائے دیوبند کو بھی کہتے ہیں۔ اگر یہ لوگ وہابی ہیں تو کن عقائد و اعمال کی وجہ سے؟ (۳) جس شخص کا یہ خیال ہو

---

(۱) ردالمحتار، کتاب الایمان، باب الیمین فی الضرب والقتل وغیر ذلک مطلب ترد الحیاة الی المیت بقدر مایحس بالالم ومطلب فی سماع المیت الکلام: ۳ / ۸۳۵، ۸۳۶ ط سعید

کہ اس شور و شغب کے زمانے میں جب کہ عوام کے عقائد میں عام طور پر فتور آگیا ہو قیام میلاد شریف ضروری نہیں جانتا بلکہ اس کا ترک اولیٰ سمجھتا ہے اور خود قیام نہیں کرتا اور نہ دوسروں کے لئے پسند کرتا ہے۔ اس صورت میں ایک گروہ جس میں چند مولوی بھی شامل ہیں، مانعین و تارکین کو کافر کہتے ہیں۔ کیا ان کا یہ کہنا اور تکفیر کرنا درست ہے۔ اور اگر مانعین قیام حق پر ہیں تو جو تارک قیام کے کفر کے قائل ہیں منکر شرع وہ لوگ ہیں؟ (۴) کیا شخص جو عرس بزرگاں کہ جہاں سینکڑوں خلاف شرع امور ہوتے ہیں مثلاً عورتوں کا اجتماع، چراغاں ہونا، قوالی مع مزامیر اور رنڈی بھڑوے کا ناچ گانا اور صاحب قبر سے منت مرادیں مانگنا وغیرہ وغیرہ سے اور گناہ بتاتا ہے تو کیا اس انکار سے وہ شخص کافر ہو جاتا ہے؟ اور اعراس بزرگان جائز ہے؟ (۵) وہابی مسلمانوں کی مسجدوں میں نماز ادا کر سکتا ہے یا نہیں؟ اور کیا مسلمانوں کو حق ہے کہ وہابیوں کو اپنی مسجدوں میں نماز پڑھنے نہ دیں۔ اور اس طرح کرنے سے ان مساجد میں جہاں مسلمانوں کو نماز پڑھنے سے بندش و انکار ہو حکم مسجد کا ہے یا غیر مسجد کا؟ (۶) حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی اور مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی اور مولانا محمد اسمٰعیل شہید دہلوی اور مولانا محمد فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادی اور مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی لکھنوی اور مولانا خلیل احمد صاحب انبیٹھوی اور مولانا سید محمد علی صاحب خلیفہ ارشد مولانا فضل الرحمٰن صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین کی نسبت آپ کا کیا خیال ہے؟ یہ لوگ کامل مسلمان تھے یا کافر؟ اور کیا زید کا یہ قول صحیح ہے کہ جو ان کو کافر نہ جانے وہ کافر ہے۔ اور کیا یہ صحیح ہے کہ بعض خاص عقیدہ یا مضمون یا تصانیف کی وجہ سے ان پر کفر عائد ہو گیا ہے۔ اور وہ ایسا اٹل ہو کر جم گیا ہے کہ کسی طرح کفر اٹھتا نہیں ہے۔ حالانکہ ان لوگوں نے التصدیقات لدفع التلبیسات، ایک کتاب ان الزامات کے جواب میں لکھ کر علمائے ہند و عرب و شام وغیرہ سے دستخط و تصدیق کرا کر شائع کی ہے لیکن اس پر بھی کفر ان پر عائد کیا جاتا ہے۔ آیا یہ تکفیر زیادتی و تعدی ہے یا نہیں؟ (۷) مسلمانوں کو ایک مسجد میں جانا اور وہاں نمازیں پڑھنا درست ہے؟ جہاں علمائے دین اہل حق و بزرگان دین کو علی العموم برا بھلا کہا جاتا ہو اور ان کی تکفیر و تضلیل کی جاتی ہو اور پکے مسلمانوں کو کان پکڑ کر نکالا جاتا ہو اور لوگوں کو فساد پر آمادہ کیا جاتا ہو؟ بینوا توجروا۔

(جواب ۱۹۶) (۱) فرقہ وہابیہ کی ابتدا محمد بن عبدالوہاب نجدی سے ہوئی۔ یہ شخص حنبلی مذہب رکھتے تھے مگر ان میں سختی زیادہ تھی۔ ان کے خیالات اور عقائد کے متعلق مختلف روایات کی جاتی ہیں۔ حقیقت حال خدا تعالیٰ کو معلوم ہے۔ مگر ہندوستان کے بعض مبتدعین نے تو آج کل متبع سنت کا نام وہابی رکھ دیا ہے۔ یہ ان مبتدعین کی اصطلاح جدید ہے۔

(۲) علمائے دیوبند یا ان کے ہم خیال علماء کو جو شخص وہابی یعنی متبع نجدی کہے وہ خود وہابی یعنی سخت گیری میں متبع نجدی ہے۔ علمائے دیوبند نہایت عمدہ اور پاکیزہ عقیدے والے حضرات ہیں۔ ان کا مذہب اور عقیدہ وہی ہے جو سلف صالحین و تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین کا تھا۔ ان کو وہابی کہنا گویا صحابہ و تابعین کو وہابی کہنا ہے۔ حالانکہ صحابہ

کی شان میں آنحضرت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اهتدیتم یعنی میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں تم جس کی اقتداء کرو گے راہ پاؤ گے۔[1] پھر صحابہ کو برا کہنا نعوذباللہ من ذلک آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرنی ہے۔ اور جو شخص آنحضرت ﷺ کی تکذیب کرے اس کا ایمان سلامت نہیں ہے۔[2]

(۳) آنحضرت ﷺ کا ذکر ولادت افضل مستحبات ہے، لیکن اس کی مروجہ صورتیں اور اس کے ساتھ اعتقاد مجیئت بدعت ہے اور ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا تو فاسد علی الفاسد ہے۔ ہر ایسا کام جس کی کسی وقت، کسی مجلس، کسی حال کے ساتھ خصوصیت شریعت سے ثابت نہیں، اس کو کسی وقت کسی مجلس کسی حال کے ساتھ خاص کر لینا اور دین کا جزو سمجھ لینا ہی تو بدعت ہے۔[3] اور جب کہ یہ بدعت ہے تو جو علماء اس کو ناجائز کہتے ہیں وہ حق پر ہیں۔ ان کو کافر کہنے والے کے ایمان کی خود خیر نہیں۔ اگر بفرض محال قیام جائز بھی ہو تاہم زیادہ سے زیادہ مستحب ہو سکتا ہے۔ اور تارک مستحب مستحق ملامت بھی نہیں،[4] چہ جائے کہ اس کی تکفیر و تضلیل، نعوذ باللہ من ذلک۔

(۴) عرس کی حقیقت شرعی نقطہ نظر سے صرف یہی ہو سکتی ہے کہ مقابر اولیاء اللہ کی زیارت کی جائے تو اگرچہ سفر طویل کر کے زیارت جانا جائز ہے۔[5] لیکن ایام عرس میں وہاں جانے میں علاوہ اس کے کہ کئی

---

[1] مشکوٰۃ، باب مناقب الصحابہ، الفصل الثالث ص ۵۵۴ ط سعید

[2] چونکہ آنحضرت ﷺ سے دین اور قرآن امت تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم [illegible]

اذا رأيت الرجل ينتقص احدا من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فاعلم انه زنديق وذلك ان الرسول حق والقرآن حق وما جاء به حق وانما ادى الينا ذلك كله الصحابة، وهؤلاء يريدون ان يجرحوا شهودنا ليبطلوا الكتاب والسنة، والجرح بهم اولى وهم زنادقة (الاصابة في تمييز الصحابة، خطبة الكتاب ومقدمته، الفصل الثالث في بيان حال الصحابة من العدالة ۱ : ۱۰ ط دار الفكر بيروت)

[3] علامہ شاطبیؒ بدعت کی تعریف [illegible] منها وضع الحدود والتزام الكيفيات والهيئات المعينة والتزام العبادات المعينة في اوقات معينة لم يوجد لها ذلك التعيين في الشريعة" (الاعتصام ج ۱ ص ۳۹ ط دار المعرفة بیروت)

[4] وحكمه عدم اللوم على تركه (ردالمحتار، كتاب الطهارة، مطلب لا فرق بين المندوب والمستحب والنفل والتطوع ج ۱ ص ۱۲۳ ط سعيد)

[5] دور دراز کی مسافت طے کر کے زیارت قبور کے لئے جانا اہل سنت کے ہاں مختلف فیہ امر ہے۔ شامی میں ہے: [illegible] ندب الزيارة وان بعد محلها وهل تندب الرحلة لها [illegible] لم ار من صرح به من ائمتنا ومنع منه بعض ائمة الشافعية الا لزيارته صلى الله عليه وسلم، قياسا على منع الرحلة لغير المساجد الثلاث ورده الغزالي بوضوح الفرق الخ (ردالمحتار ۲ : ۲۴۲ ط سعید) جو حضرات منع کرتے ہیں وہ حدیث "لا تشد الرحال الا الى ثلثة مساجد الخ (بخاری، کتاب الصوم ۱ : ۲۶۸ قدیمی) سے استدلال کرتے ہیں [illegible] لا ينبغي للمطي ان تشد رحاله الى مسجد يبتغى فيه الصلوة غير المسجد الحرام والمسجد الاقصى ومسجدي هذا" (مسند احمد ج ۳ ص ۶۴ [illegible]) [illegible] لا تشد الرحال [illegible] لا يحتمل نظر الاستدلال [illegible]

خاص تاریخ کو عرس کے لئے متعین کرلینا بدعت ہے،(۱) بڑی قباحت یہ ہے کہ آج کل عرس مروجہ میں اتنے غیر مشروع اور ناجائز کام ہوتے ہیں کہ ان سب کا مجموعہ شرکت عرس کو حرام بنا دیتا ہے۔(۲) مثلاً عورتوں کا جانا مزامیر کے ساتھ قوالی ہونا۔ طوائف کا ناچ گانا وغیرہ وغیرہ۔ پس جو شخص ان کو جائز و باعث ثواب بتائے وہ سخت گناہگار ہوگا۔ ایسا شخص ہرگز اس قابل نہیں کہ اس کے کسی قول پر کان دھرا جائے۔ اور جو شخص مانعین کو وہابی اور کافر بتائے اس کے خود ایمان کی خیر نہیں۔(۳) نعوذ بالله من ذلك۔

(۵) جیسا کہ پہلے سوال کے جواب سے معلوم ہو گیا کہ آج کل مبتدعین کی اصطلاح میں متبعین سنت کو (مدودہ) وہابی کہا جاتا ہے تو ایسے وہابیوں یعنی ان لوگوں کو جو سنت نبوی پر عمل کرتے ہیں مسجد میں آنے سے روکنا سخت ظلم اور گناہ ہے۔(۴) مسجد سے روکنے والے مبتدعین خود اس کے مستحق ہیں کہ ان کو مسجدوں سے روکا جائے ان کو یہ حق کہاں سے حاصل ہو گیا کہ وہ کسی مسلمان کو اتباع سنت کی وجہ سے مسجد میں آنے سے روکیں مسجدیں ان کی مملوک تو نہیں ہیں کہ جس کو چاہیں آنے دیں اور جسے چاہیں روک دیں۔

(۶) یہ حضرات علمائے کرام اعلیٰ درجے کے مسلمان اور پکے دیندار تھے۔ جو شخص ان کو کافر کہے وہ بہت بڑا ظالم اور ایمان کا دشمن ہے۔ ان لوگوں کی کسی تصنیف اور کسی مضمون میں کوئی ایسا فقرہ موجود نہیں جس کی وجہ سے نعوذ باللہ من ذلک ان کی طرف کفر کی نسبت کی جائے۔ ان لوگوں کی جتنی تصانیف ہیں بہت کار آمد مفید اور بدعت کے لئے نہایت مضر و تباہ کن ہیں۔ مسلمانوں کو ان کی کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ یہ لوگ سنت نبوی و احکام شرعیہ کے پابند اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے قدم بقدم چلتے تھے۔ ان کو سب و شتم کرنا گویا احکام شرعیہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخی کرنا ہے۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخی کرنا جو ہے معلوم ہو چکا کیسا ہے۔ جو لوگ ان حضرات علمائے کرام کو کافر بتائیں ان کو اپنی مجلسوں اور محفلوں میں شریک نہیں کرنا چاہئے اور نہ خود ان کی محفلوں میں شرکت کرنا چاہئے۔ تاکہ ان کے برے اور فاسد عقیدے مسلمانوں میں سرایت نہ کریں۔(۵) یہ لوگ مسلمانوں کے دشمن اسلام کے دشمن اور خدا اور رسول کے دشمن ہیں۔

(۷) جس جگہ اور جس وعظ کی شرکت سے فساد عقیدہ اور فساد بین المسلمین ہوتا ہو اس میں شرکت کرنا اور وہاں جانا کسی مسلمان کو جائز نہیں خواہ وہ جگہ مسجد ہو یا اور کوئی جگہ ہو۔ اس میں شک نہیں کہ فی نفسہ

(بقیہ حاشیہ) [illegible]

۲۔ [illegible]

۳۔ اذا قال الرجل لاخيه يا كافر فقد باء به احدهما (البخاري، كتاب الادب، باب من اكفر اخاه بغير تاويل فهو كما قال ج ۲ ص ۹۰۱ ط قديمي)

۴۔ ومن اظلم ممن منع مساجد الله ان يذكر فيها اسمه" (البقرة: ۱۱۴)

۵۔ فلا تقعد بعد الذكرى مع القوم الظالمين" (الانعام: ۶۸) [illegible] ج ۱ ص ۱۷۹ ط امدادیہ ملتان)

مسجد بہت اچھی جگہ ہے لیکن جبکہ وہاں فساد عقیدہ اور فساد دین کا سبب ہوتا ہو تو نہ مسجد ہونے کی جہت سے بلکہ ان مفسد لوگوں کے اثر بد سے بچنے کے لئے وہاں نہ جانا لازم ہے۔ واللہ اعلم۔

اکابر علمائے دیوبند مسلمان ہیں یا کافر؟

(سوال) ہمارے موضع میں بقر عید کی نماز مولوی عبدالحکیم صدر مدرس جامع العلوم حسین پور پڑھاتے ہیں اور مولانا محمد قاسم نانوتوی اور مولانا رشید احمد گنگوہی اور مولانا محمود الحسن دیوبندی اور مولانا اشرف علی تھانوی کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ آیا مولوی عبدالحکیم صاحب مسلمان ہیں یا کافر۔ اور جو ان کے کفر میں شک کرے آیا اس کی بیوی اس کی نکاح میں رہے گی یا نہیں؟ اور ہم لوگ ان کے پیچھے نماز پڑھیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۴۸۲ فریاد حسین (بہار) ۲۱ صفر ۱۳۵۴ھ م ۲۵ مئی ۱۹۳۵ء

(جواب) (از مولوی حشمت علی خاں لکھنوی)۔ قاسم نانوتوی نے اپنی کتاب تحذیر الناس مطبع خیر خواہ سرکار کے صفحہ ۳ پر حضور اقدس ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے اس معنی کو کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں جاہلوں کا خیال ٹھہرایا۔ صفحہ ۱۴ پر حضور کے زمانے میں کسی اور نبی کے پیدا ہونے کو جائز بتایا۔ صفحہ ۲۸ پر حضور اقدس ﷺ کے زمانے میں جدید نبی کے پیدا ہونے کو جائز اور ختم نبوت میں غیر مخل بتایا۔ رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد انبیٹھوی نے اپنی مصدقہ مصنفہ براہین قاطعہ کے ص ۵۱ پر حضور اقدس ﷺ سے زائد اپنے پیر ابلیس ملعون کا علم کہا۔ اشرف علی تھانوی نے اپنی حفظ الایمان صفحہ ۸ پر اپنے بزرگوں پاگلوں جانوروں کے علم غیب کو حضور اکرم ﷺ کے علم غیب کے مثل بتایا اور انہیں کفریات خبیثہ ملعونہ کی بنا پر مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کے علمائے کرام و مفتیان عظام نے کافر و مرتد ہونے کا متفقہ فتویٰ دیا۔ کما ہو مصرح فی حسام الحرمین و الصوارم الہندیہ۔ لہذا جو شخص ان چاروں شیاطین مرتدین میں سے کسی ایک کی کفری عبارت پر مطلع ہونے کے بعد بھی اس کو مسلمان سمجھے یا اس کے کافر ہونے سے انکار کرے یا اس کے کافر و مرتد ہونے میں شک کرے یا اس کو کافر و مرتد کہنے میں توقف کرے تو خود بھی قطعاً یقیناً کافر و مرتد ہے۔ اور بے توبہ مرا تو ملعون و مستحق نار ابد ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز مطلقاً حرام و باطل محض ہے۔ ایسا شخص مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے اپنا نام عبدالحکیم رکھے یا عمداً کھلے کفر کا اقرار کر کے اپنے آپ کو مرتد رجیم کہے۔ نماز جمعہ ہو یا نماز عید یا نماز پنجگانہ اس کے پیچھے کوئی نماز جائز و صحیح نہیں ہو سکتی۔ امام علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مستطاب الشفاء فی تعریف حقوق المصطفیٰ میں فرماتے ہیں اجمع المسلمون ان شاتمه صلی الله علیه وسلم کافر من شك فی کفره و عذابه فقد کفر و هکذا فی الدرالمختار و غیره من الغرر الاسفار۔ اس کی جورو اس کے نکاح سے نکل گئی۔ سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ اپنی کتاب الخراج میں فرماتے ہیں ایما رجل مسلم سب رسول الله صلی الله علیه وسلم او کذبه او عابه او تنقصه فقد کفر بالله تعالی و بانت منه امرأته اه والله ورسوله اعلم جل جلاله وصلی الله علیه وسلم۔ فقیر ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں قادری رضوی لکھنوی غفرلہ لوالدیہ و ولدیہ و اخویہ ربہ العزیز القوی۔

نجیب مجیب فقیر نظام الدین غفرلہ بلیاوی مدرس مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم۔ الجواب صحیح شمس الحق عفی عنہ مدرس مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور۔ الجواب صحیح محمد علیم اللہ تھپوری۔ جواب صحیح اسد الحق عفی عنہ مراد آبادی۔

(جواب ۱۹۷) (از مفتی اعظمؒ) جناب نے جو فتویٰ بھیجا ہے وہ میں نے دیکھا۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا محمود الحسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور مولانا اشرف علی صاحب تھانوی سلمہ اللہ تعالیٰ یہ تمام حضرات ان باخدا اور محترم علماء میں سے ہیں جن کے علمی فیوض و برکات سے تمام ہندوستان فیض یاب ہوا ہے۔ یہ علماء ہندوستان میں دین اسلام کے آفتاب ہیں۔ ان کی ہدایت کی روشنی سے ظلمت کدہ ہند روشن ہے۔ ان کو کافر بتانا کسی دیانتدار مسلمان کا کام نہیں ہے۔ تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان کی طرف جن مضامین کو منسوب کرکے ان کو کافر کہنے والے اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں۔ وہ مضامین ان کتابوں میں نہیں ہیں۔ کتابوں کی عبارتوں کو توڑ مروڑ کر کے زبردستی ان کا مطلب بدلا جاتا ہے۔ اگر یہ حضرات بھی نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کی شان مبارک کو نہ سمجھیں یا خدانخواستہ کسی طرح کی منقصت کریں تو ہندوستان میں کوئی دوسرا سلسلہ نہیں ہے جو خاندان نبوت اور اسلامی شریعت کی تقدیس کرے۔ آج ہندوستان کے فی صدی نوے بلکہ پچانوے علماء انہیں حضرات کے سلسلے کے شاگرد یا شاگردوں کے شاگرد ہیں۔ اگر یہ سب کافر ہوں تو ہندوستان میں اسلام کا خدا ہی حافظ ہے۔

آپ رنگون سے مولوی حافظ عبدالرؤف خان کی کتاب براءۃ الابرار عن مکائد الاشرار منگا کر ملاحظہ فرمائیں۔ اس سے آپ کو اس فتویٰ کی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔ بہر حال یہ فتویٰ شرعی فتویٰ نہیں ہے بلکہ کذب و افترا اور تہمت کی دستاویز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

(جواب ۱۹۸) نمبر ۸۲ و دیگر۔ یہ فتویٰ مسلمانوں کی بدقسمتی اور غفلت کی روشن ترین مثال ہے۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی، حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی، حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی قدس اللہ اسرارہم اور حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نہ صرف ہندوستان کے بلکہ دنیائے اسلام کے منتخب اور برگزیدہ علمائے اتقیا میں سے ہیں۔ جن کی اسلامی اور علمی خدمات بے شمار ہیں۔ ان کو کافر بتانے والے جس افتراء و تہمت کی بنا پر ان کو کافر قرار دیتے ہیں وہ کذب و دجل اور ظلم و بددیانتی کی بدترین مثال ہے۔ جواب میں جن باتوں کو ان کی طرف منسوب کیا گیا ہے وہ خالص تہمتیں ہیں۔ نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

اس موضوع پر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب مدظلہ العالی کی تصنیف "عبارات اکابر" جو مکتبہ صفدریہ نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ، ملاحظہ کی جائے۔

۱۔ کسی عالم دین کی توہین کرنا کیسا ہے؟
۲۔ "حضور کا نماز میں خیال لانا گدھے اور بیل سے برا ہے" کے قائل کا حکم۔
۳۔ دیوبندی اور غیر مقلد کو کافر کہنے والے کی امامت کا حکم۔
۴۔ قوالی سننا کیسا ہے؟

(سوال) (۱) کسی عالم کی توہین کرنا کیسا ہے؟ (۲) ایک عالم دیوبندی کہتا ہے کہ حضور کا نماز میں خیال لانا گدھے اور بیل سے برا ہے۔ یہ کہنا توہین حضرت کی ہوئی یا نہیں؟ (۳) اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اگرچہ حافظ ہو یا مولوی، دیوبندی کافر ہے۔ غیر مقلد کافر۔ اور اس کو کافر نہ سمجھے وہ بھی کافر اور اس کے کفر میں شبہ کرے وہ بھی کافر۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۴) قوالی سننا ڈھولک وغیرہ کے ساتھ کیسی مع مزامیر پریوں کی اور جمعہ کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۱۲۲۶ عبدالاحد (ضلع دربھنگہ) ۲۴ رجب ۱۳۵۵ھ م ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۹۹) (۱) عالم کی عالم ہونے کی حیثیت سے توہین کرنا سخت گناہ ہے۔(۱) (۲) یہ بات یوں نہیں ہے لوگ اسے غلط طریقے سے بیان کرتے ہیں اور غلط سمجھتے ہیں۔ اصل بات میں کوئی توہین نہیں ہے۔(۲) (۳) یہ شخص جاہل ہے۔ اس کی امامت مکروہ ہے۔(۳) (۴) ناجائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

۱۔ علمائے حق کو وہابی، کافر کہنے والے کا حکم۔
۲۔ تقویۃ الایمان، صراط مستقیم وغیرہ کتب اور ان کے مؤلفین کا حکم۔

(سوال) آج کل بمبئی کی فضا خراب ہے۔ یہاں پر علمائے دیوبند و بریلی دونوں وعظ بیان کرتے ہیں۔ اب ہم لوگ مصیبت میں پڑ گئے ہیں کہ کس کے وعظ کو سچا جانیں۔ مولوی حشمت علی صاحب نے اپنی کتاب رد المہند میں آپ کو امام وہابیہ (نعوذ باللہ) لکھا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ جتنے علمائے دیوبند ہیں سب کے سب وہابی کافر ہیں (معاذ اللہ)۔ یہاں پر مولانا مرتضیٰ حسن صاحب اور مولانا محمد منظور صاحب کے بھی وعظ ہوتے ہیں۔ مگر وہ کوئی جواب نہیں دیتے۔ ہمارے محلے میں بریلی پارٹی کا بہت زور ہے وہ لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ اس لئے آپ کی مندرجہ ذیل کتابوں کے بارے میں کیا رائے ہے۔ تقویۃ الایمان، صراط مستقیم مصنفہ مولانا اسمٰعیل شہید، براہین قاطعہ، تحذیر الناس، فتاویٰ رشیدیہ اور ان کے مصنفوں کے بارے میں آپ کا کیا عقیدہ ہے؟

المستفتی نمبر ۹۵۲ حبیب خان (بمبئی) ۴ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ م ۲۴ جون ۱۹۳۶ء

۱۔ ویخاف علیہ الکفر اذا شتم عالما او فقیہا من غیر سبب۔" (البحر الرائق، کتاب السیر، باب احکام المرتدین ۵/۱۳۲ ط دار المعرفۃ بیروت)

۲۔ اس کی اصل حقیقت عبارت کی توضیح میں دیکھیں۔

۳۔ دیوبندیوں کو کافر کہنے والا فاسق اور مبتدع ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے "ویکرہ امامۃ فاسق ومبتدع واما الفاسق فقد عللوا کراہۃ تقدیمہ بانہ لایہتم لامر دینہ، وبان فی تقدیمہ للامامۃ تعظیمہ، وقد وجب علیہم اہانتہ شرعا" (الدر المختار مع شرحہ، کتاب الصلوۃ، باب الامامۃ ۱/۵۶۰ ط سعید)

(جواب ۲۰۰) جو لوگ کہ مسلمانوں کو کافر بتاتے اور جماعت مسلمین میں تفریق کرتے اور علمائے ربانی و سب و شتم کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت فرمائے۔ میں قرآن مجید اور احادیث رسول اللہ ﷺ اور اقوال و افعال صحابہ کرام و تابعین و مجتہدین عظام پر ایمان اور عمل رکھتا ہوں۔ البتہ بدعات و مخترعات کو بموجب ارشاد پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام قابل رد سمجھتا ہوں۔(۱)

حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کو بزرگ اور علمائے حقانیین سمجھتا ہوں ان کی کتابیں تقویۃ الایمان، صراط مستقیم، براہین قاطعہ، فتاویٰ رشیدیہ وغیرہ کو صحیح اور قابل عمل جانتا ہوں۔ میں کسی مسلمان اور خصوصاً عالم باعمل کو کافر کہنے کی جرأت نہیں کرتا۔(۲) اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آئندہ بھی تکفیر مسلمین سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

۱۔ وہابیوں اور رضاخانیوں کے عقائد کیا ہیں؟
۲۔ اہل حق کی بعض عبارات سے غلط مفہوم لینا.
۳۔ کسی کلمہ گو کو کافر کہنا کب جائز ہو گا؟

(۱) وہابی کس جماعت کے لوگوں کو کہتے ہیں۔ اور ان کے کیا اعتقاد ہیں۔ رضاخانی کس جماعت کے لوگوں کو کہتے ہیں۔ اور ان کے کیا اعتقاد ہیں؟ (۲) زید نے کہا کہ حضور اقدس سرور عالم ﷺ عالم الغیب ہیں۔ اللہ نے اپنے حبیب کو سکھا دیا جو کچھ نہ جانتا تھا۔ اللہ کے نزدیک حضور کی بڑی عزت ہے۔ اس کے جواب میں عمرو نے کہا کہ اس میں حضور کی کیا تخصیص۔ ایسا علم غیب ہر خاص و عام کو حاصل ہے۔ حضور اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل اور اس کے روبرو ایک ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ اب فرمایئے ان دونوں میں کس کا قول قابل یقین ہے۔ جو مسلمان ہو کر کسی نبی یا صحابی کی تقریری یا تحریری ادنیٰ گستاخی کرے وہ مسلمان ہے یا کافر؟ (۳) بکر نے عالم ہونے کی وجہ سے کہا کہ کسی کلمہ گو کو کافر نہ کہنا چاہئے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ وہابی اور رضاخانی وغیرہ معتقد قادیانی اور شیعی وغیرہ وغیرہ جماعتیں کلمہ گو ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو کیوں۔ اور اگر ہیں تو ان جماعتوں میں سے کون سی جماعت حق و صحیح راستہ پر ہے۔

نمبر ۱۷۱۱ مولوی محمد سلیمان صاحب میرٹھی ۱۹ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۷ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۰۱) وہابی اصل میں وہ لوگ تھے جو محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پیرو تھے۔ مگر ہندوستان میں یہ لفظ غلط معنی میں استعمال کیا جانے لگا۔ جو لوگ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پیرو نہیں ہیں۔ مگر آنحضرت ﷺ کی

۱۔ لقوله عليه السلام: "من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد" (مسلم، كتاب الاقضية، باب نقض الاحكام الباطلة ورد محدثات الامور ج ۲ ص ۷۷ ط قديمي)

۲۔ لقوله عليه السلام: "ايما رجل قال لاخيه كافر فقد باء بها احدهما" (بخاری، کتاب الادب، باب من اكفر اخاه بغير تأويل الخ: ۲: ۹۰۱ ط قدیمی)

سنت پر عمل کرتے ہیں اور بدعتوں سے منع کرتے ہیں ان کو وہابی کہہ دیا جاتا ہے۔ اور عوام کو ان سے متنفر کرنے کے لئے یہ ایک چلتا ہوا حربہ ہے۔ جہاں وہابی کہہ کر پکار دیا تو وہ مردود و ملعون و بے ادب سب کچھ ہو گیا نعوذ باللہ من ذلک۔

رضاخانی وہ جماعت ہے جو مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کی متبع ہے۔

(۲) یہ صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو بے شمار غیب کی باتوں کا علم عطا فرمادیا تھا اور حضور کا علم تمام مخلوق سے زیادہ ہے۔ باوجود اس کے حضور کو عالم الغیب کہنا جائز نہیں کیونکہ عالم الغیب خاص اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔(۱)

یہ کوئی نہیں کہتا کہ حضور سے زیادہ علم شیطان کو حاصل ہے۔ اور نہ علمائے دیوبند میں سے کسی نے یہ لکھا ہے کہ حضور ﷺ سے شیطان یا چمار زیادہ جانتے ہیں۔ جن علماء کی طرف یہ بات منسوب کی جاتی ہے۔ ان کی عبارتوں کا مطلب بگاڑ کر یہ باتیں کہی جاتی ہیں۔(۲)

(۳) جہاں تک کسی کلمہ گو کو کافر کہنے کی گنجائش ہو اس وقت تک کافر کہنا درست نہیں۔(۳) لیکن جب اس کی گنجائش نہ رہے تو کافر کہنا جائز ہے۔ مثلاً کوئی کلمہ گو نماز کی فرضیت سے انکار کردے۔ تو وہ نماز کی فرضیت سے انکار کرنے کی وجہ سے کافر ہو جائے گا۔ اسی طرح کسی اور قطعی بات سے انکار کرے تو اس کی تکفیر ضروری ہو جائے گی۔(۴) مثلاً تمام قادیانیوں کے اور رافضیوں کے بعض فرقوں کے کافر ہونے میں شبہ نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

۱۔ کیا وہابیوں کے پیچھے نماز جائز ہے؟
۲۔ کیا حنفیوں کے ہاں فقہ حدیث سے بالاتر ہے؟

(سوال) (۱) کیا وہابیوں کے پیچھے نماز جائز ہے؟ (۲) کیا حنفیوں کے یہاں حدیث شریف سے بالاتر کتاب فقہ تصور کی جاتی ہے؟

المستفتی نمبر ۱۵۹۲ سید محمد معصوم صاحب (ضلع بدایوں)۔ ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ م ۴ جولائی ۱۹۳۷ء

۱۔ وبالجملة فالعلم بالغيب أمر تفرد به سبحانه ولا سبيل للعباد إليه إلا بإعلام منه وإلهام بطريق المعجزة، أو الكرامة، أو الإرشاد إلى الاستدلال بالأمارات فيما يمكن فيه ذلك ... وذكر الحنفية تصريحاً بالتكفير باعتقاد أن النبي عليه الصلاة والسلام يعلم الغيب لمعارضة قوله تعالى "قل لا يعلم من في السموات والأرض الغيب إلا الله" كذا في المسايرة (ملا علي قاري، شرح كتاب الفقه الأكبر، مسألة في أن تصديق الكاهن بما يخبره من الغيب كفر ص ۲۲۵ ط دار الكتب العلمية بيروت لبنان)

۲۔ اس کی مفصل بحث "عبارات اکابر" مصنفہ شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر مدظلہ العالی (مطبوعہ مکتبہ صفدریہ نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ) میں ملاحظہ فرمائیں

۳۔ إذا كان في المسألة وجوه توجب التكفير ووجه واحد يمنع فعلى المفتي أن يميل إلى هذا الوجه (خلاصة الفتاوى، كتاب الكراهية، الفصل الثاني في ألفاظ الكفر، ج ۴ ص ۳۸۲ ط امجد اکیڈمی لاہور)

۴۔ وقال القاضي عضد الدين في المواقف: لا يكفر أحد من أهل القبلة إلا فيما فيه نفي الصانع القادر العليم، أو شرك، أو إنكار النبوة، أو ما علم مجيئه بالضرورة، أو المجمع عليه كاستحلال المحرمات، وأما ما عداه فالقائل به مبتدع لا كافر انتهى" (ملا علی قاری، شرح کتاب الفقہ الاکبر، [illegible] ص ۲۴۳ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(جواب ۲۰۲) (۱) وہابیوں کے کوئی ایسے معنی نہیں جن سے کچھ تعین ہو سکے کہ کون لوگ مراد ہیں۔ آجکل تو لوگ ہر اس شخص کو وہابی کہہ دیتے ہیں جو رسوم بدعت سے منع کرے۔ تو ایسے متبعین سنت کے پیچھے کیسے نماز ناجائز ہو سکتی ہے۔ جن کو لوگ وہابی کہہ دیا کرتے ہیں۔

(۲) یہ صحیح نہیں ہے کہ حنفیوں کے نزدیک حدیث کی معتبر کتابوں سے فقہ کی کتاب بالاتر ہے۔ کیونکہ حدیث خود اصول شرعیہ میں سے کتاب اللہ کے بعد دوسری اصل ہے۔ اور اصل شرعیہ چار ہیں۔ ان سے حاصل کئے ہوئے احکام فرعیہ کا نام فقہ ہے۔[۱] محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

علمائے دیوبند اہل سنت والجماعت حنفی ہیں۔

(سوال) بعد از حمد و صلوٰۃ المسنون عرض اینکہ دریں ایام فرخندہ نام گرامی نمایاں در مابین محققین و مدققین زیادہ تر از روشنی آفتاب در مابین ستارہ ہست ومی دانیم کہ از دریائے فیض تشنگان جہت سیراب شدہ ومی شنوم کہ لقب مبارک مفتی اعظم در آفاق شہرت یافتہ ومی دانیم کہ گمراہان راہ مستقیم بہدایتش راہ یاب شدہ ودر ہر کنج دنیا از رسوم از تصنیف تش خالی نیست و ہنوز دانستم کہ اگر خدا نخواستہ حدیقہ شریعت بیضاء خالی از تربیت اش یافتہ شود ظلمات علی الظلمات واقعہ خواہد شد۔ و چنداں دانستیم کہ دیوار شریعت انوریہ بر قلمش معمور و آباد است و نیز یاد دارم کہ قلعہ دین مبین بحراستش محفوظ از حملہ حملہ آوران است، مگر افسوس صد افسوس کہ

بلبل خموش گشت پرید از سر چمن
زاغان و غوک معتکف بوستان شدند

چہ جائے گریہ گر جائے اشک خون دل از چشم ببارد ہم کم است کہ بایں ہمہ خوبی ہائے مذکورہ وجود ذی جود در مابین ہمعصران تمیز خاص دارد کہ عبارت از دیانتداری و تقوی بایں کہ جامع منقول و معقول است و منسوب بوہابیت است چنانچہ در ضلع کاٹھیاواڑ قریہ بقریہ پارچہ ہائے ناشائستہ مملوشدہ اشاعت یافت از طرف مفتی عبدالرشید خان حال ساکن ومہوری کاٹھیواڑ منسوب بہ فتح پور مدرس مدرسہ مسکینیہ دہوراجی چنانچہ موجودہ علمائے ہند ہمگی در یک فہرست درج کردہ مقلد و غیر مقلد وہابی ہمہ را از یکدیگر جدا کردہ مشہور عوام الناس شد۔ مگر چونکہ سوالی زیر فہرست را در گنجائش تحریر نیست بنا بریں مقصد اعظم خود را صاف غرض میشود کہ آیا علمائے مبارک تحت الذیل علمائے کرام را متصف باوصاف ناشائستہ مفتی عبدالرشید فتح پوری راست است یا دروغ؟“

(۱) مفتی کفایت اللہ	وہابی	مدرسہ امینیہ دہلی
(۲) مولوی ثناء اللہ	غیر مقلد	امرتسری
(۳) مولوی اشرف علی	وہابی	تھانوی
(۴) مفتی عزیز الرحمن	وہابی	دیوبندی

---

[۱] ”و اصطلاحاً عند الاصولیین العلم بالاحکام الشرعیۃ الفرعیۃ المکتسب من ادلتھا التفصیلیۃ“ (رد المحتار علی الدر المختار، مقدمہ ۱ / ۳۶ ط سعید)

(۵) مولوی محمد انور کشمیری وہابی ڈابھیلی

علاوہ ازیں نیز مفتی مشتہر درباره سیرت کمیٹی یک رسالہ گجراتی ہم چھپوا کردہ شائع نمودہ کہ سیرت کمیٹی چنیں و چناں است۔ غرض کہ در شان بانی سیرت کمیٹی از حد زیادہ گستاخانہ الفاظ درج است۔ مکرر عرض بلب ادب است کہ از روئے انصاف و مہربانی درباره علماء کرام فوق الذکر تحریر فرمائید۔ اگر رائے جناب شایان مخالف از رائے عبدالرشید مذکورہ می باشد ضرور شمشیر زہر آلود پیش تربیت یافتہ مفتی عبدالرشید در دستم می افتد و اگر موافق جناب باشد فانا برئی منکم و منهم واسأل الله انکشاف الحق کما هو الحق

المستفتی نمبر ۱۳۶۹ عثمان میاں عبدالغنی میاں (کاٹھیاواڑ) ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ ۲۹ جون ۱۹۳۸ء

(ترجمہ) بعد سلام مسنون عرض ہے کہ اس مبارک زمانے میں جناب کا اسم گرامی محققین اہل علم کے درمیان ایسا روشن ہے جیسے ستاروں کے درمیان آفتاب۔ اور ہمیں معلوم ہے کہ آپ کے دریائے فیض سے تشنگان جہالت سیراب ہوئے اور آپ کا لقب مبارک مفتی الہند تمام عالم میں شہرت رکھتا ہے۔ آپ کے رشد و ہدایت سے راہ مستقیم سے بھٹکنے والے راہ یاب ہوئے اور دنیا کے کسی گوشہ میں ہم جائیں، آپ کی تصانیف ہر جگہ شائع ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ اگر شریعت بیضاء کا باغ آپ کی تربیت سے خدانخواستہ محروم ہو جائے تو گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا جائے گا۔ ہم جانتے ہیں کہ شرع منور کی چار دیواری آپ کی توجہ و نگرانی سے معمور آباد ہے اور دین مبین کا قلعہ آپ کی نگہبانی کی وجہ سے دشمنوں کے حملے سے محفوظ ہے۔ مگر افسوس کہ ؎

بلبل خاموش ہوکر باغ سے اڑ گیا اور
کوے اور مینڈک باغ میں براجمان ہوگئے

کیسا رونے کا مقام ہے، اگر آنسوؤں کے بجائے خون دل آنکھ سے برسے تو کم ہے کہ ایسا جامع کمالات جو اپنے معاصرین میں از روئے دیانت و تقوی خاص امتیاز رکھتا ہے اس کو وہابیت کے ساتھ منسوب کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ضلع کاٹھیاواڑ میں گاؤں در گاؤں ایسے اشتہارات شائع کئے جاتے ہیں جن میں نہایت گستاخانہ باتیں لکھی ہیں۔ ایسی چیزیں مفتی عبدالرشید خان ساکن [illegible] وارد حال دھوراجی مدرس مدرسہ مسکینیہ دھوراجی کی طرف سے شائع کی جا رہی ہیں۔ مثلاً تمام موجودہ علماء ہند کی ایک طویل فہرست شائع کی گئی ہے اور ہر ایک کے نام کے آگے مقلد، غیر مقلد، وہابی کا لفظ درج کرکے ایک دوسرے سے ممتاز دکھایا گیا ہے۔ مگر چونکہ اس طویل فہرست کا یہاں درج کرنا مشکل ہے اس لئے ہم اپنے اصل مقصد کو ظاہر کرتے ہوئے ذیل میں چند اسماء مبارک تحریر کرتے ہیں اور دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ مفتی عبدالرشید نے ان حضرات کو جن ناشائستہ اوصاف کے ساتھ متصف کیا ہے یہ صحیح ہے یا غلط؟

علاوہ ازیں اس اشتہار کے شائع کرنے والے مفتی نے سیرت کمیٹی کے بارے میں بھی ایک رسالہ بزبان گجراتی چھپوا کر شائع کیا ہے کہ سیرت کمیٹی ایسی ہے ویسی ہے۔ اور اس کے بانی کی شان میں بے حد گستاخانہ الفاظ لکھے ہیں۔ مکرر باادب گزارش ہے کہ براہ لطف و کرم مذکورہ بالا علماء کے متعلق اپنی رائے تحریر فرمائیں۔ اگر

جناب کی رائے مفتی عبدالرشید کی رائے کے مخالف ہوئی تو عبدالرشید کے چیلوں کو سزا دینے کے لئے میرے ہاتھ میں شمشیر زہر آلود ہوگی۔ اور اگر آپ کی رائے ان کی رائے کے موافق ہوگی تو میں آپ کی اور ان کی طرف سے بری الذمہ ہوں گا اور اللہ سے انکشاف حق کی آرزو کروں گا۔

(جواب ۲۰۳) ایں فقیر بے بضاعت مفتی عبدالرشید صاحب را نمیداند۔ و ایں ہم مرا معلوم نیست کہ مفتی مذکور بکدام علت مرا وہابی می گوید۔

من فقیر و حضرت مولانا اشرف علی تھانوی و حضرت مولانا عزیز الرحمن مرحوم و حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری مرحوم بر کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ بجان و دل ایمان داریم و عمل بہ فقہ امام اعظم حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میکنیم ماہاں اہل سنت و جماعت و حنفی ہستیم واللہ علی بقول شهید۔

مولوی ثناء اللہ صاحب حنفی نیستند۔ ایشاں از گروہ اہل حدیث ہستند کہ تقلید شخصی معمول ایشاں نیست۔ فقیر از شمایاں التجا می کند کہ بر قول عبدالرشید صاحب کہ مرا و مولانا تھانوی و مولانا دیوبندی و مولانا کشمیری را وہابی گوید یقین نکنید و بحکمت و موعظت حسنہ ایشاں را ازیں غلطی باز دارید تشدد ہرگز نکنید کہ مفید نیست۔ واللہ الموفق۔ (۱) فقیر محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(ترجمہ) یہ فقیر بے نوا مفتی عبدالرشید سے واقف نہیں اور یہ بھی مجھے معلوم نہیں کہ مفتی مذکور مجھ کو کس وجہ سے وہابی کہتا ہے۔

میں فقیر اور حضرت مولانا اشرف علی تھانوی اور حضرت مولانا عزیز الرحمن مرحوم اور حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری مرحوم کتاب و سنت پر بجان و دل ایمان رکھتے ہیں اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ پر عامل ہیں۔ ہم لوگ اہل سنت والجماعت حنفی ہیں اور ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں اس پر اللہ رب العزۃ گواہ ہے۔

مولانا ثناء اللہ صاحب حنفی نہیں ہیں۔ وہ گروہ اہل حدیث سے تعلق رکھتے ہیں جو تقلید شخصی پر عامل نہیں ہیں۔ فقیر آپ سے درخواست کرتا ہے کہ مفتی عبدالرشید جو مجھ کو اور مولانا تھانوی اور مولانا دیوبندی اور مولانا کشمیری کو وہابی کہتا ہے، ان کی باتوں پر ہرگز یقین نہ کیجئے اور ان کو اور ان کے پیروؤں کو حکمت و دانائی اور پند و نصیحت سے ان کی غلط خیالی پر تنبیہ کیجئے۔ تشدد ہرگز نہ کیجئے کیونکہ تشدد غیر مفید اور مضر ہے۔ واللہ الموفق۔

شرک و بدعت کا مخالف اور علمائے دیوبند کو برحق سمجھنے والا مستحق امامت ہے یا نہیں؟

(سوال) ایک شخص جامع مسجد کا پیش امام ہے۔ اچھا خاصا وعظ بیان کرتا ہے۔ شرک و بدعت کی تردید کرتا ہے۔ رسوم قبیحہ و رواجات واہیہ سے لوگوں کو روکتا ہے۔ اپنے آپ کو امام ہمام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا معتقد بتلاتا ہے۔ سیدھے سادے لوگ ان کو دیوبندی وہابی بد مذہب وغیرہ افتراء سے بدنام کرتے ہیں۔ وہ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ میں دیوبند پڑھا نہیں لیکن حضرت علماء دیوبند کو حق بجانب اور صحیح سنت نبویہ کا عامل پاتا ہوں۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا اشرف علی تھانوی صاحب، مولانا خلیل احمد صاحب انبیٹھوی، مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کو بزرگ اور مسلمانوں کا پیشوا سمجھتا ہوں۔ کیا ایسے معتقدات رکھنے

والے کو ہم امام مسجد بنا سکتے ہیں۔

(المستفتی نمبر ۲۳۹۸ قاضی حسن علی صاحب (کاٹھیاواڑ) ۷ جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ م ۵ اگست ۱۹۳۸ء)

(جواب ۲۰۴) یہ معروف شخص کے نام ملتے ہیں، حنفی علماء و بزرگ ہیں۔ انہوں نے دین اسلام اور حنفی مذہب کی بے حد مخصوص خدمت کی ہے۔ یہ لوگ ظاہری علوم میں بھی انتہائی مہارت رکھتے تھے اور باطنی علوم میں بھی کامل تھے۔ اہل اللہ تھے اور فقیہ [illegible] میں ہندوستان کے مشہور اولیاء میں داخل تھے۔ امام کا عقیدہ ان لوگوں سے متعلق درست اور صحیح ہے اور وہ امامت کا مستحق ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

قبر پر اذان کو درست نہ سمجھنے والا اہل سنت والجماعت میں داخل ہے یا نہیں؟

(سوال) جو شخص اذان علی القبر وغیرہ کو درست نہ سمجھتا ہو وہ اہل سنت والجماعت میں داخل ہے یا نہیں۔

(المستفتی نمبر [illegible] راجہ فیروز خان (جہلم) یکم جمادی الاول ۱۳۶۱ھ م ۱۸ مئی ۱۹۴۲ء)

(جواب ۲۰۵) جو شخص کہ اذان قبر کا قائل نہ ہو، انگوٹھے چومنے اور آنکھوں سے لگانے کا قائل نہ ہو، تیجہ [illegible] کے مروجہ طریقہ کو غلط بتاتا ہو، [illegible] نماز [illegible] پڑھنے کی تائید کرتا ہو۔ غرض اہل حق کا قائل نہ ہو وہ اہل سنت والجماعت میں سے ہے بلکہ حق عقیدہ وہی ہے اس کو برا کہنے والا غلط گو اور غلط کار ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

کیا بہشتی زیور معتبر کتاب ہے؟

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) مولوی اشرف علی تھانوی کا بہشتی زیور اہل سنت والجماعت کو پڑھنا اور اس پر عمل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۰۶) کتاب بہشتی زیور مذہب حنفی کے موافق مسائل دینیہ کی کتاب ہے اور معتبر ہے۔ اس کو پڑھنا اور عمل کرنا درست ہے۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ مدرسہ امینیہ دہلی۔

فصل ہشتم

احترام اولیاء

"سبحان اللہ اس دربار کا کیا کہنا" بولنا جائز ہے یا نہیں؟

(سوال) ایک شخص نے حضرت معین الدین اجمیری رحمتہ اللہ علیہ کی تعریف کی۔ دوسرے نے کہا سبحان اللہ (یا ماشاء اللہ یا الحمد للہ) اس دربار کا کیا کہنا ہے۔ یہ جائز ہے یا نہیں؟

(المستفتی نمبر ۱۲۴ حبیب اللہ (ضلع غازی پور) یکم شعبان المعظم ۱۳۵۲ھ م ۲۰ نومبر ۱۹۳۳ء)

(جواب ۲۰۷) اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

۱۔ کسی بزرگ کو شمس المومنین کہنے کا حکم

۲۔ الہام حجت ہے یا نہیں؟

(سوال) (۱) زید ایک بزرگ کو "شمس المومنین" کے لقب سے عقیدۃً مخاطب یا ملقب کرتا ہے اور جو شخص اس کا ہم خیال نہ ہو تو وہ اس سے سخت ناراض ہوتا ہے کیونکہ وہ اس کو ملہم سمجھتا ہے۔ عمرو کہتا ہے کہ آقائے دوجہاں سرور کائنات سرکار دو عالم تاجدار مدینہ سید المومنین وغیرہ الفاظ متکلمین اسلام کی اصطلاح میں آقائے دو جہاں سید المرسلین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات بابرکات کے لئے مختص ہیں اور یہ ایسے مختص ہو چکے ہیں کہ عامۃ المسلمین کا ذہن فوراً ایسے الفاظ پر حضور ﷺ کی ذات اقدس کی طرف متبادر ہو جاتا ہے۔ شمس المومنین بھی اسی قبیل سے معلوم ہوتا ہے ورنہ مشتبہ ضرور ہے۔ حضور ﷺ کی ذات کے سوا کسی متقی کے لئے ایسے الفاظ کا استعمال خلط مراتب کا باعث ہے اور دھوکہ میں ڈالتا ہے اور فرق مراتب کی اہمیت ظاہر ہے۔ کسی ایسے القابات سے کسی امتی کو مخاطب بنانا درست نہیں۔ دونوں میں سے کس کا خیال صحیح ہے؟

(۲) سالکان راہ طریقت کے کیا تمام الہامات صحیح اور حجت ہوتے ہیں؟

(المستفتی نمبر ۲۵۵۵، ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۵۸ھ م یکم جنوری ۱۹۴۰ء)

(جواب ۲۰۸) (۱) زید کا قول بے شک نامناسب اور حدیث لاتزکوا علی اللہ احدا (۱) (او کما قال) کے خلاف ہے۔ عمرو کا قول صحیح ہے۔ کسی بزرگ کے متبع شریعت ہونے کے سبب اس کی بزرگی کا اعتراف تو ناجائز نہیں۔ مگر حد سے بڑھ جانا اور آخرت کی نجات کا شخصی طور پر یقینی حکم کا دینا درست نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے ایسے ہی موقع پر وما یدریك ان اللہ اکرمہ (۲) فرمایا تھا۔

(۲) اولیاء کے الہام قطعی نہیں۔ ان میں غلطی کا احتمال ہوتا ہے۔ (۳) اور دوسروں کے حق میں ولی کا

۱۔ بخاری، کتاب الادب، باب ما یکرہ من التمادح ۲: ۸۹۵ ط قدیمی، بلفظ "ولا یزکی علی اللہ احدا"

۲۔ بخاری، باب الجنائز، باب الدخول علی المیت ۱: ۱۶۶ ط قدیمی

۳۔ "وما ذکرہ بعض الاولیاء من باب الکرامۃ بطریق الکشف والالہام و لم یعلم انہ ھی صواب لاتسمی علوم یقینیات۔" (ملا علی قاری، مرقاۃ، کتاب الایمان ۱: ۹۶ ط امدادیہ)

کوئی عام حجت نہیں۔ خود ملہم اگر یقین رکھتا ہو کہ اس کا فلاں الہام قطعی من اللہ ہے تو وہ خود اس کے موافق عمل کر سکتا ہے۔ مگر اس کے سوا کسی پر لازم نہیں۔ کسی ولی کے کسی خاص الہام پر کسی مسلمان کو ایمان لانا ضروری نہیں ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

فصل نہم۔ نذر نیاز اور فاتحہ

۱۔ پیران پیر کی نیاز کے لئے بکرا ذبح کرنے کا حکم۔
۲۔ قبروں پر پھول، چادر، شیرینی وغیرہ چڑھانا حرام ہے۔

(سوال) یہاں پر دو جماعتوں کے درمیان مسئلہ ہذا کے بارے میں تنازعہ چل رہا ہے۔ ایک فریق کہتا ہے کہ پیران پیر غوث الاعظم جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی نیاز کے لئے بکرا خرید کر ذبح کرنا اور اس کا کھانا جائز ہے دوسرا فریق اس کو حرام ٹھہراتا ہے۔ ایک فریق کا عالم یہ فرماتا ہے کہ کسی بزرگ کی قبر پر پھولوں کی چادر چڑھانا یا چڑھاوے چڑھانا جائز ہے۔ دوسرا فریق اس کو ناجائز ٹھہراتا ہے۔

(المستفتی نمبر ۲۰۰ غلام نبی۔ سوداگر چرم۔ ضلع ستارہ۔ ۲۶ شوال ۱۳۵۲ھ م ۱۱ فروری ۱۹۳۴ء)

(جواب ۲۰۹) اگر بڑے پیر صاحب یا کسی دوسرے بزرگ کو ثواب پہنچانے کیلئے جانور ذبح کر کے اس کا گوشت پکا کر کھلا دیا جائے تو یہ جائز ہے۔(۲) لیکن اگر بکرا ان کے نام پر ذبح کیا جائے یعنی بکرے کی جان ان کے لئے دی جائے تو وہ بکرا حرام ہے۔ خواہ بسم اللہ، اللہ اکبر کہہ کر ہی ذبح کیا جائے۔(۳) پہلی صورت جو جائز ہے اس میں گوشت کا ثواب پہنچانا مقصود ہے اور اس کی شناخت یہ ہے کہ اگر اس کو بکرے کے برابر گوشت دے دیا جائے تو وہ بکرا ذبح کرنے پر اصرار نہ کرے اور دوسری صورت جو حرام ہے اس میں بزرگ کے لئے بکرے کی جان نذر کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اس سے وہ شخص بغیر بکرا ذبح کرنے کے مطمئن نہ ہوگا۔ یہ حرام ہے۔ قبروں پر پھول(۴) یا پھولوں کی چادر(۵) یا شیرینی یا اور کوئی چیز چڑھانا حرام(۶) ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

۱۔ "الهام الاولياء حجة في حق انفسهم ان وافق الشريعة ولم يتعد الى غيرهم." (نور الانوار، مبحث افعال النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۲۰۵، ۲۰۶ ط ایچ ایم سعید)

۲۔ "ان الانسان له ان يجعل ثواب عمله لغيره صلوة او صوما او صدقة او غيرها عند اهل السنة والجماعة" (هداية اولين، كتاب الحج، باب الحج عن الغير: ج ۱ ص ۲۹۶) ط شركة علمية۔

۳۔ "(ذبح لقدوم الامير) ونحوه كواحد من العظماء (يحرم) لانه اهل به لغير الله (ولو ذكر اسم الله تعالى)" (الدر المختار، كتاب الذبائح: ج ۶ ص ۳۰۹ ط سعید)

۴۔ قال العيني في العمدة: وكذلك ما يفعله اكثر الناس من وضعها فيه رطوبة من الرياحين والبقول ونحوها على القبور ليس بشيء وانما السنة الغرز (عمدة القاری: ج ۱ ص ۸۷۹) وقال المحدث البنوری في معارف السنن: "اتفق الخطابي والطرطوشي والقاضي عياض على انكاره وقولهم اولى بالاتباع حيث اصبح مثل تلك المسامحات والتعللات مثارا للبدع المنكرة والفتن السائرة فترى العامة يلقون الزهور على القبور وبالاخص على قبور الصلحاء والاولياء فالمصلحة العامة في الشريعة تقتضي مع ذلك بتاتا استئصالا لشافة البدع وحسما لمادة المنكرات المحدثة وبالجملة هذه بدعة مترفه منكرة لغو" (باب التشديد في البول: ج ۱ ص ۲۶۵ ط المكتبة البنورية)

۵۔ "في الاحكام عن الحجة: تكره الستور على القبور." (رد المحتار ج ۲ ص ۲۳۸ ط سعید)

۶۔ "واعلم ان النذر الذي يقع للاموات من اكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها الى ضرائح الاولياء الكرام تقربا اليهم فهو بالاجماع باطل و حرام." (درمختار ج ۲ ص ۴۳۹ ط سعید)

گیارہویں شریف کے کھانے کا حکم

(سوال) گیارہویں شریف کا کھانا، وہ غرباء و مساکین کے برادری کو بھی کھلایا جاتا ہے۔ کیا برادری کو کھانا جائز ہے؟

(المستفتی نمبر ۲۵۸ بابو محمد یسین خان (شملہ) ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ م ۱۰ اپریل ۱۹۳۴ء)

(جواب ۲۱۰) اگر یہ کھانا غرض ایصال ثواب کھلایا جاتا ہے تو صرف غرباء و مساکین کو کھلایا جائے کہ صدقات کے وہی مستحق ہیں۔(۱) اور اگر بطور نذر و تقرب الی السید الغوث الاعظم کھلایا جائے تو کسی کو بھی کھانا جائز نہیں۔ کیونکہ نذر لغیر اللہ اور تقرب الی غیر اللہ ناجائز(۲) ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

۱۔ آنحضرت ﷺ کا کھانے پر سورۂ فاتحہ پڑھنا کسی روایت سے ثابت نہیں۔
۲۔ گیارہویں کا ذکر کتب فقہ میں ہے یا نہیں؟
۳۔ غیر اللہ کے نام کا بکرا ذبح کرنا

(سوال) (۱) حضرت رسول خدا ﷺ نے کھانے پر سورۂ فاتحہ پڑھی ہے یا نہیں۔ یہ ذکر ترمذی شریف باب علامات النبوۃ میں ہے یا نہیں؟

(۲) گیارہویں کا ذکر کتب فقہ میں ہے یا نہیں؟ غیر اللہ کا بکرا مسلمان کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(المستفتی نمبر ۶۳۱ عبدالستار صاحب (ضلع بہاری) ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۸ ستمبر ۱۹۳۵ء)

(جواب ۲۱۱) (۱) غلط ہے۔ ترمذی شریف میں کوئی ایسی روایت نہیں ہے۔

(۲) گیارہویں کا ذکر کسی فقہ کی معتبر کتاب میں نہیں ہے۔ غیر اللہ کے نام کا بکرا حرام(۳) ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

۱۔ مراد پوری ہونے پر کسی بزرگ کے مزار پر کھیر پکانے اور کھلانے کا حکم۔
۲۔ شہداء اور اولیاء کی ارواح کو حاجت روا سمجھنا اور ان کے وسیلے سے مرادیں مانگنا؟
۳۔ کیا مروجہ میلاد میں شریک نہ ہونے والا اور نماز چھوڑنے والا برابر کے گناہ گار ہیں؟
۴۔ نماز عیدین اور دیگر نمازوں کے بعد مصافحہ کرنے کا حکم؟

(۱) بعد پوری ہونے مراد کے، دودھ، چاول، چینی وغیرہ کسی مزار کے قریب لے جا کر کھیر پکانا اور

---

(۱) و بہتر است کہ ہر چہ خواہند خوانندہ ثواب آن بمیت رسانند وطعام را بہ نیت تصدق بفقرا خورانند و ثوابش نیز باموات رسانند " (مجموعۃ الفتاوی علی ہامش خلاصۃ الفتاوی ج ۱ ص ۹۵ ط امجد اکیڈمی لاہور)

(۲) واعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یؤخذ من الدراہم والشمع والزیت ونحوها الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیہم فہو بالاجماع باطل و حرام " (رد المحتار ج ۲ ص ۴۳۹ ط سعید)

(۳) "ذبح کردن جانور بنام غیر خدا خواہ پیغمبر باشد خواہ شہید خواہ غیر انسان حرام است واگر بقصد تقرب بنام انہا ذبح کردہ باشد فقط آن جانور ہم حرام و مردار میشود و ذبح کنندہ مرتد میشود و تمام این نقل مع زیادات در تفسیر کبیر و نیشاپوری و دیگر تفاسیر مرقوم است قال العلماء لو ان مسلما ذبح ذبیحۃ وقصد بذبحہ التقرب الی غیر اللہ صار مرتدا وذبیحتہ ذبیحۃ مرتد انتہی " (فتاوی عزیزی، مسئلہ ذبح جانور بنام غیر اللہ تعالی ج ۱ ص ۵۰ ط کتب خانہ رحیمیہ دیوبند یو، پی)۔

صاحب مزار کی نیاز کرکے اپنے احباب کو جمع کرکے دیتے ہیں ٹھہرانا اور کھلانا شرعاً کیسا ہے؟

(۲) ارواح شہداء و اولیاء کے ساتھ عقیدہ رکھنا کہ دنیا میں غرض حاجت روائی آتی ہیں اور ان سے توسل سے مرادیں مانگنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(۳) میلاد مروجہ میں شرکت نہ کرنے والا اور تارک الصلوۃ یکساں گناہ گار ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

(۴) نماز عیدین کے بعد معانقہ کرنا یا کسی وقتی نماز کے بعد باخود بامصافحہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(المستفتی نمبر ۸۲۴ حبیب اللہ صاحب۔ (ضلع غازی پور) ۸ محرم ۱۳۵۵ھ م یکم اپریل ۱۹۳۶ء)

(جواب ۲۱۲) (۱) منت اگر یہ تھی کہ مراد پوری ہونے پر میں فلاں بزرگ کے مزار پر کھیر پکاؤں گا۔ اور احباب کو کھلاؤں گا تو یہ منت ہی درست نہیں۔ اور اگر یہ تھی کہ فلاں بزرگ کے مزار کے فقراء کو کھلاؤں گا تو یہ منت درست ہے (۱) مگر وہاں جاکر پکانا یا قبر کے پاس لے جاکر تقسیم کرنا ضروری نہیں۔ وہاں کے فقراء کو اپنے گھر بلا کر بھی دے سکتا ہے۔

(۲) ارواح کا دنیا میں حاجت روائی کرنے کے لئے آنا ثابت نہیں۔ (۲) حاجت روائی کرنا صرف خدا کی صفت ہے۔

(۳) میلاد مروجہ میں شرکت نہ کرنا گناہ نہیں۔ تارک الصلوۃ تو گناہ گار اور مرتکب کبیرہ (۳) ہے۔

(۴) نماز عید کے بعد یا کسی وقتی نماز کے بعد مصافحہ کو خصوصیت سے کرنا مکروہ (۴) ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

پیران پیر کی گیارہویں کرنا کیسا ہے؟

(سوال) گیارہویں مروجہ جس طرح آج کل ہوتی ہے چاند کی گیارہ تاریخ کو پیر صاحب کے نام پڑھتے ہیں، شرع محمدی میں اس کا کوئی ثبوت ہے یا نہیں؟

(المستفتی نمبر ۱۱۸۸ عبدالعزیز صاحب مشین والا (ضلع سیالکوٹ) ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ م ۱۶ ستمبر ۱۹۳۶ء)

(جواب ۲۱۳) یہ گیارہویں بدعت ہے (۵)۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

۱۔ واعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیھم فھو بالاجماع باطل و حرام مالم یقصدوا صرفھا للفقراء الانام۔" (الدر المختار، ج۲ ص ۴۳۹ ط سعید)

۲۔ ان ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللہ و اعتقادہ ذلک کفر۔" (رد المحتار ج۲ ص ۴۳۹ ط سعید)

۳۔ وتارکھا عمداً مجانة ای تکاسلا فاسق" (الدر المختار ج۱ ص ۳۵۲ ط سعید)

۴۔ ونقل فی تبیین المحارم عن الملتقط انه تکره المصافحة بعد اداء الصلاة بکل حال، لان الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنھم ما صافحوا بعد اداء الصلاة، ولانھا من سنن الروافض اھ ثم نقل عن ابن حجر عن الشافعیة انھا بدعة مکروھة لا اصل لھا فی الشرع، وانه ینبه فاعلھا اولا ویعزر ثانیا ثم قال: وقال ابن الحاج من المالکیة فی المدخل انھا من البدع وموضع المصافحة فی الشرع انما ھو عند لقاء المسلم لاخیه لا فی ادبار الصلوات فحیث وضعھا الشرع یضعھا فینھی عن ذلک ویزجر فاعله لما اتی به من خلاف السنة اھ ثم اطال فی ذلک۔" (رد المحتار ج۶ ص ۳۸۱ ط سعید)

(۵) "ومنھا وضع الحدود، والتزام الکیفیات والھیئات المعینة، والتزام العبادات المعینة لم یوجد لھا ذلک التعیین فی الشریعة"۔ (الاعتصام، الباب الاول فی تعریف البدع، ج۱ ص ۳۹، دار الفکر بیروت)

کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ دینے کا حکم

(سوال) کیا اولیاء اللہ و بزرگان دین کے سامنے حلوہ اور میوہ رکھ کر فاتحہ کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ اگر ناجائز ہے تو اس کا سبب بتائیے۔

(المستفتی نمبر ۱۳۵۴ انوار الاسلام (رنگون) ۳ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ م ۱۵ فروری ۱۹۳۷ء)

(جواب ۲۱۴) کسی بزرگ کے مزار کے سامنے حلوے یا میوہ وغیرہ رکھ کر یا صرف اپنے سامنے کھانا شیرینی وغیرہ رکھ کر فاتحہ دینا صحابہ و تابعین و تبع تابعین اور اماموں سے ثابت نہیں۔(۱) اس لئے یہ طریقہ اور اس کا التزام شرعی امور میں داخل نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

گیارھویں شریف کی محفل کا انعقاد اور مخصوص طریقے پر فاتحہ دینا بے اصل اور بدعت ہے۔

(سوال) ہمارے یہاں شہر میں ماہ ربیع الثانی میں گیارھویں شریف کی محفلیں منعقد ہوا کرتی ہیں۔ اور فاتحہ بھی بڑی دھوم دھام سے ہوتا ہے۔ فاتحہ میں "۱۱" کے عدد کی خصوصیت لازمی ہے۔ گیارہ کوڑی سے گاکر خواہ کتنی تعداد بڑھا دی جائے مگر گیارہ کی تخصیص ضروری ہے۔ اور فاتحہ بھی کوئی خاص ہے جس کو بہت کم لوگ جانتے ہیں۔ خواندہ لوگوں کو بھی تلاش کرنا پڑتا ہے۔ علاوہ ازیں چھوٹے بچوں کو عورتیں حضرت غوث پاک کے نام کی چاندی کی ہنسلی پہناتی ہیں۔ خیال یہ ہوتا ہے کہ فاتحہ خوانی اور ہنسلی پہنانے کے بعد بچہ حضرت غوث پاک کی حفاظت میں رہتا ہے۔ میں ۱۹۱۴ء میں حضرت مولانا عبدالکریم صاحب گنج مرادآبادی سے اجازت حاصل کی انہوں نے مجھے یہ تعلیم فرمایا تھا کہ استغفار ۲۵ بار" درود شریف دس بار" سورہ فاتحہ ایک بار، سورہ اخلاص تین بار پڑھ کر بخشا کرو روح پاک حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ و نیز اصحاب کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم وجملہ پیران طریقت و بزرگان دین رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم خصوصاً بروح حضرت قبلہ و مولانا فضل الرحمن صاحب قدس اللہ سرہ۔ یہ فاتحہ بعد نماز فجر و مغرب حتی الامکان پڑھتا ہوں۔ ہاں کوئی دن یا تاریخ مقرر کر کے فاتحہ خوانی کا جلسہ نہیں کرتا ہوں۔ فقراء و مساکین کی خدمت کرتا ہوں اور حتی الامکان اپنے حاجت مند بھائیوں کی بھی خدمت کرتا ہوں۔ اولیائے کرام کے ساتھ مجھے حسن عقیدت ہے۔ اور ان کے طرز عمل پر چلنا نہایت مبارک سمجھتا ہوں۔ اور کسی بزرگ کے نام اگر کسی کھانے کا یا شیرینی کا ثواب پہنچانا ہے تو اس کو کسی غریب کو دے کر اللہ تعالیٰ کے واسطے اس کا ثواب ان بزرگ کو پہنچاتا ہوں۔ اس پر اہل محلہ اکثر مجھ پر طعنہ زنی کرتے ہیں۔ خیر ان کی طعنہ زنی سے مجھے کوئی رنج نہیں ہے۔ مگر خیال یہ ہوتا ہے کہ کہیں میری یہ حرکات اصول شرع کے خلاف تو نہیں ہیں۔ ان معاملات میں کیا کرنا چاہئے۔

---

(۱) ایں طور مخصوص (یعنی فاتحہ مروجہ کہ طعام را روبروی نہادہ دست برداشتہ چیزی خوانند) نہ در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بودہ و نہ در زمان خلفا بلکہ وجود آں در قرون ثلثہ مشہود بہا بخیر نہ منقول شدہ و ایں را [illegible] التزام ننمودہ است۔" (مجموعۃ الفتاویٰ علی ہامش خلاصۃ الفتاویٰ ج ۱ ص ۹۵ ط امجد اکیڈمی لاہور)

(المستفتی نمبر ۱۲۰۹ عزیز محمد نذیر احمد صاحبان۔ سوداگران چوڑی۔ دیوان (ریاست) ۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ م ۱۹ جولائی ۱۹۳۷ء)

(جواب ۲۱۵) اولیاء اللہ سے خوش عقیدگی اور محبت اور ان کے افعال کی اقتداء بہت مستحسن اور موجب برکت ہے۔ البتہ اس قدر احتیاط لازم ہے کہ جس کو اللہ کا ولی سمجھا ہے، وہ اپنے اعمال اور ارشاد و تعلیم کے لحاظ سے ولی ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ یعنی اس کے کردار اور اعمال شریعت مطہرہ اسلامیہ کے خلاف نہ ہوں۔ اور وہ متبع شریعت اور سنت نبویہ کا پابند ہو۔ (۱) آپ کے مرشد صاحب نے جو آپ کو تعلیم کیا ہے اس کو پڑھنا اور جن بزرگوں کو ثواب بخشنے کے لئے انہوں نے ہدایت کی ہے ان کو ثواب بخشنا صحیح و درست ہے۔ اسی طرح کسی خاص تاریخ یا دن یا کسی خاص چیز کی تخصیص کئے بغیر اپنی وسعت کے موافق کسی فقیر مسکین کو صدقہ دے کر بزرگوں یا دوستوں یا عزیزوں کو ثواب بخشنا بھی جائز اور مستحسن ہے۔ (۲) مگر گیارھویں کی تخصیص اور گیارہ کے عدد کا التزام (۳) اور بڑے پیر صاحب کے نام کی ہنسلی بچوں کو پہنانا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ بچہ بڑے پیر صاحب کی حفاظت میں رہتا ہے، غلط اور گمراہی ہے۔ گیارھویں کی محفلیں منعقد کرنا اور دھوم دھام سے فاتحہ دلانا اور فاتحہ بھی خاص مقرر کرنا کہ اس کے لئے خاص آدمی ہی تلاش کرنا پڑے، یہ سب باتیں بے اصل اور بدعت ہیں (۴) ہر شخص اپنی وسعت کے مطابق کھانا یا نقد یا کوئی جنس صدقہ کر کے یا کوئی بدنی عبادت مثلاً نفل نماز نفلی روزہ تلاوت قرآن مجید وغیرہ ادا کر کے جس کو چاہے ثواب بخش دے۔ کسی مولوی یا پڑھے لکھے آدمی کی تلاش کرنے اور فاتحہ دلوانے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ ایسے لوگوں کی فاتحہ سے جو عوض اور اجرت لے کر فاتحہ پڑھیں ثواب بھی نہیں ہوتا اور نہ پہنچتا ہے۔ (۵) اس لئے فاتحہ اور ایصال ثواب کا مروجہ طریقہ ترک کر کے اس سیدھے سادے طریقے سے جو ہم نے بتایا ہے ایصال ثواب کرنا چاہئے کہ ایصال ثواب کا صحیح شرعی طریقہ یہی ہے۔

فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

۱۔ "الولی ہو العارف باللہ وصفاتہ حسب ما یمکن لہ، المواظب علی الطاعات المجتنب عن السیئات المعرض عن الانہماک فی اللذات والشہوات" انتہی (مجموعۃ الفتاوی ج ۲ ص ۳۳۵ ط امجد اکیڈمی لاہور)۔ علامہ شاطبی الاعتصام میں لکھتے ہیں "وقال ابو الحسن الوراق: لا یصل العبد الی اللہ الا باللہ وبموافقۃ حبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم فی شرائعہ، ومن جعل الطریق الی الوصول فی غیر الاقتداء یضل من حیث انہ مہتد۔ وقال ابو القاسم النصرآبادی: اصل التصوف ملازمۃ الکتاب والسنۃ، وترک البدع والاہواء الخ۔" (ج، ص ۹۲، ۹۸ ط دار الفکر بیروت)

۲۔ "الاصل ان الانسان لہ ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ صلوۃ او صوما او صدقۃ او غیرہا عند اہل السنۃ والجماعۃ" (ہدایہ باب الحج عن الغیر ج ۱ ص ۲۹۶ ط شرکۃ علمیہ ملتان، وکذا فی شامیۃ ۲/ ۲۴۳، ۵۹۵ ط سعید کراچی)

۳۔ "مقرر کردن روز سوم وغیرہ بالتخصیص واو را ضروری انگاشتن در شریعت محمدیہ ثابت نیست" (مجموعۃ الفتاوی ج ۱ بر ہامش خلاصۃ الفتاوی ۱۹۵ ط امجد اکیڈمی لاہور)

۴۔ "منہا وضع الحدود، والتزام الکیفیات والہیئات المعینۃ والتزام العبادات المعینۃ فی اوقات معینۃ لم یوجد لہا ذلک التعیین فی الشریعۃ۔" (الاعتصام، الباب الاول فی تعریف البدع ج ۱ ص ۳۹ ط دار الفکر بیروت)

۵۔ وفی کتاب الصلوۃ، باب الامامۃ، مطلب فی الامامۃ لا مرد "بخلاف الاستئجار علی التلاوۃ المجردۃ وبقیۃ الطاعات مما لا ضرورۃ الیہ فانہ لا یجوز اصلا" وفی کتاب الاجارۃ، مطلب تحریر مہم فی عدم جواز الاستئجار علی التلاوۃ الخ "ولا یصح الاستئجار علی القراءۃ واہدائہا الی المیت، لانہ لم ینقل عن احد من الائمۃ الاذن فی ذلک وقد قال العلماء ان القاری اذا قرا لاجل المال فلا ثواب لہ فای شیء یہدیہ الی المیت، وانما یصل الی المیت العمل الصالح، والاستئجار علی مجرد التلاوۃ لم یقل بہ احد من الائمۃ۔" (رد المحتار ج ۱ ص ۵۶۲، ۵۶۳، ج ۶ ص ۵۷ ط سعید)

گیارھویں شریف اور اس کی فاتحہ کو بے بنیاد قصے سے ثابت کرنا درست نہیں۔

(سوال) ہمارے ملاقاتیوں میں ایک صاحب ہیں۔ انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں نے وعظ میں سنا ہے کہ حضرت غوث پاک نے فرمایا ہے کہ میں ۱۱ ربیع الثانی کو مقام "ہو" تک گیا اور پھر واپس آگیا۔ اس لئے اس تاریخ مبارک میں جو کوئی گیارہ کے عدد سے میری فاتحہ پڑھے گا وہ بھی اس مقام "ہو" تک جہاں تک میں گیا ہوں پہنچے گا۔ اور لفظ "ہو" کے عدد بھی نکال کر بتاتے کہ ہ کے ۵ اور و کے ۶ عدد ہوئے۔ اس حساب سے گیارہ کے عدد کی بڑی برکت ہے گیارھویں شریف کا جلسہ یا فاتحہ ۱۱ ہی کو ہونا چاہئے کیا یہ صحیح ہے؟

المستفتی نمبر ۱۶۱۰ نذیر احمد عزیز احمد (ریاست ریوان) ۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ م ۱۹ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۱۶) یہ تمام قصہ اور استدلال کا یہ طریقہ شرعی اصول کے خلاف ہے۔ ابجد کے احکام کے لحاظ سے احکام شرعیہ کا ترتب نہیں ہوتا۔ لفظ ہو کے گیارہ عدد ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ۱۱ تاریخ کو فاتحہ دینا جائز ہو جائے۔ یا کچھ برکت آجائے۔ اگر ایسا ہو تو اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ اور آنحضرت ﷺ کے اسماء مبارکہ کے عدد بھی متبرک ہونے چاہئیں۔ اور ہر عدد کے مطابق دن تاریخ یا چیزوں کی تعداد معین ہونی چاہئے۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

ایصال ثواب جائز اور مستحسن ہے مگر اس کے لئے معروف ایام کی پابندی درست نہیں۔

(السوال) زید اپنے شیخ کامل کے یوم وصال کے روز عرس کرتا ہے۔ لیکن قوالی یا قبر کو سجدہ اور کوئی ایسا امر نہیں کرتا جو ممنوع ہے۔ کچھ قرآن شریف پڑھوا کر اور کسی قدر شرینی وطعام ماحضر کو خاص اللہ کے لئے دینے کی نیت سے اپنے شیخ کو ایصال ثواب کرتا ہے اور پھر شیرینی کو تقسیم کر دیتا ہے۔ اور طعام ماحضر کو طالب علموں وغیرہ کو کھلا دیتا ہے۔ اور اسی طریق پر گیارھویں وبارھویں تاریخ حضور غوث پاک اور دو جہاں کے آقا محمد ﷺ کے نام سے بھی ایصال ثواب ہر ماہ کرتا رہتا ہے۔ بکر زید کے اس فعل کو بدعت وگناہ بتلا کر مسلمانوں کو اس سے برگشتہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ دن مقرر کرنا بدعت ہے۔ اور اس طریق سے ایصال ثواب کرنے سے شیرینی وغیرہ بھی حرام ہو جاتی ہے۔ زید جواب کہتا ہے کہ نہ میں تخصیص یوم کو واجب جانتا ہوں نہ میں غیر اللہ کے نام پر ان کی عبادت کی نیت سے شیرینی دیتا ہوں۔ میرا اس میں سے کوئی فعل بھی خراب نہیں۔ میرا طریقہ تو وہی ہے جو پچھلے بزرگوں کا رہا ہے۔ چنانچہ ابو الخیر صاحب، شاہ محمد عمر صاحب کرامت اللہ صاحب، شاہ محمد یعقوب صاحب، شاہ عبدالرشید صاحب رحمہم اللہ وغیرہم کو میں نے اپنی آنکھوں سے اس طریق کا کاربند دیکھا۔ پس سوال یہ ہے کہ زید کا یہ فعل بدعت ہے یا ناجائز ہے؟ اگر بدعت ہے تو اس کا اور جن بزرگوں کا وہ حوالہ دیتا ہے ان کا کیا حکم ہے؟ زید اگر کبھی امامت کرے تو ہم اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں اور اگر جائز ہے تو بکر کا منہ بند کرنے کے لئے ہمیں کیا طریقہ اختیار کرنا چاہئے؟

(۲) زید سوم چہلم اور مولود شریف مع القیام بھی کرتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی جو لوگ یہ فعل نہیں کرتے ان کو بھی برا نہیں کہتا۔ البتہ یہ ضرور کہتا ہے کہ میں ایسے لوگوں کو اچھا نہیں جانتا کہ جو ایسے افعال کو

بدعت اور گناہ بتلا کر ان بزرگوں کو بدعتی جہنمی ٹھہراتے ہیں۔ جو علماء ان افعال پر کاربند رہے ہیں وہ چونکہ ظاہری و باطنی دونوں علموں میں کامل تھے اس لئے ان میں کسی قسم کی برائی کا شبہ بھی نہیں کیا جا سکتا۔ بکر ان افعال کو بھی حرام بتلاتا ہے۔ لہذا سوال یہ ہے کہ زید حق پر ہے یا بکر؟

المستفتی نمبر ۲۲۷ حافظ شرف الدین صاحب۔ پہاڑی دھیرج۔ دہلی ۲ جمادی الثانی

(جواب ۲۱۷) ایصال ثواب جائز و مستحسن ہے۔(۱) اس کو کوئی ناجائز و بدعت نہیں کہتا۔ لیکن ایصال ثواب کے لئے شریعت مقدسہ نے تعیین تاریخ و یوم اور تخصیص اشیاء نہیں کی ہے۔ اس لئے مانعین کا مطلب یہ ہے کہ جس چیز کو خدا تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے معین و مخصوص نہیں کیا ہے ہم بھی معین و مخصوص نہ کریں۔ گیارھویں بارھویں سوم دہم چہلم وغیرہ لوگوں نے مقرر کر لئے ہیں۔ ورنہ حضور انور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم و ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ سے ان ایام کی تعیین و تخصیص منقول اور مروی نہیں ہے۔ نہ ان بزرگ زمانوں میں یہ نام تھے۔ ورنہ ان زمانوں میں ایصال ثواب کا کوئی اہتمام کیا جاتا تھا۔ جن بزرگوں کے نام سوال میں ذکر کئے ہیں۔ وہ بے شک بزرگ اور صلحاء امت میں سے ہیں۔ مگر اتباع و اقتداء کے لئے آنحضرت ﷺ کا اسوہ حسنہ اور صحابہ کرام اور سلف صالحین کا طریقہ مسلوکہ اولیٰ اور افضل ہے۔(۲) ان بزرگوں کے عمل کی کوئی تاویل کرنی لازم ہے کہ ان کا فعل سنت نبویہ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ کے خلاف قرار نہ پایا جائے۔ ایک صاحب ایمان کے لئے اللہ تعالیٰ کے احکام اور سنت نبویہ و اسوہ آنحضرت ﷺ کے اتباع میں کامل نجات ہے۔(۳) پس ایصال ثواب کے لئے صحیح طریقہ یہ ہے کہ صدقات مالیہ کا ثواب پہنچانا ہو تو مال حلال میں سے جس وقت جو چیز میسر ہو کسی خالصاً للہ کسی مستحق پر صدقہ کر دیا جائے۔ یا عبادات بدنیہ میں سے کسی چیز کا ثواب پہنچانا ہو مثلاً تلاوت قرآن مجید کا یا نفل نماز کا یا نفل روزے کا تو اس کو بھی جب موقعہ اور فراغت میسر ہو ادا کیا جائے۔

پس جو شخص کہ ایام کی تخصیص کو شرعی تخصیص نہ سمجھے اور ایام معینہ میں ہی ادا کرے تو اگرچہ اس نے اعتقادی طور پر التزام و تعیین نہیں کی۔ مگر اس کے عمل سے ان بے علم لوگوں کو جو اس تخصیص و تعیین کو شرعی حکم اور لازمی اور ضروری سمجھتے ہیں، التباس پیش آئے گا اور وہ جواز کی حجت پکڑیں گے۔ اس لئے اس سے

---

۱. قال النووی رحمہ اللہ: والاصل فی ذلک عند اہل السنۃ ان للانسان ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ صلاۃ او صوما او حجا او صدقۃ او غیرہا (ملا علی قاری: شرح کتاب الفقہ الاکبر، مسألۃ فی ان الدعاء للمیت ینفع خلافا للمعتزلۃ ص ۹۵ ط دار الکتب العلمیۃ بیروت)

۲. لقولہ علیہ السلام: خیر امتی قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم ان بعدکم قوما یشہدون ولا یستشہدون ویخونون ولا یؤتمنون وینذرون ولا یفون ویظہر فیہم السمن۔ (بخاری، کتاب المناقب، باب فضائل اصحاب النبی ﷺ ۱/ ۵۱۵ ط قدیمی)

وقال علیہ السلام: فانہ من یعش منکم بعدی فسیری اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین تمسکوا بہا وعضوا علیہا بالنواجذ وایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ (ابو داؤد، کتاب السنۃ، باب فی لزوم السنۃ ۲/ ۲۸۷ ط امدادیہ، وترمذی، ابواب العلم، باب ما جاء فی من دعا الی ہدی الخ ۲/ ۹۶ ط سعید)

۳. "ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بہما کتاب اللہ وسنۃ رسولہ" (مشکوۃ عن الموطا، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ ج ۱ ص ۳۱ ط سعید) ولفظ الموطا فی باب النہی عن القول فی القدر "کتاب اللہ وسنۃ نبیہ" (ص ۷۰۲ ط میر محمد کراچی)

حق میں بھی بہتر یہی ہے کہ ان ایام معینہ عرفیہ کو چھوڑ کر اور جس دن چاہے کرے۔ رہا وہ کھانا جو صدقہ کی نیت سے دیا جائے وہ حرام نہیں ہو جاتا اگرچہ ایام معینہ عرفیہ میں ہی دیا جائے۔(۱) مگر یہ ضرور ہے کہ وہ فقراء و مساکین کا حق ہے،(۲) خواہ کھانا ہو یا شیرینی یا نقد یا جنس۔ بہر حال نفس ایصال ثواب بدعت نہیں ہے۔ بدعت ان قیود و تعیینات و تخصیصات کو کہا جاتا ہے جو غیر شرعی ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

۱۔ شب برات اور گیارہویں کی نیاز کا حکم
۲۔ کسی مزار پر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنا.

(السوال) (۱) شب برات کی نیاز اور گیارہویں کی نیازوں وغیرہ کا کیا مسئلہ ہے۔

(۲) کسی مزار پر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنا کیسا ہے۔

المستفتی نمبر ۲۰۷۷ محمد صدیق۔ چتلی قبر۔ (دہلی) ۷ رجب ۱۳۵۶ھ م ۱۳ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب) (۱) شب برات یعنی شعبان کی پندرھویں رات ایک بابرکت رات ہے۔ اس میں عبادت کرنا اجر اور فضل ہے۔(۳) مگر مروجہ نیاز اور اس کی مروجہ رسوم بے اصل اور بے ثبوت ہیں۔

(۲) مزار پر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنا مباح ہے۔(۴) مگر بہتر یہ ہے کہ یا تو مزار کی طرف منہ کر کے بغیر ہاتھ اٹھائے فاتحہ پڑھے(۵) یا قبلہ رخ کھڑے ہو کر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھے۔ فاتحہ سے مراد یہ ہے کہ ایصال ثواب کی غرض سے کچھ قرآن مجید پڑھ کر اس کا ثواب بخش دے۔ اور میت کے لئے دعائے مغفرت کرے۔ صاحب قبر سے مرادیں مانگنا۔ حاجتیں طلب کرنا یا ان کی منتیں ماننا یہ سب ناجائز ہیں۔(۶) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

تیجہ، چالیسوں وغیرہ سے دوسروں کو روکنا اور خود شرکت کرنے کا حکم

(السوال) زید نے عمر سے پوچھا کہ کیا تم گیارھویں بارھویں کرتے ہو۔ عمر نے کہا کہ ہم سب کچھ کرتے ہیں۔ تم کیا کہتے ہو۔ یہ سن کر زید نے کہا کہ تم حرام کھاتے ہو۔ اس پر عمر نے کہا کہ زبان سنبھالو۔ پہلے تم عمل کرو

---

(۱) "اگر کسی ایں طور مخصوص بعمل آرد آں طعام حرام نمیشود" (مجموعة الفتاوى على هامش خلاصة الفتاوى ج ۱ / ۱۹۵ ط امجد اکیڈمی لاہور)

(۲) "بہتر آنست کہ ہر چہ خواہند خورانند و ثواب آں بنیت رسانند و طعام را بنیت تصدق بفقرا خورانند تا آتش نیز باموات رسانند۔" (حوالہ بالا)

(۳) قال في الدر المختار في باب الوتر والنوافل: "ومن المندوبات احياء ليلة العيدين، والنصف من شعبان" (ج ۲ ص ۲۴، ۲۵ ط سعید)

(۴) "حتى جاء البقيع فقام فأطال القيام ثم رفع يديه ثلاث مرات" (مسلم، کتاب الجنائز ج ۱ ص ۳۱۳ ط قدیمی) وقال الامام النووی: "فيه استحباب اطالة الدعاء وتكريره ورفع اليدين فيه، وفيه ان دعاء القائم اكمل من دعاء الجالس في القبور" (حوالہ مذکورہ)

(۵) تاکہ اہل قبر سے مانگنے کا ایہام نہ ہو۔

(۶) [illegible] خصوصیت [illegible] حرام مطلق [illegible] مسلمانان خارج میشود" (فتاویٰ عزیزی بیان در تحقیقات بت پرستان ج ۱ ص ۶۲ ط کتب خانہ رحیمیہ دیوبند)

بعد ازاں دوسروں کو نصیحت کرو۔ خود تمہارا گوشت و خون انہیں کھانوں یعنی گیارھویں، بارھویں، تیجہ، دسواں، بیسواں، چہلم، برسی وغیرہ کے ناجائز کھانوں سے پلا اور پل رہا ہے۔ تم ان ناجائز کھانوں سے پرہیز کرنے والوں پر لعن طعن کرتے ہو چہ خوش! جواب دیا کہ ہم توبہ کر چکے، اب نہیں کھاتے۔ باوجود اتنا کہنے کے دو چار ہی دن میں خود زید مذکور نے ایک ہی روز میں دو جگہ ظہر اور عصر کے درمیان چہلم کی دعوت میں بڑے ملاں بن کر خود فاتحہ خوانی کر کے اس چہلم کے بدعتی کھانے سے پیٹ بھرا اور ڈکارتا ہوا نکلا۔ پھر دوسرے اہل سنت پر بے جا اعتراض کرتا ہے۔

المستفتی نمبر ۱۹۳۶ حاجی غلام محمد صاحب شوکت۔ مطبع شوکت الاسلام (بنگلور) ۲۰ شعبان ۱۳۵۶ھ
۲۶ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۱۹) تیجہ، دسواں، چالیسواں بطور رسم کے کرنا بدعت ہے کیونکہ شریعت نے ایصال ثواب اور صدقہ و خیرات کے لئے کسی تاریخ کسی دن اور کسی زمانے اور کسی کھانے اور کسی چیز کی تخصیص نہیں کی ہے۔ لیکن کھانا جو بغرض صدقہ و بہ نیت ایصال ثواب پکایا اور کھلایا جائے وہ کھانا ناجائز و حرام نہیں ہے۔(۲) البتہ پیشواؤں کو ایسے اجتماعات میں شرکت سے احتراز کرنا چاہئے۔ تاکہ ان کی شرکت کو ان اجتماعات کے جواز کے لئے بطور دلیل کے پیش نہ کیا جاسکے۔(۳) اور چونکہ یہ کھانا صدقہ کا حکم رکھتا ہے(۴) اس لئے صاحب نصاب کے لئے اس کا اپنے استعمال میں لانا اصل مقصد کو باطل کر دیتا ہے۔ اور جو شخص کہ دوسروں کو منع کرے اور خود شریک ہو اور فاتحہ خوانی کرے وہ اتامرون الناس الخ(۵) کے ماتحت امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے باوجود بے عملی کا مجرم ہے۔ محمد کفایت اللہ۔

۱۔ ایصال ثواب کے لئے فاتحہ کا مخصوص طریقہ اختیار کرنا
۲۔ میلاد میں قیام کو واجب اور اس کے چھوڑنے والے کو فاسق اور وہابی کہنا
(۳) شب برأت فضیلت والی رات ہے

(السوال) (۱) زید کہتا ہے کہ اس صورت سے فاتحہ یعنی ایصال ثواب کرنا چاہئے کہ کسی مقررہ دن میں آگے

۱۔ وفی البزازیة ویکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع ونقل الطعام الی القبر فی المواسم، واتخاذ الدعوة بقراءة القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم او لقراءة سورة الانعام او الاخلاص. "(رد المحتار، مطلب فی کراہة الضیافة من اہل المیت، ج ۲ ص ۲۴۰ ط سعید)

۲۔ "وذکر کسی ایں طور مخصوص بعمل آوردن آں طعام حرام نمیشود و خوردنش مضائقہ نیست و ایں را ضروری دانستن مذموم است۔" (مجموعہ فتاوی علی ہامش خلاصة الفتاوی ج، ص ۱۹۵ ط امجد اکیڈمی لاہور)

۳۔ الاول ان یعمل بها الخواص من الناس عموماً، وخاصة العلماء خصوصاً، وتظهر من جهتهم وهذه مفسدة فی الاسلام ینشأ عنها عادة من جهة العوام استسهالها واستجازتها. لان العالم المنتصب مفتیاً للناس عمله کما هو مفت بقوله فاذا نظر الناس الیه وهو یعمل بامر هو مخالفة حصل فی اعتقادهم جوازه، ویقولون لو کان ممنوعاً او مکروهاً لامتنع منه العالم۔ (الاعتصام، فصل فی [illegible] بدعات [illegible] ج ۲ ص ۹۸ ط دار الفکر بیروت)

۴۔ "وبہتر آنست کہ ہرچہ خواہند خوانند و ثواب آں بمیت رسانند و طعام بہ نیت تصدق بفقرا بخورانند و ثواب آنہا نیز باموات رسانند" مجموعة الفتاوی علی هامش خلاصة الفتاوی. ج ۱ ص ۱۹۵ ط امجد اکیڈمی لاهور)

۵۔ البقرہ ۴۴

کھانا رکھے اور الحمد اور چاروں قل اور درود شریف پڑھنے کے بعد یہ کہہ کر بخشے کہ ان الحمد اور قل اور درود شریف کا ثواب بنور خدا بطفیل پیغمبر فلاں روح پاک کو پہنچے۔

(۲) اور زید کہتا ہے کہ میلاد میں قیام کرنا واجب ہے اور اس کا تارک فاسق اور وہابی ہے۔

(۳) اور زید کہتا ہے کہ شب برات شب قدر ہے اور اس میں عبادت کرنا ایک ثواب عظیم ہے۔ اور اسی رات کو اللہ تعالیٰ آخری آسمان سے ندا دیتا ہے کہ کوئی ہے مریض جو مجھ سے شفائے امراض طلب کرے، اور کوئی ہے بے روزگار جو روزی طلب کرے۔ غرض اسی قسم سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ندا دیتا ہے۔ اور اسی شب میں اموات و حیات کے قصے طے ہوتے ہیں۔ اور بکر کہتا ہے کہ بلا تعیین دن و بلا تعیین طعام و رسوم اور بلا اس کی پوری عبادت کے مدد کے واسطے میت کی طرف سے کسی غریب مسلمان کو کھانا کھلانا چاہئے۔ اور کپڑے دینا چاہئے وغیرہ۔

(۴) اور بکر کہتا ہے کہ قیام میلاد شرک ہے۔ جیسا کہ تمہارا خیال ہے کہ نبی کریم ﷺ تشریف لاتے ہیں۔ (۵) اور بکر کہتا ہے کہ اس رات کا شب قدر ہونا یا خدا تعالیٰ کا آخری آسمان سے ندا دینا یہ باتیں ضعیف حدیث سے ثابت ہیں۔ اور اس رات کو اور راتوں کے برابر سمجھو اس کو اہمیت مت دو۔

المستفتی نمبر ۲۰۳۲ صوفی قمر الدین صاحب بہاری (آرہ) ۱۲ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۷ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۲۰) (۱) ایصال ثواب جائز ہے۔ اس کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ کچھ مال نقد، کھانا، کپڑا یا کوئی اور سامان خالصاً للہ صدقہ کرکے اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے کہ اس کا ثواب فلاں شخص کی روح کو پہنچا دیا جائے اسی طرح عبادات بدنیہ کا ثواب بھی پہنچایا جا سکتا ہے کہ نفل نماز پڑھ کر یا نفلی روزہ رکھ کر یا تلاوت قرآن مجید کرکے یا درود شریف پڑھ کر اس کا ثواب بخش دیا جائے۔ ایصال ثواب کے لئے کسی خاص دن یا تاریخ یا کسی خاص چیز یا خاص ہیئت یا مخصوص سورتوں کا التزام بے ثبوت ہے۔(۱)

(۲) میلاد میں قیام کرنا یعنی ذکر ولادت کے وقت کھڑا ہو جانا بے ثبوت ہے۔ شریعت میں اس کی اصل نہیں اس کو واجب بتانے والا خاطی ہے۔ اور اس کے تارک کو فاسق یا وہابی کہنا بڑا گناہ ہے۔

(۳) شعبان کی پندرھویں شب ایک فضیلت کی رات ہے اس میں آسمان دنیا پر رحمت خداوندی سے گناہگاروں کی

۱۔ قال فی الشامیة: صرح علماؤنا فی باب الحج عن الغیر بان للانسان ان یجعل ثواب عمله لغیره صلاة او صوما او صدقة او غیرها کذافی الهدایة۔" (ج ۲ ص ۲۴۳، ۵۹۵ ط سعید)

۲۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ایصال ثواب کے بارے میں فرماتے ہیں: [illegible] (فتاوی عزیزی [illegible] کتب خانہ رحیمیہ دیوبند یا دہلی)

۳۔ نیز جب آپ ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں اپنے لئے قیام کو پسند نہیں فرمایا کہ "وکانوا اذا رأوه لم یقوموا لما یعلمون من کراهیته لذلک۔" (ترمذی، ابواب الآداب، باب ما جاء فی کراہیة قیام الرجل للرجل ج ۲ ص ۱۰۴ ط سعید) تو آپ کی وفات کے بعد قیام کیونکر جائز یا مستحب ہو سکتا ہے جب کہ آپ کا محفل میلاد میں آنا کسی شرعی دلیل سے ثابت نہیں اور نہ آپ کسی کو نظر آتے ہیں۔

معافی کا اعلان ہوتا ہے۔ اور عبادت کرنے والوں کو ثواب زیادہ ملتا ہے۔(۱) اس کی فضیلت کی روایت قابل عمل ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ دینے کا حکم.

(السوال) کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ و پنج آیت پڑھنا کیسا ہے۔ ہمارے موضع میں دستور ہے کہ پہلے فاتحہ امام مسجد سے دلوا کر آدھا کھانا تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ آدھا دریا یا ندی میں لے جا کر ڈال دیا جاتا ہے۔ یہ کیسا ہے؟ اس کو بھید یا اسرار تصور کرنا کیسا ہے۔ شرک تو نہیں ہے؟

المستفتی نمبر ۲۲۲۵ حافظ محمد صدیق صاحب (سہارنپور) ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ م ۱۹ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۲۱) کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ دینے کی رسم بے اصل ہے۔(۳) کھانا اللہ کے واسطے کسی مسکین کو دے دیا جائے۔(۴) بس یہی کافی ہے۔ اور جو کچھ پڑھ کر ثواب پہنچانا ہے وہ بغیر کھانا سامنے رکھے ہوئے پڑھ کر ثواب پہنچا دیا جائے۔ آدھا کھانا دریا یا ندی میں ڈالنا ناجائز ہے۔ اور اس کو اسرار سمجھنا غلط ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

۱۔ شب برات کے موقع پر نیاز فاتحہ کا حکم.
۲۔ میلاد میں ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا کیسا ہے

(السوال) (۱) شب برات کے موقع پر نیاز فاتحہ جیسا کہ عموماً رائج ہے کیا ہے۔ فاتحہ کرنے کا کیا طریقہ ہے یا کیونکر ہونا چاہئے۔ (۲) میلاد شریف میں وقت ذکر ولادت شریف آنحضرت ﷺ قیام کرنا کیسا ہے۔ یہ درست ہے یا نادرست ہے۔

المستفتی نمبر ۲۳۰۴ نبی یار خان (فیض آباد) ۳ رجب ۱۳۵۷ھ م ۳۰ اگست ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۲۲) (۱) شب برات کے موقع پر نیاز فاتحہ جو عموماً رائج ہے کہ حلوہ پکا کر اس پر نیاز فاتحہ ضروری سمجھتے ہیں یہ بے اصل ہے۔ شریعت مقدسہ میں اس کی کوئی سند نہیں ہے۔

۱۔ ومن المندوبات احياء ليالي العشر من رمضان وليلتي العيدين وعشر ذي الحجة وليلة النصف من شعبان۔ ([illegible] على شرح [illegible] باب الوتر والنوافل ج ۲ ص ۲۵ ط سعید)

۲۔ شیخ عبد الرحمن مبارکپوری نے اپنی کتاب تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی میں شب برات کی فضیلت پر متعدد احادیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں "فهذه الاحاديث بمجموعها حجة على من زعم انه لم يثبت في فضيلة ليلة النصف من شعبان شيء۔" (ابواب الصوم، باب ما جاء في ليلة النصف من شعبان ج ۳ ص ۴۴۲ ناشر محمد عبد المحسن الكتبي صاحب المكتبة السلفية بمدينة منورة)

۳۔ ایں طور مخصوص (یعنی طعام را روبرو نهاده دست برداشته چیزی خواندن) نه در زمان آنحضرت صلی الله علیه وسلم بوده نه در زمان خلفاء بلکه وجود آن در قرون ثلثه مشهود لها بالخیر منقول نه شده و این را ضروری دانستن مذموم است۔ (مجموعہ الفتاوی علی هامش خلاصة الفتاوی ج ۱ ص ۱۹۵ ط امجد اکیڈمی لاہور)

۴۔ بهتر آنست که هر چه خواهند خوانده ثواب آن به میت رسانند و طعام را بنیت تصدق بفقرا خورانده ثواب نیز به موتی رسانند۔ (حواله بالا)

(۲) میلاد میں ذکر ولادت کے وقت قیام کرنے کی کوئی سند نہیں۔ اس لئے یہ قیام ترک کرنا چاہئے۔(۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

ایصال ثواب کے لئے جمع ہونے والوں کو کھانا کھلانے کا حکم۔

(السوال) اس قصبے میں ایک شخص سال بھر میں چند مرتبہ حسب اتفاق اپنے شیخ کی روح کو ایصال ثواب کے لئے کھانا کھلا کر قرآن شریف وکلمہ طیبہ پڑھوایا کرتا ہے۔ تعیین تاریخ وماہ نہ عقیدۃً ضروری سمجھتا ہے اور نہ عمل ہی میں اس نے تاریخ وماہ کا التزام کیا ہے۔ بلکہ جب اس کو استطاعت وتوفیق ہوتی ہے نمازی ونیک لوگوں کو بلا کر خواندہ حضرات سے قرآن شریف اور ناخواندہ لوگوں سے کلمہ طیبہ پڑھواتا ہے۔ اس کا یہ عمل دس سال سے ہے اور چند سال تک ایصال ثواب میں کھانا کھلاتا رہا۔ حاضرین میں اہل علم وذاکر ہونے کی وجہ سے اس مجلس میں علمی مذاکرہ وعلماء وصلحاء امت کے احوال، عقبیٰ کی یاد تازہ کرنے والی حکایات ہوتی تھیں۔ اس فرصت احباب سے فائدہ اٹھانے کی غرض سے خیال کیا گیا کہ اس موقعہ پر کچھ قرآن اور کلمہ خوانی ہوجایا کرے تو ہم خرما وہم ثواب کا مضمون ہو۔

چنانچہ سال بعد تلاوت وکلمہ خوانی کا سلسلہ بھی شروع ہوگیا۔ شیخ میت یادگار کی مخصوص صورت کی تلاوت یا کھانے پر ایصال مروجہ یہاں مطلقاً نہیں ورنہ شخص مذکور ان چیزوں کو جائز سمجھتا ہے۔ وہ نہایت راسخ العقیدہ متبع سنت بزرگان امت کی صحبت سے فیض یافتہ ہے۔ اس کے شیخ نہایت عابد وزاہد حامی سنت ماحی بدعت اور مقبول خلائق ولی تھے۔ موافق ومخالف ان کے تقدس کے قائل ہیں۔ اطراف میں ان کے مریدین ومعتقدین کی کافی تعداد ہے۔ مدعوئین اپنے شیخ کے ایصال ثواب کو باعث خیر وبرکت سمجھتے ہوئے شریک ہوتے ہیں۔ یہ طعام قرآن خوانی کی اجرت میں یا قرآن خوانی طعام کے لالچ میں نہیں ہے۔ یہ بات واقعات کی ابتدا معمول پر نظر کرنے سے معلوم ہوجاتی ہے۔ کیونکہ شروع میں صرف طعام سے ایصال ہوتا تھا۔ فرصت احباب کو غنیمت سمجھتے ہوئے قرآن خوانی جاری کی گئی۔ ثانیاً مجلس کے طرز وہیئت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قرآن خوانی میں اجرت کا شائبہ نہیں ہے۔ حاضرین میں ایسے متورع اور مقدس لوگ ہوتے ہیں جو اس سے بالا ہیں کہ اجرت پر کہیں قرآن خوانی کرنے جائیں۔ انہیں حاضرین میں شیخ کے مرید بھی ہوتے ہیں جو خرچ کرکے اس ایصال میں شرکت کرنے آتے ہیں۔ اجرت کے شائبہ کی نسبت بھی ان کی طرف بعید ہے۔ ان کا صرف شدہ خرچ اس حاصل شدہ اجرت یعنی طعام سے یقیناً زیادہ ہوتا ہے۔ پھر ان پڑھنے والوں میں کتنے ہی آدمی طعام میں شریک نہیں ہوتے اور کتنے ہی کھانے والے ایسے ہوتے ہیں جن کو پڑھنے کا اتفاق نہیں ہوتا۔ اس جزو

---

(۱) عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لم یکن شخص احب الیہم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکانوا اذا راوہ لم یقوموا لما یعلمون من کراہیتہ لذلک (ترمذی ۲: [illegible] ط سعید)
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ اپنے لئے قیام کو ناپسند کرتے تھے اور یہی وجہ ہے کہ حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور ﷺ سے انتہائی محبت کے باوجود قیام نہ کرتے تھے۔ تو [illegible] کی مجلس میلاد میں اس کی شرعی دلیل سے ثابت ہی نہیں [illegible]

خاص طور پر اس سے صاف ہو گیا کہ جناب والا کا ایک فتویٰ پیش کیا جا رہا ہے جس میں کہ تلاوت کی اجرت میں طعام ہونے کے شبہ پر اس کو ناجائز تحریر فرمایا ہے۔

فی زمانہ درس قرآن و درس حدیث و فقہ امامت وافتاء وغیرہ کتنی چیزیں ہیں جن میں کہ اجرت کا شبہ نہیں بلکہ تیقن ہے۔ اور جو مجبوری و اضطرار کی حد سے متجاوز بھی اجرت پر کرائی جا رہی ہیں۔ اس صورت میں کھلانے اور کھانے والوں کی نیت کا علم ہوئے بغیر محض شبہ میں حرمت کا حکم بعید معلوم ہوتا ہے۔ جو استفتا یہاں سے بھیجا گیا تھا اور جس پر آپ نے اجرت کا شائبہ ہونے کی وجہ سے ناجائز ہونے کا حکم تحریر فرمایا تھا اور اس میں واقعات کو اصلی حالت میں نہیں دکھایا گیا۔ عریضہ ہذا میں حالات کو صحیح طور پر دکھایا گیا ہے۔ بہر حال مذکورہ بالا صورت میں جو حکم کہ جناب والا کی رائے عالی میں ہو تحریر فرمائیں۔ بغرض سہولت آپ کے اس فتویٰ مذکور کی (جو تحقیق سے مجھ تک پہنچ گیا ہے) نقل بھیجتا ہوں۔ اور ایک نقل حضرت مرجع عالم مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ کی بھیجتا ہوں جس میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے شائبہ اجرت لگائے بغیر جواز و عدم جواز کی صورتیں صاف طور سے تحریر فرمائی ہیں۔

نقل فتویٰ علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب

(سوال) ایک صوفی شرع صاحب، حال اپنے پیشوایان شریعت و طریقت کو دوسرے تیسرے ماہ ثواب رسانی کی غرض سے کلام مجید و فرقان حمید اور کلمہ طیبہ سوا لاکھ مرتبہ کا وظیفہ کراتا ہے اور قرآن خوانی اور کلمہ طیبہ پڑھنے والوں کو کھانا لوجہ اللہ تعالیٰ کھلاتا ہے لیکن ان امور کو واجب اور فرض بھی نہیں سمجھتا محض فعل مشائخ خیال کرتا ہے۔ دوسرے لوگ مکروہ بدعت اور ناجائز کہتے ہیں۔ اور یہ کہتے ہیں کہ یہ فعل مشائخ نے بھی نہیں کیا۔ لہذا یہ جائز ہے یا مکروہ بدعت؟ بینوا توجروا ۱۵/ اپریل ۳۹ء

(جواب ۲۲۳) قرآن پڑھنے والوں کو اور کلمہ طیبہ پڑھنے والوں کو کھانا کھلانا اجرت کا شبہ رکھتا ہے۔ اس لئے ایسا کرنا جائز نہیں (۱) کیونکہ تلاوت اور کلمہ خوانی کی اجرت لینا دینا جائز نہیں۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

---

(۱) وقد رده الشيخ خير الدين الرملي في حاشيته على البحر في كتاب الوقف حيث قال: أقول المفتى به جواز الأخذ استحساناً على تعليم القرآن لا على القراءة المجردة كما صرح به في التاتارخانية حيث قال: لا معنى لهذه الوصية ولصلة القارئ بقراءته لأن هذا بمنزلة الأجرة والإجارة في ذلك باطلة وهي بدعة ولم يفعلها أحد من الخلفاء. وقال في الولوالجية ما نصه: ولو زار قبر صديق أو قريب له وقرأ عنده شيئاً من القرآن فهو حسن، أما الوصية بذلك فلا معنى لها ولا معنى أيضاً لصلة القارئ، لأن ذلك يشبه استئجاره على قراءة القرآن وذلك باطل ولم يفعل ذلك أحد من الخلفاء اهـ (رد المحتار ج ٦ ص ٥٦ ط سعيد)

(۲) وفي تاج الشريعة في شرح الهداية: إن القرآن بالأجرة لا يستحق الثواب لا للميت ولا للقارئ. وقال العيني في شرح الهداية: ويمنع القارئ للدنيا، والآخذ والمعطي آثمان." (رد المحتار ج ٦ ص ٥٦ ط سعيد)

نقل فتوی حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ از فتاوی رشیدیہ

حضرت گنگوہی کے فتوی کی وضاحت اور سوال مذکور کا مکرر جواب۔

(سوال) کھدروں۔ ہر سال اپنے پیر یا استاد کی برسی کرے۔ یعنی جب سال بھر مرے ہوئے ہو جاوے تو ایک دن مقرر کر کے اس روز کا نام عرس شریف رکھتے ہیں اور اس دن کھانا پکا کر تقسیم کر دے۔ مساکین کو اور ختم کرے پنج آیت قرآنی کا تو یہ صوفیائے کرام کے یہاں اور ہماری شریعت میں کیا حکم ہے۔ جائز ہے یا ناجائز ہے؟

(جواب) کھانا تاریخ معین پر کھلانا کہ پس و پیش نہ ہو بدعت ہے(۱) اگرچہ ثواب پہنچے گا۔ اور طریقہ معینہ عرس کا طریقہ سنت کے خلاف ہے۔ لہذا بدعت ہے۔(۲) اور بلا تعیین کر دینا درست۔(۳) فقط انتہی فتاوی رشیدیہ ص ۸۰ مطبوعہ شمس المطابع۔ مراد آباد جلد اول۔

المستفتی نمبر ۲۴۸۹ عبد المجید خاں صاحب (بجنور) ۹ ربیع الاول ۱۳۵۸ھ م ۳۰ اپریل ۱۹۳۹ء

(جواب ۲۲۴) حضرت قدس محدث گنگوہی نور اللہ مرقدہ کے سامنے جو سوال پیش کیا گیا تھا۔ اس میں تعیین یوم کا ذکر تھا اور قرآن خوانی یا کلمہ خوانی کا مطلقاً ذکر نہ تھا۔ صرف ایک معین تاریخ پر بغرض ایصال ثواب کھانا کھلانے کے متعلق سوال تھا۔ حضرت قدس کا جواب بالکل صحیح ہے کہ کھانا کھلانا بتعیین تاریخ بدعت ہے۔ بغیر تعیین تاریخ (اور بغیر قرآن خوانی و کلمہ خوانی) ہو تو درست ہے۔ میرے سامنے جو سوال آیا اس میں تعیین یوم و تاریخ کا ذکر نہ تھا۔ یہ پوچھا گیا تھا کہ یہ قرآن مجید اور کلمہ پڑھوا کر پڑھنے والوں کو کھانا کھلایا جاتا ہے اس میں اجرت کا شبہ ہونا ظاہر ہے۔ اس لئے میں نے اپنے جواب میں اس کی تصریح کر دی اور اب مزید تفصیل مندرجہ سوال سے یہ اور معلوم ہوا کہ اس مجلس کا اس قدر اہتمام کیا جاتا ہے کہ دور دور سے لوگ کرایہ خرچ کر کے آتے ہیں اور شریک مجلس ہوتے ہیں۔ یہ وجہ بھی اس مجلس کی کراہت اور بدعت کے لئے کافی ہے۔ کیونکہ ایصال ثواب کی مجلس کا یہ اہتمام قرون ثلثہ میں نہ تھا اور نہ اس کی کوئی اصل ہے۔ جو لوگ سفر کر کے آتے ہیں وہ بغیر مشقت اور بغیر خرچ کے اپنے گھروں پر قرآن مجید اور کلمہ پڑھ کر ایصال ثواب کر سکتے ہیں۔ اور یہ کھانا اگر ایصال ثواب اور صدقہ کی نیت سے کھلایا جاتا ہے تو کیا اس میں کوئی مالک نصاب شریک

۱۔ "مقرر کردن روز سوم وغیرہ با تخصیص و او را ضروری انگاشتن در شریعت محمدیہ ثابت نیست" (مجموعۃ الفتاوی علی ہامش خلاصۃ الفتاوی ج ۳ ص ۹۵ ط امجد اکیڈمی لاہور)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی در فتاوی عزیزی [illegible] است [illegible] ثواب [illegible] بیان کردہ اند کسی را انکار وقت و روز تعیین اموات [illegible] مقرر کردن بدعت است" ([illegible] ایصال ثواب ج ۱ ص ۹۷ ط کتب خانہ رحیمیہ دیوبند)

۲۔ لا یجوز ما یفعلہ الجہال بقبور الاولیاء والشہداء من السجود والطواف حولہا واتخاذ السرج والمساجد الیہا ومن الاجتماع بعد الحول کالاعیاد ویسمونہ عرسا۔" (قاضی ثناء اللہ پانی پتی، التفسیر المظہری، آل عمران تفسیر آیت ۶۳ فائدہ ثانیہ ج ۲ ص ۶۵ ط حافظ کتب خانہ مسجد روڈ کوئٹہ)

۳۔ بشرطیکہ خلاف شرع امور کا ارتکاب نہ کیا جائے۔

نہیں ہوتا صرف فقرا و مساکین ہی کھاتے ہیں۔ اگر ایسا نہیں ہے تو ایصال ثواب کے پردہ میں ایک جدید رسم کی ایجاد ہے۔ ولا نجاة الا فی اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحابه محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

چہلم اور کھانے پر فاتحہ دلانا بدعت ہے۔

(السوال) متعلقہ چہلم وغیرہ

(جواب ۲۲۵) چہلم (۱)اور مروجہ دودھ پر یا کھانے پر فاتحہ (۲)دلانا بے اصل بدعت ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

بزرگان دین کی قبروں پر چادریں چڑھانا، عرس منانا اور ان کو حاجت روا سمجھنا جائز ہے؟

(سوال) قبور بزرگان دین پر غلاف یا [illegible] چڑھانا اور ایک دن مقرر کر کے ہر سال میلہ کرنا یا [illegible] کے ولی مراد ان سے طلب کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب ۲۲۶) بزرگان دین کی قبروں پر غلاف چڑھانا (۳)اور میلے کرنا (۴)یا ان سے اپنی مرادیں مانگنا ناجائز ہے۔ (۵)جو لوگ یہ کام کرتے ہیں وہ سخت گناہگار ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے سوا کسی سے مراد پوری کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ اور اس کے سوا کسی دوسرے کو حاجت روا سمجھنا شرک ہے۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ، مدرسہ امینیہ دہلی

الجواب صحیح احقر مظہر الدین غفر لہ

۱۔ "رسومات شنیعہ مروجہ [illegible] مثل سویم و چہلم و شش ماہی و فاتحہ سالیانہ [illegible] اصل [illegible] بدعت [illegible] تعیین اوقات [illegible] طعام [illegible] شبینہ [illegible] رسم [illegible] شدہ" (شاہ محمد اسحاق [illegible] مجموعہ [illegible] مرتب [illegible] محمد [illegible] قادری ص ۳۳ ط شاہ [illegible] اکیڈمی صدر حیدرآباد پاکستان [illegible] ۱۹۶۳ء)
مولانا عبدالحی لکھنوی مجموعۃ الفتاوی میں لکھتے ہیں: "شیخ عبدالحق محدث دہلوی در جامع البرکات نوشتہ [illegible] شش ماہی و [illegible] روز [illegible] داخل اعتبار نیست [illegible]" (مجموعۃ الفتاوی علی حاشیہ خلاصۃ الفتاوی ج ۱ ص ۹۵ ط امجد اکیڈمی لاہور)

۲۔ فاتحہ مروجہ (یعنی طعام [illegible] دست [illegible] داشتہ چیزے [illegible]) [illegible] در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] در زمان خلفاء بلکہ وجود آن در قرون ثلثہ مشہود بالخیر ہم منقول نشدہ۔ (مجموعۃ الفتاوی علی ہامش خلاصۃ الفتاوی [illegible])

۳۔ قال فی الشامیۃ: "فی الاحکام عن الحجة تکرہ الستور علی القبور اھ" (۲/ ۲۳۱ ط سعید)

٤۔ لا تجعلوا قبری عیدا (ابوداؤد، کتاب المناسک، باب زیارة القبور ۱/ ۲۸٦ ط امدادیہ ملتان) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: "لا تجعلوا زیارة قبری عیدا اقول هذا اشارة الی سد مدخل التحریف کما فعل الیهود و النصاری بقبور انبیاءهم وجعلوها عیدا و موسما بمنزلة الحج" (حجۃ اللہ البالغہ، مبحث فی الاذکار وما یتعلق بہ ج ۲ ص ۷۷ ط المکتبة السلفیة لاهور)۔ نیز تفہیمات الہیہ میں لکھتے ہیں: "ومن اعظم البدع ما اخترعوا فی امر القبور واتخذوها عیدا." (ج ۲ ص ٦٤)

۵۔ "ہر کہ [illegible] استقلال [illegible] مثل دادن فرزند یا توسیع رزق یا شفاء امراض یا طول عمر [illegible] از جناب [illegible] مخلوق [illegible] حرام مطلق بلکہ کفر است۔ واگر از مسلمانان کسے [illegible] مذہب [illegible] مرتد شد [illegible] از دائرہ مسلمانان خارج میشود۔" (شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، فتاوی عزیزی بیان تہمت بت پرستان ج ۱ ص ۳٦ ط کتب خانہ رحیمیہ دیوبند)

فصل دہم

مسئلہ سجدہ تعظیمی

۱۔ سجدہ تعظیمی کا حکم۔

۲۔ کسی بزرگ کے ہاتھوں کو بوسہ دینا اور اس کے گھٹنے کو ہاتھ لگانے کا حکم۔

۳۔ علی بخش، رسول بخش، نام رکھنا اور یا رسول اللہ کہنے کا حکم؟

(سوال) (۱) سجدہ تعظیمی کا حکم کیا ہے؟ (۲) کسی بزرگ کے ہاتھ کو بوسہ دینا اور گھٹنے کو ہاتھ لگانا کیسا ہے جب کہ اس کے لیے جھکنا بھی پڑتا ہے۔ (۳) علی بخش، رسول بخش، پیر بخش نام رکھنے اور یا رسول اللہ کہنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۱ اختر علی قریشی صاحب (میرٹھ) ۱۰ ربیع ثانی ۱۳۵۲ھ م ۲ جولائی ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۲۷) (۱) سجدہ تعظیمی غیر اللہ کو حرام ہے۔ اور بہ نیت عبادت ہو تو کفر ہے۔ (۱) (۲) کسی بزرگ کے ہاتھ کو بوسہ دینا جائز ہے، (۲) اور اس کے گھٹنے کو ہاتھ لگانا مباح ہے۔ ان دونوں صورتوں میں جو جھکنا پڑتا ہے، وہ بضرورت ہوتا ہے۔ اس جھکنے سے تعظیم مقصود نہیں ہوتی۔ ہاں قصداً تعظیم کی غرض سے جھکنا کہ رکوع کی حد تک پہنچ جائے حرام ہے۔ (۳) (۳) علی بخش، پیر بخش، رسول بخش نام رکھنا اچھا نہیں ہے کہ اس میں شرک کا شبہ اور ایہام ہے۔ (۴) اسی طرح صلوٰۃ و سلام کے ساتھ یا رسول اللہ کہنا اور یہ سمجھنا کہ فرشتے حضور کو صلوٰۃ و سلام پہنچا دیتے ہیں، جائز ہے۔ (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

قبر کے سامنے سجدہ تعظیمی یا سجدہ عبادت کا حکم

(از اخبار الجمعیۃ دہلی۔ مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) زید کہتا ہے کہ قبر کو سجدہ تعظیمی کرنا حرام ہے اور سجدہ عبادت کفر ہے۔ مگر سجدہ تعظیمی سے کفر لازم نہیں۔ یعنی سجدہ تعظیمی کے کرنے والے کو کافر نہیں کہنا چاہئے۔ البتہ مرتکب فعل حرام کا ہے۔

۱۔ "وكذا ما يفعلونه من تقبيل الأرض بين يدي العلماء والعظماء فحرام والفاعل والراضي به آثمان لأنه يشبه عبادة الوثن وهل يكفر إن على وجه العبادة والتعظيم كفر وإن على وجه التحية لا وصار آثما مرتكبا للكبيرة وفي الملتقط التواضع لغير الله حرام." (التنویر مع الدر ۶: ۳۸۳، ۳۸۴ ط سعید)

۲۔ "ولا بأس بتقبيل يد الرجل العالم والمتورع على سبيل التبرك درر." (تنویر الابصار مع الدر المختار ۶: ۳۸۳ ط سعید)

۳۔ "وفي الزاهدي الإيماء في السلام إلى قريب الركوع كالسجود وفي المحيط أنه يكره الانحناء للسلطان وغيره." (رد المحتار ج ۶ ص ۳۸۳ ط سعید)

۴۔ "پس نام کہ ایہام مذموم پیدا کند شرعاً از احتراز لازم است پس سبب ہمیں تسمیہ بعبد النبی وغیرہ منع کردہ اند۔" (مجموعۃ الفتاوی علی حاشیہ خلاصۃ الفتاوی ج ۴ ص ۳۳۷ ط امجد اکیڈمی لاہور)

۵۔ "إن لله ملائكة سياحين في الأرض يبلغوني من أمتي السلام." (النسائی، کتاب السہو، باب التسلیم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱: ۱۴۳ ط سعید)

(جواب ۲۲۸) زید کا یہ کہنا کہ "قبر کو سجدہ تعظیمی کرنا حرام اور سجدہ عبادت کرنا کفر ہے" صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ تعظیم کے ارادے سے سجدہ کرنا اور عبادت کی نیت سے سجدہ کرنا ایک ہی معنی رکھتا ہے۔ اور عوام ان دونوں باتوں میں کوئی صحیح فرق نہیں کر سکتے نہ سمجھ سکتے ہیں۔ اس قائل کو بھی دھوکہ لگا ہے۔ شاید یہ سجدہ تحیۃ کو سجدہ تعظیمی کے لفظ سے تعبیر کرتا ہے۔ سجدہ تحیۃ بیشک باعتبار اپنے مفہوم کے سجدہ عبادت سے جدا شے ہے۔ لیکن عوام کے مناسب حال یہی ہے کہ ان کو مطلقاً سجدہ غیر اللہ کا شرک ہونا سمجھایا جائے۔ تاکہ حتی الامکان ان سے امید ہو۔ باقی رہا کہ سجدہ تحیۃ کے کرنے والے پر مشرک کا حکم لگانا تو اس میں احتیاط کرنا متقی کا کام ہے۔ والتواضع لغیر اللہ حرام کذا فی الملتقط (ہندیہ ص ۳۰۲ ج ۵) وان سجد للسلطان بنیۃ العبادۃ او لم تحضرہ النیۃ فقد کفر کذا فی جواہر الاخلاطی (ہندیہ ص ۳۰۲ ج ۵) وکذا ما یفعلونہ من تقبیل الارض بین یدی العلماء والعظماء فحرام والفاعل والراضی بہ آثمان لانہ یشبہ عبادۃ الوثن وہل یکفران علی وجہ العبادۃ والتعظیم کفر وان علی وجہ التحیۃ لا وصار آثما مرتکبا للکبیرۃ وفی الملتقط التواضع لغیر اللہ حرام (درمختار ص ۲۶۸ ج ۵)

محمد کفایت اللہ غفر لہ، مدرسہ امینیہ دہلی

مرشد یا والدین کو سجدہ تعظیمی کرنا جائز نہیں۔

(اخبار الجمعیۃ دہلی۔ مورخہ ۱۸ مارچ ۱۹۲۸ء)

(سوال) مرشد کو اور ماں باپ کو سجدہ تعظیمی کرنا کیسا ہے؟

(جواب ۲۲۹) سجدہ تعظیمی اور سجدہ عبادت ایک چیز ہے۔ اور سجدہ تحیۃ دوسری ہے۔ سجدہ تعظیم اور سجدہ عبادت غیر اللہ کے لئے موجب کفر ہے۔ کیونکہ غیر اللہ کی تعظیم سجدہ کے ساتھ کرنا اور اس کی عبادت سجدہ کے ساتھ کرنا دونوں کا مفہوم ایک ہے۔ ہاں سجدہ تحیۃ میں مقصد جداگانہ ہوتا ہے۔ تحیت کے معنی یہ ہیں کہ ملنے والے کو ملاقات کے وقت کوئی ایسا لفظ کہنا یا ایسا کام کرنا جو تہذیب ملاقات اور ملنے والے کی خوشنودی کا باعث ہو تحیۃ کہلاتا ہے۔ تحیۃ کے لئے ضروری نہیں کہ ملنے والا بڑا ہو بلکہ برابر درجے والے اور چھوٹے بڑے سب تحیۃ کے مستحق ہوتے ہیں۔ اور تحیۃ کا معاملہ سب کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کے صاحبزادوں کا سجدہ حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے سجدہ تعظیم نہ تھا بلکہ سجدہ تحیۃ تھا۔ کیونکہ اس زمانے میں ملاقات کے وقت تحیۃ کا یہ طریقہ رائج اور شریعت حاضرہ میں جائز تھا۔(۴) قرآن پاک میں ملائکہ کا سجدہ حضرت آدم علیہ السلام کو بھی تحیۃ تھا اور یہ دونوں سجدے (فرشتوں کا حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ۔ اور

۱۔ کتاب الکراہیۃ، الباب الثامن والعشرون ج ۵ ص ۳۶۸ ط ماجدیہ کوئٹہ
۲۔ الہندیہ، کتاب الکراہیۃ، الباب الثامن والعشرون ج ۵ ص ۳۶۹ ط ماجدیہ کوئٹہ
۳۔ رد المحتار ۶/ ۳۸۳، ۳۸۴ ط سعید
۴۔ "لم یکن عبادۃ لہ بل تحیۃ و اکراما، ولذا امتنع عنہ ابلیس وکان جائزا فیما مضی کما فی قصۃ یوسف" (رد المحتار ۶/ ۳۸۴ ط سعید)
۵۔ "اختلفوا فی سجود الملائکۃ قیل کان للہ تعالی والتوجہ الی آدم للتشریف وقیل بل لآدم علی وجہ التحیۃ والاکرام ثم نسخ، والصحیح الثانی ولم یکن عبادۃ لہ بل تحیۃ واکراما" (رد المحتار ۶/ ۳۸۳، ۳۸۴ ط سعید)

حضرت یعقوب علیہ السلام اور بھائیوں یا صرف بھائیوں کا سجدہ حضرت یوسف علیہ السلام کو) سجدہ تحیہ تھے ① اور جائز تھے۔ حضرت حق تعالیٰ نے نقل فرمائے ہیں۔ اور شرائع سابقہ کے احکام جو قرآن پاک یا حدیث میں نقل کئے جائیں شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں اس وقت حجت اور قابل عمل ہوتے ہیں۔ جب شریعت محمدیہ میں ان کے خلاف احکام موجود نہ ہوں۔ اگر شریعت محمدیہ میں ان کے خلاف احکام موجود ہوں تو شرائع ما قبل کے احکام حجت نہیں ہوتے۔

اب شریعت محمدیہ کا حکم یہ ہے کہ سجدہ تعظیمی یعنی سجدہ عبادت غیر اللہ کے لئے قطعاً کفر ہے اور سجدہ تحیہ غیر اللہ کے لئے حرام ہے۔ اور اس کے جواز کی کوئی دلیل نہیں۔ جو لوگ کہ قرآن مجید میں ذکر کئے ہوئے سجدوں سے شریعت محمدیہ میں سجدہ تحیت کے جواز پر استدلال کرتے ہیں وہ قانون استدلال واحتجاج سے ناواقف ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

۱۔ "ان علی وجه العبادة والتعظیم کفر وقال شمس الائمة السرخسی ان کان لغیر الله علی وجه التعظیم کفر اه قال القهستانی وفی الظهیریة یکفر بالسجدة مطلقاً۔" (رد المحتار مع الدر المختار ج٦ ص ٣٨٣ ط سعید)

۲۔ "وان علی وجه التحیة لا وصار آثما مرتکباً للکبیرة۔" (درمختار: ٦/ ٣٨٣ ط سعید)

نواں باب

بدعات اور اقسام شرک

اہل بدعت کے ساتھ میل جول رکھنا کیسا ہے؟

(سوال) بدعتیوں کے یہاں کھانا جائز ہے یا نہیں اور ان کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۷۰۷ عبدالستار (گیا)

(جواب ۲۳۰) اہل بدعت سے خلط ملط رکھنا اچھا نہیں۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

۱۔ مجالس تعزیہ منعقد کرنے والے کے ایمان اور امامت کا حکم۔
۲۔ مولود شریف منانا اور اس میں قیام کرنا بے اصل ہے۔

(سوال) تعزیہ داری کرنے والا شخص جو شیعوں کی طرح تعزیہ داری کرتا ہے اور تعزیہ کی مجالس منعقد کرتا ہے جن میں میر انیس و دبیر و دیگر شعراء کے کتاب کی غزلیں و نوحے گاتا اور سنتا ہے۔ علم چڑھاتا ہے منت مانتا ہے۔ اور منت تعزیہ کی رکھتا ہے۔ مسلمان رہ سکتا ہے یا مشرک ہے۔ اس کی امامت جائز ہے یا نہیں۔

(۲) مولود شریف جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو اس کا طریقہ کیا ہے؟ قیام کرنا کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۳۴ نذیر محمد شیخ بیہ۔ ۱۲ جمادی الاولی ۱۳۵۲ھ م ۴ ستمبر ۱۹۳۳ء

جواب ۲۳۱) (۱) ایسا شخص گنہگار ہے۔ مشرک ہونے کا بھی خوف ہے۔ اس کی امامت بھی مکروہ ہے (۲)۔

(۲) حضور انور ﷺ کے حالات مبارکہ بیان کرنا تو نہ صرف جائز بلکہ مستحسن ہے۔ مگر موجودہ مجالس میلاد بہت سے امور منکرہ پر شامل ہونے کی وجہ سے غیر شرعی ہیں۔(۳) قیام جو مخصوص ذکر ولادت کے موقع پر کیا جاتا ہے بے اصل ہے۔(۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

---

(۱) ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار (ھود: ۱۱۳) وعن الحسن: لا تجالس صاحب بدعة فانه یمرض قلبك (الاعتصام، الوجه الثالث من النقل، ومما جاء عمن بعد الصحابة رضی الله تعالی عنهم ج ۱ ص ۸۳ ط دار المعرفة بیروت)

(۲) ویکرہ امامة فاسق ومبتدع ای صاحب بدعة (تنویر الابصار مع درمختار ج ۱ ص ۵۵۹، ۵۶۰ ط سعید)

(۳) لہذا ایسی مجالس میں شرکت اور ان کا انعقاد دونوں ناجائز ہیں۔

(۴) کیونکہ اس پر کوئی شرعی دلیل قائم نہیں ہے، بلکہ آپ ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں بھی اپنے لئے قیام کو پسند نہیں فرمایا تو آپ کی وفات کے بعد آپ کے لئے قیام کیونکر جائز یا مستحب ہو سکتا ہے، جب کہ آپ کا مجلس میلاد میں آنا کسی شرعی دلیل سے ثابت نہیں اور نہ آپ کسی کو نظر آتے ہیں۔ ترمذی ابواب الآداب میں ہے "وکانوا اذا رأوہ لم یقوموا لما یعلمون من کراهیته لذلك" (باب ما جاء فی کراهیة قیام الرجل للرجل ج ۲ ص ۱۰۳ ط سعید)

دسویں محرم کو کھچڑا پکانا، شربت پلانا، نیا کپڑا پہننا اور سرمہ لگانا بے اصل ہے۔

(سوال) زید کہتا ہے کہ شربت پلانا۔ کھچڑہ پکانا۔ نیا کپڑا پہننا۔ آنکھوں میں سرمہ لگانا یہ سب سنت ہے۔ کھچڑہ اس وجہ سے سنت ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ پر جا کر ٹکی۔ جب کشتی سے اترے تو کھچڑہ پکایا یہ دن عشرہ محرم کا تھا۔ عمر کہتا ہے کہ شربت پلانا، کھچڑا پکانا، نیا کپڑا پہننا آنکھوں میں سرمہ لگانا نبی ﷺ سے اس کے متعلق کوئی صحیح حدیث مروی نہیں۔ یہ سب افتراء ہے۔

المستفتی نمبر ۴۴۹ سید محمد علی شاہ (میرٹھ) ۱۱ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۴ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۳۲) کھچڑا پکانے کی کوئی سند نہیں۔ یہ بالکل بے اصل ہے۔ البتہ عاشورہ کے دن روزہ رکھنا(۱) اور اپنے اہل وعیال پر رزق یعنی کھانے پینے کی اس روز فراخی کرنا(۲) مسنون ہے۔ البتہ سرمہ لگانے کی روایت ضعیف ہے۔ بعض علماء نے اسے موضوع بھی کہا ہے۔(۳) نیا کپڑا پہننے کی کوئی روایت نہیں۔ اور جو کام کہ روافض کرتے ہیں ان میں ان کی مشابہت اہل سنت کو نہ کرنی چاہئے۔(۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

عشرہ محرم میں سبیل لگانا، فاتحہ دینا بدعت ہے۔

(سوال) محرم کے شروع عشرہ میں یعنی چاند رات سے دسویں تاریخ تک شربت کھانا پکایا اور کوئی چیز پر فاتحہ امام حسین علیہ السلام کی دے کر ان کو دینا یا کسی ارادہ سے سبیل کرنا کیسا ہے۔ اور اس طرح حضرت امام حسین علیہ السلام کو ثواب پہنچتا ہے یا نہیں۔

المستفتی نمبر ۳۶۵ میر بخش صاحب سندھ متعلم ۱۹ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ مطابق ۲ جولائی ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۳۳) ایصال ثواب کے جواز میں کوئی کلام نہیں۔ اور حنفیہ کے نزدیک عبادات بدنیہ ومالیہ دونوں کا ثواب پہنچتا ہے۔(۶) لیکن ایصال ثواب کے لئے کسی تاریخ یا کسی شے کی تخصیص جو قرون ثلثہ مشہود لہا بالخیر یا ائمہ ومشائخ مذہب رحمہم اللہ سے منقول نہ ہو، نہ کرنی چاہئے۔(۷) حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ثواب

---

(۱) عن ابن عباس قال: ما رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتحری صیام یوم فضلہ علی غیرہ الا ہذا الیوم یوم عاشوراء وہذا الشہر یعنی شہر رمضان۔" (بخاری، کتاب الصوم، باب صیام یوم عاشوراء ۱/ ۲۶۸ ط قدیمی)

(۲) قال فی الدر المختار: وحدیث التوسعة علی العیال یوم عاشوراء صحیح۔ وقال ابن عابدین فی الرد: وہو "من وسع علی عیالہ یوم عاشوراء وسع اللہ علیہ السنة کلہا" ثم طعن فی الکلام وقال نعم حدیث التوسعة ثابت صحیح کما قال الحافظ السیوطی فی الدرر۔" (الدر المختار مع رد المحتار ۲/ ۴۱۹، ۴۲۰ ط سعید)

(۳) وحدیث الاکتحال فیہ ضعیف لا موضوع کما زعمہ ابن عبد العزیز۔" (الدر المختار ۲/ ۴۱۹ ط سعید)

(۴) قال ابن عابدین: "ولا یلزم منہ الاحتجاج بحدیث الاکتحال یوم عاشوراء کیف وقد جزم بوضعہ الحافظ السخاوی فی المقاصد الحسنة، وتبعہ غیرہ منہم ملا علی القاری فی کتاب الموضوعات، ونقل السیوطی فی الدرر المنتثرة عن الحاکم انہ منکر الخ" (رد المحتار ۲/ ۴۱۹ ط سعید)

(۵) "نقل فی مطالب المؤمنین عن امام ابی حنیفة انہ لا یجوز التشبہ بالروافض [illegible] ومن تشبہ بقوم فہو منہم" ([illegible] ص ۱۱ ط کتب خانہ مجیدیہ ملتان)

(۶) "الاصل فی ہذا الباب ان الانسان لہ ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ صلاة او صوما او صدقة او غیرہا عند اہل السنة والجماعة" (ہدایہ ۱/ ۲۹۶ ط مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

(۷) "ومنہا وضع الحدود والتزام الکیفیات والہیئات المعینة، والتزام العبادات المعینة فی اوقات معینة لم یوجد لہا ذلک التعیین فی الشریعة۔" (الاعتصام لابی اسحاق الشاطبی الغرناطی، الباب الاول ۱/ ۳۹ ط دار المعرفة بیروت)

پہنچانے کے لئے محرم کے عشرہ اولیٰ کو مخصوص کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ اسی طرح شربت یا کھچڑا یا فیرینی وغیرہ کی تخصیص بھی غیر معقول ہے۔ بلکہ تمام سال میں جس وقت بھی کوئی صدقہ خیرات کرکے یا کوئی بدنی عبادت کرکے حضرات اہلبیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ثواب پہنچایا جائے صحیح اور موافق شرع ہوگا۔ عوام مسلمین نے حقیقۃً یا عملاً و عقیدۃً چونکہ محرم کے عشرہ اولیٰ کو اس کام کے لئے مخصوص اور موجب زیادت ثواب سمجھ رکھا ہے۔ اور اسی طرح مخصوص چیزوں کو (مثلاً شربت کی سبیل لگانے یا شربت پلانے یا کھچڑا یا فیرینی پکانے کو) ہی حضرات اہلبیت کے ایصال ثواب کے لئے لازم سمجھتے ہیں اس لئے حضرات علمائے کرام اور متبعین سلف کرام اور حامیین تابع سنت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وظیفہ علمیہ یہی ہے کہ ان تخصیصات غیر ثابتہ وغیر متوارثہ کے ترک کرانے کا اہتمام کریں واللہ ہو الموفق۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

بدعت کی قسمیں اور ان کا حکم.

(سوال) کیا بدعت کی دو قسمیں ہیں؟ حسنہ اور سیئہ۔

المستفتی نمبر ۱۲۱ مولوی محمد انور (ضلع جالندھر) ۱۳ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۶ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۳۴) شرعی بدعت تو ہمیشہ سیئہ ہوتی ہے۔ لغوی بدعت حسنہ ہو سکتی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

"آستانہ سرور عالم" کے نام سے عمارت بنا کر اس کی تعظیم کرنا گمراہی ہے.

(سوال) کیا "آستانہ سرور عالم" کے نام سے کوئی عمارت تعمیر کی جا سکتی ہے۔ اور اس کی تعظیم و احترام کی نسبت شرعاً کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۸۷۰ سلطان محمد خاں (ہزارہ) ۲۳ محرم ۱۳۵۵ھ ۱۶ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۳۵) "آستانہ سرور عالم" کے نام سے کوئی عمارت بنانا بدعت، گمراہی اور فتنہ عظیمہ ہے۔ ایسی عمارت ہرگز نہ بنائی جائے۔ اور نہ اس کی کوئی عزت اور حرمت تسلیم کی جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

صفر کے آخری بدھ کی رسومات اور فاتحہ کا حکم.

(سوال) آخری چہار شنبہ جو صفر کے مہینے میں ہوتا ہے، اس کا کرنا شریعت میں جائز ہے یا نہیں۔ کھانے پر فاتحہ دلانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۱۱ عبدالرزاق (اوجین) ۴ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء

۱- فكل من أحدث شيئاً ونسبه إلى الدين ولم يكن له أصل من الدين يرجع إليه فهو ضلالة والدين بريء منه وسواء في ذلك مسائل الاعتقادات أو الأعمال أو الأقوال الظاهرة والباطنة وأما ما وقع في كلام السلف من استحسان بعض البدع فإنما ذلك في البدع اللغوية لا الشرعية" (جامع العلوم والحكم لابن رجب حنبلی ص ۱۹۳)

۲- [illegible] (مجموعۃ الفتاوی علی حاشیہ خلاصۃ الفتاوی ج ۴ ص ۳۳۲ ط امجد اکیڈمی لاہور)

(جواب ۲۳۶) آخری چہار شنبہ کے متعلق جو باتیں مشہور ہیں اور جو رسمیں ادا کی جاتی ہیں یہ سب بے اصل ہیں۔ کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ دینا بے اصل ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

محرم کے ایام میں تعزیہ بنانے کے لئے چندہ دینے کے بجائے حلیم تیار کر کے تقسیم کرنا کیسا ہے؟

(سوال) زید اور اس کے بعض احباب تعزیہ اور براق کے بنانے میں چندہ دیا کرتے تھے۔ اب منع کرنے سے اس بات پر راضی ہوتے ہیں کہ تعزیہ اور براق میں کوئی چندہ نہ دیا جائے۔ اور اس میں چندہ کر کے حلیم پکا کر غربا میں تقسیم کر دی جائے۔ اس صورت میں تعزیہ اور براق کی شرکت سے علیحدگی رہے گی۔ اور بہت سے آدمی جو ان دونوں چیزوں میں چندہ دیتے ہیں وہ بھی چندہ بند کر دیں گے۔ اور اس دوسری تحریک میں شریک ہو جائیں گے کیا اس غرض سے یہ دوسری تحریک جائز ہے یا نہیں۔ اور شرعاً اس کی کچھ اجازت ہو سکتی ہے یا نہیں۔

المستفتی نمبر ۱۳۹۵ مولوی محمد یوسف۔ چوڑی والان۔ دہلی ۱۱ محرم ۱۳۵۶ھ ۲۱ مارچ ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۳۷) تعزیہ اور براق تو قطعاً ناجائز ہیں۔(۲) اور ان میں چندہ دینا گناہ ہے۔(۳) اگر اس کام کو چھوڑ کر اس رقم کا حلیم پکا کر غربا کو تقسیم کر دیا جائے تو تعزیہ اور براق بنانے کے گناہ سے تو نجات مل جائے گی مگر محرم کے ایام مخصوصہ میں خاص طور پر حلیم پکانا اور تقسیم کرنا یہ بھی بدعت ہے۔(۴) شہیدان کربلا رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی روح طیبہ کو ثواب پہنچانے کے لئے محرم کا انتظار نہ کرنا چاہئے۔ اور نہ حلیم شریف کی تخصیص کرنی چاہئے۔ بلکہ جس وقت جو کچھ میسر ہو صدقہ کر کے اس کا ثواب بخش دینا چاہئے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

(۱) تعزیہ، علم، دلدل، براق، ان کی تعظیم کرنا اور مرادیں مانگنا، اور سینہ کوبی کرنا وغیرہ سب امور حرام ہیں۔
(۲) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر غصب خلافت اور یزید کی ولی عہدی کے لئے بیعت لینے کا الزام کہاں تک درست ہے؟

(سوال) (۱) تعزیہ بنانا، علم نکالنا، دلدل، براق، تخت اٹھانا، مہندی نکالنا، مرثیہ پڑھنا، تعزیہ سے منت مراد مانگنا اور اس کا چومنا چاٹنا، نوحہ و زاری کرنا، چھاتیاں کوٹنا وغیرہ وغیرہ از روئے شرع شریف کیسا ہے۔

۱۔ این طعام مخصوص (یعنی فاتحہ مروجہ) نہ در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بود ونہ در زمان خلفا بلکہ وجود آں در قرون ثلثہ [illegible] اند شیوع شدہ" (مجموعۃ الفتاویٰ علی ہامش خلاصۃ الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۵۹ ط امجد اکیڈمی لاہور)

۲۔ تعزیہ داری در عشرہ محرم وغیرہ آں و ساختن ضرائح وصورت قبور وعلم تیار کردن ودلدل وغیر ذلک این ہمہ امور بدعت است نہ در قرن اول بود ونہ در قرن ثانی ونہ در قرن ثالث۔" (مجموعۃ الفتاویٰ علی ہامش خلاصۃ الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۴۴ ط امجد اکیڈمی لاہور)

۳۔ لقولہ تعالیٰ "ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان" (المائدہ ۲)

۴۔ ومنها وضع الحدود، والتزام الكيفيات والهيئات المعينة، والتزام العبادات المعينة في أوقات معينة لم يوجد لها ذلك التعيين في الشريعة (الاعتصام، لابو اسحاق الشاطبي، الباب الاول في تعريف البدع الخ ۱: ۳۹ ط دار الفكر بيروت)

(۲) حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت غصب خلافت کا الزام نیز یزید کو آپ کا ولی عہد سلطنت بنانا اور اس کے فسق و فجور کے باوجود اس کو جانشین بنانا کس حد تک صحیح و درست ہے۔ امور متذکرہ بالا کا جواب مع ثبوت آیات و احادیث کے مرحمت فرمایا جائے۔ نیز یہ کہ اگر یہ افعال حرام و ناجائز ہیں تو ان سے متعلق کافی ثبوت کی ضرورت ہے جس پر خاص توجہ فرمائی جائے۔

المستفتی نمبر ۱۰۲ سید شکیل احمد صاحب (کانپور) ۵ صفر ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۷ اپریل ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۳۸) تعزیہ بنانا، اس کی تعظیم کرنا، اس سے منتیں مرادیں مانگنا، چومنا، علم کا نشان، دلدل بنانا، تخت نکالنا، مہندی کا نکالنا، مرثیہ پڑھنا، ماتم اور نوحہ کرنا، چھاتیاں کوٹنا یہ سب کام ناجائز ہیں اور معصیت اور شرک ہیں۔(۱) شریعت مقدسہ ایسے کاموں کی اجازت نہیں دیتی۔ یہ اسلامی توحید اور پیغمبر ﷺ کی صحیح اور سچی تعلیم کے خلاف ہیں۔ اور عقل صحیح بھی ان کی اجازت نہیں دیتی۔ سلف صالحین اور ائمہ مجتہدین کے کارناموں میں اس قسم کی خصوصیات کا نام و نشان نہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صلح ہو چکی اور ان کے بعد وہ جائز طور پر خلافت کے حامل تھے۔(۲) انہوں نے یزید سے بیعت لینے میں غلطی کی کیونکہ یزید سے بہتر اور لائق و افضل افراد موجود تھے۔ لیکن اس غلطی کے باوجود یزید کے اعمال و افعال کی ذمہ داری ان پر عائد نہیں ہوتی۔ کیونکہ اسلام اور قرآن پاک کا اصول ہے لا تزر وازرۃ وزر اخری۔(۳) اس لئے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں گستاخی اور درشتی نہیں کرنی چاہئے۔(۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

۱۔ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کہنے کا حکم.
۲۔ قبروں پر پھولوں کے ہار رکھنا.
۳۔ قبر پر چادر چڑھانا یا قبر کے پاس شیرینی وغیرہ تقسیم کرنا بدعت ہے.

(سوال) (۱) یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کہنا درست ہے یا نہیں۔ (۲) قبروں پر جو پھولوں کے ہار رکھے جاتے ہیں یہ کیسا ہے۔ (۳) زید نے ایک پیسے کی چادر اور کچھ شیرینی ایک بزرگ ولی اللہ کی قبر پر لے جا کر شیرینی بعد فاتحہ خوانی لوگوں کو تقسیم کر دی اور چادر اس قبر پر چڑھا دی۔ زید کی نیت اور غرض اس عمل کے کرنے سے عبادت نہ تھی۔

المستفتی منشی عبد الوحید صاحب (ضلع بلند شہر) ۷ صفر ۱۳۵۶ھ ۱۹ اپریل ۱۹۳۷ء

۱۔ "تعزیہ داری در عشرہ محرم وغیرہ آن و ساختن ضرائح و صورت قبور و علم و دلدل وغیرہ ذلک این ہمہ امور بدعت است نہ در قرون ثلثہ بود و نہ در قرون تابعین" (مجموعۃ فتاوی علی ہامش خلاصۃ الفتاوی ۴: ۳۴۴ ط امجد اکیڈمی)
۲۔ قال ابن العربی: "فعقد الحسن البیعۃ لمعاویۃ وذلک تحقیق رجاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سعود حسنۃ وبیان سنۃ" (العواصم من القواصم ص ۲۰۰ ط سہیل اکیڈمی)
۳۔ الانعام: ۱۶۴
۴۔ لقولہ علیہ السلام: "اکرموا اصحابی فانہم خیارکم" الخ (مشکوۃ ...) وفی العقیدۃ الطحاویۃ: "ومن احسن القول فی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... فقد برئ من النفاق" (شرح العقیدۃ الطحاویۃ ص ۳۹۱ ط المکتب الاسلامی)

(**جواب ۲۳۹**) (۱) یہ وظیفہ پڑھنا ناجائز اور موہم شرک ہے۔(۱) (۲) یہ بھی ناجائز ہے۔(۲) کیونکہ اکثر اس طور پر اس سے مراد تقرب الی صاحب القبر ہوتا ہے۔ (۳) قبر پر چادر اڑھانا(۳) خدا کی عبادت کس طرح ہو گئی۔ یہ تو قبر یا صاحب قبر کی تعظیم یا عبادت ہوئی۔ خدا کی عبادت میں وہ افعال داخل ہو سکتے ہیں جن کا خدا یا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا یا اجازت دی۔ شیرینی یا کھانا یا غلہ محتاجوں کو تقسیم کرنا بیشک خدا کی عبادت میں داخل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ محتاجوں کی امداد اور حاجت روائی کا خدا نے حکم دیا ہے۔ مگر ان چیزوں کو قبر پر لے جانا غلط ہے۔(۴) اور عبادت کی حیثیت کو مکدر اور خراب کر دیتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

تعزیوں کو ناجائز اور بدعت کہنا صحیح ہے۔

(سوال) کیا تعزیوں کی شان میں گستاخانہ الفاظ اور برا کہنے سے شرعاً کوئی گناہ لازم ہوتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۶۳ جناب سید عبدالمعبود صاحب (ضلع بدایون) ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ م ۲ جولائی ۱۹۳۷ء

(**جواب ۲۴۰**) تعزیوں کو ناجائز و بدعت کہنا حق ہے اگر گستاخانہ لفظ سے ایسے الفاظ مراد ہیں جو ان کا شرعی حکم ظاہر کرنے کے لئے استعمال کئے جائیں تو یہ گستاخانہ لفظ نہیں ورنہ اگر اور کوئی برے اور بیہودہ الفاظ مراد ہیں تو وہ مسلمان کی زبان کے شایان نہیں۔(۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

جعلی اور مصنوعی قبر بنا کر عوام کو گمراہ کرنا۔

(سوال) ہمارے یہاں چند اشخاص فتنہ پردازوں نے ایک جعلی قبر بنا کر تیار کی ہے جس میں میت وغیرہ کچھ نہیں ہے۔ جہلا کو ورغلا کر یہ پرستش کراتے ہیں اور فاتحہ دلاتے ہیں۔ اس بارے میں شرع شریف کا کیا حکم ہے؟

۱۔ [illegible] منشن شیخ شہادت و بعض فقہاء را از بیجو لفظ حکم کفر کردہ اند چنانچہ در در مختار [illegible] کذا قول شیء لله قیل یکفر النطی۔ در رد المحتار آوردہ لعل وجهه انه طلب شيئا لله والله غني عن كل شيء والكل مفتقر ومحتاج اليه وينبغي ان يرجح عدم التكفير فانه يمكن ان يقول اردت اطلب شيئا اكراما لله شرح الوهبانية قلت فعلى هذا [illegible] الشاعر عن هذه العبارة وقد مر ان مذهبه خلاف يؤمر بالتوبة والاستغفار وتجديد النكاح انتهى [illegible] ہمہ اموات را [illegible] قدرت حاصل است [illegible] (مجموعہ فتاویٰ علی ہامش خلاصۃ الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۳۳ طامجد اکیڈمی)

۲۔ قال العيني: وكذلك ما يفعله اكثر الناس من وضع ما فيه رطوبة من الرياحين والبقول ونحوها على القبور ليس بشيء وانما السنة الغرز (عمدة القاري ج ۱ ص ۸۷۹ ط منير) وقال محدث العصر البنوري اتفق الخطابي والطرطوشي والقاضي عياض على المنع وقولهم اولى بالاتباع حيث اصبح مثل ذلك للمسامحات والتعلات منذر للمنع بسكرة ولعل المسارعة ترى العامة يلقون الزهور على القبور وبالاخص على قبور الصلحاء والاولياء فالمصلحة العامة في الشريعة تقتضي منع ذلك منعا استئصالا لشأفة البدع وحسما لمادة المنكرات المحدثة وبالجملة هذه بدعة مشرفيه منكرة الخ۔ (معارف السنن باب التشديد في البول ۱: ۲۲۵ ط المكتبة البنورية)

۳۔ في الاحكام عن الحجة تكره الستور على القبور۔ (رد المحتار ج ۶ ص ۳۶۳ ط سعيد)

۴۔ "وفي البزازية يكره اتخاذ الطعام في اليوم الاول والثالث وبعد الاسبوع ونقل الطعام الى القبر في المواسم۔" (رد المحتار ۲/ ۲۴۰ ط سعيد)

۵۔ "تعزیہ داری در عشرہ محرم و ساختن ضرائح و صورت وغیرہ درست نیست [illegible] ایں ہمہ بدعت است بلکہ بدعت سیئہ است۔" (فتاویٰ عزیزی، مسئلہ تعزیہ داری محرم و صورت ۱/ ۷۵ ط کتب خانہ رحیمیہ دیوبند یوپی)

المستفتی نمبر ۱۷۶۳ ابو علی بھوسائی (ضلع پونہ) ۲ رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۸ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۴۱) جعلی اور مصنوعی قبر بنانا گناہ ہے خصوصاً جب کہ مقصود روپیہ کمانا ہو۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

بارہ ربیع الاول کو کاروبار بند رکھنا اور اس پر مجبور کرنا کیسا ہے؟

(سوال) بنگلور سے مسلمانوں کے دو گروہوں سے دو مختلف اشتہارات شائع ہوئے ہیں۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ بارھویں ربیع الاول کو دکانیں بند کرنا بدعت ہے تو دوسرا گروہ کہتا ہے کہ سنت عشق رسول ہے۔ چونکہ دونوں اشتہارات میں ہندوستان کے علماء کے دلائل ہیں۔ جس کی بدولت عوام میں بے چینی پھیلتی چلی جا رہی ہے۔ ساتھ ہی اشتہارات بھی روانہ خدمت ہیں۔

المستفتی نمبر ۲۲۴۸ جناب مرتضیٰ خاں صاحب (بنگلور سٹی) ۱۳ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ م ۱۳ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۴۲) جماعت تاجران میوہ جات معسکر بنگلور کی طرف سے جو اشتہار شائع ہوا ہے اور اس میں میرا جو فتویٰ درج ہے، وہ فتویٰ ان لوگوں کے متعلق ہے جو شریعت کے احکام اور سنت پر عمل نہیں کرتے اور رسوم کو شریعت پر مقدم رکھتے ہیں۔ اس فتویٰ کا تعلق ۱۲ ربیع الاول کو کاروبار بند رکھنے سے کچھ نہیں۔ کاروبار بند رکھنے کے بارے میں اس اشتہار کا لب ولہجہ اسلامی تعلیم اور تہذیب کے خلاف ہے۔ مخالفین کے متعلق اس قسم کے الفاظ استعمال کرنا جیسے کہ اس اشتہار میں استعمال کئے ہیں اسلامی طریقہ نہیں ہے۔ بلکہ مسلمانوں میں اختلاف و بغض و عداوت پیدا کرنا ہے جو ہر طرح قابل افسوس ہے۔

۱۲ ربیع الاول کو کاروبار بند رکھنا کوئی شرعی حکم نہیں ہے جو دکان بند نہ کرے اس پر خدا اور رسول کی طرف سے کوئی الزام نہیں ہے۔ مگر یہ لوگ اس کو چغد اور وہابی کہتے ہوئے خدا و رسول سے نہیں ڈرتے اگر یہ لوگ عشق رسول کی وجہ سے سمجھتے ہیں کہ اس دن اپنا کاروبار بند رکھیں تو بشرطیکہ اس کو شرعی حکم نہ سمجھیں اور ان کو لعن وطعن نہ کریں اور ان کو مجبور نہ کریں تو خیر۔ لیکن ان کو اس بات کا حق نہیں کہ بغیر ہدایت شرعیہ خود ایک بات ایجاد کریں پھر اس کو دوسروں سے جبراً کرائیں۔ اور جو نہ کرے اس کو ایسے الفاظ سے یاد کریں جو اشتہار میں لکھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اتباع سنت کی توفیق عطا فرمائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

تعزیہ داری کی رسم ناجائز ہے۔

(سوال) تعزیہ داری جو عموماً ہندوستان میں رائج ہے درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۴۰۲ نذیر خاں ضلع فیض آباد ۳۰ رجب ۱۳۵۷ھ مطابق ۳۰ ستمبر ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۴۳) تعزیہ داری کی رسم تمام ناجائز ہے۔ اس میں بعض چیزیں حرام اور بعض فعل شرک اور بعض بدعت محدثہ ہیں۔ یہ رسم واجب الترک ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

تعزیہ داری در عشرہ محرم [illegible] و ساختن ضرائح و صورت قبور و علم سر کردن [illegible] وغیر ذلک این همہ امور بدعت است نہ در قرن اول بودہ نہ در قرن ثانی نہ در قرن ثالث۔ (مجموعۃ الفتاویٰ علی ہامش خلاصۃ الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۴۴ طبع امجد اکیڈمی لاہور)

ماہ رجب میں "نبی کا روٹ" بنانا بدعت اور جہالت ہے۔

(سوال) لوگ ملک گھسوس کاٹھیاواڑ کے آدمی اس ماہ رجب المرجب میں "نبی صاحب کا روٹ" بناتے ہیں (یعنی گندم کے آٹے کا روٹ حسب استطاعت مسلمان یعنی بقدر من ڈیڑھ من، گھی، شکر، بادام، پستہ، چھوہارہ، خشخاش، سونف، کشمش وغیرہ ڈال کر روٹی بناتے ہیں اور روٹی تنور میں پکاتے ہیں۔ پھر اس روٹ کو توڑ کر دیتے ہیں۔ اور عیدالبقر کے گوشت کے ساتھ نیز عیدالبقر کے اندوختہ گوشت کو اس روٹ کے ساتھ کھاتے ہیں۔ اور ثواب سمجھتے ہیں) اور اس روٹ کے بنانے کو اس ماہ رجب میں ضروری بلکہ ثواب عظیم جانتے ہیں۔ اور اگر کوئی تابع ملا یا مولانا منع کرتا ہے یا بتاتا ہے خلاف مرضی شریف کہتا ہے تو اسے وہابی وغیرہ نام سے موسوم کردیتے ہیں اور اپنی بات کو جانے نہیں دیتے ہیں۔

(۱) کیا یہ روٹ نبی ﷺ کا فرمان ہے؟ (۲) کیا حضرت خلفاء رضوان اللہ علیہم اجمعین نے فرمایا ہے؟ (۳) کیا عشرہ مبشرہ دیگر اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے حکم شدہ ہے؟ (۴) کیا فعل تابعین یا تبع تابعین سے ثابت ہے؟ (۵) کیا امامان مذاہب اربعہ حنفی شافعی مالکی حنبلی رحمہم اللہ سے کیا گیا ہے؟ (۶) کیا قول پیر غوث اعظم عبدالقادر جیلانی نے اس کی تعلیم دی ہے؟ (۷) کیا کسی پیر فقیہ بزرگان دین کا یہ فعل ہے؟ (۸) کیا علمائے زمانہ حالیہ کا حکم ہے کہ نبی صاحب کا روٹ کیا کرو؟ (۹) اگر مذکورہ سوالات سے کہیں ثبوت نہیں تو اس پر اڑے رہنا اور بلا ناغہ ہر سال کرتے رہنا بلکہ کرنا ضروری جاننا گمراہی ہے یا نہیں؟ (۱۰) کیا ہم کیا مستقر و صفت کا روٹ کریں؟ کیا شرع شریف کا حکم یا آپ علماء حق کا ہے؟ براہ مہربانی جواب باصواب مرحمت فرمائیں۔

المستفتی نمبر ۲۶۸۰ شیخ جی نور محمد (کاٹھیاواڑ) ۳ رجب ۱۳۵۸ھ م ۲۹ اگست ۱۹۳۹ء

(جواب ۲۴۴) اس روٹ کے بارے میں نہ نبی صاحب ﷺ کا فرمان ہے نہ حضرت خلفاء اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ارشاد ہے، نہ حضرت عشرہ مبشرہ یا کسی اور صحابی رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اجازت ہے نہ یہ چاروں اماموں یا تابعین یا تبع تابعین رحمہم اللہ سے ثابت ہے نہ حضرت پیران پیر یا کسی اور مرشد طریقت نے اس کا حکم دیا نہ معتبر علماء امت نے اس کی اجازت دی ہے۔ لہذا یہ محض ایک بدعت اور جہالت ہے۔(۱) اور اس پر اڑے رہنا ضلالت و گمراہی ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

"یوم صدیق اکبر" منانے کا حکم۔

(سوال) چند اشخاص ایک صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ ہم "یوم صدیق" منانا چاہتے ہیں۔ اس شخص نے

۱۔ بدعت تو وہ چیز ہے جو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے کے بعد دین میں خیر کی شکل دیکر نکالی جائے۔ (النبراس شرح شرح العقائد ص ۵ ط مکتبہ امدادیہ ملتان)

۲۔ من اصر علی امر مندوب وجعله عزما ولم یعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشیطان من الاضلال فکیف من اصر علی بدعة او منکر۔" (مرقاۃ ج ۳ ص ۳۱ ط المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ)

برجستہ جواب دیا کہ تمہارے اس فقرے سے میرے قلب کو بے حد تکلیف ہوئی۔ تم اس خیال کو ترک کردو اور یہ نیا فتنہ نہ کھڑا کرو۔ اب آپ بروئے شریعت اس شخص کے بارے میں تحریر فرمائیں کہ اس شخص کے متعلق شریعت میں کیا حکم ہے؟ یوم صدیق، ازروئے شریعت کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

المستفتی نمبر ۲۷۳۰ محمد فخر الدین خان صاحب شاہجہانپوری ۲۴ جمادی الثانی ۶۱ھ

(**جواب ۲۴۵**) "یوم صدیق" منانے سے اگر یہ غرض ہو کہ ایک دن کوئی جلسہ کرکے حضرت صدیقؓ کے مناقب وفضائل کی تبلیغ کی جائے تو یہ جائز ہے۔(۱)
اگر اس شخص کا مقصد اس جواب سے یہ ہو کہ وہ صدیق اکبرؓ کے مناقب کی تبلیغ کو ناپسند کرتا ہے تو بے شک وہ مورد الزام ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر اس کا مقصد یہ ہو کہ اس طرح خاص یوم صدیق کے نام سے ایک جدید رسم پیدا کرنا مصلحت عامہ اسلامیہ کے منافی ہے، اور بجائے فائدے کے اس کا ضرر زیادہ ہے تو اس پر کوئی الزام نہیں آسکتا۔(۲) یوم صدیق کا نام رکھے بغیر بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب کی تبلیغ کی جا سکتی ہے۔ اور اس میں کوئی فتنہ بھی نہیں ہوگا۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

قبر پر گنبد بنانا یا قبر کو پختہ بنانا ناجائز ہے۔

(**سوال**) حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ جو اکابر اولیائے کرام میں سے دہلی میں گذرے ہیں، ان کا مزار آج تک خام چلا آرہا ہے۔ ایک شخص کہتا ہے کہ مجھ کو بشارت ہوئی ہے کہ میرا مزار ننگا پڑا ہے اس پر گنبد پختہ بناؤ۔ چنانچہ ایک شخص مستعد ہو گیا ہے کہ ان کے مزار پر گنبد بنا دے۔ لہذا علماء کرام سے سوال ہے کہ کیا شرعاً اس بشارت پر عمل کرنا نیز کسی قبر پر عمارت و گنبد وغیرہ پختہ بنانا درست ہے یا نہیں۔ مطابق کتاب و سنت و مذہب حنفیہ کے جواب مرحمت فرمایا جائے بینوا توجروا۔

المستفتی نمبر ۲۷۳۵ حاجی محمد صدیق ولد حاجی احمد۔ قوم شیخ۔ ساکن پھاٹک حبش خاں دہلی۔

(**جواب ۲۴۶**) قبر پر گنبد بنانا یا قبر کو پختہ بنانا ناجائز ہے۔ صریح طور پر حدیث شریف میں اس کی ممانعت آئی ہے۔(۳) ایسی بشارت (یعنی خواب) جو کسی نامشروع فعل کے ارتکاب کی ترغیب دے قابل التفات و قابل عمل نہیں ہے۔ اس کا جب خیال آئے تو لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھنا چاہئے۔ یہاں تک کہ یہ خیال جاتا رہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) "لا بأس بالجلوس للوعظ إذا أراد به وجه الله تعالى كذا في الوجيز للكردري" (الفتاوى العالمگيرية، كتاب الكراهية، الباب الرابع في الصلاة والتسبيح الخ ج۵ ص ۳۱۹ ط ماجديه كوئٹه)

(۲) "ومنها وضع الحدود، والتزام الكيفيات والهيئات المعينة والتزام العبادات المعينة في أوقات معينة لم يوجد لها ذلك التعيين في الشريعة" (الاعتصام أبو إسحاق الشاطبي، الباب الأول في تعريف البدع الخ: ۱/۳۹ ط دار الفكر، بيروت، لبنان)

(۳) "ولا يجصص، ولا يطين، ولا يرفع عليه بناء وقيل لا بأس به وهو المختار كما في عبارة السراجية وقوله وقيل لا بأس به الخ المناسب ذكره عقب قوله ولا يطين لأن عبارة السراجية كما نقله الرحمتي ذكر في تجريد أبي الفضل أن تطيين القبور مكروه، والمختار أنه لا يكره اهـ وعزاه إليها المصنف في المنح أيضاً. وأما البناء عليه فلم أر من اختار جوازه. وفي شرح المنية عن منية المفتي: المختار أنه لا يكره التطيين. وعن أبي حنيفة: يكره أن يبني عليه بناء من بيت أو قبة أو نحو ذلك لما روى جابر نهى رسول الله عن تجصيص القبور وأن يكتب عليها وأن يبنى عليها رواه مسلم وغيره اهـ" (الدر المختار مع رد المحتار، ج۶ ص ۲۳۷ ط سعید)

پانچ محرم الحرام کو "سبز چوکی" کا تعزیہ نکالنا بدعت ہے۔

(سوال) زید ہر سال پانچویں محرم الحرام کو بنام "سبز چوکی" اپنے محلے سے اپنے اہتمام میں چندہ وغیرہ کر کے نہایت شان و شوکت سے اٹھاتا ہے۔ سبز چوکی بہت بڑے جلوس کی شکل میں اٹھتی ہے۔ کئیں کے جھنڈے ہوتے ہیں۔ ماتم کرنے والے ہوتے ہیں۔ عورتوں کا مجمع بغرض زیارت جلوس ہوتا ہے۔ انگریزی باجہ بھی بجتا ہے۔ زید کہتا ہے کہ اس تعزیہ داری سے ہمارا مقصد شان اسلام دکھانا ہے۔ اور یہ کہ کافر اس کو روتے ہیں، ان کی ضد مد نظر ہے۔

اس چوکی کی واسطے راستہ لینے اور چوک کی زمین حاصل کرنے کے واسطے مقدمہ بھی ہو چکا ہے لیکن مسلمانوں کو کامیابی نہیں ہوئی۔ اب وہ چوکی دوسرے راستہ سے اٹھتی ہے۔ اس راستے کو بھی روکنے کی کوشش کی گئی، مگر اس کوشش میں کفار ناکام رہے۔

المستفتی نمبر ۲۷۴۰ منشی مہدی حسن کاتب، مفتی پورہ غازی پور۔ ۱۳ محرم ۱۳۶۲ھ مطابق ۲۰ جنوری ۱۹۴۳ء

(جواب ۲۴۷) **لاخیر الا فی اطاعة الله واطاعة رسوله** واضح ہو کہ دنیا اور آخرت کی کوئی بھلائی اللہ تعالی اور اس کے مقدس نبی کی اطاعت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ کفار کی ضد میں کوئی کام کرنا یہ سمجھ کر کہ کسی ناجائز چیز میں اسلام کی شوکت ظاہر ہوگی، صحیح نہیں ہے۔ یہ سبز چوکی بدعت ہے۔(۱) اس میں روپیہ خرچ کرانا اسراف ہے جو حرام ہے۔(۲) باجے بجانا،(۳) عورتوں کا اجتماع(۴) یہ سب امور ممنوعہ محرمہ ہیں۔ روافض کی اقتدا ہے۔(۵) اہل سنت کے مذہب کی اور سنت رسول ﷺ کی مخالفت ہے۔ لہذا اہل سنت پر اس عمل کا ترک کرنا اور گزشتہ سے توبہ کرنا واجب ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

۱۔ کیونکہ شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں "لان من حقیقة البدعة ان لا یدل علیها دلیل شرعی لا من نصوص الشرع ولا من قواعده۔" (الاعتصام، الباب الثالث: ج ۱ ص ۱۹۱، ۱۹۲ ط دار الفکر بیروت)

۲۔ "ان المبذرین کانوا اخوان الشیطین" (الاسراء ۲۷)

۳۔ "ومن الناس من یشتری لهو الحدیث الخ، (لقمن ۶) وقال الحسن البصری: نزلت هذه الآية في الغناء والمزامیر" (تفسیر ابن کثیر: ج ۳ ص ۴۴۲ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

۴۔ "لیس للنساء نصیب فی الخروج الا مضطرة (الی قوله) ولیس لهن نصیب فی الطرق الا الحواشی۔" (رواہ الطبرانی فی الکبیر، بحوالہ پردے کے شرعی احکام از مولانا اشرف علی تھانوی ص ۵۳ ط ادارہ اسلامیات لاہور)

۵۔ "نقل فی مطالب المومنین عن امامنا ابی حنیفة انه لا یجوز التشبه بالروافض ومن تشبه بقوم فهو منهم" (نفع المفتی والسائل ص ۱۳۶ ط کتب خانہ مجیدیہ ملتان)

۱۔ اللہ کی ذات وصفات میں حضور علیہ السلام کو شریک کرنا۔
۲۔ یہ کہنا کہ احمد اور احد میں صرف میم کا فرق ہے
۳۔ عالم الغیب ہونا صرف خدا کی شان ہے۔
۴۔ رسول اللہ ﷺ اور تمام اولیاء کو حاضر وناظر جاننا۔
۵۔ سرود سننا حرام ہے۔

(سوال) ایک شخص یہ شعر نعت میں پڑھتا ہے

[illegible] نے دیکھیں [illegible] نے ‏ ‏ ‏ محمد کو دیکھو وہی ہو بہو ہے

پڑھنے سے مطلب کہتا ہے یہ شعر بالکل ٹھیک ہے اس واسطے کہ جو صورت محمد ﷺ کی ہے وہی صورت بعینہ باری تعالیٰ کی ہے۔ یہ خدا ہی کی ہوئی ہے۔ [illegible] حضرت ﷺ کو اپنی شکل پر پیدا کیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ احمد اور احد میں صرف میم کا فرق ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ عالم الغیب ہیں۔ تمام اشیاء اور ذات کو جانتے ہیں ان سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ [illegible] حضرت ﷺ اور تمام اولیاء کو حاضر وناظر جانتا ہے اور کہتا ہے کہ جب اور جس وقت ان کو پکاریں ہماری فریاد سنتے ہیں اور امداد کرتے ہیں۔ سوم یہ کہ سرود سننے کو حلال اور باعث نجات جانتا ہے۔ ایسے شخص سے متعلق شرع کا کیا حکم ہے۔

(جواب ۲۴۸) یہ شعر بالکل شرکیہ ہے اور جو شخص اس کو صحیح سمجھ کر پڑھے وہ مشرک ہے۔ اس میں کلام نہیں کہ آنحضرت ﷺ روحی فداہ افضل موجودات اور خاتم الانبیاء والرسل ہیں۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ لیکن آپ بھی خدا تعالیٰ کی ایک مخلوق اور بندے ہیں۔ خالق و مخلوق جدا جدا ہیں ایک نہیں ہو سکتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ کی ذات جسمانی اور تمام ضروریات بشریت سے مبرا ہے۔ نہ اس کا کوئی مکان نہ کوئی اس کی شکل وصورت۔ آنحضرت ﷺ بعینہ خدا کیسے ہو سکتے ہیں۔ تمام ضروریات جسمانی آپ کو لاحق تھیں۔ جو شخص یہ عقیدہ رکھے وہ مشرک ہے۔ نیز یہ کہنا کہ احمد اور احد میں صرف میم کا فرق ہے۔ یہ بھی الحاد اور زندقہ ہے۔ ایسے کیسے ہو سکتا ہے کہ خالق اور مخلوق دونوں ایک ہو جائیں۔

(۳) آنحضرت ﷺ کو تمام اشیاء کا عالم جاننا بھی شرک ہے۔ شرک اسی کا نام نہیں کہ خدا کی ذات میں کسی کو شریک مانا جائے بلکہ اس کی صفت خاصہ میں بھی کسی کو شریک کرنا شرک ہے۔ عالم الغیب ہونا صرف خدا کی شان ہے۔ دوسرا کوئی اس کا مصداق نہیں بن سکتا۔ حضرت حق جل شانہ قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے

۱۔ قال تعالیٰ: لیس کمثلہ شیء۔ (الشوریٰ: ۱۱) وفی شرح کتاب الفقہ الاکبر لملا علی القاری: لیس کمثلہ شیء ای کذاتہ و صفتہ، وقال اسحاق بن راھویہ: من وصف اللہ فشبہ صفاتہ بصفات احد من خلق اللہ فھو کافر باللہ العظیم۔" ([illegible]: ص ۲۴ ط دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۲۔ الزندیق فی لسان العرب یطلق علی من ینفی الباری تعالیٰ، وعلی من یثبت الشریک الخ، والملحد ھو من مال عن الشرع القویم الی جھۃ من جھات الکفر۔ (رد المحتار، ج ۴ ص ۲۴۱ ط سعید)

ولو كتب علم الغيب لا يكفر لأن من الحروف ما مسمى السورة. البحر الرائق [illegible] وفي الخلاصة تزوج بشهادة الله ورسوله لا ينعقد ويكفر لاعتقاده أن النبي صلى الله عليه وسلم يعلم الغيب [illegible] فتاوى قاضي خان رجل تزوج امرأة بغير شهود فقال الرجل والمرأة خدا را و پیغمبر را [illegible] قالوا يكون كفرا لأنه اعتقد أن رسول الله صلى الله عليه وسلم يعلم الغيب وهو ما كان يعلم الغيب حين كان في الأحياء فكيف بعد الموت [illegible] عالم غیب نہیں تو پھر [illegible] غیب [illegible] [illegible] [illegible] عقیدہ [illegible] [illegible]

(۳) [illegible] [illegible] اہل سنت والجماعت [illegible]

حضور علیہ السلام کے لئے خدائی صفت ثابت کرنا شرک ہے

(سوال) ہمارے یہاں کے بعض واعظ بیان کرتے ہیں کہ [illegible] جان کر یا رسول اللہ حاجت روا اور اپنی حاجت ان کے سامنے پیش [illegible] ہمارے یہاں کے واعظ وعظ میں [illegible] عقیدے [illegible]

(جواب ۲۲۹) آنحضرت ﷺ افضل الرسل خاتم الانبیاء سید الاولین والآخرین [illegible] لا یسکن [illegible] بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر [illegible]

۱۔ الاعراف: ۱۸۸

۲۔ البحر الرائق، اوائل کتاب النکاح [illegible]

۳۔ [illegible]

۴۔ [illegible]

۵۔ [illegible]

ہے، آپ ہر امتی کے ہر حال ہر لمحہ پکارنے کو سنتے ہیں، آپ ہر امتی کے دل کے چھپے اور کھلے ارادوں کو دیکھتے اور جانتے ہیں۔ یہ سب بے دلیل باتیں ہیں۔ اور بے شک ان عقائد و خیالات سے شرک صریح لازم آتا ہے اور یہ عقائد آنحضرت ﷺ کے ارشاد **لا تطرونی کما اطرت النصاری عیسی بن مریم** (۱) اور آپ کے ارشاد **ما المسؤل عنها باعلم من السائل** (۲) اور آپ کے ارشاد **والله ما ادری وانا رسول الله ما یفعل به اوبی** (۳) اور حضرت عائشہ صدیقہ کے فرمان **و من قال ان محمدا یعلم الغیب فقد اعظم الفریة علی الله** (۴) اور جناب باری عزاسمہ کے پر جلال قول **وعنده مفاتح الغیب لا یعلمها الا هو** (۵) اور حضرت حق جل شانہ کے فرمان **ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء** (۶) اور بے شمار آیات و احادیث کے خلاف ہیں۔ علماو فقہائے امت محمدیہ کا اس امر پر اتفاق ہے کہ علم غیب حضرت حق جل شانہ کی خاص صفت ہے۔ کوئی دوسرا اس صفت میں اس کا شریک نہیں۔ حضور رسول کریم ﷺ کو جناب باری عزاسمہ نے بے شمار غیب کی باتوں پر مطلع فرمادیا تھا۔ اور حضور ﷺ نے بہت سی غیب کی باتیں امت کو بھی بتادیں۔ لیکن باوجود اس کے آپ کو عالم الغیب کہنا صحیح نہیں۔ کیونکہ جو غیب کی باتیں آپ نے باعلام خداوندی معلوم کیں ان میں آپ کا علم علم غیب نہیں۔ نیز تمام غیوب جزئی کو جاننا اور امت کے دل کے بھیدوں پر مطلع ہونا ثابت نہیں۔ اور دلائل شرعیہ اس کے خلاف پر قائم ہیں۔ پس یہ عقیدہ جو سوال میں مذکور ہے شرکیہ عقیدہ ہے اور مسلمانوں کو ایسے خیالات سے احتراز لازم ہے۔ واللہ اعلم۔

آیت ”انما المشرکون نجس“ کے تحت کسی مشرک کا جھوٹا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

(سوال) اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں رسول اللہ ﷺ کے آخر عہد میں مشرک کو نجس العین فرمایا ہے۔ ایسی صورت میں ان کا جھوٹا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس آیت کے نازل ہونے کے بعد رسول خدا ﷺ نے کسی مشرک کے ساتھ کھانا کھایا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۳۵ نذیر احمد صاحب (ضلع بلیا) ۱۲ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ م ۲ ستمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۵۰) قرآن پاک میں مشرکوں کو نجس فرمایا ہے اس سے اعتقادی نجاست مراد ہے۔ ورنہ انسان کا

---

(۱) بخاری، کتاب الانبیاء، باب قول الله واذکر فی الکتاب مریم الخ ۱ / ۴۹۰ ط قدیمی

(۲) بخاری، کتاب الایمان، باب سوال جبرئیل النبی ﷺ ۲ ط قدیمی

(۳) بخاری، کتاب التعبیر، باب العین الجاریة فی المنام ۲ / ۱۰۳۹ ط قدیمی۔

(۴) یہ روایت مذکورہ الفاظ کے ساتھ تو نہیں ملی البتہ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب معنی قول الله عزوجل ولقد رآہ نزلة اخری الخ میں روایت ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے ”ومن زعم انه یخبر بما یکون فی غد فقد اعظم علی الله الفریة“ (۱ / ۹۸ ط قدیمی)

(۵) الانعام: ۵۹

(۶) الاعراف: ۱۸۸

(۷) [illegible] آیت ”انما المشرکون نجس“ کے ذیل میں فرماتے ہیں: ”امر تعالی عبادہ المومنین الطاهرین دینا وذاتا بنفی المشرکین الذین هم نجس دینا عن المسجد الحرام وان لا یقربوا بعد نزول هذه الآیة“ (ج ۲ ص ۳۳۲ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

جسم ناپاک نہیں ہے۔ (۱) قرآن مجید میں نصاری کو مشرک قرار دیا ہے۔ باوجود اس کے طعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم(۲) کا حکم بھی موجود ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

۱۔ کیا نماز میں حضور ﷺ کا خیال آنا گائے اور گدھے کے خیال آنے سے بدتر ہے؟
۲۔ "حق تعالےٰ کو زمان و مکان سے پاک جاننا بدعت ہے" کہنے والے کا حکم۔
۳۔ نماز میں "السلام علیك ایها النبی" اس خیال سے پڑھنا کہ حضور خود اسے سنتے ہیں شرک ہے۔

(سوال)(۱) کوئی شخص یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ نماز میں حضور ﷺ کا خیال آنا، گائے بھینس اور گدھے کے خیال آنے سے بدتر ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنے والا مسلمان ہے یا کافر؟

(۲) جو شخص یہ کہتا ہے کہ جناب باری عز اسمہ کو زمان و مکان اور ترتیب و تعلق سے پاک جاننا اور اس کا دیدار بے جہت اور بے محاذات حق جاننا بدعت ہے۔ کیا ایسا کہنے والا مسلمان ہے یا نہیں؟

(۳) کسی صاحب نے ایک مولوی صاحب سے دریافت کیا کہ تشہد میں صیغہ خطاب السلام علیك ایها النبی کے بجائے صیغہ غائب السلام علی النبی کہنا چاہئے یا السلام علیك ایها النبی پڑھنا چاہئے؟ اس کے جواب میں مولوی صاحب نے فرمایا کہ اگر اس کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام خود خطاب سلام کا سنتے ہیں وہ کفر ہے۔ کیا جواب مولوی صاحب کا صحیح ہے؟

المستفتی نمبر ۷۹ ۴ مرزا علی جان۔ دہلی ۱۱ صفر ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۵ مئی ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۵۱) (۱) نماز حق تعالیٰ کی عبادت بلا شرکت غیرے ہے۔ عبادت میں معبود کی عظمت اور جلال و جبروت کا تصور مقصود ہے۔ اور اسی پر قصر ہونا چاہئے۔ اور کسی دوسرے کا تصور بجہت تعظیم نہ ہونا چاہئے۔ یہ ظاہر ہے کہ نماز میں قرآن مجید پڑھا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے اسماء مبارکہ آتے ہیں۔ ان کے قصے اور واقعات مذکور ہیں۔ فرعون ہامان اور دیگر کفار کے نام بھی آتے ہیں، ان کے قصے بھی بیان کئے جاتے ہیں۔ شیطان کا نام بھی آتا ہے، جس سے پناہ مانگی جاتی ہے۔ اور جن مکرم و معظم ہستیوں کے اسمائے گرامی اور قصص قرآن پاک کے نظم عبادت میں زبان پر آئیں گے ان کا تصور اور خیال بھی لازمی طور پر آئے گا۔ اسی طرح فرعون ہامان اور شیطان کا جب نام لیا جائے گا تو ان کی طرف بھی ذہن منعطف ہو گا۔ اور اس وقت تک کسی نے بھی قابل اعتراض اور مذموم نہیں کہا۔ اب رہی یہ بات کہ نمازی بحیثیت تعظیم معبودیت کے حق تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کا تصور کرے تو وہ شرک فی العبودۃ ہو گا۔ اور شرک اعلیٰ درجے کا گناہ، ناقابل مغفرت ہے۔

پس خلاصہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص نماز میں آنحضرت ﷺ کا تصور بجہت تعظیم عبادت کے کرے تو یہ

۱۔ "وأما نجاسة بدنه فالجمهور على أنه ليس بنجس البدن والذات لأن الله تعالى أحل طعام أهل الكتاب" ([illegible])
۲۔ المائدة ۵

تو [illegible] نماز [illegible] کی قبولیت اور مغفرت کی بھی امید نہیں۔ اور اس صورت میں یہ تصور [illegible] شے سے زیادہ [illegible] تعظیم (عبادت) مقصود نہیں ہوتی [illegible] عبادت [illegible] نماز میں [illegible] کا اور عبادت خراب ہو جانے کا یقین [illegible] نہیں [illegible] محدود [illegible] مطلب [illegible] قول کا [illegible] نہیں ہے [illegible]۔

(۲) اس قول کا یہ مطلب نہیں کہ وہ حق تعالیٰ کو زمان یا مکان کے ساتھ مقید یا محدود مانتا ہے۔ [illegible] صرف [illegible] دقیقہ اور [illegible] تقریبات منطقیہ وغیرہ [illegible] صاحبین کے [illegible] معروف [illegible] ہے اور یہ ایک سادی اور تکلفات فلسفیہ سے [illegible] قول [illegible] نہیں ہے۔

(۳) یہ عقیدہ [illegible] آنحضرت [illegible] ہر شخص کا ہر جگہ سے خطاب اور کلام سن لیتے ہیں۔ گویا حضرت حق کی یہ صفت [illegible] جگہ ہر شخص کی بات سنتا اور ہر شے کو دیکھتا ہے حضور انور میں بھی اسی طرح پائی جاتی ہے [illegible] جگہ حضور [illegible] اور [illegible] علم کے ساتھ موجود اور ہر شخص کی بات سنتے ہیں یہ شرکیہ عقیدہ ہے

[illegible] صلوۃ وسلام میں السلام علیك ایھاالنبی کہنا اس [illegible] پر جائز ہے [illegible] درود [illegible] پہنچانے [illegible] فرشتے مقرر ہیں وہ حضور کو یہ الفاظ پہنچا دیتے ہیں [illegible] عقیدے سے خطاب کے صیغے درود [illegible] میں [illegible] پڑھنا درست ہے۔(۲) [illegible] محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

کن باتوں سے شرک لازم آتا ہے اور اس کا تدارک کیا ہے؟

(سوال) [illegible] کون کون سی باتوں سے شرک وکفر عائد ہوتا ہے۔ اور ایسی صورت میں اس کا تدارک کیا ہے؟

جواب ۲۵۲) غیر اللہ کی عبادت کرنے [illegible] مخلوق میں خدا کی صفات [illegible] سے شرک لازم آتا ہے۔ اور اس کا علاج توبہ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

نماز میں کسی بزرگ یا حضور کا خیال آنے کا حکم

(سوال) [illegible] نماز میں [illegible] (یعنی [illegible]) یا حضور [illegible] کا خیال آ جائے [illegible]؟

المستفتی نمبر [illegible] (ضلع [illegible]) ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ

مطابق [illegible] جولائی ۱۹۳۳ء

جواب ۲۵۳) [illegible] حضور [illegible] کا نماز میں خیال آ جائے [illegible]

[illegible]

[illegible] ملائکہ [illegible] (۳۳ [illegible])

ہیں یہ تو فی ذاتہ بات ہو سکتی ہے۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ نماز میں تعوذ یعنی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھا جاتا ہے اور قرآن مجید کی تلاوت کی جاتی ہے اور قرآن مجید میں پیغمبروں کے نام اور بہت سے اولیاء کا تذکرہ آتا ہے۔ شیطان کا نام بھی موجود ہے۔ ان کے بالمقابل کفار کا، شیطان کا ذکر۔ فرعون کا ذکر اور ہامان کا ذکر موجود ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جب ان لوگوں کے نام زبان پر آئیں گے تو ان کا خیال اور تصور بھی آئے گا۔ تو اس کو کون شرک کہہ سکتا ہے یا کون یہ کہہ سکتا ہے کہ نام تو زبان پر آئے مگر ان کا خیال اور تصور نہ آئے۔

جن لوگوں نے اس میں کلام کیا ہے ان کا مطلب یہ ہے کہ نماز موقع عبادت ہے۔ اس موقع میں حضور کا تصور علی جہۃ التعظیم بطور عبادت ناجائز ہے۔ اس سے زیادہ ان کا کوئی مطلب نہیں ہو سکتا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

جس مسجد میں شرکیہ افعال ہوتے ہوں اس میں نماز پڑھنے کا حکم

(از اخبار الجمعیۃ سہ روزہ مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) ایک مسجد میں چند قبریں ہیں، جن پر [illegible] کی جاتی ہیں۔ زید ان قبروں پر (۱) اگربتی جلاتا ہے۔ (۲) [illegible] میں [illegible] اور [illegible] کرتا رہتا ہے۔ [illegible] (۳) چند پیسے [illegible] ہیں۔ جب ان کو منع کیا جاتا ہے تو جھگڑے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ (۴) زید غیب دانی کا دعویٰ بھی کرتا ہے اور مستقبل کی باتیں بتاتا رہتا ہے۔ جس مسجد میں اس قسم کے افعال ہوتے ہوں اس میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب ۲۵۴) [illegible] یہ سب باتیں جو زید کرتا ہے یہ افعال شرعاً ناجائز اور حرام ہیں۔ [illegible] لگانا، غیب دانی کا دعویٰ [illegible] شرک ہے۔ مسجد کے اندر ایسے ان افعال کے ارتکاب کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ اہل محلہ اسے منع کر سکتے ہیں۔ [illegible] جو لوگ اس کی ان افعال میں اعانت و حمایت کریں گے وہ بھی گنہگار ہوں گے۔

مسجد میں نماز جائز ہے [illegible] مسجد میں ایسے ناجائز افعال کرنے سے مسجد میں کوئی خرابی نہیں آتی۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ

[illegible] مرقاۃ ۹ / ۳۳۹ ط امدادیہ)

(۲) لقولہ تعالیٰ: "ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان" (المائدۃ ۲)

۱۔ محرم میں تعظیم و تکریم کی غرض سے مٹی کا شیر بنانا۔

۲۔ بت کی پوجا کرنا۔

۳۔ غیر اللہ کی نذر و نیاز۔

۴۔ بتوں کو حاجت روا سمجھنا

۵۔ اس گوشت کا حکم جو بت کو خوش کرنے کے لئے اس کے منہ میں ڈالا جائے۔

۶۔ "شیر گلی میں روح رسالت پناہ ہے" کے قائل کا حکم۔

۷۔ مسلمانوں میں بت پرستی اور مشرکانہ رسوم کو مٹانے کی سعی کرنا۔

۸۔ مورتیوں کی حمایت کرنا اور ان کو برقرار رکھنے کی کوشش کرنا حرام ہے۔

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۲۸ء)

(سوال) ملک دکن میں، جس میں مدراس، بمبئی، میسور اور حیدر آباد وغیرہ سب شامل ہیں، منجملہ دیگر افعال مشرکانہ کے مسلمانوں میں ایک یہ رسم جاری ہے کہ مٹی کا شیر پانچ چھ فٹ یا کم و بیش بنا کر محرم میں اس کی پوجا کرتے ہیں۔ اور اس مٹی کے شیر کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب کرتے ہیں اور مولا علی کا شیر کہتے ہیں۔ محرم میں اس کے گلے میں کھوپروں کا ہار ڈالتے ہیں اور منہ میں اس کو خوش کرنے کے لئے کچا گوشت ٹھونستے ہیں۔ مرد و عورت اس سے مرادیں طلب کرتے ہیں۔ منتیں مانتے ہیں۔ اور ہر طرح اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ ایک جاہل یوں کہتا ہے "شیر گلی میں روح رسالت پناہ ہے"

(۱) آیا مذہب اسلام میں یہ بات ماننا جائز ہے؟ (۲) اس کی پوجا پاٹ کرنے والے کا کیا حکم ہے؟ (۳) غیر اللہ کی نذر کرنا اور منت ماننا کیسا ہے؟ (۴) ایسے بتوں کو بیٹے دینے والا سمجھنا اور ان کی پوجا اور تعظیم کو جائز و حلال سمجھنا کیسا ہے؟ (۵) یہ گوشت جو ان کے منہ میں ان کو خوش کرنے اور مرادیں بر آنے کے لئے ٹھونسا جاتا ہے کیسا ہے؟ (۶) جو شخص کہتا ہے کہ اس مٹی کے شیر میں معاذ اللہ آنحضرت ﷺ کی روح ہے اس کا کیا حکم ہے؟ (۷) مسلمانوں سے اس بت پرستی یا رسم کا مٹانا اور اس کی سعی کرنا موجب ثواب ہے یا نہیں۔ (۸) ایسی مورتیوں کی حمایت کرنا اور ان کو قائم رکھنے کی کوشش کرنا گناہ ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۵۵) یہ شیر بنانا جس کا سوال میں ذکر ہے اور اس کے ساتھ یہ معاملہ کرنا جو بیان کیا گیا ہے، مسلمانوں کا کام نہیں۔ کیونکہ اسلام تو اس قسم کی مشرکانہ حرکات کو مٹانے اور صرف اللہ تعالیٰ جل شانہ کی توحید و عبادت پھیلانے کے لئے آیا ہے۔ خدائی اور سماوی دین ان بیہودہ مشرکانہ فعل و عمل کا دشمن ہے۔ ایسی باتیں کرنے والے اگرچہ بظاہر مسلمان ہوں، اسلام کا کلمہ پڑھتے ہوں مگر ان کو اسلام سے کیا واسطہ۔ ہندوستان کی بت پرست قوموں کے تعلق سے ان کی طبیعتوں میں بھی بت پرستی کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ اور چونکہ بظاہر مسلمان کہلاتے ہیں اس لئے اس بت پرستی کے شوق کو اسلامی رنگ دے کر مذہبی کام بنا کر پورا کرتے ہیں۔ نام

اور پیغمبر اسلام اور ائمہ اطہار ان چیزوں پر لعنت فرماتے ہیں۔ اور ایسے بتوں کو رجس اور پلید قرار دیتے ہیں۔(۱) نعوذ باللہ من ذلک۔ (۱) تعزیہ بنانا اور اس کی تعظیم و تکریم کرنے کی غرض سے بنانا قطعاً حرام اور مشرکوں کا کام ہے۔(۲) (۲) غیر اللہ کی پوجا (عبادت) کرنا شرک اور کفر ہے۔ اسلام میں تو صرف خدا کی عبادت اور بندگی کا حکم ہے اور خدا تعالیٰ کے سوا کسی کی پوجا اور عبادت حلال نہیں۔(۳) (۳) غیر اللہ کی نذر کرنا اور منت ماننا حرام ہے۔(۴) (۴) ان بے جان اور بے شعور تصویروں اور مجسموں کو مراد دینے والا اور حاجت پوری کرنے والا سمجھنا نہ صرف اسلام کے خلاف اور شرک ہے بلکہ نری جہالت اور خالص حماقت ہے۔(۵) (۵) یہ گوشت بھی جو ان کے منہ میں ڈالا جاتا ہے کھانا حرام ہے۔(۶) (۶) جو شاعر یہ کہتا ہے "شیر گلی میں روح رسالت پناہ ہے۔" وہ سخت جاہل اور بے باک ہے۔ اگر اس کا یہ عقیدہ بھی ہو تو اس کے ایمان کی خیر نہیں۔ اسلامی حکومت ہو تو وہ سخت تعزیر کا مستحق ہے (۷) ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس کفر و شرک کی رسم کو مٹانے میں جس قدر سعی کر سکتا ہے کرے۔ جان سے، مال سے، قلم سے، زبان سے ان خرافات رسموں کو مٹانے میں جو سعی کرے گا اس کو بے حد اجر و ثواب ملے گا۔ (۸) ان مورتیوں کی حمایت کرنا اور ان کے قائم رکھنے کی کوشش کرنا حرام اور اسلامی روح کے خلاف ہے۔ واللہ اعلم محمد کفایت اللہ غفر لہ مدرسہ امینیہ اسلامیہ دہلی۔

۱۔ دس محرم کی رسوم۔
۲۔ عاشوراء کے دن حلوہ، کھچڑا وغیرہ پکانا اور فاتحہ دینا۔
۳۔ ۹ محرم کو تعزیوں پر مہندی چڑھانا، سبز کپڑے پہننا، فاتحہ دلانا۔
۴۔ دس محرم کو اکھاڑے قائم کرنا۔
۵۔ انیس و دبیر شعراء کے مرثیے اور نوحے پڑھنا۔
۶۔ عاشوراء کا روزہ رکھنا۔
۷۔ اہل بیت کے ساتھ اظہار محبت کا طریقہ۔
۸۔ شوکت اسلام اور تعزیے۔

(از اخبار الجمعیۃ (سہ روزہ) دہلی مورخہ ۱۳ جولائی ۱۹۲۸ء)

(۱) جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت سے قبل عرب میں محرم کی دسویں تاریخ کو یہ رسوم ادا ہوتی تھیں؟ (۲) حلوے کرنا، کھچڑے پکانا، اور فاتحہ دے کر خود مع اہل برادری کے کھانا۔ محتاج اگر آ گیا تو ایک آدھ

۱۔ "یا ایها الذین آمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان" (المائدة: ۹۰)
۲۔ "فاجتنبوا الرجس من الاوثان" (الحج: ۳۰) وقوله تعالى: "انما تعبدون من دون الله اوثانا وتخلقون افكا" (العنكبوت: ۱۷)
۳۔ "واعبدوا الله ولا تشركوا به شيئا" (النساء: ۳۶)
۴۔ واعلم ان النذر الذي يقع للاموات فهو بالاجماع باطل وحرام (در مختار ۲: ۴۳۹ ط سعید)
۵۔ "ما هذه التماثيل التي انتم لها عاكفون" (الانبياء: ۵۲)
۶۔ لقوله تعالى: "وما اهل به لغير الله" (البقرة: ۱۷۳)
۷۔ "من رأى منكم منكرا فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه وان لم يستطع فبقلبه" (مسلم ج ۱ ص ۵۱ ط قدیمی)

[illegible] ہے یا نہیں؟ (۳) [illegible] پتاشے [illegible] غریبوں پر [illegible] ہے یا نہیں؟ (۴) گھوڑے [illegible] باندھ [illegible] قبروں [illegible] شہید [illegible] مرثیے اور نوحے پڑھنا، یا علی یا حسین [illegible] کا نعرہ لگانا جائز ہے یا نہیں؟ (۵) [illegible] مرثیوں کا مضمون صحیح ہے؟ یا مبالغہ ہے۔ (۶) کیا دس محرم کا روزہ [illegible] مسنون ہے؟ (۷) اگر غریب آدمی اپنی محبت کا اظہار کیسے کرے۔ [illegible] کہتے ہیں [illegible] کا اظہار کرتے ہیں۔ (۸) [illegible] کہتے ہیں [illegible] مسلمان [illegible] ثواب ہے۔ [illegible] خلاف ہیں [illegible] کہتے ہیں۔

جواب ۲۵۶ (۱) یوم عاشورہ [illegible] بہت ہی محترم اور معظم دن تھا۔ یہودی اس کی تعظیم کرتے اور اس دن روزہ رکھتے تھے۔ (۱) اور رمضان سے پہلے اس دن کا روزہ فرض تھا۔ [illegible] حدیث شریف میں [illegible] اس دن سے متعلق [illegible] حضرت آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے اور اسی دن جنت میں داخل کئے گئے، اور اسی دن جنت سے زمین پر بھیجے گئے۔ اور اسی دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے نجات ہوئی۔ غرض [illegible] اس دن کو بہت سی فضیلت و حرمت حاصل ہے۔ حضور ﷺ نے اس روز روزہ رکھا اور مسلمانوں کو روزہ رکھنے کی ترغیب دی۔ (۲) عاشورہ کے دن [illegible] اپنے بال بچوں اور عزیزوں پر [illegible] مستحب ہے۔ باقی کھچڑا، فیرنی پکانے کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ اور ایصالِ ثواب بروح حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ [illegible] کسی دن کی تخصیص نہیں۔ جب چاہیں صدقہ کر کے حضرت امام کی روح مبارک کو ثواب پہنچا سکتے ہیں۔ (۳) سبز کپڑے پہننا، بتاشوں، ریوڑیوں پر فاتحہ دلانا، غریبوں پر [illegible] کی چیزیں [illegible] بدعت ہیں۔ [illegible] تعظیم [illegible] خلاف شرع اور بدعت ہیں [illegible] (۴) [illegible] ماتم کرنا اور [illegible] وغیرہ۔ [illegible] حرام ہے۔ بال [illegible] اور [illegible] صدقہ [illegible] عاشورہ [illegible]

۱۔ فهو هذا اليوم الذي ظهر الله فيه موسى وبني إسرائيل على فرعون [illegible] (قدیمی)

۲۔ [illegible] وكان يوروي السبت الخ" (مسند [illegible])

۳۔ "فصامه رسول الله صلى الله عليه وسلم وأمر بصيامه [illegible] قدیمی کتب خانہ)

۴۔ لما روي عنه عليه السلام [illegible] على عياله [illegible] وسع الله عليه السنة كلها [illegible] وحديث [illegible] صحيح [illegible]

۵۔ [illegible] على هامش خلاصة الفتاوى [illegible]

۶۔ [illegible] داخل حرام [illegible] (حوالہ سابق ص ۳۳۵)

پیٹنا، ماتم کرنا [illegible] تعزیے بنانا [illegible] مجلس شہادت منعقد کرنا [illegible] ہے (۱) نہیں دیتے وغیرہ شیعوں کے مرثیے [illegible] تعزیہ اور مجلس [illegible] یہ سب باتیں ناجائز اور [illegible] اسلام کے خلاف ہیں۔(۱) (۲) دس تاریخ کا روزہ مستحب ہے [illegible] کا روزہ بھی ملا کر دو روزے رکھنے چاہئیں۔ اگر نو اور دس نہ رکھ سکے تو دس اور گیارہ کے روزے رکھ لے۔(۲) (۳) ختم [illegible] آدمی اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین سے [illegible] محبت [illegible] دعا اور عبادت بدنیہ کا ثواب پہنچانے کی صورت میں رکھتا ہے۔ نوافل پڑھ کر روزہ رکھ کر تلاوت قرآن مجید کر کے ثواب پہنچا سکتا ہے۔(۴) [illegible] تعزیوں سے ثواب [illegible] ہوتی ہے غلط ہے۔ [illegible] غیر مشروع فعل سے [illegible] ثواب [illegible] اعمال اسلامی کے خلاف ہیں [illegible] ثواب [illegible] نہیں [illegible] محمد کفایت اللہ غفرلہ۔

جواب دیگر از سوالات محرم و رجب اور شب برات۔

(سوال ۲۵۷) جواب دیگر [illegible] رجب [illegible] کوئی ثبوت نہیں ہے [illegible] چاہئے۔ [illegible] پکوانے کا [illegible] شریعت سے ثابت نہیں۔ [illegible] شب برات کا حلوہ [illegible] ایسی کوئی چیز نہیں ہیں۔ ان کو شرعی [illegible] پکانا ناجائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

تعزیہ بنا کر جلوس نکالنا اور اس سے مرادیں مانگنا۔

(از اخبار الجمعیۃ مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۲۹ء)

(سوال) [illegible] حنفی ہیں [illegible] اور [illegible] حنفی [illegible] لوگ ہیں۔ [illegible] مذہب حنفیت کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ تعزیہ بناتے ہیں اور نو تاریخ و شب کے گیارہ بجے [illegible] تعزیہ [illegible] گشت کرانے کے لئے لے جاتے ہیں۔ [illegible] ڈھول وغیرہ بجائے جاتے ہیں۔ پھر [illegible] پانی [illegible] اپنے مقام پر [illegible] ہیں۔ اور [illegible] تاریخ و مقام مقررہ پر تعزیہ رکھا جاتا ہے اور روٹیاں [illegible] وغیرہ

۱۔ [illegible] شق [illegible] منہیات و ممنوعات است و در حدیث [illegible] ویکرہ [illegible] تسوید [illegible] و ما تسوید الخدود و لایدی وشق الجیوب وخمش الوجوہ ونشر الشعور ونثر التراب علی الرؤوس والضرب علی الصدر والفخذ وایقاد النار علی القبور فمن رسوم الجاھلیۃ والباطل کذا فی المضمرات" (مجموعہ فتاویٰ [illegible] ص ۳۲۵ ط [illegible])

۲۔ قالوا یا رسول اللہ انہ یوم تعظمہ الیہود والنصاری فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا کان العام المقبل ان شاء اللہ صمنا الیوم التاسع قال فلم یات العام المقبل حتی توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مسلم ج ۱ ص ۳۵۹ ط قدیمی) قال فی رد المحتار: ویستحب ان یصوم یوم عاشوراء بصوم یوم قبلہ او یوم بعدہ لیکون مخالفا لاھل الکتاب" (رد المحتار ۲/ ۳۷۵ ط سعید)

۳۔ "ومنہا وضع الحدود والتزام الکیفیات والھیئات المعینۃ، والتزام العبادات المعینۃ فی اوقات معینۃ لم یوجد لہا ذلک التعیین فی الشریعۃ" (الاعتصام [illegible] الباب الاول فی تعریف البدع ۱/ ۳۹ ط دار الفکر بیروت لبنان)

چڑھائے جاتے ہیں اور مرثیئیں گائی جاتی ہیں۔ پھر تین بجے تعزیہ اٹھا کر مع مرد و زن ہمراہ تعزیہ ڈھول تاشے بجاتے ہوئے تالاب پر سے جا کر پانی میں ٹھنڈا کر دیتے ہیں۔ اس کے بعد تین روز تک ماتم کر کے تیجہ کیا جاتا ہے۔ ان کو سمجھایا جاتا ہے تو وہ لوگ ہم کو وہابی غیر مقلد کہتے ہیں۔

(**جواب ۲۵۸**) تعزیہ بنانا(۱) ڈھول کے ساتھ باجے بجانا(۲) اور عورتوں اور مردوں کا مل جل کر اس کے جلوس میں شریک ہونا اور تعزیہ پر نذریں چڑھانا(۳) یہ سب کام تمام ائمہ کے نزدیک ناجائز اور حرام ہیں۔ جو لوگ حنفی کہلا کر ایسے کام کرتے ہیں۔ وہی درحقیقت غیر مقلد ہیں۔ کیونکہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کاموں کی کہیں اجازت نہیں دی ہے اور نہ کسی حنفی فقیہ نے ان حرکات کی اجازت دی ہے۔ جو لوگ کہ ان کاموں سے علیحدہ رہتے ہیں وہ امام ابو حنیفہؒ کے سچے مقلد ہیں۔ **محمد کفایت اللہ غفرلہ**

قبر پر فاتحہ خوانی اور میلاد کا رواج ڈالنا .

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۳۴ء)

(سوال) محلہ مولوی چک میں ایک قبر خام ایک آدمی کے دروازے پر تھی۔ بوجہ دروازہ کے کسی ذی علم نے یہ رائے دی کہ قبر ہو کر چلنا وغیرہ منع ہے، اس قبر کو گھیر دو تاکہ قبر پر راستہ نہ ہو۔ چند بزرگوں سے معلوم ہوا کہ صاحب قبر محلہ کے ایک مولوی تھے۔ جب وہ قضا کئے تو اس قبر میں دفن ہوئے۔ اس لئے محلہ کا نام مولوی چک رکھا گیا۔ اس کے سوا کوئی بات معلوم نہیں۔ چند عرصے کے بعد غیر جگہ کا ایک شخص بصورت شاہ صاحب آیا۔ چند لوگوں کو کہا کہ ہم کو خواب ہوا ہے کہ اس قبر میں بزرگ لیٹے ہوئے ہیں۔ ہر سال بارہویں ربیع الثانی کو میلاد شریف و فاتحہ خوانی کیا کرو۔ چنانچہ شاہ صاحب نے اسی سال سے فاتحہ خوانی و میلاد شریف کا رواج ڈال دیا۔ ہر سال تاریخ مذکورہ پر عورت مرد موضع کے قرب و جوار کے لوگ جمع ہو کر کرتے ہیں، اور اپنی اپنی مرادیں مانگتے ہیں۔

(**جواب ۲۵۹**) یہ سب معاملہ غلط اور ناجائز ہے۔ اس رسم کو بند کرنے کی سعی کرنا چاہئے۔(۴) اس میں شرکت کرنا یا اس کی حمایت کرنا شرعی جرم ہے۔(۵) **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی**

---

۱ تعزیہ داری در عشرہ محرم وغیر آں وساختن ضرائح و صورت قبور و علم تیار کردن دلدل وغیرہ ذلک ایں ہمہ امور بدعت است (مجموعۃ الفتاوی علی ہامش خلاصۃ الفتاوی ۴/ ۳۴۴ ط امجد اکیڈمی)

۲۔ "ومن الناس من یشتری لہو الحدیث" (لقمٰن ۶) قال الحسن البصری : نزلت فی الغناء و المزامیر" (صفوۃ التفاسیر ۲/ ۴۸۸ ط دار القرآن الکریم بیروت)

۳۔ "والنذر للمخلوق لا یجوز لانہ عبادۃ والعبادۃ لا تکون لمخلوق" (رد المحتار ۲/ ۴۳۹ ط سعید)

۴۔ "لقولہ علیہ السلام : من رای منکم منکراً فلیغیرہ بیدہ الخ" (مسلم : ج ۱ ص ۵۱ ط قدیمی)

۵۔ "ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان" (المائدۃ ۲)

۱۔ ایصال ثواب کا طریقہ۔
۲۔ مخصوص ایام میں ایصال ثواب۔
۳۔ مخصوص غذاؤں سے ایصال ثواب۔
۴۔ شب برات کا حلوا اور سلف صالحین۔
۵۔ مستحب کام کو فرض اور واجب کی طرح ضروری سمجھنا۔

(از اخبار سہ روزہ الجمعیة دہلی مورخہ ۲۰ نومبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) (۱) شرع شریف نے ایصال ثواب کا کیا طریقہ مقرر کیا ہے؟ اگر نہیں مقرر کیا تو اس کی کیا وجہ ہے؟

(۲) کیا مخصوص ایام میں ایصال ثواب کا کوئی حکم آیا ہے۔ کیا شعبان کی چودھویں تاریخ کو شریعت نے ایصال ثواب کے لئے مقرر کیا ہے؟ اگر نہیں تو از خود مقرر کر لینا کیسا ہے؟

(۳) مخصوص دنوں کے علاوہ مخصوص غذاؤں سے ایصال ثواب کرنا اور ہمیشہ ایک غذا کو ایصال ثواب کے لئے مخصوص کر لینا کیسا ہے؟ مثلاً شب برات کو حلوا پکانا اور ہر سال اسی کو مخصوص کر لینا کیسا ہے؟

(۴) کیا صحابہ تابعین تبع تابعین ائمہ اربعہ، محدثین اور عہد اول کے مسلمانوں میں شب برات کا حلوا مقرر تھا؟ کیا فقہاء نے بھی کہیں شب برات کے حلوے کا ذکر کیا ہے؟ (۵) کیا فقہاء نے جو یہ لکھا ہے کہ اگر کوئی امر مندوب اجتماعی طور پر کیا جانے لگے تو اس کو چھوڑ دینا چاہئے۔ مثلاً منیۃ المصلی کی شرح غنیۃ المستملی میں لکھا ہے کہ شعبان کی پندرھویں شب اور رمضان کی ستائیسویں شب میں نماز باجماعت بدعت ہے۔ ایصال ثواب کے بارے میں بھی کیا ایسا لکھا ہے؟

(جواب ۲۶۰) ایصال ثواب ایک اچھا اور مستحسن کام ہے۔(۱) بشرطیکہ اس میں احکام و حدود شرعیہ سے تجاوز نہ کیا جائے۔ اس کی اصل شرعی یہ ہے کہ انسان کوئی نیک عمل کرتا ہے اور اس سے اس کی غرض حضرت حق جل مجدہ کی رضاجوئی یا اس کی عبادت کرنی ہوتی ہے ریا و سمعہ یا رسوم مروجہ کی پابندی مقصود نہیں ہوتی۔ خلوص پر عمل کا مدار ہوتا ہے تو حضرت حق تعالیٰ شانہ کے رحیم و کریم بارگاہ سے اس کو اس عمل خیر کا ثواب دیا جانے کا وعدہ صادقہ فرمایا گیا ہے۔ اور رحمت بالائے رحمت یہ ہے کہ اگر وہ اخلاص کے ساتھ یہ دعا کرے کہ یا اللہ اس ناچیز عمل کا جو ثواب مجھے عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا گیا ہے وہ فلاں شخص کو میں بخشتا ہوں۔ اس کو پہنچا دیا جائے، تو حضرت حق اس شخص کو جسے ثواب بخشا گیا ہے عطا فرما دیتے ہیں۔ شریعت مقدسہ نے اس عمل ایصال ثواب کے لئے کوئی خاص وقت یا خاص چیز یا خاص ہیئت کی شرط اور قید نہ لگائی ہو تو اپنی طرف سے ایسی تخصیص کرنی

۱۔ "صرح علماؤنا في باب الحج عن الغير بأن للإنسان أن يجعل ثواب عمله لغيره صلاة أو صوما أو صدقة أو غيرها كذا في الهداية وفي البحر من صام أو صلى أو تصدق وجعل ثوابه لغيره من الأموات والأحياء جاز، ويصل ثوابها إليهم عند أهل السنة والجماعة كذا في البدائع" (رد المحتار: ج ۲ ص ۲۴۳ سعید)

[illegible] اور حد شرعی سے تجاوز ہوگا۔(۱)

(۲) جو لوگ ایصال ثواب کے لئے اپنی طرف سے کوئی خاص دن یا کوئی خاص غذا مقرر کر دیتے ہیں اور اس کا التزام کر لیتے ہیں اور اس کو شرعی طور پر موجب ثواب یا موجب زیادت ثواب سمجھتے ہیں وہ حد شرعی سے تجاوز کرتے ہیں۔

مثلاً شعبان کی چودھویں تاریخ کی تعیین ایصال ثواب کے لئے شریعت سے ثابت نہیں۔ اسی طرح حلوے کی تخصیص کا بھی [illegible] کو شرعی حیثیت دی جاتی ہے جیسا کہ عام مسلمانوں کا یقین یا عقیدہ ہے تو یہ درست نہیں ہوگا۔

(۳) اس کا جواب بھی نمبر دوم میں آگیا کہ حلوے کی تخصیص اور التزام شرعی چیز نہیں ہے۔ [illegible] شرعی بات سمجھ کر کرنا دین میں زیادتی کرنا ہے جو سخت مذموم اور قابل مواخذہ ہے۔

(۴) سلف صالحین اور ائمہ مجتہدین سے اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

(۵) نہیں۔

(۶) ہاں اگر کسی مستحب چیز پر بھی فرائض وواجبات کی طرح عمل کیا جانے لگے اور لوگ اس ترک کو فرائض وواجبات کے [illegible] سے زیادہ حیثیت دی جاتی ہے [illegible] اس کا ترک لازم ہو جاتا ہے۔ فقہائے کرام کے کلام میں اس قاعدے کی مثالیں موجود ہیں۔ مثلاً حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز کے بعد داہنی طرف مڑ کر بیٹھنے کو ضروری سمجھنے کے متعلق فرمایا ہے کہ یہ ضروری نہیں اور التزام کرنا اس میں شیطان کا حصہ قائم کرنا ہے۔ اور جیسے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز چاشت کے [illegible] اہتمام [illegible] بدعت فرمایا (رواهما البخاری فی صحيحه) حالانکہ سیدھی طرف مڑنا اور نماز چاشت پڑھنا دونوں جائز اور حضور رسول کریم ﷺ سے ثابت ہیں۔ اسی طرح حلوے کا التزام کر لینا اور فرائض کی طرح اس کو ضروری سمجھنا بھی اسی مد میں داخل ہے۔(۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۲،۱) "من احدث فی امرنا هذا ما ليس منه فهو رد" (مسلم ج ۲ ص ۷۷ ط قدیمی)

"ومنها وضع الحدود، والتزام الكيفيات والهيئات المعينة، والتزام العبادات المعينة في اوقات معينة لم يوجد لها ذلك التعيين في الشريعة" (الاعتصام [illegible] ج ۱ ص ۳۹ ط دار الفکر)

۔قال في البدائع: ويكره ان يوقت شيئاً من القرآن لشيء من الصلوات. وقال في فتح القدير: قال الطحاوي والاسبيجابي: هذا اذا رآه حتماً يكره غيره، اما لو قرأ للتيسير عليه او تبركاً بقراءته صلى الله عليه وسلم فلا كراهة لكن بشرط ان يقرأ غيرها احياناً لئلا يظن الجاهل ان غيرها لا يجوز، ولا تحرير في هذه العبارة بعد العلم بان الكلام في المداومة، [illegible] مكروهة سواء رآه حتماً يكره غيره [illegible] ص ۳۳۳ مطبعه مصطفى البابی الحلبی مصر)

۲۔ قال عبدالله: لا يجعل احدكم للشيطان شيئاً من صلاته يرى ان حقاً عليه ان لا ينصرف الا عن يمينه، لقد رأيت النبي صلى الله عليه وسلم كثيراً ينصرف عن يساره" (بخاری ج ۱ ص ۱۱۸ ط قدیمی)

۳۔ [illegible] عبدالله بن عمر جالس الى حجرة عائشة واذا ناس يصلون في المسجد صلاة الضحى قال فسألناه عن صلاتهم فقال بدعة" (بخاری ج ۱ ص ۲۳۸ ط قدیمی)

۴۔ "ومنها وضع الحدود، والتزام الكيفيات، والهيآت المعينة، والعبادات المعينة في اوقات معينة لم يوجد لها ذلك [illegible] في الشريعة" (الاعتصام، الباب الاول فی تعریف البدع ج ۱ ص ۳۹ ط دار الفکر بیروت)

۱۔ سنتوں کے بعد فاتحہ خوانی اور درود کا التزام بدعت ہے۔
۲۔ کسی ولی کا جھنڈا نکالنا۔

(اخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی۔ مورخہ ۹ جنوری سنہ ۱۹۳ء)

(السوال) (۱) سنتوں کے بعد ہم باجماعت کا فاتحہ خوانی اور درود بھیجنا کار ثواب ہے یا بدعت ہے؟ (۲) اگر کسی مسلمان کے ٹولہ والوں نے کسی ایک اولیاء کا جھنڈا نکالا تو کیا یہ بدعت ہے؟ (۳) اولیاء و شہداء کی درگاہوں کی زیارت کو جانا وہاں اپنی مرادیں مانگنا بطور تائید روا ہے یا بدعت ہے؟

(جواب ۲۶۱) (۱) سنتوں کے بعد اس عمل کا التزام کر لینا سنت نہیں۔ اور اس پر اصرار اور التزام کرنا بدعت ہے۔(۱) (۲) جھنڈا نکالنا بدعت ہے یعنی اولیاء کے نام سے جھنڈا نکالنا بدعت ہے۔(۲) (۳) زیارت کو جانا تو جائز ہے۔(۳) اور وہاں ان کے لئے دعائے مغفرت کرنا اور السلام علیکم یا اہل القبور انتم سلفنا ونحن بالاثر پڑھنا سنت ہے۔(۴) اور ان سے مرادیں مانگنا ناجائز ہے۔(۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

۱۔ یعنی جو صورت فاتحہ و درود کی سوال میں مذکور ہے یہ بدعت ہے۔ اس کی شرعاً اصل نہیں بالخصوص التزام اور اصرار کی وجہ سے یہ بدعت سیئہ میں داخل ہے۔ من اصر علی امر مندوب وجعله عزما ولم يعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشيطان من الاضلال فكيف بمن اصر على بدعة او منكر (مرقاۃ ج ۳ ص ۳۱ ط المکتبۃ الحبیبیۃ کوئٹہ)

۲۔ "تعزیہ داری در عشرہ محرم و ساختن ضرائح و صورت قبور و علم تیار کردن دلدل وغیر ذلک این ہمہ امور بدعت است" (مجموعۃ الفتاوی : ۴ / ۳۴۴ ط امجد اکیڈمی)

۳۔ عن بريدة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها الخ" (مسلم)

۴۔ عن ابن عباس قال مر النبي صلى الله عليه وسلم بقبور المدينة فاقبل عليهم بوجهه فقال السلام عليكم يا اهل القبور يغفر الله لنا ولكم انتم سلفنا ونحن بالاثر (ترمذی ج ۱ ص ۲۰۳ ط ایچ ایم سعید)

۵۔ لقوله تعالیٰ : ولا تدع من دون الله ما لا ينفعك ولا يضرك (یونس : ۱۰۶)

دسواں باب
کائنات عالم

پیشن گوئی پر اعتقاد رکھنا۔

(السوال) شمالی بہار میں جو قیامت خیز زلزلہ ہوا اس کے متعلق تین چار مہینے پیشتر بمبئی کے چند جوتشیوں نے گجراتی اخبار میں یہ پیشین گوئی کی تھی کہ ان دنوں میں سات گرہن ایک ساتھ جمع ہوں گے اور یہ ایک واقعہ ضرور ہوگا۔ ان باتوں پر میرا بھی اعتقاد بالکل نہیں لیکن جو مذبذب تھے ان کا اعتقاد پختہ ہو گیا ہے۔ اس کے متعلق شریعت میں کیا حکم ہے "کیا گرہن ایک ساتھ جمع ہونے سے زمین کے اوپر کچھ اثر ہوتا ہے"

المستفتی نمبر ۱۱۸۹ معین ابراہیم محمدی۔ ۱ شوال ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۷ جنوری ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۶۲) آسمان اور اس سے متعلقہ مخلوقات کے آثار طبعیہ زمین اور اس کی مخلوقات پر ہوتے ہیں۔ اور یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے مقرر کئے ہوئے اور پیدا کئے ہوئے ہیں۔ اور اس کے ارادے اور مشیت کے ماتحت وقوع میں آتے ہیں۔ بعض آثار تو معلوم اور مشاہد ہیں جیسے سمندر کا مدوجزر چاند کے طلوع و غروب کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اور زمین کے نباتات کی ترقی و تنزل، پختگی اور رنگ و مزہ آفتاب و ماہتاب سے تعلق رکھتا ہے وعلیٰ ہذا۔ اور بعض آثار معلوم و مشاہد نہیں ہیں۔ ممکن ہے کہ چند ستاروں کا کسی خاص برج میں اور خاص ہیئت پر جمع ہو جانا زمین کے اوپر حوادث عظیمہ کے ظہور کی علامت ہو۔ مگر ان حوادث کا ظہور حضرت حق کے حکم و مشیت سے ہی ہوگا۔ اگر حضرت حق نے ہی ان ستاروں کی حرکات اور ان کے اوضاع مقرر کر کے ان کے ساتھ خاص خاص حوادث کو متعلق کر دیا ہے تو اس میں کسی قسم کی بدعقیدگی اور اصول اسلامیہ سے انحراف کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

(جواب ۲۶۳) قطعی طور پر شریعت میں سیارات یا زمین کے حرکت کرنے کی تصریح نہیں۔(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

بارش بادلوں سے برستی ہے یا آسمان سے؟

(السوال) زید موجودہ سائنسدانوں کے نظریے دیکھ کر یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ بارش بادلوں سے آتی ہے۔ اور بادلوں میں پانی سمندر سے بخارات اٹھ کر آتا ہے۔ عمرو اس پر یوں معترض ہوتا ہے کہ کلام الٰہی (قرآن

۱۔ قال فی العقیدة الطحاویة: ولا یکون الا ما یرید. وفی شرحه: واما الارادة الکونیة فهی الارادة المذکورة فی قول المسلمین: ما شاء الله کان وما لم یشأ لم یکن۔ (شرح العقیدة الطحاویة طبع ثالث ص ۵۳، ۵۵ ط المکتب الاسلامی)

۲۔ قدیم ہیئت کے علماء زمین کو ساکن مانتے تھے۔ جدید فلکیات کے ماہرین نے دلائل عقلیہ سے زمین کی حرکت کو ثابت کیا ہے۔ اور یہی درست ہے۔ قرآن مجید کی آیت "الم نجعل الارض مهادا" (کیا ہم نے زمین کو بچھونا نہیں بنایا) میں زمین کی سالانہ گردش کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے "الهیئة الوسطی مع شرحها النجوم السبطی" مصنفہ مولانا محمد موسی روحانی البازی مطبوعة دفتر وفاق المدارس العربیة پاکستان ملتان۔ نیز شیخ محمد علی الصابونی کی کتاب "حرکة الارض و دورانها حقیقة اثبتها القرآن" ط دار القلم دمشق۔

شریف) میں پانی کا نازل ہونا آسمان سے ثابت ہے۔ کیونکہ کئی مقامات پر لفظ سماء کا استعمال آیا ہے۔ اور سماء عام لغت میں آسمان کو کہا جاتا ہے۔ اور عمرو اپنے اس ثبوت میں تفسیر روح البیان میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول پیش کرتا ہے۔ چنانچہ پارہ الم سورۂ بقرہ رکوع ۲، ۱۴، ۲ میں آیت او کصیب من السماء فیه ظلمت" (الی) بالکفرین کی تفسیر کرتے ہوئے بارش کا برسنا اور بنانا یوں بیان کیا ہے۔ آسمان کے اوپر پانی کا ایک دریا ہے وہاں سے پانی حسب منشاء الٰہی بادلوں میں آتا ہے۔ اور پھر بادلوں میں سے وہی پانی چھن چھن کر اتارا جاتا ہے۔ ہر ایک قطرہ کے ساتھ فرشتہ ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ اور اس بیان میں یونانی حکماء کے خیال کا رد بیان کیا گیا ہے کہ بادلوں میں سمندر کے بخارات سے ہرگز نہیں آتا۔ اب حل طلب سوال یہ ہے کہ ان دونوں اقوال میں سے کس کو قبول کیا جائے اور کون سے کو رد۔ اگر پہلے کو لیا جائے تو قرآن مجید کے لفظ سماء کو کس معنی میں لیا جائے اور اگر دوسرے قول کو لیا جائے کہ آسمان کے اوپر تالاب ہے۔ وہاں سے پانی بادلوں میں آتا ہے تو پھر اس کا کیا جواب ہے۔ ہزار ہا تجربوں اور مشاہدوں سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ حرارت سے پانی گرم ہو کر ہوا میں ملتا رہتا ہے۔ اور اس سے ہم اپنے گرد ہوا میں پانی موجود پاتے ہیں۔ اور ساتھ ہی قرآن شریف میں بھی ہواؤں کو پانی سے لدا ہوا بتایا گیا ہے یعنی بادل وغیرہ۔

المستفتی نمبر ۱۲۰۴ مسٹر عبدالرحمن صاحب مروت۔ بی۔ اے ٹیچر اسلامیہ ہائی اسکول ڈیرہ اسمٰعیل خاں ۱۰ رجب ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۷ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۲٦٤) قرآن شریف میں بارش کا آسمان سے آنا مذکور ہے(۱)۔ لہذا اس پر ایمان رکھنا لازم ہے لیکن اس کی کیفیت کہ کس طرح آتا ہے قرآن مجید میں مذکور نہیں۔ لہذا عقیدہ یہ ہونا چاہئے کہ بارش آسمان سے آتی ہے مگر اس کیفیت کے ساتھ جو خدا کو معلوم ہے ہمیں معلوم نہیں۔ قرآن مجید میں بادل کو بارش کا سبب بھی بتایا گیا ہے۔ **قالوا هذا عارض ممطرنا**(۲) لہذا بادل کو بارش کا سبب جاننا قرآن مجید کے خلاف نہیں بادلوں میں پانی کہاں سے آتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ سمندر کے بخارات بادل بن جاتے ہیں یہ بھی ممکن ہے۔ اور اس طرح بارش ہونا بھی ممکن ہے۔ اور آسمان سے کسی نامعلوم طریقے سے بادلوں میں پانی آنا بھی ممکن۔ اس سے ان دونوں باتوں میں تنافی اور تضاد نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

جنات کی تخلیق پہلے ہوئی یا انسانوں کی؟

(السوال) متعلقہ پیدائش جن

(جواب ۲٦٥) جن انسان سے پہلے پیدا ہوئے ہیں۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

۱۔ "وانزل من السماء ماء" (البقرة : ۲۲)
۲۔ الاحقاف : ۲۴
۳۔ "والجان خلقنه من قبل من نار السموم" (الحجر : ۲۷) قال ابن کثیر "(من قبل) ای من قبل الانسان۔" (تفسیر ابن کثیر ۲ : ۵۵۰ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

ا۔ بیل کے سینگ پر زمین کا ہونا۔
۲۔ کیا زمین گول ہے؟

بعض لوگ کہتے ہیں کہ زمین کے نیچے بیل ہے۔ اس نے زمین کو اپنے سینگوں میں پکڑا ہوا ہے نیز یہ کہ زمین سات عدد ہیں۔ (۲) سائنسدان کہتے ہیں کہ زمین گول ہے۔ یہ شرعاً ٹھیک ہے؟

المستفتی نمبر ۲۴۷۱ کامران صاحب (ریاست سوات، صوبہ سرحد) ۸ صفر ۱۳۵۸ھ مطابق ۳۰ مارچ ۱۹۳۹ء

(جواب ۲۶۶) (۱) یہ روایت اسرائیلیات میں سے ہے۔ اور عقیدہ قائم کرنے کے قابل نہیں۔ (۲) شریعت کو اس سے بحث نہیں کہ زمین گول ہے یا مسطح۔ وہ تزکیہ قلب و تصحیح عقائد اور اصلاح عمل کی تعلیم کے لئے نازل ہوئی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

چاند میں روشنی آنے پر مغرب کی اذان کہنا؟

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی مورخہ ۲ مئی ۱۹۲۸ء)

(السوال) غروب شمس کے واسطے عوام میں مشہور ہے کہ جب چاند میں روشنی آجائے تو اذان مغرب کہہ دینی درست ہے۔

(جواب ۲۶۷) چاند میں روشنی کی خاص کیفیت اسی وقت پیدا ہوتی ہے جب آفتاب غروب ہو جاتا ہے۔ اس لئے یہ بات بطور علامت کے سمجھی جاتی ہے۔ اور ایک حد تک صحیح ہے۔ مگر یقینی اور کلی طور پر دلیل نہیں ہے۔
محمد کفایت اللہ غفرلہ

(سوال) ا۔ کتاب "ہزار مسئلہ" معتبر نہیں؟

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی۔ مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۳۸ء)

کتاب ہزار مسئلہ کے مسائل اجتماعی طور پر کہاں تک مستند اور معتبر ہیں جب کہ نہ مصنف کا پتہ ہے اور نہ جن کے مسائل میں کسی معتبر کتب حدیثیہ کے دلائل و حوالہ جات ہیں۔

(الف) بالخصوص زمین کی ساخت کے بارے میں کہ ایک موتی تھا، خدا کے خوف سے پگھل کر پانی ہو گیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہوا بنا کر پانی پر چلنے کا حکم دیا۔ ہوا کے چلنے سے پانی زور سے ہلنے لگا۔ اور پانی میں کف پیدا ہو گیا۔ یہی کف خشک ہو کر زمین بن گئی۔ قرآن کریم کے لفظ کن فیکون سے کیا مراد ہے؟

(ب) زمین کی استقامت کے بارے میں کہ زمین ایک بیل کے سینگ پر ہے۔ بیل ایک پتھر پر ہے جس کا نام لومسعود ہے۔ اور مسعود وہ غضبان پر ہے۔ علیٰ ہذا یکے بعد دیگرے سے چلا گیا ہے۔ آخر کے متعلق کسی کو علم نہیں۔

(ج) یہ عقیدہ کہ خدائے جل شانہ نے دنیا کو اپنی قدرت سے بالکل معلق رکھا ہے کیسا ہے؟

(جواب ۲۶۸) کتاب ہزار مسئلہ میں جو مسائل مذکور ہیں وہ قابل اعتماد نہیں ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

زمین کا گائے کے سینگ پر ہونے کی ایک روایت پر تبصرہ

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی۔ مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۲۷ء)

(السوال) زید کہتا ہے کہ زیر زمین دریا ہے اور دریا میں مچھلی ہے اور مچھلی کی پشت پر گائے ہے۔ اور گائے کے سینگ پر زمین ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟

(جواب ۲۶۹) یہ روایت اس ترتیب کے ساتھ سند صحیح سے ثابت نہیں۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ

گیارھواں باب

ذات پات، نسل قبیلہ

۱۔ حضرت صدیق اکبرؓ، عمر فاروقؓ، اور عثمان غنیؓ کی اولاد کا صدیقی، فاروقی اور عثمانی کہلانا درست ہے۔
۲۔ صدیقی، فاروقی، اور عثمانی کا اپنے آپ کو قریشی کہنا جائز ہے۔
۳۔ خلفائے اربعہ کی سب اولادیں نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں۔

(السوال) جو شخص حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں ہے وہ فاروقی کہلا سکتا ہے یا نہیں؟ اور اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد عثمانی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد صدیقی کہلائے گی یا نہیں؟ (۲) جو شخص آج تک اپنے کو اولاد حضرت سیدنا فاروق یا حضرت سیدنا ابوبکر صدیق میں رکھ کر اپنے کو فاروقی یا صدیقی کہتا رہا ہے، آیا اس کا یہ فعل کہ اب محض قانونی فائدہ اٹھانے کے لئے اپنے کو قریشی سے منسوب کرے اخلاقاً اور شرعاً جائز ہوگا یا ناجائز؟ (۳) یہ کہ ہندوستان میں سوائے نضر بن کنانہ کی اولادوں کے خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اولادیں ملتی ہیں یا نہیں؟

المستفتی سید مطلبی فرید آبادی ۲۰ جولائی ۱۹۲۹ء

(جواب ۲۷۰) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد اور اولاد در اولاد فاروقی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد در اولاد در اولاد عثمانی اور حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد در اولاد در اولاد صدیقی ہے۔ اور یہ سب قریشی ہیں۔ یعنی تمام فاروقی قریشی ہیں اور تمام عثمانی قریشی ہیں اور تمام صدیقی قریشی ہیں۔ کیونکہ ان کے جد اعلیٰ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ قریشی ہیں۔ (۲) کسی فاروقی کا اپنے کو قریشی کہنا اور کسی عثمانی کا اپنے کو قریشی کہنا اور کسی صدیقی کا اپنے کو قریشی کہنا نہ واقعۃً غلط ہے اور نہ شرعاً ناجائز۔ بلکہ ایک حقیقت واقعیہ کا اظہار ہے اور اس میں کوئی شرعی عرفی اخلاقی قانونی قباحت نہیں ہے۔ (۳) خلفاء اربعہ کی اولادیں سب کی سب نضر بن کنانہ کی اولاد میں ہیں۔(۱) اور سب کی سب قریشی ہیں۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ۔ مدرسہ امینیہ دہلی

---

(۱) هو النضر الذي اليه جماع قريش على الصحيح" (البداية والنهاية ۱ / ۲۵۴ ط مصر)

کسی مسلمان کو نو مسلم یا کم ذات ہونے کی وجہ سے ذلیل سمجھنا؟

(السوال) ایک عورت ہندو سے مسلمان ہوئی جس کو عرصہ قریب پچیس برس کے گذرا اور مارواڑی قوم کے مسلمان کے ساتھ نکاح کیا۔ چار اولادیں مسلمان حیات ہیں۔ صوم و صلوٰۃ کی پابند رہی۔ اب مارواڑی قوم کے لوگ ان کو برادری میں بٹھانے سے انکار کرتے ہیں کہ وہ عورت مسلمان نہیں ہوئی۔ برادری میں بیٹھنے کے قابل نہیں؟

(جواب ۲۷۱) ان کا یہ خیال کرنا کہ نو مسلم ہماری قوم سے نہیں اور اس وجہ سے اس کو ذلیل و حقیر سمجھنا گناہ ہے۔ اسلام میں ذات پات کا کوئی لحاظ نہیں۔ اسلام تو یہ تعلیم دیتا ہے انما المومنون اخوۃ، جتنے مسلمان ہیں سب ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ احکام اسلام کے خلاف کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ وہ کسی کو ذلیل و حقیر سمجھے۔ جو ایسا کرے گا سخت گناہگار ہوگا۔ خداوند تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد ہے۔ وجعلکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند الله اتقکم، یعنی خداوند تعالیٰ نے تمہارے قبیلے اور خاندان اس لئے مقرر کئے کہ آپس میں تعارف اور شناخت کے کام آئیں۔ بے شک شریف تر تم میں وہی ہے جو پرہیزگار تر ہے۔ یعنی خدا کے نزدیک شرافت کا معیار تقویٰ ہے۔ نہ ذات پات۔ جو لوگ کسی نیک بخت مسلمان کو محض نو مسلم یا کم ذات ہونے کی وجہ سے ذلیل سمجھیں ان کو خدا کے عذاب سے ڈرنا چاہئے اور توبہ کرنا چاہئے۔ معلوم نہیں کس وقت موت آجائے۔ بغیر توبہ مرنے میں عذاب خداوندی کا سخت خوف ہے۔

خلفائے ثلثہ کی اولاد کو سید کہنا درست ہے یا نہیں؟

(السوال) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد کے سوا حضرات خلفائے ثلثہ کی اولاد کو سید کہنا مذہباً درست ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۷۲) سید عربی لفظ ہے جس کے معنی سردار کے ہیں۔ اور اس معنی کے لحاظ سے یہ لفظ ہر بزرگ اور واجب التعظیم شخص کے حق میں استعمال کیا جاتا ہے۔ متقدمین میں طریقہ یہ تھا کہ شاگرد اپنے استاد کو مرید اپنے پیر کو بیٹا اپنے باپ کو غلام اپنے آقا کو سیدنا و مولانا یا سیدی و مولائی کہا کرتا تھا۔ بے شمار مثالیں اس کی کتب متقدمین سے مل سکتی ہیں۔ لیکن ہمارے عرف میں اس لفظ کے معنی دوسرے ہو گئے ہیں اور وہ یہ کہ "سید" بول کر "علوی" یعنی اولاد علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ مراد لیا جاتا ہے۔ اور اردو فارسی کی عبارتوں میں اس کے یہی پچھلے معنی غالب استعمال ہیں۔ گرچہ عربی کلام میں ابھی تک علوی کے معنی میں یہ غالب الاستعمال نہیں ہے لیکن کسی ایسے کلام میں جس میں یہ لفظ علوی کے معنی میں غالب الاستعمال ہو گیا ہو اور اس لفظ سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ اولاد علی مراد ہے کسی غیر علوی کے لئے اس کا استعمال کرنا مناسب نہیں کہ اس میں انتساب غیر واقعی کا ایہام ہے۔ اگرچہ استعمال کرنے والے نے سردار کے معنی میں استعمال کیا ہو اور اس وجہ سے اس پر کوئی گناہ نہیں۔ لیکن ایہام غیر مقصود کی وجہ سے نامناسب ضرور ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۔ الحجرات ۱۰

۲۔ "المسلم اخو المسلم لا یظلمہ ولا یخذلہ ولا یحقرہ الخ" (مسلم ج ۲ ص ۳۱۷ ط قدیمی)

خاکروبی کا پیشہ اختیار کرنے کی وجہ سے نو مسلم سے حقارت کا برتاؤ کرنا۔

(السوال) تابعدار فدوی کانسٹیبل عبدالرحیم ولد محمد ہاشم کے خاندان اہل سنت و جماعت نے پیشہ خاکروب کیا تھا۔ چند سال ہوئے کہ ہم بھائیوں نے پیشہ ترک کیا ہے۔ اور سنت جماعت بھائیوں کا سوال ہے کہ ہم لوگ مسلمان نہیں ہیں۔ تو تابعدار کا جواب یہ ہے کہ مسلمان نہیں ہیں تو ہم ایک بات سے یہاں تک نہیں کر دیتے مسجد میں نماز، موت میں نماز، اور قرآن شریف پڑھنا۔ ہمارے سردار کائنات سرکار دو عالم ﷺ کا یہ فرمان ہے۔ تابعدار کے خاندان نے پیشہ خاکروبی کیا اس کے بھائیوں کے ہاتھ کا کھانا ناجائز ہے۔ تو تابعدار کا سوال ہے کہ کون سی حدیث اور فقہ میں ہے کہ جس نے غلاظت صاف کی اس کے ہاتھ کا کھانا ناجائز ہے۔ اور جو غلاظت صاف کرتے ہیں ان کے ہاتھ کا جائز ہے۔ جس روز سے تابعدار نے یہ لفظ سنا کہ مسلمان نہیں اس روز سے تابعدار نے اسلام کی ہر ایک بات چھوڑ دی ہے۔ لہذا تابعدار کو دوسرے مذہب میں شامل ہونے کی اجازت دی جائے۔

المستفتی نمبر ۲۶۷ عبدالرحیم کانسٹیبل نمبر ۱۹۱ پولیس بنڈانہ برار۔ مورخہ ۲۵ جمادی الآخری ۱۳۵۲ھ م ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء

یہ خاکروب نو مسلم ہیں اور مسلمان ان سے حقارت کا برتاؤ کرتے ہیں۔ لہذا ان کی تائید میں کوئی جواب ہو جائے تو ان کی آسانی کا باعث ہوگا۔ خواجہ حسن نظامی۔

(جواب ۲۷۳) اسلام کا حکم یہ ہے کہ جو شخص خدا اور رسول پر ایمان لے آیا اور یہ مانتا ہے کہ پیغمبر خدا سچے ہیں ان کو مانتا ہے اور قرآن مجید کو خدا تعالیٰ کی کتاب تسلیم کرتا ہے اس نے اسلام کو قبول کیا، وہ سب مسلمانوں کا بھائی ہو گیا، خواہ کسی قوم اور کسی ذات کا ہو۔ اسلام نے چھوت چھات قائم نہیں کی بلکہ اس کو مٹایا ہے۔ جو لوگ اس سے چھوت کریں یا تمہارے ہاتھ کی چیز سے پرہیز کریں یا تم کو ذلت و حقارت کی نظر سے دیکھیں وہ اسلامی احکام سے ناواقف ہیں۔ خدا و رسول کے نافرمان اور گنہگار ہیں۔ تم ہرگز دل تنگ نہ ہو اور اسلامی کاموں کو ادا کرتے رہو اور مضبوط رہو۔ اور ان لوگوں سے کہو کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں اسلام کی عزت دی ہے۔ تم ہم کو حقارت سے دیکھ کر گنہگار نہ ہو۔ انما المؤمنون اخوۃ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے کہ سب مسلمان بھائی بھائی ہیں۔(۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

حدیث "قدموا قریشا" کی تخریج اور اس کا مفہوم۔

(السوال) میں نے ایک رسالہ میں یہ حدیث دیکھی ہے۔ قدموا قریشا ولا تقدموها وتعلموا منها ولا تعلموها۔ الحدیث۔ اخرجہ ابن النجار (کنز جلد ۷ ص ۱۴۰) کیا یہ حدیث صحیح ہے یا غیر صحیح اور بصورت صحیح ہونے کے اس کا مطلب کیا ہے؟

---

(۱) "المسلم اخو المسلم لا یظلمه ولا یخذله ولا یحقره الخ" (مسلم ج ۲ ص ۳۱۷ ط قدیمی)
(۲) [illegible]

المستفتی نمبر ۱۳۰۱ مولوی محمد زکریا۔ ۶ بک ٹیچر مسلم ہائی اسکول انبالہ۔ ۲۴ شوال ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۰ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۷۴) یہ حدیث کنز العمال کے ص ۱۴۰ جلد ہفتم میں موجود ہے۔(۱) ابن النجار سے نقل کی ہے اور مناوی نے کنوز الحقائق میں اس کی روایت کرنے (الشافعی) کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور **لا تعلموھا** کے بجائے **لا تعالموھا** ذکر کیا ہے اور جامع صغیر میں کئی حوالوں سے بالفاظ مختلفہ ذکر کیا ہے۔(۲) مثلاً اس میں ہے **قدموا قریشا ولا تقدموھا وتعلموا من قریش ولا تعالموھا. الشافعی والبیہقی فی المعرفة عن ابن شہاب بلاغا (عد) عن ابی ہریرة (صح) قدموا قریشا ولا تقدموھا وتعلموا من قریش ولا تعلموھا ولولا ان تبطر قریش لاخبرتها بما لخیارها عند الله تعالی (طبرانی) عن عبدالله بن السائب (صح) قدموا قریشا ولا تقدموھا ولولا ان تبطر قریش لاخبرتها بما لها عندالله البزاز عن علی (صح)** یعنی یہ حدیث ابن نجار اور شافعی اور بیہقی اور ابن عدی اور طبرانی اور بزاز نے روایت کی ہے۔ اور جامع صغیر میں ان کی تمام روایتوں پر صحت کی علامت دی گئی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث صحیح ہے۔ اور اس کے معنی یہ ہیں کہ قریش مقدم (مقتدا) ہونے کے اہل ہیں۔ ان کو مقدم رکھو اور **(ما اقاموا الدین)**(۳) جب تک ان کی اہلیت قائم ہو تم ان سے مقدم ہونے کی کوشش نہ کرو۔ اور قریش (یعنی عترت نبویہ) سے دین سیکھو یا قرآن مجید کی قرأت **(لان القرآن انزل بلغة قریش)**(۴) حاصل کرو اور اس بارے میں ان کے ساتھ مقابلہ کرنے کی راہ اختیار نہ کرو۔ یہ فقط ایصال حق اور حفظ حد کی تعلیم ہے اور اہلیت کا ثبوت ان کے لئے [illegible] ہے نہ کہ بطور لزوم، جیسے کہ لفظ ما اقاموا الدین سے ظاہر ہے کہ دین سے روگردانی پر وہ قیادت اور تقدم کے مستحق نہیں۔

فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

بنو ہاشم بھی سید ہیں .

(السوال) بنو فاطمہ کے علاوہ بنو ہاشم بھی سید ہیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۲۲ محمد نذر شاہ (ضلع گجرات) ۶ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۳۰ مارچ ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۷۵) بنو ہاشم کے دوسرے ہاشمی بھی لغۃً واقعتاً سید ہیں اور حرمت صدقہ کے حکم میں شامل ہیں۔ مگر اصطلاحاً "سید" کا لفظ صرف بنو فاطمہ کے ساتھ خاص ہو گیا ہے۔ محمد کفایت اللہ

جن لوگوں کے لئے صدقہ لینا حرام ہے ان کو سید پکارنا ضروری نہیں .

(السوال) کیا مذہب اسلام کا یہ حکم ہے کہ جن افراد پر از روئے شرع شریف صدقہ حرام ہے اور وہ مستحق

۱۔ کنز العمال، الباب الرابع فی الفضائل و ذکرھم نمبر ۳۳۱۰۱ نمبر ۳۳۱۲۳ ۳۳ مکتبۃ التراث الاسلامی۔
۲۔ الجامع الصغیر (حرف القاف قدموا) ۲/ ۲۱۱ ط مصر۔
۳۔ بخاری، کتاب الاحکام، باب قول اللہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول الخ ۲/ ۱۰۵۷ ط قدیمی۔
۴۔ "فاکتبوه بلسان قریش فان القرآن انزل بلسانهم" (بخاری باب نزول القرآن بلسان قریش ۲/ ۷۴۳ ط قدیمی)

شامل ہیں۔ ان کو غرض اظہار نسب سید اور سادات سے موسوم و مخاطب کیا جائے۔ بینوا توجروا۔

المستفتی نمبر ۹۳۸ سید دل احمد۔ دہلی ۲۸ صفر ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۰ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۷۶) صدقہ بنی ہاشم پر حرام ہے۔ اور بنی ہاشم میں جن پر صدقہ حرام ہے عباسی اور بنو حارث اور اولاد جعفر بن ابی طالب اور اولاد عقیل بن ابی طالب اور اولاد علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب شامل ہیں۔ (۱) ان سب کے لئے لفظ ہاشمی ایسا لفظ ہے جو اظہار نسب کے ساتھ اظہار حرمت صدقہ کے لئے کافی ہے۔ سید کا لفظ اس معنی میں محاورات عرب میں مستعمل نہ تھا۔ ہندوستان میں بھی اتنے عام معنی میں متعارف نہیں ہے۔ بلکہ حضرت علی کی تمام اولاد پر بھی حاوی نہیں۔ صرف اولاد فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر عرفاً بولا جاتا ہے۔ اس سے واضح ہو گیا کہ شریعت میں کسی ایسے حکم کا وجود نہیں کہ لفظ سید اپنے نام کے ساتھ حرمت صدقہ کے اظہار کی غرض سے لکھنا یا کہنا ضروری ہو۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

محض نسب کی بنا پر دوسرے مسلمان کو ذلیل سمجھنا.

(السوال) جو مسلمان دوسرے مسلمان کو کسی حیثیت سے ذلیل سمجھے اور مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کرے وہ کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۱۰۰۱ غلام محمد۔ امروہہ ۲۶ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۷ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۷۷) محض نسب کی بنا پر کسی کو ذلیل سمجھنا اور ذلیل کہنا اسلامی تعلیم کی رو سے غلط اور ناجائز ہے (۲) اور اس بنا پر مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا موجب فسق ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

سید ہونے کی وجہ سے اپنے آپ کو بڑا اور دوسروں کو ذلیل سمجھنا.

(السوال) کسی کا محض اس بنا پر کہ میں شیخ و سید ہوں، اپنے کو بڑا سمجھنا اور پیشہ ور اقوام مثلاً بافندہ نداف حجام وغیرہ کو ذلیل سمجھنا باعتبار نسب کے جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۰۱۹ ایم۔ عمر صاحب (ضلع سارن) ۳ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۴ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۷۸) سادات کے لئے اور اسی طرح صحابہ کرام اور بزرگوں کی اولاد کے لئے ایک قسم کا شرف حاصل ہے۔ لیکن وہ اسی وقت معتبر اور کار آمد ہے کہ اعمال کے لحاظ سے بھی وہ شخص اچھا ہو اور باوجود اس کے دوسروں کو ذلیل نہ سمجھے (۳) اور ان کے ساتھ شودر کی طرح معاملہ نہ کرے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

۱۔ "ولا تدفع الی بنی هاشم وهم آل علی وآل عباس وآل عقیل وآل الحارث بن عبدالمطلب" (هدایہ ۱ / ۲۰۶ مکتبہ شرکت علمیہ)
۲۔ "یا ایها الناس انا خلقناکم من ذکر وانثی وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند الله اتقاکم" (الحجرات: ۱۳)
۳۔ "یا ایها الذین آمنوا لا یسخر قوم من قوم عسی ان یکونوا خیرا منهم" (الحجرات: ۱۱)

۱۔ ذات پات کی وجہ سے عزت اور ذلت کا فرق کرنا
۲۔ اعلیٰ ذات والے غیر مسلم کو گھٹیا پیشہ والے مسلمان پر ترجیح دینا۔

(السوال) (۱) مثل ہندوؤں کے شیخ سید مغل پٹھان کو اعلیٰ ذات سمجھنا اور باقی کو نیچ سمجھتے ہوئے اپنے برادر بھائیان کے ساتھ شودر جیسا سلوک کرنا کیسا ہے؟

(۲) ہندوؤں کے اعلیٰ ذات برہمن راجپوت وغیرہ کو برابر بٹھانا اور مسلم پیشہ ور اقوام مثل بافندہ وغیرہ کو برابر نہ بٹھانا کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۹۰۱ ایم۔ عمر صاحب انصاری (ضلع سارن) ۳ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۴ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۷۹) مسلمانوں میں اور اسلام میں ذات کے طبقات پر شرافت و رذالت کا فرق نہیں۔ اسلام میں شرافت صلاحیت اعمال و تقویٰ پر ہے۔ (۲) اسلامی شرافت نسبی شرافت سے بالاتر ہے۔ ایک مسلمان پیشہ ور صالح متقی غیر مسلم نسبی شریف سے بدرجہا عزت کا زیادہ مستحق ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

غیر مسلم کا جھوٹا استعمال کرنا درست ہے بشرطیکہ اس کے منہ سے کوئی نجاست نہ لگی ہو:

(السوال) سیٹھ حاجی عبدالعزیز نے اچھوت کا جھوٹا پانی پیا۔ (روزنامہ آفتاب ۲۵ جولائی ۱۹۳۶ء)

(۱) گذشتہ شب ہوڑہ میں مسٹر چندرا کی تقریر ہو چکی تو مولانا مولوی محمد عثمان صاحب نے جو جلسہ کے صدر تھے اپنی فاضلانہ تقریر کے دوران میں اسلامی تعلیم اور نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو حاضرین کے سامنے پیش کیا۔ آپ نے اچھوت بھائیوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ایک مسلمان ان کے ساتھ بیٹھ کر ایک تھالی میں کھانا کھا سکتا ہے۔ اور ایک گلاس میں پانی پی سکتا ہے۔ مولانا کے منہ سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ سیٹھ حاجی عبدالعزیز نے اٹھ کر سب اچھوت بھائیوں کے سامنے مسٹر چندرا کا جھوٹا پانی جو گلاس میں میز پر رکھا تھا پی لیا اور ثابت کر دیا کہ مسلمانوں میں بالکل چھوت چھات نہیں ہے۔ سیٹھ صاحب نے پانی پیا تو چاروں طرف سے احسنت و مرحبا کے نعرے بلند ہوئے۔ مولوی محمد عثمان صاحب نے تقریر کرتے ہوئے بہت سے واقعات کا ذکر کیا۔ پھر سیٹھ صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جس طرح انہوں نے آپ کے سامنے مسٹر چندرا کا پانی پیا، یہ کوئی ہندو کر سکتا ہے۔ اس پر ایک ہندو نوجوان جلسہ میں کھڑے ہو کر بولا ہاں میں پی سکتا ہوں۔ چنانچہ اس نے سب کے سامنے ایک دوسرے اچھوت کا جھوٹا پانی پیا۔ مولانا نے اس پر اظہار مسرت کرتے ہوئے کہا کہ یہ اسلام کی پاک تعلیمات کا اور حضور نبی کریم ﷺ کی پیش گوئی کا ثمرہ ہے کہ آج ہندو بھی اسلام کی تعلیمات کی طرف رجوع کر رہے ہیں اور بری رسومات کو چھوڑ رہے ہیں۔ جلسہ خیر و خوبی سے ختم ہوا۔

(۲) مسلمانوں میں کسی قسم کی چھوت چھات نہیں۔ مدیر آفتاب اچھوت بھائیوں کا مہمان

گذشتہ شب مسٹر چندرا جب تقریر ختم کر چکے اور جلسہ برخاست ہو چکا تو کمہار واڑہ کے اچھوتوں نے مسٹر چندرا سے درخواست کی کہ وہ ان کے پاس رات گذاریں اور ان کے مہمان ہوں۔ انہوں نے مدیر آفتاب سے دریافت کیا کہ ان کو اچھوتوں کے ہاں رہنے میں کچھ عذر ہوگا۔ وہ چاہتے تھے کہ مدیر آفتاب ان کے ترجمان کا فرض ادا کریں۔ کیونکہ مسٹر چندرا ان کی زبان سے ناواقف ہیں۔ مدیر آفتاب نے اچھوت بھائیوں کی دعوت و نہایت خوشی سے قبول کر لیا۔ اور وہ مسٹر چندرا کے ساتھ شب بھر بھنگیوں کے کوارٹر میں قیام پذیر رہا۔ اچھوت بھائیوں نے اپنی حیثیت کے مطابق اپنے مہمان کی خاطر داری میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ اور صبح کا ناشتہ کرا کے ان کو رخصت کیا۔ نقیب کراچی ۲۷ جولائی ۱۹۳۶ء۔

علمائے کرام کیوں خاموش ہیں؟

کراچی میں ایک نیچری خیال کا مذہب ایک اردو اخبار کی پناہ لے کر علی روس الاشہاد سورہ ممتحنہ اور قرآن پاک کی مقدس آیات کا خاکہ اڑا رہا ہے، لیکن کسی بھی عالم دین کو یہ جرات نہیں ہوتی کہ اس دریدہ دہن کے منہ میں لگام دے۔ یوں تو معمولی معمولی ناکارہ چیزوں پر وہ فتوی دینے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اور ایجیٹیشن تک کے معاملات بھی ان کے افتاء کی زد سے محفوظ نہیں رہتے لیکن ظلم کی بات ہے کہ ایک لامذہب شخص اسلام اور مسلمانوں کی کھلم کھلا تضحیک کر رہا ہے۔ اور علماء حق کو "نجومت" کے الفاظ سے یاد کرتا ہے۔ مگر کسی عالم کی غیرت ایمانی کو حس نہیں ہوتا۔ آج کہاں ہیں وہ مبلغ اسلام حافظ مولوی محمد حسن صاحب، مولانا مولوی ایوب بیگ صاحب، مولوی رحمت اللہ صاحب مولوی محمد عثمان صاحب اور حکیم علی محمد صاحب۔ ذرا ملاحظہ تو کریں کہ ملک عبدالعزیز آف پنجاب ہوٹل اور مدیر آفتاب جیسے نمائشی مسلمان مردار خوار لوگوں کے ساتھ چائے پیتے اور ان کا جھوٹا پانی پیتے ہیں اور وہ بھی بر سر عام بے علم اور سادہ لوح مسلمانوں کے سامنے۔ اسلام ہرگز اجازت نہیں دیتا کہ کسی ایسے شخص کا جھوٹا کھایا جائے جو حرام اور مردار اشیاء کو جائز اور حلال سمجھ کر کھا رہا ہو، تاوقتیکہ وہ مسلمان ہو کر ان اشیاء سے تائب نہ ہو جائے۔ لیکن افسوس ہے کہ صرف غیر مسلموں پر جھوٹا اثر قائم کرنے کے لئے یہ علم دین سے بے خبر لوگ اسلام کو ذلیل کرتے پھرتے ہیں۔ کیا غیر مسلموں پر اسلام کا اثر اسی صورت سے ڈالا جا سکتا ہے کہ ان کا جھوٹا پانی پیا جائے۔ اور ان کے ساتھ کھانا کھایا جائے۔ اسلام کی تعلیم محبت ارفع و اعلی ہے۔ اس کی مقدس تعلیم اور زریں اصولوں پر کاربند ہو کر ہر مسلمان وہ نمونہ دنیا کے سامنے پیش کر سکتا ہے کہ غیر مسلم خود اسلام کے شیدائی بن جائیں۔ آج اس قسم کے نئے مسلمان اپنی حرکات سے اسلام کو بجائے فائدہ پہنچانے کے نقصان پہنچاتے ہیں۔ مسلمانوں کو ضرورت نہیں ہے کہ وہ کسی بے دین یا مشرک کا جھوٹا کھائیں۔ بلکہ دنیا اور دین میں باعزت اور خوشگوار زندگی بسر کرنے کے لئے بے دینوں اور مشرکوں کو اسلام کی پناہ میں آنے کی ضرورت ہے اور جیسے جیسے ان کو احساس ہوتا ہے وہ حلقہ بگوش اسلام ہوتے جاتے ہیں۔ شیخ خالد لطیف گابا اور شیخ عبداللہ گاندھی اور دوسرے ہزاروں نو مسلم اس لئے مسلمان نہیں ہوئے کہ ملک عبدالعزیز نے ان کا جھوٹا پانی پیا تھا۔ یا قاضی محمد مجتبی صاحب نے ان کے سامنے بھنگیوں اور چماروں کی محفل میں بیٹھ کر چائے نوشی کی تھی۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

آج کراچی کے علماء دین اور مبلغین کا فرض ہے کہ وہ اپنے عشرت کدوں سے باہر نکلیں اور میدان میں آکر اسلام کی صحیح تعلیم مسلمانوں اور غیر مسلموں کے سامنے پیش کریں اور اس غلط فہمی کو دور کریں جو ان جاہلوں کی وجہ سے پیدا ہو رہی ہے۔ اسلام کی نظر میں تمام غیر مسلم خواہ وہ، چھوت ہوں یا برہمن چھتری ہوں یا ویش ایک ہیں۔ ان میں سے جو بھی دائرہ اسلام میں داخل ہو وہ ان کا بھائی ہے۔

المستفتی نمبر ۱۰۸۷ محمد یوسف صاحب دہلوی۔ (کراچی) ۳ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ مطابق یکم اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۸۰) اسلام میں چھوت چھات نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام نے وزن کے لحاظ سے مسلمانوں یا غیر مسلموں کو کاموں میں تقسیم نہیں کیا ہے۔ اور کوئی شخص اپنی نسل اور قومیت کے لحاظ سے اچھوت نہیں۔ ہاں اگر وہ کوئی ایسی شے استعمال کرتا ہے جو اسلام نے ناپاک یا حرام قرار دی ہے تو اس سے مسلمان اس لئے احتراز کرے گا کہ ناپاک یا حرام چیز کا اس کے ساتھ لگاؤ نہ ہو جائے۔ خواہ استعمال کرنے والا مسلمان ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن اسلام نے انسان کے بدن کو (جب کہ اس پر کوئی خارجی نجاست نہ ہو) پاک قرار دیا ہے اور اس میں مسلمان اور کافر کا فرق نہیں کیا۔ اور اسی بناء پر انسان کا جھوٹا پاک ہے۔ (۱) خواہ مسلمان ہو یا کافر۔ پس اگر کوئی مسلمان کسی کافر شریف یا اچھوت کا جھوٹا پانی پی لے تو بشرطیکہ اس کافر نے کوئی ناپاک چیز کھائی پی نہ تھی، تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اور اگر کوئی مسلمان یا کافر شراب پی کر فوراً گلاس سے پانی پی لے تو یہ جھوٹا پانی پینا ناجائز ہے کہ اس میں شراب پینے کی وجہ سے نجاست آگئی۔ (۲) پس نقیب کراچی کا مضمون بھی اعتدال سے متجاوز ہے۔

فقط۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

۱۔ ایک برتن میں غیر مسلم بھنگی کے ساتھ کھانا کھانا.
۲۔ غیر مسلم سے مسجد میں جھاڑو دلوانا.

(السوال) (۱) ایک غیر مذہب بھنگی کے ساتھ مسلمان کو کھانا ایک پلیٹ میں کیسا ہے؟
(۲) ایک غیر مسلم بھنگی کو بلا کر مسجد میں جھاڑو دلوانا کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۱۳۳۶ شیخ عبد الغفور صاحب (دہلی) ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ ۶ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۸۱) (۱) اسلام کا اصول یہ ہے کہ انسان کا بدن پاک ہے خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم۔ (۳) اس میں بھنگی اور چمار کا بھی سوال نہیں ہے۔ سوال میں غیر مذہب بھنگی کی تصریح کی گئی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر وہ

۱۔ "الاول من الاقسام سور طاهر مطهر بالاتفاق من غير كراهة في استعماله وهو ما شرب منه آدمي ليس بفمه نجاسة ولا فرق بين الصغير والكبير والمسلم والكافر والحائض والجنب (نور الايضاح مع شرحه مراقي الفلاح الطبعة الاولى : ص ۱۸ ط مصطفى البابي الحلبي واولاده بمصر)

۲۔ "واذا تنجس فمه فشرب الماء من فوره تنجس۔" (حوالہ بالا)

۳ واما نجاسة بدنه فالجمهور على انه ليس بنجس البدن والذات لان الله تعالى احل طعام اهل الكتاب (تفسير ابن كثير تحت قوله تعالى انما المشركون نجس الآية : ۳۴۶/۲ ط سهيل اكيڈمي)

مسلم بھنگی کو نہلا دھلا کر اس کا بدن اور ہاتھ پاک صاف کرائے جائیں تو اس کے ساتھ ایک برتن میں کھانے والا محض اس بناء پر کہ غیر مذہب کے ساتھ کھایا ہے ناپاک کھانے یا حرام کھانے کا مرتکب قرار نہ دیا جائے گا کیونکہ اس مفروضہ صورت میں اس کے ہاتھ پاک کرائے گئے ہیں۔ رہی یہ بات کہ اس نے غیر مذہب اور بھنگی کو اپنے ساتھ کھانے میں شریک کیوں کیا تو یہ بات مختلف حالات اور مختلف مصالح کے لحاظ سے بدل سکتی ہے۔ اگر کوئی معقول وجہ اپنے ساتھ کھلانے کی ہو تو پھر کوئی لزوم و اعتراض نہیں اور اگر کوئی معقول وجہ نہ ہو تو بلاوجہ غیر مسلموں کے ساتھ کھانے پینے کے تعلقات قائم کرلینا الزام ہوگا مگر ناپاک یا حرام کھانے کا الزام نہ ہوگا۔

(۲) احاطہ مسجد میں نماز کی جگہ کے علاوہ باقی جگہ میں بھنگی سے جھاڑو دلوائی جائے تو کوئی حرج نہیں اور اگر بھنگی کے پاؤں اور بدن پاک ہونے کا یقین ہو تو نماز کی جگہ میں بھی اس سے جھاڑو دلوائی جا سکتی ہے کیونکہ انسان کا بدن فی حد ذاتہ اسلامی اصول کے لحاظ سے پاک ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

(۱) ذات پات کی تمیز مٹانے کے لئے بطور تواضع فقیر کا لفظ استعمال کرنا.
(۲) فقیر کا مفہوم گداگر متعین کر کے ایسے افراد کی تذلیل کرنا اور مستحقہ حقوق سے محروم کرنا ظلم ہے۔
(۳) فقیر کا لفظ چھوڑ کر اپنے اصلی قبیلہ کی طرف انتساب درست ہے.

(السوال) ہمارے علاقہ ہریانہ میں ائمہ مساجد، متولی خانقاہ ایک زمانہ سے پشت در پشت نسلاً بعد نسل تبلیغ اسلام کا اہم فریضہ ادا کر رہے ہیں اور اس تبلیغی جماعت کے افراد نے اپنی اصلی ذات و قبیلہ شیخ، قریش، سید، مغل، پٹھان وغیرہم سے منسوب ہونے کے بجائے محض باتباع سنت نبوی ﷺ الفقر فخری و بتقلید علماء عظام و صوفیائے کرام ہندی اقوام سے ذات پات کی تمیز مٹانے کے لئے اپنے آپ کو بطور انکساری کلمہ فقیر سے موسوم کیا اور ہر تقریر و تحریر میں منکسرانہ طریق پر فقیر ظاہر کرتے رہے۔ جیسا کہ اس کلمہ کا استعمال روشن ضمیر علمائے عظام پر بخوبی روشن ہے۔ چنانچہ اس علاقہ میں اس جمعیت (امام متولی خانقاہ) کے افراد اسی کلمہ سے موسوم ہو رہے ہیں لیکن یکلخت انتقال اراضی کے باعث پنجاب و بالخصوص علاقہ ہریانہ میں زراعت و غیر زراعت پیشہ یعنی ذات پات کی تمیز خود مسلمانوں میں ہو چکی ہے بلکہ حقوق ملکی، زرعی، ملازمتی میں اس ذات پاک کا امتیاز قائم ہو چکا ہے اور اس جمعیت کے افراد از مدت تائید خدمت اسلام و مسلمین کے صلہ میں سید القوم خادمہم کی بجائے محض فقیر موسوم ہونے کے باعث باوجود جملہ صفات و ضروریات زمانہ ہر شعبہ، حیثیت سوسائٹی، حکومت میں ذلیل کئے جا رہے ہیں اور چند مواضعات کے واحد بسویدار و دخیل و دیگر کاشتکاران پیداوار اراضی پر بسر اوقات کرنے کے باوجود حقوق زرعی فوجی ملازمتی سے محروم کئے جا رہے ہیں۔ اس ملک کا نام بلند کرنے والی، ملک کے گھروں کو آباد کرنے والی جماعت کے افراد پر فی زمانہ جملہ وسائل ترقی ہر طرح و ہر طرف سے بند کر کے ان پر دائرہ معیشت تنگ کیا جا رہا ہے۔ لہذا علمائے عظام کی خدمت میں اس طبقہ کی موجودہ حالت پیش کرتے التماس ہے کہ براہ مہربانی سوالات ذیل کا جواب باصواب فرداً فرداً بروئے

شریعت حقہ عطا فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

(۱) طبقہ مسلمین میں مثل قریش، سید، مغل، پٹھان وغیرہم قبائل، فقیر بھی کوئی ایک قوم یا ذات ہے یا کلمہ انکسار ہے۔ جس سے سلف صالحین اور ان کی اولاد جانشین موسوم ہوتے رہے ہیں۔

(۲) زید اور اس کی برادری بصورت مذکورہ بالا لفظ فقیر سے موسوم ہے۔ ان کو باوجود جملہ صفات ضروریات کی ذات فقیر (جس کے معنی فی زمانہ پیشہ ور گداگر کے لئے جا رہے ہیں) حقیر ٹھہرا کر سوسائٹی و حکومت میں ذلیل کرنا اور ہر مستحقہ حقوق سے محروم کرنا اور کرانا بلکہ ملازمت تک سے برطرف کرانا مسلمہ آزادی و ظلم موجب گناہ ہے یا نہیں۔

(۳) اس تذلیل سے بچنے اور اپنے تمدنی و معاشرتی ترقی کے لئے اپنے اصلی قبیلہ (قریش، سید، مغل، پٹھان وغیرہم سے منسوب ہو کر بدستور خدمت اسلام بجا لانا کیسا ہے (اور بجائے فقیر اپنی اصلی نسبی شیخ، سید، مغل وغیرہ درج کرانا کیسا ہے۔

(المستفتی نمبر ۲۸۱ محمد سلیمان صاحب صدیقی (ضلع حصار) ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ م ۸ جولائی ۱۹۳۷ء)

(جواب ۲۸۲) مسلمانوں میں فقیر کوئی ذات اور کوئی نسل نہیں ہے۔ فقیر ایک لقب تھا جو کوئی شخص بطور انکسار اپنے لئے یا بطور اظہار زہد دوسرے شخص کے لئے استعمال کرتا تھا اور ہر نسل والا شخص (خواہ علوی ہو یا فاطمی مغل یا افغان یا اور کوئی) اس لفظ کو استعمال کر سکتا تھا۔ پس اس کو ایک ذات قرار دے لینا صریح غلطی ہے اور اس کا مفہوم گداگر متعین کر دینا خواہ سادات، قریش یا عرب نسل سے ہوں یا مغل، پٹھان وغیرہ نسلوں سے ہوں ایک ظلم ہے جس کا رفع کرنا ضروریات میں سے ہے۔ اور فقیروں کی اس جماعت میں سے ہر شخص کو اپنی نسل کے لحاظ سے سید یا قریشی یا مغل وغیرہ کا لقب اپنے نام سے ملحق کرنا جائز ہے۔ فقط۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

مسلمانوں کو جائز پیشہ کی بناء پر "جولاہا" کہہ کر اس کی تذلیل کرنا۔

(السوال) ایک مسلم و مومن کی شان میں کسی ایسے لفظ کا استعمال کرنا جس سے اس کی تضحیک و تذلیل ہوتی ہو شرعاً جائز ہے یا ناجائز اور ایسے معاملہ میں مسلمانوں کو کس طرح کا احتیاط لازم ہے۔ مثال کے طور پر واقعہ ہو کہ ایک مسلم خاندان جس میں علماء و مشائخ صالحین و مدرسین کثرت سے موجود ہوں ان کے آبائی پیشے بافندگی کی بناء پر اس پورے قبیلے کا نام جولاہا رکھ دیا گیا ہے اور اس لفظ جولاہے کو تمام باشندگان ہندوستان خواہ مسلم ہوں یا غیر مسلم عرف و حقیقت دونوں میں نہایت معیوب اور مذموم سمجھتے ہیں کہ مسلم خاندان تو درکنار گرے ڈوم اور چمار کو بھی لفظ جولاہے سے تعبیر کیا جائے تو چراغ پا ہو جاتا ہے اور اپنے لئے اسے نہایت تذلیل و تضحیک کا سبب سمجھتا ہے۔ اس لئے کہ کوئی دوسرا لفظ اس سے بدتر کسی خاندان کی تضحیک و تذلیل کے لئے عرف میں ہنوز نہیں ہے۔ تو اب ایسی صورت میں خاندان کے متعلق جن کے آباؤاجداد بافندہ تھے یا ان کے اکثر افراد اب بھی اسی پیشہ کو کرتے ہیں تو اس پیشے کی بناء پر ایسے ذلت آمیز لفظ "جولاہا" کا استعمال کرنے والا

کی شرعی سزا کا مستحق ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو اس کے ساتھ مسلمانوں کا کیسا برتاؤ ہونا چاہئے۔ قرآن مجید، حدیث شریف و فقہ حنیف کی رو سے حکم صادر فرما کر اس شر و فتن کے زمانے میں صحیح طریق عمل بتلا کر عنداللہ ماجور ہوں۔

(المستفتی نمبر ۱۷۷۸ محمد نعیم الدین عفی عنہ (گیا) ۱۴ رجب ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۰ ستمبر ۱۹۳۶ء)

(جواب ۲۸۳) جولاہا پیشے کی بناء پر کسی کو ذلیل سمجھنا اسلامی احکام اور اسلامی تعلیم کے خلاف ہے۔ مسلمانوں میں یہ مرض ہندوستان میں ہندوؤں کے اختلاط سے (کہ ان میں ذات پات کی تقسیم اور پیشوں پر شرافت اور ذلت کی بنیاد رکھی گئی ہے) پیدا ہوا ہے اور بدقسمتی سے اس درجے پر پہنچ گیا ہے، جس درجے پر ہندوؤں میں ہے اور اس نے اسلامی وحدت کو پاش پاش کر دیا۔ چونکہ پیشوں پر شرافت اور رذالت کی بنیاد قلوب و اذہان میں راسخ ہو گئی ہے اس لئے یہ الفاظ جو دراصل پیشوں کے ظاہر کرنے کے لئے وضع کئے گئے تھے ان کی اصل وضع میں عزت و ذلت کا مفہوم نہ تھا۔ جیسے لفظ جولاہا صرف بافندگی کے ظاہر کرنے کے لئے وضع کیا گیا تھا۔ اس عام تخیل کی بناء پر ذلت و رذالت کے مفہوم کے حامل بن گئے اور جولاہے کا اطلاق کرنا گویا اس کو ذلیل قرار دینے کے قائم مقام ہو گیا اس لئے یا تو اس تخیل کو رد کیا جائے یا ان الفاظ کے اطلاق سے احتراز کیا جائے۔ یہ احتراز کا حکم اسی اصول پر مبنی ہے کہ گو اطلاق کرنے والے کی نیت میں تذلیل و توہین نہ ہو۔ اظہار حرفہ و اظہار حقیقت ہی مقصود ہو۔ مگر یہ لفظ عام تخیل کی لحاظ سے توہین و تذلیل کا حامل ہو گیا ہے۔ جیسے حدیث شریف کے وہ الفاظ جو آنحضرت ﷺ کے حالات کے بیان میں آتے ہیں۔ یعنی **کان یرکب الحمار**(۱) **ویخصف نعلہ**(۲) اس کے ترجمہ میں حمار کا ترجمہ دراز گوش کرنا لازم ہے اور یخصف کا ترجمہ اصلاح فرماتے تھے کرنا لازم ہے اور اگر اطلاق کرنے والے کی نیت بھی تذلیل و توہین کی ہو تو پھر وہ **سباب المسلم فسوق** (۳) میں داخل ہو کر کم از کم فسق تو ہو گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

سادات کن لوگوں کو کہا جاتا ہے؟

(السوال) بہت سے لوگ یہ سوال پیش کرتے ہیں کہ سید قوم کہاں سے شروع ہے اور کس نسب سے کیا مراد ہے؟ یعنی سادات کا سلسلہ کہاں سے شروع ہوا اور سید کس سے بنائے گئے اور یہ نسب کیا ہے اور سید کے کیا معنی ہیں اور شیعہ کیا ہے؟

(المستفتی نمبر ۱۱۷۹ عابد علی صاحب (بنگال) ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۰ ستمبر ۱۹۳۶ء)

شمائل ترمذی، باب ماجاء فی تواضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ص ۲۲ ط ایچ ایم سعید

۲. مشکوۃ بحوالہ ترمذی، باب فی اخلاقہ و شمائلہ صلی اللہ علیہ وسلم ج ۲ ص ۵۲۰ ط سعید

۳. بخاری، کتاب الفتن، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا ترجعوا بعدی کفارا ۲/ ۱۰۴۸ ط قدیمی

(جواب ۲۸٤) یہ ذاتوں کا سلسلہ جس طرح کہ عجم میں اب قائم ہو گیا ہے، اسلام کے ابتدائی زمانہ میں نہ تھا۔ اب تو شیخ، صدیقی، فاروقی، عثمانی، علوی اور سید سب الگ الگ ذاتیں سمجھی جانے لگیں۔ حالانکہ یہ سب قریش اور شیخ قریشی ہیں۔ ان میں سے سید وہ کہلاتے ہیں جو حضرت علیؓ اور فاطمہؓ کی اولاد میں داخل ہیں۔ پس سید تمام کے تمام قریشی بھی ہیں۔ انصاری وہ لوگ ہیں جو قریشی نہیں ہیں۔ مدینہ طیبہ کے رہنے والے غیر قریشی انصاری کہلاتے تھے۔ ان کی اولاد شیوخ انصاری کہلاتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ سید اور صدیقی اور فاروقی اور عثمانی اور حضرت علی کی وہ اولاد جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہیں سب قریش میں داخل اور باہم ایک دوسرے کے ہم کفو ہیں اور پٹھان اور مغل عجمی قومیں ہیں۔ ان کا عرب کے ساتھ سلسلہ نسب نہیں ملتا۔ اسی طرح عجم اور ہندوستان کی دوسری نو مسلم اقوام شیخ کہلاتی ہیں۔ پس شیخ کا لفظ عرب کے بہت سے سلسلوں (مثلاً انصاری، صدیقی، فاروقی، عثمانی، زبیری وغیرہم) اور بہت سے عجمی نو مسلم قوموں پر بولا جاتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

محض پیشے کی بناء پر اپنے آپ کو انصاری کہنا درست نہیں

(سوال) رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں حضرت ایوب انصاری صاحب کپڑا بن کر تیار کرتے تھے اور فروخت کرتے تھے اس لئے اس زمانے کے وہ مسلمان جو کہ کپڑا بنتے ہیں اور فروخت کرتے ہیں اپنے کو انصاری قرار دیتے ہیں، جس کو کہ ہندوستان میں مومن یا نورباف یا جولاہا کہہ کر پکارا جاتا ہے، کیا ان اصحاب کے زمانے میں کوئی ایسا بھی فرقہ تھا جو روئی کو صاف کر کے یعنی دھن کر قابل سوت بناتا تھا۔ یعنی روئی کو دھنتا بھی تھا اور دھن کر سوت تیار کرتا تھا اور سوت تیار کر کے کپڑا بھی بنتا تھا۔ ایسے لوگ اس زمانے میں تھے تو ان کا کیا نام تھا اور کس فرقے اور کس جماعت سے موسوم کئے جاتے تھے۔ جیسا کہ حضرت ایوب کے فرقے کے لوگ لقب انصاری سے موسوم کئے جاتے ہیں، اور جس کا فرقہ ہندوستان میں اس زمانہ میں نداف یا دھنیے کے نام سے پکارا جاتا ہے اور فرقہ انصاری کے قدم بقدم چلنے والا ہے۔ اس سے التماس ہے کہ اس فرقے کے لوگ زمانہ خلافت و زمانہ اصحاب میں کس نام و حرفہ سے موسوم کئے جاتے ہیں اور اس کا پتہ کن کن کتب کے دیکھنے سے مفصلاً معلوم ہو سکتا ہے۔

(المستفتی نمبر ۱۹۰۹ ڈاکٹر حسن علی (ہردوئی) ۱۷ شعبان ۱۳۵۶ھ موافق ۲۲ اکتوبر ۱۹۳۷ء)

(جواب ۲۸۵) حضور اکرم ﷺ کے زمانہ مبارک میں انصار ان لوگوں کا لقب تھا جنہوں نے مسلمان مہاجرین کی مدد اور نصرت کی تھی۔ یہ لوگ مدینہ منورہ کے باشندے تھے اور ان میں ہر قوم کے پیشہ والے اور ہر نسب سے منتسب شامل تھے۔ انصاری کا لقب کسی خاص پیشے یا کسی نسب کی بناء پر نہیں تھا۔ جو لوگ حضرت ابو ایوب انصاریؓ کی اولاد میں ہوں وہ اپنے کو انصاری کہہ سکتے ہیں۔ خواہ ان کا موجودہ پیشہ کچھ بھی ہو۔ اور جو ان کی اولاد میں نہیں، وہ محض پیشہ کی بناء پر اپنے کو انصاری نہیں کہہ سکتے۔ پیشوں کی بناء پر وہی الفاظ بولے جاتے ہیں جو ان پیشوں پر دلالت کرتے ہیں۔ مثلاً دباغ حائک حجام وغیرہ۔ ہاں اس وقت ان پیشوں کو بنظر حقارت نہیں دیکھا جاتا تھا اور اس نسبت کو موجب توہین قرار نہیں دیا جاتا تھا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

(۱) "میراثی بھی حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔

(۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کے وقت کسی کا زنا کرنا ثابت ہے یا نہیں؟

(السوال) جو قوم مطرب و مغنی کی یعنی میراثی کی ہے۔ یہ قوم آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں یا کسی اور جنس حیوان، درندہ یا پرندہ۔ اب دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ جس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آتش نمرود میں کافر ڈالنے لگے تو اس وقت کس کس شخص نے وہاں پر فعل یعنی زنا کیا تھا؟

(المستفتی نمبر ۱۲۰۵ میر الدین صاحب (مظفری) ۸ شوال ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۲ دسمبر ۱۹۳۷ء)

(جواب ۲۸۶) (۱) میراثی بھی حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ کسی اور کی اولاد میں سے نہیں۔

(۲) اس واقعہ کا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کے وقت کسی نے گناہ کیا تھا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

ہندوستان کی "پارچہ باف برادری" کا اپنے آپ کو انصاری کہنا۔

(السوال) دہلی میں پارچہ باف برادری کے چند نوجوانوں نے ایک انجمن بنام اصلاح الانصار قائم کی ہے اور وہ کہتے ہیں۔

(۱) ہم انصار ہیں اس لئے ہر موقعہ پر ہمیں اپنی ذات انصاری ظاہر کرنی چاہئے۔

(۲) انجمن اصلاح الانصار کا دعویٰ ہے کہ ہندوستان کے چار کروڑ پارچہ باف انصار کی اولاد ہیں۔

(۳) انصار مدینہ کا پیشہ پارچہ بافی تھا۔ اس لئے ہر مسلمان جس کا پیشہ پارچہ بافی ہے انصار کہلایا جا سکتا ہے۔ دہلی جیسے مرکزی شہر میں جہاں تقریباً ہندوستان کے ہر صوبہ کے اور ہر قوم کے افراد آباد ہیں اور اسی طرح پارچہ باف برادری کے افراد بھی ہندوستان کے مختلف حصص میں آکر آباد ہوگئے ہیں۔ بعض راجپوت ہیں اور بعض جاٹ وغیرہ ہیں اور بہت سے ہندو پارچہ بافوں کی اولاد میں سے ہیں جن کے آباؤ اجداد کسی زمانہ میں مسلمان ہوگئے تھے، کیا بغیر ثبوت کے یہ لوگ اپنے تئیں انصار کہلا سکتے ہیں۔ اور من نسب الی اخرہ و من ادعی علی غیر ابیہ فالجنۃ حرام وغیرہ احادیث کا کیا مطلب ہے؟

(المستفتی نمبر ۲۴۴۴ منشی محمد عثمان صاحب دہلی۔ ۱۰ ذیقعدہ ۱۳۵۷ھ ۲ جنوری ۱۹۳۹ء)

(جواب ۲۸۷) یہ دعویٰ کہ ہندوستان کے تمام پارچہ باف انصار مدینہ کی اولاد اور نسل سے ہیں۔ بظاہر صحیح نہیں اور اس کا ثبوت تقریباً ناممکن ہے۔ اس لحاظ سے پارچہ باف جماعت کو انصار (یعنی انصار مدینہ کی نسل) ماننا ایک بے اصل اور بے ثبوت دعویٰ ہے اور اس معنی کے لحاظ سے مدعی کا وعید من ادعی الی غیر ابیہ میں داخل ہونا اغلب ہے۔ ہاں اس جماعت میں سے اگر کوئی خاندان ایسے ہوں جو اپنے سلسلہ نسب کو محفوظ رکھتے ہوں اور ان کا جد اعلیٰ کوئی انصاری ہو وہ یہ دعویٰ کر سکتے ہیں اور اس میں کوئی استبعاد نہیں ہے کہ پارچہ بافوں کے بعض خاندان بلحاظ نسب انصار مدینہ کی نسل سے ہوں۔

---

(۱) "انتم بنو آدم" (ابوداؤد، باب فی التفاخر بالاحساب: ج ۲ ص ۳۵۰ ط امدادیہ)

دوسری صورت یہ ہے کہ وہ اپنی جماعت کا نام انصار یا انصاری تو رکھیں، مگر یہ دعویٰ نہ کریں کہ ہم سب کے سب انصار مدینہ کی نسل سے ہیں۔ تو اس صورت میں ان پر دعی غیر اب (۱) کا گناہ تو نہ ہوگا۔ مگر اس نام سے انصاری النسل ہونے کا اشتباہ ہونے کی وجہ سے ایک مشتبہ لقب اختیار کرنے کا نامناسب عمل ضرور قرار پائے گا۔ ہاں یہ کہ وہ اس کی تصریح کردیں کہ ہم نے لفظ انصاری محض ایک نام اور لقب کے طور پر اختیار کیا ہے۔ نہ اظہار نسب و نسل کے لئے تو پھر اس نام کے اختیار کرنے کا بھی کوئی شرعی الزام ان پر عائد نہ ہوگا اور جو لوگ خاندان کے فی الحقیقت انصاری النسل ہیں وہ معروف معنی سے بھی اپنے کو انصاری کہہ سکتے ہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

نو مسلم بھنگیوں سے مسلمانوں کا کراہت کرنا۔

(السوال) بنام فیروز الدین وغیرہ ذات خاکروب نو مسلم ملازم چنگی نمبر ۲ ریاست جموں و کشمیر چھاونی سے درخواست بذا خدمت حضور ہے۔ تاریخ ۲۷ پوہ ۱۹۹۶ء حسب دریافت فتوی، انجمن جموں مفتی صاحب سے فیصلہ ہو چکا ہے کہ آپ لوگ مطابق اصول اسلام نماز روزہ وغیرہ کے پابند ہوں۔ مگر ہمارا پیشہ خاکروب ہے اور ہندو اور مسلمانوں ہر دونوں کی نوکری دیتے ہیں۔ ہر دونوں سے نان پختہ کھاتے ہیں۔ مگر حرام چیز سے پرہیز ہے۔ وہ ہمارے واسطے حرام ہی ہے۔ چونکہ ہم نو مسلم خاکروب ہیں اور ہم کو مسلمان اپنے ساتھ کھانا نہیں دیتے۔ اس لئے درخواست بذا پیش خدمت ہے۔ برائے خدا شرع کے مطابق فتوی دیا جائے کہ ہم خاکروب نو مسلم عام لوگوں و مسلمانوں کے ساتھ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی اجازت ہے یا نہیں؟

(المستفتی نمبر ۲۵۹۰ مولوی عبدالمجید صاحب (لاہور) ۹ ربیع الاول ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۸ اپریل ۱۹۴۰ء)

(جواب ۲۸۸) مسلمان خاکروب بھی مسلمانوں کے بھائی ہیں۔ (۲) اور وہ پاک صاف ہو کر مسلمانوں کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھ سکتے ہیں اور جماعت میں شریک ہو سکتے ہیں اور صفائی ستھرائی اور پاکی کے ساتھ مسلمانوں کے ساتھ کھانے پینے میں شریک ہو سکتے ہیں۔ جو مسلمانوں کی خاکروبوں کو باوجود ان کی صفائی اور پاکی کے مسجد میں آنے سے روکیں یا ان کے ساتھ کھانے پینے سے روکیں وہ یا تو اسلامی تعلیم سے ناواقف ہیں یا سخت گناہ گار اور فاسق ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

قریش اور انصار کو ایک دوسرے پر فضیلت ہے یا نہیں؟

(السوال) قبیلہ قریش اور انصار کے درمیان باعتبار مسلم برادری ہونے کے، ایک کو دوسرے پر کوئی فوقیت حاصل ہے یا نہیں۔

۱۔ [illegible]

۲۔ انما المومنون اخوۃ (الحجرات: ۱۰)

(المستفتی نمبر ۲۵۹۸ محمد جلال الدین صاحب (گوڑگانوہ) ۴ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ، ۱۲ مئی ۱۹۴۰ء)

(جواب ۲۸۹) انصار اور قریش دونوں عرب کے قبائل ہیں وہ اپنے انساب کے لحاظ سے انصار اور قریش کے جداگانہ ناموں سے نامزد ہوگئے ہیں۔ پھر قریش میں بھی بہت سی شاخیں بنو امیہ، ہاشمی، مطلبی، تیمی، عدوی، صدیقی، فاروقی، عثمانی، علوی ہیں۔ یہ سب قریشی ہیں۔ اسی طرح انصار میں بھی بہت سی شاخیں ہوگئیں۔ مگر یہ سب عربی النسل ہیں اور ان کے باہم قبائلی خصوصیت کے علاوہ اسلامی برادری کے احکام میں تفاوت نہیں ہے۔ بعض حیثیتوں سے بعض کو بعض پر فضیلت بے شک حاصل ہے۔ مثلاً فاطمی علویوں کو یہ فوقیت حاصل ہے کہ وہ فاطمہ زہراؓ کی اولاد ہیں۔ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دوسری بیوی سے اولاد کو حاصل نہیں۔ مگر علوی اور قریشی ہونے میں ان کے بھی شبہ نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

سڑک پر جھاڑو دینے والے نومسلموں کو مسجد سے روکنا اور ان کے ساتھ کھانے کا حکم۔

(از اخبار الجمعیۃ دہلی۔ مورخہ ۲۹ مئی ۱۹۲۷ء)

قوم حلال خور جو عرصہ سے مسلمان ہوگئی ہے۔ اور یہ لوگ صرف سڑکوں پر جھاڑو دیتے ہیں اور دیگر کوئی پیشہ سنڈاس وغیرہ کا نہیں کرتے۔ ان لوگوں کو مسجدوں میں آنے سے لوگ منع کرتے ہیں اور اپنے کھانا پانی کے برتنوں کو ہاتھ لگانے سے روکتے ہیں۔

(جواب ۲۹۰) جو شخص اسلام لے آئے وہ مسلمانوں کا دینی بھائی ہو جاتا ہے، چمار ہو یا حلال خور یا اور کوئی اسلام لانے کے بعد وہ مسجدوں اور اسلامی معابد میں دوسرے مسلمانوں کی طرح داخل ہونے اور عبادت کرنے کا حق اور اختیار رکھتا ہے۔ کسی مسلمان کو یہ حق نہیں کہ اس کو مسجد میں آنے سے روکے۔ ہاں اسلامی احکام کی رو سے مسجد میں آنے والے کو پاک صاف ہو کر آنا ضرور ہے اور یہ حکم ان تمام لوگوں کے لئے جو مسجد میں داخل ہونا چاہیں۔ اگر یہ حلال خور جو مسلمان ہیں۔ پاک صاف ہو کر مسجد میں آتے ہیں تو کسی شخص کو یہ حق نہیں کہ ان کو منع کرے۔ جو منع کرے گا وہ سخت ظالم اور فاسق ہوگا۔ اور و من اظلم ممن منع مساجد الله ان يذكر فيها اسمه(۱) کے حکم میں داخل ہوگا۔ جب کہ ان لوگوں کے ہاتھ پاک صاف ہوں تو ان کے ساتھ کھانا پینا اور اپنے برتنوں میں ان کو کھلانا جائز ہے۔ واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ۔

"حلال خور" کا پیشہ کرنے والوں کو اسلامی برادری سے خارج کرنا۔

(از اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۳۳)

(جواب ۲۹۱) جو لوگ مسلمان ہیں وہ اسلامی برادری میں شامل ہیں اور بفرمان خدائے قدوس انما المؤمنون اخوة(۲) بھائی بھائی ہیں۔ حلال خور کا پیشہ کرنے سے وہ اخوت اسلامیہ سے باہر نہیں ہو جاتے۔ گروہ صفائی جسم

۱۔ البقرۃ ۱۱۴

۲۔ الحجرات ۱۰

[illegible] کے ساتھ مسلمانوں کے ساتھ کھانے میں شریک ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ شریعت مقدسہ اسلامیہ نے کسی پیشہ کی بناء پر کسی مسلمان کو اسلامی برادری سے خارج نہیں کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

محمد کفایت اللہ غفر لہ، مدرسہ امینیہ دہلی۔

اسلام میں ہندوانہ طبقاتی تقسیم کا کوئی اعتبار نہیں۔

(از اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۵ دسمبر ۱۹۳۴ء)

(السوال) اب سے ایک ہزار سال پہلے ہندوستان میں ہندوؤں کا راج تھا اور یہاں کے تمام لوگوں کو ہندو مذہبی قانون کے بموجب مختلف طبقوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ جن میں سے بعض عزت اور مرتبہ میں اعلیٰ خیال کئے جاتے تھے۔ جیسے برہمن بعض ان سے کم تھے جیسے چھتری۔ بعض متوسط حالت میں شمار ہوتے تھے۔ جیسے ویش۔ اور بعض کو بالکل ادنیٰ خیال کیا جاتا تھا جیسے بھنگی، چمار، کوری، نٹ وغیرہ۔ ان چوتھی قسم والے انسانوں کے ساتھ مذکورہ بالا تینوں قسم والوں کا برتاؤ نہایت حقارت اور غیر منصفانہ تھا۔ یہ ان کو اپنے برابر بیٹھنے نہیں دیتے تھے اور اپنی کھانے پینے کی چیزوں کو انہیں چھونے نہیں دیتے تھے۔ ان کا یہ مذہبی خیال تھا کہ یہ چوتھی قسم والے انسان ہمارا کھانا پانی چھو لیں گے تو وہ نجس ہو جائے گا۔ وہ ان کو کتوں سے بھی بدتر سمجھتے تھے۔ مسلمان جب اس ملک میں فاتحانہ آئے تو انہوں نے بحیثیت حکومت تو کامیابی حاصل کی۔ مگر ہندوؤں کے ان مذہبی رسوم سے مغلوب ہو گئے اور مثل اعلیٰ طبقات ہنود کے ہندوستان کے پرانے باشندوں میں سے چوتھی قسم والوں سے نفرت کا برتاؤ کرنے لگے۔ عام مسلمانان ہند کا طرز عمل یہ ہے کہ اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں۔ ان کے کھانے پانی سے پرہیز نہیں کرتے۔ لیکن چوتھی قسم کے ہندوؤں کو ہندوؤں کی طرح اپنے برابر بیٹھنے نہیں دیتے خواہ وہ ظاہر میں کتنے ہی صاف ستھرے اور خوش پوش ہوتے ہوں۔

(جواب ۲۹۲) بحیثیت غیر مسلم ہونے کے سب برابر ہیں۔ برہمن ہوں یا ویش یا شودر، ہندوؤں کی ذاتوں کی تفریق کا اسلامی اصول سے کچھ اعتبار نہیں۔ محض ہندوانہ خیال کی بناء پر برہمنوں کی اعلیٰ اور ویش شودروں کو ادنیٰ قرار دینا اور اس قسم کا معاملہ کرنا جائز نہیں۔ باقی اسلامی اصول کی رو سے انسانی جسم جب کہ کوئی نجاست سے آلودہ نہ ہو پاک ہے اور اس میں مسلمان کافر جنبی حائضہ وغیرہ سب یکساں ہیں۔(۱) غیر مسلموں میں برہمن، چھتری، ویش، شودر کا کوئی تفاوت اس حکم میں نہیں ہے۔ البتہ جو لوگ کہ نجاست میں آلودہ رہتے ہوں۔ ان کے یہاں کی گیلی چیزوں اور کھانے پینے سے پرہیز کرنے کا مضائقہ نہیں اور اس بارے میں غیر مسلم اور غیر محتاط مسلمان برابر ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

ضمیمہ نہایات الارب فی غایات النسب از احمد عثمانی۔

(السوال) اس زمانہ پر فتن میں ہر چہار طرف سے آوازیں بلند ہو رہی ہیں۔ کہیں سے آواز آتی ہے کہ زن

---

(۱) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال لقیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وانا جنب فمد یدہ الی فقبضت یدی عنہ وقلت انی جنب فقال سبحان اللہ ان المسلم لا ینجس (شرح معانی الآثار ۱: ۱۶ ط سعید)

سے فلاں آبادی تباہ ہوگئی۔ کہیں سے صدا بلند ہو رہی ہے کہ مشرکین و کفار کی جانب سے فلاں ظلم و تشدد ہو رہا ہے۔ واقعی یہ ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ جو کچھ کہا جا رہا ہے وہ درست ہے۔ مگر اس کی طرف بالکل توجہ نہیں کہ اصل سبب ان تمام واقعات کا امور شرعیہ کو ترک کر دینا ہے۔ ہم دیگر اقوام سے اس کی شکایت نہیں کر سکتے کہ وہ کیا کریں۔ مگر اپنی قوم حضرات شیوخ سے ضرور درخواست کریں گے کہ تاوقتیکہ آپ حضرات امور شرعیہ پر عامل نہ ہوں گے ان مصائب سے نجات نہ ہوگی۔ امور شرعیہ منجملہ دیگر امور کے یہ بھی ہیں کہ رذیل اقوام سے خلط ملط بالکل نہ رکھیں۔ کیونکہ ان کی رذالت کا اثر ضرور واقع ہوگا۔ تخم تاثیر، صحبت کا اثر مشہور مقولہ ہے۔ و نیز ان دیگر اقوام رذیلہ سے معاملات خرید و فروخت و معاملہ تحقیق مسائل وغیرہ مطلقاً تعلق نہ رکھیں کیونکہ یہ جملہ امور علامات قیامت سے ہیں کہ آخر زمانہ میں اقوام شریفہ پستی میں ہوں گی اور اقوام رذیلہ کو ترقی ہوگی۔ آج دیکھا جاتا ہے کہ جولاہوں، تیلیوں، قصائیوں، نائیوں، دھوبیوں، بھٹیاروں، لوہاروں، درزیوں، سناروں، بساطیوں، اچھوتوں وغیرہ وغیرہ کو ترقی ہو رہی ہے۔ بلحاظ دنیا بڑے بڑے عہدوں پر قائم ہیں۔ مخاطبات کرتے ہیں۔ مولوی، مفتی، قاری، صوفی، شاہ صاحب، باوا، مسند وغیرہ و عبادات ہیں مگر یہ خیال نہیں کرتے کہ یہ باتیں ہماری اندر کیوں آ رہی ہیں۔ کیونکہ قرب قیامت کی نشانی ہے لیکن یہ جاہل لوگ خوش ہو رہے ہیں۔ جہنم کو بھول رہے ہیں۔ صاحبو! جب تک علم دین حضرات شیوخ میں رہا اور اقوام دیگر تابع رہیں کوئی آفت نہیں آئی۔ مگر جب سے قصائی، نائی، تیلی، لوہار، بساطی، کلال، جولاہے وغیرہ مولوی مدرس، قاری، صوفی، حافظ وغیرہ ہونے لگے، مصائب کا دور دورہ بھی آنے لگا۔ کیونکہ یہ لوگ متانت عقل سے دور رہتے ہیں اور بوجہ نادانی کے اندھے ہوتے ہیں۔ چنانچہ بعض حدیث سے ثابت ہو رہا ہے کہ دجال پر ایمان لانے والے اکثر جولاہے ہوں گے۔ وجہ یہ ہے کہ چونکہ یہ لوگ ہر وقت اسی خیال میں رہتے ہیں کہ جیسے بھی ہو خیانت کی جاوے۔ چونکہ یہ خیانت ایک زہریلی بلا ہے۔ اس وجہ سے دجال پر ایمان لانے کی علامت ہوگی۔ اور یہ خیانت جملہ دیگر اقوام میں موجود ہے۔ الا شاذ و نادر کالمعدوم۔ تو ثابت ہوا کہ یہ اقوام ہمراہ دجال ہوں گی۔ البتہ اگر یہ اقوام تابعداری شیوخ میں مصروف رہیں تو ان کی برکت سے تابع دجال سے نجات ہو سکتی ہے۔ غور کی ضرورت ہے کہ اس سے پہلے دیگر اقوام بوجہ تابع شیوخ راحت سے زندگی بسر کر رہی تھیں۔ ان میں خود بینی آتے ہی مصائب کی آمد شروع ہوگئی۔ مثلاً ہمارے سہارنپور میں مولوی حبیب احمد قصائی، مولوی منظور حسن قصائی، قاری عبدالخالق نائی، مولوی سعید جو باپان فروش، منشی عبدالکریم صاحب جولاہہ، مولوی مقبول احمد بساطی، مولوی نور محمد بھٹیارہ، مولوی عبدالمجید کباڑا وغیرہ وغیرہ افراد رذیل موجود ہیں کہ اپنی نادانی اور خبط عقل کی وجہ سے کوئی مہتمم ہونے پر ناز کر رہا ہے، کوئی مدرس یا مناظر ہونے پر فخار ہے۔ کوئی قاری ہونے پر کود رہا ہے۔ کوئی اپنی ولایت پر مغرور ہے۔ کوئی مصنف بن کر حضرت حقانی پر اعتراض کر رہا ہے۔ ہم کو یہ سن کر کہ ہمارے بھائی حاجی عزیز احمد صاحب، ایک جاہل حاجی سوزبازار خنسہ محمد صادق کباڑ سے مرید ہوگئے ہیں، افسوس ہوا کہ بھلا ولایت سے دیگر اقوام کا کیا تعلق؟ کیا مرید ہونے کے لئے مظاہر العلوم سہارنپور، دارالعلوم دیوبند، تھانہ بھون کے

مشرک نہ تھے؟ ہم اپنی قوم شیوخ سے درخواست کرتے ہیں کہ دیگر اقوام سے اجتناب کلی رکھیں۔ الحمد للہ۔ شیوخ میں علماء، قضاۃ، قراء، مشائخ، محدثین، مفسرین، مناظرین وغیرہ بکثرت موجود ہیں۔ دنیاوی لحاظ سے تجار بھی موجود ہیں۔ کل معاملات اپنی قوم شیوخ سے وابستہ رکھیں۔ تاکہ ہر قسم کی ترقی قوم کو ہو۔ دیگر اقوام سے جدا رہیں۔ چونکہ ان کی حالت ایمانیہ بہت خراب ہوتی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا فرمان تمثیل حامل فی عدد روشن موجود ہے۔ اب غور کیجئے کہ مرزا قادیانی پر ایمان کون لاتا ہے۔ جلاہے، جولاہے، تیلیوں، دھوبیوں وغیرہ کے؟ شیوخ میں سے بھی کوئی لاتا ہے؟ سو جبکہ ہمارے سامنے دجال صغیر پر ایمان لاتے ہیں تو ضرور دجال اکبر پر بھی یہ لوگ ایمان لاویں گے۔ اس سے قبل کچھ مضمون اخبار محقق سہارنپور مورخہ ۱۶ مئی ۱۹۳۵ء میں شائع ہو چکا ہے، وہ بھی قابل ملاحظہ ہے۔ باقی آئندہ بھی ہم یہ مضامین کا سلسلہ جاری رکھیں گے۔ حاصل یہ ہے کہ دیگر اقوام سے انقطاع کلی کریں۔ اور جو امور شرعیہ ہوں ان کی پابندی کریں۔ اس میں اپنی قوم سے ہمدردی بھی ہے اور ہر قسم کی فلاح دارین ہے۔

فقط والسلام۔ خادم قوم شیوخ احمد عثمانی سہارنپور۔

(۱) شیوخ برادری کا ادنی قوموں کے ساتھ تعلقات رکھنا۔
(۲) گھٹیا پیشہ سے منسلک افراد کا دینی تعلیم حاصل کرنا۔
(۳) ادنی قوموں کا دینی و دنیاوی ترقی کرنا کیسا ہے؟
(۴) خدا کی نعمتیں کسی مخصوص قوم کے ساتھ خاص نہیں۔
(۵) یہ غلط ہے کہ گھٹیا اقوام کو مراتب ولایت عطا نہیں ہوتے۔
(۶) احمد عثمانی کے ضمیمہ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ضمیمہ مذکورہ بالا کے متعلق علمائے دین سے چند سوالات :-

(السوال)(۱) کیا حضرت شیوخ کا دیگر اقوام مندرجہ ضمیمہ بالا سے تعلقات رکھنا خلاف شریعت ہے؟ اگر ہے تو ابتدائے اسلام سے اب تک اس کی طرف رہنمائی نہ کرنے کی قانون اسلام میں کیا مصلحت رہی؟

(۲) دیگر اقوام مندرجہ ضمیمہ کو علم دین حاصل کرنے کے لئے کیا قرآن شریف میں ممانعت کی ہے؟ اگر اجازت ہے تو کیا یہ شرط ہے کہ ان کا یہ فعل موجب مصائب ہوگا؟

(۳) دیگر اقوام مندرجہ ضمیمہ کا دینی و دنیاوی ترقی کرنا کیا شرعاً جائز ہے؟

(۴) کیا مراتب ولایت صرف شیوخ زادے لے سکتے ہیں؟ دیگر اقوام کے جو افراد ان کے ہم پلہ یا ان سے زیادہ خدا پرست گزر چکے یا موجود ہیں یا آئندہ ہوں گے کیا وہ مراتب ولایت کے مستحق نہیں ہیں؟

(۵) دیگر اقوام مندرجہ ضمیمہ کے افراد عابد و زاہد کو اگر خداوند کریم مراتب ولایت عطا کرنا پسند نہیں فرماتے تو پھر آیت ان اکرمکم عند اللہ اتقکم کی تفسیر کیا ہوگی؟

(۶) کتاب "غایات النسب" ایڈیشن اول اور اس کے ضمیمہ کو بعض علمائے دین حق بجانب اور صحیح بتا

چکے ہیں۔ کیا احمد عثمانی صاحب کے ضمیمہ کی بھی وہی حیثیت ہے؟

(المستفتی سرپرست جمعیۃ الانصار ضلع سہارنپور ۱۳۵۴ھ)

(جواب ۲۹۳) (۱) تمام مسلمان دینی اخوت کے لحاظ سے بھائی ہیں۔ انما المؤمنون اخوۃ قرآن مجید میں موجود ہے۔(۱) اور لافضل لعربی علی عجمی الناس کلهم بنو آدم و آدم من تراب(۲) المؤمن للمؤمن کالبنیان یشد بعضه بعضا(۳) احادیث صریحہ موجود ہیں۔ (۲) کسی مسلمان کو علوم دینیہ حاصل کرنے کی ممانعت نہیں۔ بلکہ ہر مومن تحصیل علم کے لئے مامور ہے۔ (۳) قطعاً جائز ہے۔ (۴) کسی قوم یا فرقہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی نعمتیں اور خدمات مخصوص نہیں۔ ان اکرمکم عندالله اتقکم(۴) خدا تعالیٰ کے یہاں تقویٰ یعنی ایمان اور اعمال صالحہ کا اعتبار ہے۔ (۵) یہ خطاب کہ حق تعالیٰ کی بارگاہ سے اقوام مندرجہ ضمیمہ کو مراتب ہدایت عطا نہیں ہوتے۔ (۶) یہ مضمون صراحۃً نصوص صحیحہ صریحہ کے خلاف ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

---

۱. الحجرات : ۱۰

۲. ابوداؤد، باب فی التفاخر بالاحساب : ۲/ ۳۵۰ ط امدادیہ

۳. ترمذی، باب ماجاء فی شفقة المسلم علی المسلم : ج ۲ ص ۱٤ ط سعید

٤. الحجرات : ۱۳

بارھواں باب
معاصی اور توبہ

(۱) تکمیل توبہ کی شرط۔
(۲) بوجہ مجبوری توبہ کرنا۔

(سوال) (۱) زید نے ڈاکے اور چوریاں کی ہیں۔ جن لوگوں کا مال کھایا اب تک وہ لوگ یا ان کی اولاد زندہ ہے۔ اس نے ان لوگوں سے مال مسروقہ خوردہ بخشوایا نہیں ہے۔ ایسی ہی سوکھی توبہ کی ہے۔ کیا ایسی توبہ شرعاً مقبول ہے۔ (۲) ڈاکہ زنی کا زور جب ڈاکہ اور چوری پر نہ ہو سکے بوجہ مجبوری توبہ کرے اور پھر پیری مریدی کرے تو ایسا آدمی قابل بیعت ہے یا نہیں؟

(المستفتی نمبر ۴۱۴ فقیر محمد خان (ضلع ہزارہ) ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ مطابق ۹ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

(جواب ۲۹۴) (۱) جن لوگوں کا مال ڈاکہ اور چوری سے لیا ہے ان کا مال واپس کرنا یا ان سے معاف کرانا تکمیل توبہ کے لئے ضروری ہے۔[1] (۲) توبہ تو ہر وقت لازم ہے اگر طاقت کے وقت توفیق نہیں ہوئی تو جس وقت ممکن ہو اسی وقت کرے۔

حقوق اللہ سے توبہ کے بعد ان کی قضا یا وصیت کرنا ضروری ہے۔

(سوال) یہ مسئلہ مشہورہ متفقہ ہے کہ حقوق اللہ توبہ کرنے سے تلف ہو جاتے ہیں۔ وہ اگر توبہ خالص کرے تو بفضل اللہ تعالیٰ توبہ مقبول و منظور ہو جاتی ہے اور اس کے گناہ صغیرہ ہوں مثل بوسہ لینا جائز یا کبیرہ ہوں مثل ترک نماز و تفویت نماز و تلف زکوٰۃ، معاف ہو جاتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا عسی ربکم ان یکفر عنکم سیئاتکم الایۃ (سورہ تحریم) پھر توبہ کے بعد اگر وہ سلامت و زندہ رہے۔ اس پر نماز و فوت کا مثل قضا کرنا واجب ہے یا نہیں۔ اسی طرح زکوٰۃ کی ادائیگی وغیرہ ذلک۔ اگر واجب ہے تو عفو کیا چیز ہوتی ہے۔ اگر واجب نہیں تو خیر الحمد للہ اور اگر زندہ نہ رہے تو کیا اس پر وصیت اسقاط صلوٰۃ کی واجب ہے یا نہیں۔ اگر وصیت نہ کی تو ماخوذ ہوگا یا نہیں؟

(المستفتی نمبر ۱۳۳۵ مولوی عبد اللہ صاحب (ضلع ملتان) ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ مطابق ۶ فروری ۱۹۳۶ء)

(جواب ۲۹۵) توبہ سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں، خواہ حقوق اللہ ہوں یا حق العباد[2] مگر توبہ کے معنی یہ

---

[1] اس کی اصل بخاری کی یہ روایت ہے: من کانت له مظلمة لاخيه من عرضه او شيء فليتحلله منه اليوم قبل ان لا يكون دينار ولا درهم ان كان له عمل صالح اخذ منه بقدر مظلمته وان لم تكن له حسنات اخذ من سيئات صاحبه فحمل عليه (كتاب ابواب الظلم والقصاص، باب من كانت له مظلمة عند الرجل الخ ۱: ۳۳۱ ط قدیمی)

[2] لا تقنطوا من رحمة الله ان الله يغفر الذنوب جميعا (الزمر ۳۹)

ہیں جو بیضاوی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہیں۔ وسئل علی رضی اللہ عنہ عن التوبة فقال يجمعها ستة اشياء على الماضي من الذنوب الندامة وللفرائض الاعادة ورد المظالم واستحلال الخصوم وان تعزم على ان لاتعود وان تربي نفسك في طاعة الله كماربيتها في معصية انتهى۔(۱) یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے توبہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ توبہ میں چھ باتیں ہونی چاہئیں۔ (۱) گزشتہ گناہ پر ندامت۔ (۲) فرائض کی ادائیگی۔ (۳) حقوق ادا کرنا۔ (۴) صاحب حق سے معافی طلب کرنا۔ (۵) اور آئندہ اجتناب کا پختہ ارادہ کرلینا۔ (۶) اور اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے ساتھ تربیت کرنا۔ تو ظاہر ہے کہ ایسی توبہ سے حقوق اللہ اور حقوق العبد سب معاف ہو جائیں گے اور یہ سوال پیدا نہیں ہوگا کہ فرائض فائتہ کو ادا کرنا ذمے پر باقی رہے گا یا نہیں۔ رہا یہ شبہ کہ اگر فرائض کی ادائیگی لازم رہی تو معافی بے معنی ہوگی۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس صورت میں معافی اس کوتاہی اور معصیت کی ہوگی جو فرائض کو اپنے معینہ وقت کے اندر ادا نہ کرنے کے ضمن میں متحقق ہوئی تھی(۲)۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ حقوق اللہ میں فرائض فائتہ کی ادائیگی کو موقع اور قدرت علی الاداء کے ساتھ مقید کردیا جائے۔ یعنی اگر باوجود قدرت کے فرائض فائتہ کو ادا نہ کرے تو کہا جائے کہ توبہ ہی کامل نہیں ہوئی اور اگر توبہ کے بعد ادائے فرائض کا موقع ہی نہ ملے تو توبہ کو کامل و مقبول قرار دے دیا جائے اور اس سے مواخذہ نہ ہو۔ قدرت علی الاداء میں قدرت علی الوصیت بھی شامل ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

گناہ کبیرہ کے مرتکب کو کافر کہنا۔

(سوال) اگر کوئی مسلمان کسی گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو تو اسے کافر کہنا درست ہے یا نہیں۔ اور عدم جواز کی صورت میں کافر کہنے والے پر شرعاً کیا حکم صادر ہوگا۔

(المستفتی نمبر ۱۵۲۲ خواجہ عبدالمجید صاحب (بنگال) ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۲ جون ۱۹۳۷ء)

(جواب ۲۹۶) گناہ کبیرہ کے ارتکاب سے کفر لازم نہیں آتا۔ محض گناہ کبیرہ کے ارتکاب پر کسی کو کافر کہنا سخت گناہ ہے۔(۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

۱۔ آیت ”یایها الذین امنوا توبوا الی الله توبة نصوحا“ (التحریم: ۸) کے ذیل میں تفسیر بیضاوی میں مذکور ہے۔ نیز تفسیر کشاف میں بھی اس مقام پر یہ روایت موجود ہے۔

۲۔ وقال عیاض: اجمع اهل السنة والجماعة ان الكبائر لايكفرها الا التوبة، ولا قائل بسقوط الدين ولو حقا لله تعالى كدين صلاة وزكاة، نعم اثم المطل وتاخير الصلاة ونحوها يسقط. (در مختار باب الهدی ۲/ ۶۲۳ ط سعید)

۳۔ [illegible] من يكون فاسقا [illegible] (شرح فقہ اکبر، فصل [illegible] من يكفر بالفسق ص ۱۷۵ ط [illegible])

بار بار گناہ کرنا اور بار بار توبہ کرنا۔

(سوال) بار بار گناہ کرنا اور بار بار توبہ کرنا کیسا ہے؟

(المستفتی نمبر ۱۵۹۱ جلال الدین صاحب (ضلع حصار پنجاب) ۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ م ۱۲ جولائی ۱۹۳۷ء)

(جواب ۲۹۷) توبہ کرکے پھر گناہ کرنا۔ پھر توبہ پھر گناہ کرنا۔ غرضیکہ بار بار ایسا کرنا بہت برا ہے۔ مگر پھر بھی توبہ کرنا لازم ہے مایوسی کہ اب توبہ قبول نہ ہوگی نہیں ہونی چاہئے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

معصیت کے ارادے سے گناہ عائد ہوتا ہے یا نہیں؟

(سوال) ایک شخص گھر سے زنا کی نیت سے نکلا اور وہ کسی وجہ سے واپس لوٹ آیا۔ آیا اس پر گناہ عائد ہوگا یا نہیں؟

(المستفتی نمبر ۲۲۷۹ [illegible] ی۔ منصوری (بمبئی) ۲ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ مطابق ۲ جون ۱۹۳۸ء)

(جواب ۲۹۸) زنا کا گناہ تو نہیں ہوا۔ یہ ارادہ تھا اور جب پورا نہیں ہوا تو گناہ نہیں لکھا گیا۔ توبہ کرے تو اس ارادۂ بد کا مواخذہ بھی نہیں ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

سچی توبہ کرنے سے گناہ معاف ہو جاتا ہے۔

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی۔ مورخہ ۲۲ جون ۱۹۲۷ء)

(سوال) جس گناہ کی وجہ سے توبہ کیا جاتا ہے بعد توبہ کر لینے کے وہ گناہ کیا جاتا ہے؟ توبہ کے بعد اگر گناہ پورا یا کم باقی رہ جاتا ہے تو پھر توبہ سے کیا حاصل؟ اور اس توبہ کا کیا مقصد ہو؟

(جواب ۲۹۹) جس گناہ سے سچی توبہ کر لی جائے وہ گناہ معاف ہو جاتا ہے(۱)۔ یعنی پھر اس کا مواخذہ نہیں ہوگا۔ کامل اور سچی توبہ کے بعد گناہ باقی نہیں رہتا(۲)۔ کامل توبہ کے ارکان یہ ہیں۔ (۱) ادائے حق، یعنی کسی کا مال چرایا تھا یا روزہ چھوڑ دیا تھا تو پہلے اس شخص کا مال اسے دے دیا جائے یا روزہ قضا کر لیا جائے۔ اگر حق قابل ادا نہ ہو تو صاحب حق سے معاف کرا لیا جائے۔ (۲) گذشتہ ارتکاب گناہ پر ندامت و استغفار۔ (۳) آئندہ کے لئے پختہ ارادہ کہ اب یہ کام نہ کروں گا(۳)۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ، مدرسہ امینیہ دہلی۔

---

(۱) ان العبد اذا اعترف ثم تاب تاب اللہ علیہ (بخاری، کتاب المغازی، حدیث الافک ۲/ ۵۹۶ ط قدیمی)

(۲) التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ (ابن ماجہ، باب ذکر التوبۃ ص ۳۱۳ ط قدیمی)

(۳) [illegible]

کیا فطری طور پر اندھا، بہرا، گونگا شخص گناہ گار ہو سکتا ہے؟

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی مورخہ ۲۶ جون ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک آدمی جو آنکھوں سے اندھا، کانوں سے بہرا اور زبان سے گونگا ہے۔ یعنی یہ سہ حس قدرت نے اس کو عطا ہی نہیں کیں، تو کیا وہ گناہ گار ہو سکتا ہے؟ مذکورہ آدمی جوانی کی حالت میں گھاس کاٹ کر لاتا اور بھیک مانگتا رہا مگر بوساطت دوسرے اشخاص کے۔

(جواب ۳۰۰) جو شخص فطری اندھا، گونگا، بہرا ہے اس پر ان اعضاء سے متعلق جو اعمال وافعال ہیں، ان کے بجا نہ لانے کا کوئی مواخذہ نہ ہوگا۔(۱) محمد کفایت اللہ غفر لہ۔

غلطی سے آگاہ ہو کر گمراہی سے توبہ کر لینا۔

(از اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۲۴ء)

(سوال) چند مسلمانوں نے ایک بے شرع گمراہ فقیر کے پھندے میں پھنس کر اس کا عقیدہ اختیار کیا۔ اس کے مرید ہوئے۔ نماز روزہ چھوڑ دیا اور وقتاً فوقتاً کلمات نامشروع بھی زبان سے نکالتے تھے۔ اب وہ لوگ اپنی غلطی سے آگاہ ہو کر فقیر کی صحبت کو ترک کر دیا اور اپنی بدعت سے باز آئے اور بہت سے مسلمانوں کے مجمع میں ایک عالم کے سامنے یہ اظہار کیا کہ ہم لوگوں نے جس عقیدہ کو اختیار کیا تھا اس سے باز آئے اور توبہ کیا۔ اب کبھی ہم فقیر کے پاس نہیں جائیں گے۔ ان لوگوں کا توبہ صحیح ہو گیا یا نہیں؟

(جواب ۳۰۱) جب ان لوگوں نے علی الاعلان توبہ کر لی اور نماز پڑھنی شروع کر دی تو مسلمانوں کو بھی چاہئے کہ ان کے ساتھ اسلامی برتاؤ اور محبت و سلوک کا معاملہ کر کے ان کے قلوب کو اپنی طرف مائل اور جہالت سے بالکلیہ علیحدہ کر دیں۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ۔

عالم کا توبہ کے الفاظ تلقین کرنے کی اجرت طلب کرنا.

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۲۸ء)

(سوال) چند لوگوں نے توبہ کرنے کے لئے ایک مولوی صاحب کو دعوت دی۔ مولوی صاحب نے ان سے روپیہ کا مطالبہ کیا۔ داعی نے روپیہ دینے کا وعدہ کیا۔ مولوی صاحب وقت مقررہ پر کشتی سے وہاں پہنچا اور کہا کہ روپیہ ادا کرو ورنہ کشتی میں سے نہیں نکلوں گا۔ بہت منت پر اٹھا اور بولا روپیہ نہ دینے پر توبہ نہیں کراؤں گا۔ داعی نے مجبوراً حسب وعدہ دس روپے دے دیئے۔ حاضرین تائبین میں سے ایک شخص بولا کہ ایسے مولوی صاحب کے ہاتھ پر توبہ نہیں کروں گا اور کل دوسرا مولوی صاحب کو بلا کر توبہ کر لوں گا۔ اس پر مولوی صاحب نے خفا ہو کر برا بھلا کہا۔ اس شخص نے بھی اس کا جواب دیا اور یہ بھی کہا کہ تم عالم نہیں،

“لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا” (بقرۃ: ۲۸۶)

معلوم نہیں۔ ان باتوں کی وجہ سے مولوی صاحب نے ان لوگوں پر کفر کا فتویٰ دیا ہے اور کہا ہے کہ ان لوگوں کی بیویاں مطلقہ بطلاق بائن ہوگئیں۔ کسی مسلمان کو ان کے ساتھ ملنا جانا جائز نہیں اور کسی حالت میں ان سے جو اولاد ہوں گے۔ وہ حرامزادے ہوں گے۔ واضح رہے کہ متعدد شاہدوں کی شہادت سے معلوم ہوا کہ مولوی صاحب مذکور کے اخلاق واعمال بہت خراب ہیں۔ تاش پاسہ وغیرہ کھیلتے ہیں۔ بعض کی زمین غصب کیا ہے اور بعض مقدمہ کرکے کئی مدیون سے دوہرا روپیہ وصول کیا اور بھی کئی قسم کے کئی ناجائز کے مرتکب ہیں۔

(**جواب ۳۰۲**) معلوم نہیں کہ یہ توبہ کرانے کے لئے مولوی صاحب کو بلانا اور ان کا روپیہ لے کر توبہ کرانا اس کا کیا مطلب ہے اور یہ کیسی رسم ہے۔ ہمارے اطراف میں تو یہ رسم نہیں ہے۔ ہمیں اس کی حقیقت معلوم ہی نہیں۔ توبہ کرنے والے خود خدا تعالیٰ کی جناب میں توبہ کرسکتے ہیں۔ کسی مولوی کو بلانے کی ضرورت ہی نہیں۔ اگر کسی عالم کو توبہ کے الفاظ تلقین کرنے کے لئے بلایا ہے تو اس کو اجرت طلب کرنا نہیں چاہئے۔ ہاں اگر مقام دور ہو تو سواری کا کرایہ لے سکتا ہے۔

اگر شخص مختلف نے مولوی صاحب کے متعلق صرف یہی لفظ کہے ہیں کہ "تم عالم نہیں، مولوی نہیں۔" تو اس پر کفر کا حکم درست نہیں۔ نہ ان لوگوں سے مقاطعہ کرنا درست جو اس کے ساتھ ہوں کیونکہ اس میں عالم کی حیثیت عالم ہونے کی توہین نہیں ہے بلکہ عالم ہونے سے انکار ہے۔

اور اگر مولوی صاحب سے یہ افعال جو سوال میں مذکور ہیں صحیح ہیں تو وہ بوجہ ارتکاب کبائر اور فسق کے کسی تعظیم کے مستحق نہیں ہیں۔(۱) محمد کفایت اللہ غفرلہ

کتنی عمر تک بچے معصوم ہوتے ہیں؟

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی۔ مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۲۹ء)

(**سوال**) باری تعالیٰ کے نزدیک کس عمر کے بچے معصوم قرار دیئے جاسکتے ہیں اور معصوم کا کیا درجہ ہے؟

(**جواب ۳۰۳**) بچہ جب تک نابالغ ہے اس وقت تک معصوم ہے(۲)۔ یعنی اس سے کوئی مواخذہ نہ ہوگا۔ اس کی شفاعت قبول ہوگی اور حق تعالیٰ کی نظر رحمت اس کی طرف زیادہ ہوگی۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ۔

توبہ سے حرام مال حلال نہیں ہوتا۔

(از اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۲۹ء)

(**سوال**) زانیہ اگر تائب ہو جائے تو اس کا کسب کردہ مال حلال ہو جاتا ہے یا نہیں؟

(**جواب ۳۰۴**) توبہ سے مال حلال نہیں ہوتا۔ زنا کا گناہ معاف ہو جاتا ہے۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ۔

۱۔ "واما الفاسق وقد وجب علیهم اهانته شرعاً" ردالمحتار : ۱/ ۵۶۰ ط سعید)

۲۔ "رفع القلم عن ثلاثة عن الصغیر حتی یکبر الخ" (ابن ماجه، ابواب الطلاق باب طلاق المعتوه، ص ۱۴۷ ط قدیمی)

نابالغی کی حالت میں سرزد گناہوں پر مواخذہ نہیں۔

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی مورخہ یکم دسمبر ۱۹۳۵ء)

(سوال) میرے بزرگ میرے رہبر جناب مفتی صاحب دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ دست بستہ گزارش بندۂ حقیر کی یہ ہے کہ میں جب کہ قرآن شریف پڑھنے کے لئے مسجد میں جایا کرتا تھا اور رات کے وقت گھر میں مطالعہ کیا کرتا تھا۔ ایک روز جب کہ میری طبیعت پڑھنے کی طرف بالکل رجوع نہ تھی مگر والدہ اور ہمشیرہ محترمہ کی تنبیہ اور زبردستیوں کے باعث مجھ کو قرآن شریف کے پڑھنا پڑا اور میں بد نصیبی اور غصے کے غلبے میں اندھا ہو کر قرآن شریف کی بے حرمتی کر بیٹھا (یعنی قرآن شریف کے اوپر پاؤں رکھ دیا) اور اس گناہ عظیم کے تقریباً دو ڈھائی سال بعد نادانی کے جوش میں آکر اپنا پیشاب نکال کر خود ہی پی گیا۔ میرے بزرگ یہ دونوں غلطیاں میری نابالغی کے زمانے میں سرزد ہوئی تھیں۔ میرا گمان غالب یہ ہے کہ پہلی غلطی پر میری عمر تقریباً نو سال اور دوسری غلطی کے وقت بارہ سال تھی۔ میں بوجہ شرم کے خود حاضر نہیں ہو سکتا یہ غلطی یہ گناہ عظیم ایسا سرزد ہوا ہے کہ شاید دنیا میں کسی نے بھی نہ کیا ہوگا۔ آپ اس کا جواب اخبار الجمعیۃ میں شائع فرمادیں۔ جو کچھ کفارہ یا ہدایات ہوں وہ بھی تحریر فرمادیں۔

دہلی کا ایک گناہ گار مسلمان لڑکا۔

(جواب ۳۰۵) عزیزم سلمکم اللہ تعالیٰ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ اگر تمہارا یہ خط بے نام و نشان نہ ہوتا تو میں اس کا جواب خود تمہارے پاس آکر تم کو زبانی بتاتا اور تمہاری تسلی کر دیتا۔ تمہارے اس خط کا میرے دل پر بہت اثر ہوا ہے کیونکہ تم اٹھارہ سال کی عمر میں اپنی نادانی کے زمانے کی غلطیوں کا تندرست احساس و تاثر تمہاری فطری سعادت اور ایمانی قوت کی دلیل ہے۔ میں نے تمہارے لئے بہت مخلصانہ دعائیں کی ہیں کہ رب العزت جل شانہ تم کو اس ایمانی جذبہ میں مزید در مزید ترقی عطا فرمائے۔ آمین!

عزیزم جو غلطیاں کہ تم سے ہوئی تھیں وہ غلطیاں ضرور تھیں مگر اول تو نابالغی اور نادانی کے زمانے کی غلطیاں حضرت حق جل شانہ کے یہاں قابل مواخذہ نہیں کیونکہ صریح حدیث شریف میں ہے رفع القلم عن ثلثة عن المعتوه حتى يفيق والنائم حتى يستيقظ والصبي حتى يحتلم او كما قال۔[1] یعنی بچہ جب تک بالغ نہ ہو جائے اس وقت تک قابل مواخذہ نہیں۔ دوسرے یہ کہ تمہاری یہ ندامت اور شرمندگی جس کا ثبوت تمہارے اس خط کے ایک ایک حرف سے ہوتا ہے اس سے بہت بڑی غلطیوں کی معافی کے لئے بھی کافی ہے۔ فان العبد اذا اعترف وتاب تاب الله عليه۔[2] یعنی جب کوئی بندہ اپنے مولیٰ کے سامنے اپنے گناہ کا اعتراف کرے اور توبہ کرے تو مولائے کریم اسے معاف ہی فرما دیتا ہے۔ اس لئے اب ان غلطیوں کی بنا پر تمہیں تشویش نہیں ہونی چاہئے اور اس کا کوئی کفارہ تمہارے ذمہ واجب نہیں۔ بس آئندہ زندگی میں اطاعت خدا و رسول اور اتباع سنت پر قائم رہنا ہی اس قسم کی تمام گزشتہ غلطیوں کے لئے کفارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ تم کو بایں جذبہ ایمانی اپنی

---

[1] ابن ماجه، ابواب الطلاق، باب طلاق المعتوه والصغير والنائم: ص ۱۴۷ ط قدیمی

[2] بخاری، کتاب المغازی، حدیث الافک: ۲/ ۵۹۶ ط قدیمی۔

توفیق خاص سے نوازے اور تمہارا حافظ و ناصر ہو۔ والسلام علیکم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

توبہ کے بعد دوبارہ گناہ کا ارتکاب کرنا.

(الجمعیۃ مورخہ ۴ نومبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) جو شخص کسی بد عقیدہ کے قول یا فعل سے ایک مجمع عام میں برا جان کر توبہ کر چکا ہو اور پھر اسی قول یا فعل کی اتباع کرے اس کے واسطے شرعاً کیا حکم ہے؟

(جواب ۳۰۶) توبہ کے بعد پھر اسی برائی کا ارتکاب کرنا بہت زیادہ برا ہے اور اس کا مواخذہ زیادہ سخت ہو جاتا ہے۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ۔

انشاء اللہ کے ساتھ کیا گیا وعدہ پورا نہ ہونے پر جھوٹ کا گناہ ہو گا یا نہیں؟

(الجمعیۃ مورخہ ۲ مئی ۱۹۲۷ء)

(سوال) کوئی شادی کی تقریب یا مکان کی تعمیر یا کسی کا قرضہ ہو اس کا بغیر کسی ظاہر اسباب ہونے کے صرف خدا کے بھروسے پھر انشاء اللہ کے ساتھ وعدہ کرے کہ فلاں مہینے یا فلاں تاریخ کو یہ کام کر دوں گا اور خدا کے دربار سے کافی امید ہو اور پھر وہ کام مقررہ وقت پر نہ ہو تو جھوٹ ہوا یا نہیں؟

(جواب ۳۰۷) اس صورت میں جھوٹ کا گناہ نہ ہو گا۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ

عابد اور تائب میں افضل کون ہے؟

(الجمعیۃ مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) عابد اور تائب میں کس کا مرتبہ زیادہ ہے؟

(جواب ۳۰۸) عابد کا مرتبہ زیادہ ہے۔ اگرچہ عاصی تائب جب کہ اس کی توبہ قبول ہو جائے خدا کے نزدیک محل عتاب نہیں رہتا لیکن وہ فضیلت جو عابد نے وقت عبادت میں عبادت کرکے حاصل کی ہے وہ قاعدہ کی رو سے تائب کو حاصل نہیں۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ

تیرھواں باب
مختلف فرقے

فصل اول: فرقہ شیعہ

شیعوں کا ذبیحہ، ان سے رشتہ داری اور دیگر تعلقات استوار کرنے کا حکم.

(سوال) شیعوں کے ہاتھ کا ذبیحہ اور ان کے ساتھ کھانا اور رشتہ کرنا درست ہے یا نہیں۔ نیز سلام علیک کرنا اور جواب سلام دینا کیسا ہے؟

(جواب ۳۰۹) رافضیوں کا وہ فرقہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو (معاذ اللہ) خدا یا [illegible] مانتا ہو ان کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا درست نہیں (۱) اور جو لوگ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خلفائے ثلاثہ پر صرف فضیلت مانتے ہوں ان کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز ہے (۲) اور ان لوگوں کی لڑکیوں سے نکاح کرنا بھی جائز ہے۔ مگر انہیں اپنی لڑکیاں نہیں دینا چاہئے۔ بلا ضرورت ان سے سلام کرنا یا خلط ملط رکھنا بھی اچھا نہیں (۳)

شیعہ اسماعیلیہ کا سنیوں کے ساتھ ان کی مسجد میں عبادت بجالانے کا حکم.

(سوال) ایک ہندو ریاست میں ایک شکستہ شاہی جامع مسجد سرکار کے عطیہ اور سنی و شیعہ کے متفقہ چندہ سے انجمن اسلام کی نگرانی میں جس کا صدر ایک شیعہ اسماعیلیہ اور منصرمہ کمیٹی کے اراکین دونوں فریق سے منتخب ہوئے تھے تخمیناً ڈیڑھ لاکھ روپے کے خرچ سے تعمیر ہوئی۔ اس مسجد میں ایک مدت تک فرقہ شیعہ اسماعیلیہ کی ایک شاخ سلیمانیہ کے اراکین جب کبھی نماز کے وقت موجود ہوئے تو حنفی پیش امام کی کامل اقتداء میں نماز باجماعت ادا کرلیا کرتے تھے، کیونکہ یہ گروہ اس مسئلے میں دوسرے شیعوں مثلاً داؤدی و اثناء عشری وغیرہ (جو کبھی سنیوں کی اقتداء میں نماز نہیں پڑھتے) سے مختلف ہے۔ علاوہ اس کے یہ گروہ سب شیخین نہیں کرتے۔ ہاں عقائد میں تفضیلیہ ہیں۔ تھوڑے عرصے سے سنیوں نے اس بناء پر کہ شیعوں کا داخلہ اس مسجد میں قطعی ممنوع ہے فرقہ سلیمانیہ مذکورہ بالا کو مسجد میں داخل ہونے، نماز پڑھنے، قرآن مجید اور وعظ سننے سے روکا اور حال میں اس فرقے کے لوگوں کو جب کہ وہ ایک سنی عالم کا وعظ سننے مسجد میں آئے زدوکوب کیا۔ لہذا کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ:

(۱) شیعہ اسماعیلیہ مذکورہ بالا مسجد میں نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ اور سنیوں کی نماز میں ان کی شرکت باجماعت سے کسی قسم کا خلل تو نہیں آتا؟

---

(۱) فلا تؤكل ذبيحة اهل الشرك والمرتد (الفتاوى الهندية، كتاب الذبائح، الباب الاول ۵/ ۲۸۵ ط ماجدية)

(۲) وان كان يفضل عليا كرم الله تعالى وجهه على ابي بكر رضى الله عنه لا يكون كافرا الا انه مبتدع (الهندية، باب المرتد: ۲/ ۲۶۴ ط ماجدية)

(۳) "ولا تركنوا الى الذين ظلموا فتمسكم النار" (هود: ۱۱۳)

(٢) شیعہ سنی مسجد میں قرآن مجید اور وعظ سننے آسکتے ہیں یا نہیں؟ دراں حالیکہ ان میں سے ہر کوئی مخصوص سنی میں علیحدہ اپنے طریق پر نماز ادا کرے تو اس کی اجازت ہے یا نہیں؟

(٣) جو لوگ مسجد میں اہل قبلہ کو زدوکوب کریں ان کے لئے کیا حکم ہے؟ دراں حالیکہ وہ اہل قبلہ نماز پڑھنے یا وعظ سننے یا کلام مجید کی تلاوت کے لئے حاضر ہوں۔ بینوا توجروا۔

(المستفتی سید نواب علی۔ پروفیسر بڑودہ کالج)

(جواب ٣١٠) اگر سوال کے امور مذکورہ صحیح ہیں یعنی شیعہ اسماعیلیہ اعتقاداً صرف تفضیلیہ ہیں اور اہل سنت کے پیچھے نماز پڑھنا جائز سمجھتے ہیں اور یہ کہ پہلے وہ سنی مسجد میں نماز پڑھتے رہے ہیں، تو اب بھی وہ مسجد میں نماز اور استماع وعظ کے لئے آسکتے ہیں۔ مسجد میں زدوکوب کرنا سخت مذموم ہے اور جس فریق نے اس کی ابتداء کی ہے وہی ذمہ دار ہے۔

(جواب دیگر ٣١١) شیعہ تفضیلیہ جو تبرا نہیں کرتے سنیوں کی مسجد میں سنی امام کے پیچھے نماز پڑھنے کے لئے آئیں تو آسکتے ہیں، مگر اپنے مذہب کے ایسے کام جو سنیوں کے مذہب میں ناجائز ہوں یا موجب فتنہ ہوں نہیں کرسکتے۔ اسی طرح قرآن خوانی اور وعظ میں بھی شامل ہوسکتے ہیں۔

اہلسنت کی مسجد میں سنی امام کے پیچھے شیعہ کا نماز پڑھنا۔

(سوال) سنی حنفی مذہب کی جامع مسجد جو سرکار کی نگرانی میں ہے اس میں حنفی المذہب پیش امام کے پیچھے شیعہ نماز پڑھنے کے مستحق ہیں یا نہیں؟ مذکورہ بالا مسجد میں اگر قرآن مجید کی تلاوت ہوتی ہو اس وقت قرآن مجید سننے کے لئے شیعہ بیٹھ سکتے ہیں یا نہیں۔ مذکورہ بالا مسجد میں شیعہ وعظ سننے جاسکتے ہیں یا نہیں؟

(المستفتی احمد حسین قاضی شہر نواب باڑہ بڑودہ)

(جواب ٣١٤) سنی فرقہ کی مسجد یعنی جامع مسجد میں سنی حنفی امام کے پیچھے شیعوں کے ان فرقوں کے افراد جو حد کفر تک نہیں پہنچتے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ مگر وہ کوئی ایسا عمل نہیں کرسکتے جو سنی مذہب میں ناجائز یا موجب فتنہ ہوں۔ تلاوت کے وقت بشرط عدم فتنہ وہ بیٹھ سکتے ہیں اور بشروط متقدمہ وعظ سننے جاسکتے ہیں۔ مگر ان امور سے استحقاق کے دعوے کا فیصلہ دستور قدیم پر ہوگا۔ مسلمانوں کی مسجد میں سرکاری نگرانی کا کیا مطلب؟ اگر نگرانی سے مراد صرف حفظ امن ہے تو خیر اور اگر مسجد کے انتظامات میں مداخلت مراد ہے تو ناجائز ہے۔ غیر مسلم مسجد کے انتظامات میں مداخلت نہیں کرسکتے۔ فقط

(جواب دیگر ٣١٣) ایسے لوگوں کا مسجد میں آنا اور سنی امام کے پیچھے نماز ادا کرلینا جائز ہے۔ لیکن بصورت نزاع استحقاق کا فیصلہ دستور قدیم کے موافق ہوگا۔ اگر وہ پہلے سے آتے رہے ہیں اور نماز ادا کرتے رہے ہیں تو آنے اور نماز پڑھنے کا ان کا حق ہے اور اگر پہلے کبھی نہیں آئے اور نماز نہیں پڑھی تو سنیوں کی رواداری پر ہے کہ اب آنے دیں یا نہ آنے دیں۔ بہر حال ان کی شرکت سے سنیوں کی نماز میں خلل نہیں آتا۔ فقط

(جواب دیگر ٣١٤) جو لوگ کہ عقائد کفر تک نہ پہنچیں مثلاً شیعہ تفضیلیہ وہ مسجد میں نماز پڑھ سکتے

ہیں۔ اہل سنت والجماعت کی مسجد میں اگر پہلے سے یہ لوگ نماز پڑھتے چلے آئے ہیں تو اب بھی آسکتے ہیں اور ان میں کا کوئی فرد متدین و معتقد ہو اور مسجد کی بھلائی کی امید ہو تو اس کو منتظمہ جماعت کا رکن بھی بنایا جا سکتا ہے۔ مگر ان کو اس مسجد میں اپنے عقائد کی تبلیغ و اشاعت کرنی یا کوئی امر موجب فتنہ نکالنا جائز نہیں اور نہ اس صورت میں ان کو آنے کی اجازت دی جا سکتی ہے۔ سنی حنفی امام کی اقتداء میں نماز پڑھنا یا وعظ سننا ہو اور کوئی امر تبلیغ مذہب کی غرض سے نہ کرنا ہو تو مضائقہ نہیں کہ آنے دیا جائے۔ جامع مسجد اور دیگر مساجد کا حکم ایک ہے۔ فقط

شیعہ لڑکے کا سنی لڑکی سے نکاح.

(سوال) ایک شیعہ لڑکا سنی لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ اس کے متعلق کیا حکم ہے۔ اگر سنی قاضی یا پیش امام نکاح پڑھنے سے انکار کرے اور کوئی شیعہ پڑھا دے تو کیا حکم ہے؟ یہ شیعہ تفضیلی ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو باقی خلفاء پر فضیلت دیتے ہیں۔ عالمگیری کی جلد دوم صفحہ ۲۶۴ میں یہ عبارت ہے الرافضی اذا کان یسب الشیخین او یلعنهما والعیاذ باللہ، فهو کافر۔ وان کان یفضل علیا کرم اللہ وجهه علی ابی بکر الصدیق لایکون کافرا الا انما هو مبتدع اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ سے سنی لڑکی کا نکاح درست نہیں ہے۔

(المستفتی نمبر ۲۳۲ حافظ محمد اسحاق (دہلی) ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۸ ستمبر ۱۹۳۵ء)

(جواب ۳۱۵) شیعہ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دوسرے صحابہ پر فضیلت دیتا ہے اور اس کے علاوہ اور کوئی بات اس میں شیعیت کی نہیں تو یہ کافر نہیں ہے(۱) اور ایسے شیعہ کے ساتھ سنی لڑکی کا نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر شیعہ غلطی وحی یا الوہیت علی یا افک صدیقہ کا قائل ہو یا قرآن مجید میں کمی بیشی ہونے کا معتقد ہو، صحبت صدیق کا منکر ہو تو ایسے شیعوں کے ساتھ سنی لڑکی کا نکاح منعقد نہیں ہوتا(۲) اور چونکہ شیعوں میں تقیہ کا مسئلہ شائع اور معمول ہے اس لئے یہ بات معلوم کرنی مشکل ہے کہ فلاں شیعہ قسم اول میں سے ہے یا قسم دوم سے۔ اس لئے لازم ہے کہ شیعوں کے ساتھ مناکحت کا تعلق نہ رکھا جائے۔ شیعہ لڑکی کے ساتھ سنی مرد کا نکاح ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ تعلق پیدا کرنا اکثر حالات میں مضر ہوتا ہے۔ اس لئے اجتناب ہی اولیٰ ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

شیعہ سنی مناکحت کا حکم.

(سوال) زید کے والد اپنی زبان سے اقرار کرتے ہیں کہ میں اہل سنت والجماعت ہوں۔ مگر انہوں نے اپنا نکاح ایک

---

(۱) وان کان یفضل علیا کرم اللہ تعالی وجهه علی ابی بکر رضی اللہ عنه لایکون کافرا لانه مبتدع (الهندیة، باب المرتد ۲ / ۲٦٤ ط ماجدیة)

(۲) الرافضی ان کان یسب الشیخین ویلعنهما والعیاذ باللہ فهو کافر ولو قذف عائشة کفر ویجب اکفار بقولهم ان جبرئیل غلط فی الوحی الی محمد صلی اللہ علیه وسلم دون علی بن ابی طالب رضی اللہ عنه وهؤلاء القوم خارجون عن ملة الاسلام واحکامهم احکام المرتدین (الهندیة، باب المرتد ۲ / ۲٦٤ ط ماجدیة)

عورت شیعہ سنی عورت رافضی سے بیاہی ہے اور اس رافضی عورت سے چار بچے ہیں اور انہوں نے اپنی لڑکیوں کی شادیاں بھی شیعہ لوگوں میں کر رکھی ہیں اور زید کا کہنا ہے کہ میں شیعہ نہیں ہوں۔ سنت و جماعت ہوں۔ حالانکہ اس نے اپنی شادی بھی ایک عورت شیعہ سے کر رکھی ہے اور میل جول خلط ملط سے کسی طرح سے کوئی فرق نہیں ہے۔ زید کہتا ہے میں سنت جماعت ہوں اور ایک سنت جماعت حنفی المذہب نے اب رقعہ اپنی شادی کا بھیجا ہے اور شادی سنت جماعت میں کرنا چاہتا ہے۔ ایسی صورت میں اس زید سے سنت جماعت کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں ہو سکتا۔ جو اولاد رافضی کے تخم سے پیدا ہوئی اور وہیں پرورش پائی، وہ کیا ہوئی۔ رافضی ہوئی یا سنت و جماعت ہوئی۔ شیعہ لوگوں میں دھوکہ دینا جائز کر رکھا ہے۔ اپنی مطلب برآری کے واسطے جس وقت وہ تقیہ کرتے ہیں۔ کیا شرعاً یہ حکم ہے؟

(المستفتی نمبر ۳۵۳ محمد دین صاحب (دہلی) ۲۸ ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۱ فروری ۱۹۳۴ء)

(جواب ۳۱۶) شیعوں کے بہت فرقے ہیں۔ بعض فرقے کافر ہیں۔ مثلاً جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی الوہیت یا حلول کا اعتقاد رکھتے ہیں یا غلط فی الوحی یا قذف عائشہ صدیقہؓ یا قرآن مجید میں کمی زیادتی کے قائل ہیں۔ ایسے شیعوں کے ساتھ رشتہ کرنا ناجائز ہے۔ اور جو لوگ کہ حد کفر تک نہیں پہنچے ان کے ساتھ مناکحت جائز ہے۔ یہ صحیح ہے کہ شیعوں کے یہاں تقیہ کا مسئلہ ہے اور اس بنا پر ان کے خیالات اور عقائد کا پتہ لگانا مشکل ہے اور جو شخص اس بات سے واقف ہیں وہ شیعوں میں رشتہ ناطہ کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

رافضیت اختیار کر کے خلفائے راشدین بالخصوص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو گالی دینے والا مرتد ہے۔

(سوال) (۱) نذیر احمد قوم نداف ساکن نجیب آباد معہ متعلقین جو عرصہ تقریباً ڈیڑھ سال سے اپنا مذہب ترک کر کے رافضی ہو گیا ہے اور اب تمام کام وہی کرتا ہے جو رافضی کرتے ہیں اور خلفائے راشدین خصوصاً سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان میں سخت کلامی کرتا ہے وہ شرعاً مرتد ہے یا مسلمان۔ (۲) نذیر احمد مذکور کے ساتھ مسلمانوں کو کیا برتاؤ کرنا چاہئے۔ (۳) ہم لوگوں کی برادری کی پنچایت ہے۔ شرعاً ہمیں نذیر احمد سے ترک تعلقات کرنا ضروری ہے یا نہیں۔ (۴) اگر برادری کی پنچایت نذیر احمد کو برادری سے خارج نہ کرے تو تمام برادری گناہ گار ہوگی یا نہیں۔ (۵) نذیر احمد مذکور سے اور اس کے متعلقین سے جو رافضی ہو چکے ہیں مسلمان مناکحت قائم کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(المستفتی نمبر ۱۵۱۲ میاں جی خدا بخش نداف (ضلع بجنور) ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۳۰ جون ۱۹۳۷ء)

---

(۱) وحرم نکاح الوثنیة . وفی [illegible] وفی شرح الوجیز وکل مذهب یکفر به معتقده (رد المحتار ۳/ ۴۵ ط سعید)

(جواب)(از مفتی مسعود احمد نائب مفتی دارالعلوم دیوبند) اگر فی الواقع نذیر احمد نے شیعہ مذہب اختیار کر لیا ہے اور سب شیخین کرتا ہے یعنی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیتا ہے، تو وہ مرتد ہے۔ فتاوی عالمگیری باب احکام المرتدین میں ہے الرافضی اذا کان یسب الشیخین ویلعنھما العیاذ باللہ فھو کافر[1] الخ۔ (۲) اول نذیر احمد کو بہر کیف سمجھایا جائے اور اس باطل مذہب سے اس کو ہٹانے کی کوشش حسن تدبیر کے ساتھ کی جائے، اگر وہ کسی طرح اور کسی صورت سے باز نہ آوے تو اس سے تعلقات برادرانہ منقطع کر دیئے جائیں[2]۔ (۳) اگر باوجود سمجھانے کے اور باوجود کوشش کے بھی نذیر احمد راہ راست پر نہ آوے تو اس سے قطع تعلق کرنا ضروری ہے۔ مگر ان کی لڑکی کا اس سے قطع تعلق نہ کرنے میں لڑکی گنہ گار ہوگی۔ (۵) ان لوگوں سے مسئلہ مناکحت کرنا اہل سنت و جماعت کو ناجائز اور حرام ہے کیونکہ مسلمان اور کافر میں باہم نکاح صحیح اور منعقد نہیں ہوتا۔ کذا فی الشامی باب المحرمات[3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ مسعود احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی دارالعلوم دیوبند۔ ۱۸ محرم ۱۳۵۶ھ

(جواب ۳۱۷)(از حضرت مفتی اعظمؒ) ہوالموفق۔ اگر نذیر احمد غالی شیعہ ہو گیا ہے یعنی حضرت عائشہ کے تہمت کا قائل ہے یا قرآن مجید کو صحیح اور کامل نہیں سمجھتا یا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحبت کا منکر ہے یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وحی کا اصل مستحق سمجھتا ہے یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی الوہیت کا قائل ہے تو بے شک وہ کافر ہے اور اس صورت میں باقی سب جواب صحیح ہیں۔ فقط۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

کیا ”تفضیلیہ“ اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے؟

(سوال) فتوی کا جواب ۲۵ جنوری ۱۹۳۸ء موصول ہوا تھا۔ اس کو دیکھ کر ایک شخص نے اعتراض کیا ہے کہ اہل سنت والجماعت کو کیا فتوی دینے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ چونکہ اہل سنت کے نزدیک ہر مسلم مومن ہے۔ اور ہر مومن کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ اور ہر مومن یا مسلم کی شناخت یہ ہے کہ وہ تین اصول کا قائل ہو۔ توحید، نبوت، قیامت۔ شیعہ علی العموم تینوں اصول کے قائل ہیں۔ لیکن اس فتوی میں مفتی صاحب نے صاف نہیں کیا ہے۔ چونکہ شیعہ غالی نصیری کو کہتے ہیں اور تفضیلیہ اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے جس مذہب سے اصل میں معاملہ در پیش ہے اس کو بالکل رد کیا ہے یعنی شیعہ اثنا عشری۔ اور علاوہ ازیں کوئی شیعہ اثنا عشری اپنے آپ کو تفضیلیہ یا غالی نہیں کہتا۔ چونکہ زمانہ موجودہ میں تقیہ جائز نہیں ہے۔ اور تمام اصول مذہب اہل سنت سے کسی طرح بھی منع نکاح نہیں ہے۔

المستفتی نمبر ۲۲۶۵ جناب شمشاد حسین صاحب (میرٹھ) ۲۴ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ مطابق ۲۵ مئی ۱۹۳۸ء

---

[1] ج ۲ ص ۲۶۴ ط مکتبہ ماجدیہ

[2] لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ۔ المجادلہ ۲۲

[3] (وحرم نکاح الوثنیۃ) بالاجماع وفی شرح الوجیز وکل مذھب یکفر بہ معتقدہ ۳/ ۴۵ ط سعید

(جواب ۳۱۸) تفضیلیہ مذہب اہل سنت و جماعت کا نہیں ہے۔ یہ شیعہ مذہب کی ایک شاخ ہے، اور غالی سے مراد وہ شیعہ ہیں جو کسی ایسے عقیدہ کے قائل ہوں جس سے کفر لازم آتا ہے مثلاً افک عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا یا قرآن مجید میں کمی و بیشی ہونے کا عقیدہ یا غلط فی الوحی یا الوہیت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ یا صحت تبرا یعنی سب و شتم صحابہ وغیرہ۔ اور جواب سابق جو میں نے لکھا تھا وہ صحیح ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

کیا شیعوں پر سید کا اطلاق کرنا درست ہے؟

(سوال) شہا کہ در خدمت عرضی مقدس در جہاں بودہ مرتضی حول زیں باشد کہ در مقام بہرام پور ضلع گنجام در ہمہ شیعہ نزاع عظیم برپا شدہ ہست چند نفر می گویند کہ شیعہ سادات را گفتن روا نباشد بلکہ ایں اسم روافض را باشند کہ سادات را گویند و بعض گویند کہ شیعہ سادات اثنا عشری را گویند نہ آنکہ سادات سنت و جماعت را۔ ولیکن گمان فقیر ایں نیاید چرا کہ سادات ہمگی از اولاد نبی آخر زماں باشند چنانکہ خداوند تبارک و تعالیٰ در کتاب پاک خود ارشاد می کند در سورۂ کوثر انا اعطیناك الکوثر خبر داد و پیغمبر خود از کثرت اولاد و در دنیا و عقبیٰ منقطع نشوند و اولاد پیغمبر ما در ایں جہاں ہر دو گروہ سادات یک باشند ہر چند کہ مذہب جدا باشد۔ در نہایۃ ابن اثیر جزری در لغت شیعہ

(ترجمہ) بہرام پور ضلع گنجام میں لفظ شیعہ کے متعلق بڑا اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ شیعہ سادات کو کہتے ہیں۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ سادات کو شیعہ کہنا درست نہیں ہے بلکہ شیعہ روافض کا نام ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ شیعہ سادات اثنا عشریہ کو کہتے ہیں نہ کہ سادات اہل سنت والجماعت کو۔ لیکن فقیر کا خیال ہے کہ سادات سب کے سب نبی آخر الزماں ﷺ کی اولاد میں سے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب پاک میں ارشاد فرماتا ہے انا اعطیناك الکوثر اور خود رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنی کثرت اولاد کے بارے میں خبر دی ہے کہ دنیا و عقبیٰ میں ہمارے پیغمبر کی نسل منقطع نہیں ہو گی۔ اس صورت میں دونوں گروہ سادات ہی ہیں ہر چند کہ مذہب جدا جدا ہوں۔ نہایہ ابن اثیر جزری میں لغت شیعہ کے متعلق لکھا ہے۔ شیعۃ الرجل الخ

نوشتہ است

شیعۃ الرجل بالکسر اتباعہ و انصارہ وقد غلب ہذا الاسم علی کل من یتولی علی ابن ابی طالب۔ خلاصہ مطلب این است کہ شیعہ کسان را گویند کہ محب علی بن ابی طالب باشد بے شک چنانکہ ہمہ سادات اولاد علی علیہ السلام میباشند اگر شیعہ گویند چہ اہانت خواہد بود۔

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ شیعہ ان کو کہتے ہیں جو حضرت علی ابن ابی طالب سے محبت رکھتا ہو۔ اور جب کہ تمام سادات حضرت علی علیہ السلام کی اولاد ہیں اگر ان کو شیعہ کہا جائے تو کیا حرج ہے؟

ایں حالات از لغات کشوری باب شین فصل ش ی ع

(۱) (شیعہ (ع) متبع۔ تابعدار۔ مددگار گروہ۔ سر خود۔ غالب۔

(۲) مطیع (ع) فرمانبردار۔ خادم۔ اطاعت کنندہ
(۳) تابعدار (ف) فرمانبردار۔ خادم۔ اطاعت کنندہ
(۴) مدد (ع) کمک مددگار۔ مدد کنندہ
(۵) گروہ (ف) غول۔ جمعیت آدمیاں
(۶) سرخود (ف) خود مختار
(۷) غالب (ع) زبردست۔ زور آور

ومن يطع الله والرسول فاولئك مع الذين الخ ومن يقنت منكن لله ورسوله الخ ان الله مع الذين اتقوا والذين هم محسنون انا اعطيناك الكوثر لايملكون الشفاعة الا من اتخذ عند الرحمن عهداً وانتم الاعلون

درنصائح از حضرت علی رضی اللہ عنہ رہبر کامل باب ہمزہ سے متعلق صفحہ ۱۱۸ ص ج

"سب سے زیادہ سعادت مند وہ ہے جس نے ہماری فضیلت کو معلوم کیا ہمارے طفیل سے مقربان بارگاہ الٰہی میں داخل ہوا۔ ہم سے خاص دوستی اور محبت پیدا کی۔ ہماری ہدایات پر چلا۔ اور جن باتوں سے ہم نے منع کیا ان سے باز رہا سو ایسا شخص ہمارے گروہ میں شامل اور بہشت میں ہمارے ساتھ ہوگا۔"

ازیں تمام حال کہ ظاہر شدہ است امید می دارم کہ از قلم قدرت جناب فتویٰ روانہ فرمائی

ان تمام حالات کے بعد گزارش ہے کہ آپ فتویٰ صادر فرمائیں۔

(المستفتی نمبر ۲۲۱۳ مولوی دلدار بیگ (رامپور) (کیمپ) ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۴ جون ۱۹۳۸ء)

(جواب ۳۱۹) لفظ شیعہ یک معنی باعتبار لغت دارد و دیگر معنی باعتبار عرف دارد۔ معنی لغوی ہماں است کہ جناب ایشاں از لغت نقل فرمودند و معنی دیگر آں جماعت را گویند کہ مذہب ایشاں مقابل مذہب اہل سنت و جماعت است و حضرت علی مرتضیٰ را خلیفہ بلافصل و افضل از جمیع صحابہ رضی اللہ عنہم میدانند و ایشاں فرقہ ہائے مختلفہ ہستند۔ بعض می گویند کہ حضرت علی خدا ہستند بعض می گویند کہ خدا در حضرت علی حلول کردہ۔ بعض می گویند کہ وحی بر حضرت علی نازل شدہ بود۔ جبرئیل علیہ السلام غلط کردہ بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم رسانید۔ بعض می گویند کہ ایں قرآن کہ نزد ما موجود است قرآن منزل نیست بلکہ بیاض عثمانی است بعض می گویند کہ بعد از وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمہ صحابہ مرتد شدند الا معدودے چند۔ و ہمچنیں دیگر عقائد فاسدہ دارند۔

پس لفظ شیعہ برائے فرقہ ہائے روافض و رافضی برائے ایشاں مستعمل می شود و آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ ایں قسم عقائد ندارند شیعہ نیستند۔ نہ ہر شیعہ از سادات است و نہ ہر سید شیعہ باشد۔

(ترجمہ) لفظ شیعہ کے ایک معنی باعتبار لغت کے ہیں۔ اور دوسرے معنی باعتبار عرف کے۔ لغوی معنی تو وہی ہیں جو آپ نے لغت سے نقل کئے ہیں۔ اور عرف میں شیعہ اس گروہ کو کہتے ہیں جن کا مذہب اہل سنت و جماعت کے مذہب کے بالمقابل ہے۔ جو حضرت علی مرتضیٰ کو خلیفہ بلافصل اور تمام صحابہ سے افضل

مانتے ہیں۔ اس گروہ میں بھی مختلف فرقے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت علی خدا ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ خدا نے حضرت علی میں حلول کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ وحی حضرت علی کی طرف اتاری گئی تھی مگر جبرئیل علیہ السلام نے غلطی سے حضرت محمد ﷺ کو پہنچادی۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ قرآن جو اس وقت موجود ہے وہ قرآن نہیں ہے جو آسمان سے اتارا گیا تھا۔ بلکہ یہ بیاض عثمانی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ کی وفات کے بعد چند صحابہ کے سوا تمام مسلمان مرتد ہوگئے تھے۔ اسی قسم کے بہت سے کفریہ عقائد رکھتے ہیں۔ چونکہ لفظ شیعہ اور رافضی اور روافض ان فرقوں کے لئے (عرفاً) مستعمل ہوتا ہے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کی اولاد میں سے جو لوگ ایسے عقائد نہیں رکھتے وہ شیعہ نہیں۔ ہر شیعہ سید نہیں ہوتا اور ہر سید شیعہ نہیں۔ واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

کیا شیعہ مسلمان ہیں؟

(سوال) شیعہ مسلمان ہیں یا نہیں؟

(المستفتی نمبر ۲۳۵۶ محمد ابراہیم صاحب (فورٹ بمبئی) ۵ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ

مطابق ۴ جولائی ۱۹۳۸ء)

(جواب ۳۲۰) شیعہ اسلامی فرقوں میں سے ایک فرقہ ہے۔ لیکن اہل سنت والجماعۃ فرقہ ناجیہ ہے اور باقی تمام فرقے ناجیہ نہیں ہیں۔ اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے موافق شیعوں کے کئی فرقے اسلام سے خارج ہیں۔ یہ فرقے فرقہ شیعہ کی ضمنی شاخیں ہیں۔ باوجود اس کے اجمالی طور پر وہ فرقے اسلام میں داخل سمجھے جاتے ہیں۔ ان کا حکم اہل کتاب کی طرح ہے۔ وہ وجوہ کفریہ عقائد کے (مثلاً الوہیت یا نبوت حضرت علی کے اور دوسرے غیر اسلامی کفریات کے) باعث کفار کا حکم رکھتے ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) کیا اذان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل کا اعلان خلفائے ثلثہ پر تبرا نہیں؟
(۲) ایسے فتنہ کے خلاف امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کا حکم؟

(سوال) (۱) ایک فرقہ ضالہ اپنی اذانوں میں اور اپنے جنازوں کے ساتھ اشهدان عليا ولي الله وصى رسول الله خليفته بلا فصل با آواز بلند پکارتا ہے۔ تو کیا اس سے حضرات خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم کی خلافت حقہ کی تکذیب نہیں ہوتی۔ اور یہ فرقہ تو تمام کی زبان سے اہل سنت والجماعت کے روبرو اس کلمہ کا اظہار ایک قسم کا تبرا نہیں ہے؟

(۲) کیا کسی مقام پر علی الاعلان اور بر سر راہ یہ کلمہ کہا جاتا ہو اور حکومت وقت نے اس کو قانوناً جائز قرار دیا ہو وہاں کے اہل سنت والجماعت پر یہ لازم نہیں ہے کہ حضرات خلفائے کرام کی خلافت حقہ اور فضیلت علیٰ ترتیب علی الاعلان اور بر سر راہ تشہیر کریں اور ان حضرات کے محامد و فضائل بیان کریں تاکہ جماعت اہل سنت کا کوئی ناواقف شخص فرقہ ضالہ کی تبلیغ سے متاثر ہو کر عقیدہ فاسدہ میں مبتلا نہ ہو۔

المستفتی نمبر ۲۲۵۶ مولانا ظفر ملک صاحب (مناظر) لکھنؤ ۲ محرم ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۲ فروری ۱۹۳۹ء

(جواب ۳۲۱) تبرا کے معنی سب و شتم ہے تو کسی کلمہ کو تبرا میں داخل کرنا مشکل ہے۔ یہ کلمہ اگرچہ اہل سنت و جماعت کے مذہب کے موافق باطل اور غلط ہے، تاہم اس کو ماننے والے اپنے عقیدہ کا اظہار کرتے ہیں، جو اہل سنت و جماعت کے عقیدہ کے خلاف ہے اور ان کے نزدیک باطل ہے۔ اور اگر اس سے اشتعال جذبات اور فساد کا خطرہ ہو تو اس جہت سے اس کی بندش کرنا مقامی حکام کے فریضہ حکومت میں داخل ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعن طعن کرنے اور فسق و فجور میں مبتلا شخص کا حکم۔

(سوال) زید نے اپنی ابتدائی زندگی میں کافی علم حاصل کیا۔ مگر وہ ہمیشہ بے عمل رہا۔ وہ تارک صوم و صلوۃ بھی ہے اور خائن بھی۔ وہ فاسق و فاجر بھی ہے اور عیاش بھی۔ وہ ظالم و غاصب بھی ہے اور غدار بھی۔ اس کے پاس ہر وقت نازنینوں کا جمگھٹ رہتا ہے اور وہ ایک بڑی درگاہ کا سجادہ نشین ہوتے ہوئے بھی ہر وقت اوباشوں کی صحبت میں رہتا ہے۔ جائیداد موقوفہ پر متصرف ہونے کی وجہ سے ایک بڑی حیثیت رکھتا ہے اور جہلا میں اسے مذہبی پیشوائی حاصل ہے۔ وہ عام طور سے شراب نوش صوفی مشرب شیعوں کی حقیقی جماعت تصور کیا جاتا ہے۔ وہ ایک سنی وقف کا متولی ہے اور اپنے کو سنی اور حنفی کہتا ہے۔ لیکن وہ حضرت امیر معاویہ پر لعن و طعن کرتا ہے۔ اس کا دن بھر کا مشغلہ صرف تبرا بازی ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ گالی تک کے ناشائستہ الفاظ استعمال کرتا ہے۔ اس نے عوام میں اپنے اثر سے کام لے کر رافضیوں کو بہت فائدہ پہنچایا ہے۔ مدح صحابہ جیسی اہم تحریک کا مذاق اڑاتا ہے اور اسے بیکار بتلاتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ سنیوں کی تعداد تمام فرقوں سے کم ہے۔

وہ صرف اس بنا پر حضرت مجدد صاحب کی شان میں اور دیگر علمائے اسلام کی شان میں گستاخیاں کیا کرتا ہے کہ وہ حضرات صحابہ سے حسن ظن رکھنے کی تلقین کرتے تھے۔ وہ اکثر مسجد میں امیر معاویہ پر لعنت کرتا ہے اور اسے شعار حیدری بتلاتا ہے۔ اس کے عقائد جو نظم مرسلہ سے (جسے شیعوں نے اپنی طرف سے چھپوا کر تقسیم کیا ہے) بخوبی ظاہر ہوتے ہیں۔ اس کے کیرکٹر اور اس کے عقائد سے مفصل مطلع کر دیا ہے تاکہ نظم مرسلہ میں عقائد باطلہ کی کافی شافی تردید اخبار الجمعیۃ میں جلد از جلد شائع کر دی جائے۔ کیا ایسا شخص شرعاً مسلمان اور سنی کہلانے کا مستحق ہے کیا عقائد مطبوعہ واقعی سنیوں کے عقائد ہیں۔ اگر نہیں تو پھر مسلمانوں کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا عقائد رکھنے چاہئیں۔ کیا ایسے عقائد اور ایسے کیرکٹر کا شخص اس قابل ہے کہ اس کے پیچھے نماز پڑھی جائے۔ کیا نظم مرسلہ تبرا کی حد میں داخل نہیں ہے۔ کیا جوابات نظم صحیح ہیں۔ عوام کے عقائد اس وقت متزلزل ہیں۔ وہ سخت سراسیمگی اور بے چینی کی حالت میں ہیں۔ لہٰذا امید قوی ہے کہ جریدہ الجمعیۃ میں جلد از جلد کافی و شافی مفصل اور صحیح فتویٰ دے کر جناب والا مسلمانوں کو تفریق اور اختلاف کے گڑھے سے نکال دیں گے اور مسلمانوں کو اپنے عقائد صحیح کرنے کا موقع دیں گے۔

المستفتی نمبر ۲۵۰۹ جناب محمد فرید صاحب (ضلع بریلی) ۵ جمادی الاول ۱۳۵۸ھ

مطابق ٢٣ جون ١٩٣٩ء

(جواب ٣٢٢) جس شخص کے یہ اشعار ہیں وہ یقیناً اہل سنت والجماعت کے دائرہ سے خارج ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ روافض کے خیالات اور عقائد ہیں۔ وہ شعر جس کی ابتداء "جو دنیا کا" کے الفاظ سے ہوتی ہے، کھلا ہوا تبرا ہے۔ یہ قائل جس کی زبان سے یہ الفاظ نکلیں چھپا ہوا شیعہ نہیں بلکہ کھلا ہوا رافضی ہے۔ سنیوں کو اس سے مجتنب اور بے تعلق رہنا چاہئے۔ اور ان عقائد سے بیزاری کا اظہار کرنا چاہئے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

"جو دنیا کا تھا ہو ہمنام سگ جو حق علی کے لئے بن جائے ٹھگ" یہ شعر کھلا ہوا تبرا ہے۔

پوری نظم مسدس مستفتا کا ایک شعر پیش خدمت ہے آیا یہ تبرا میں داخل ہے یا نہیں۔

(المستفتی نمبر ٢٥٠٩)

(جواب ٣٢٣) یہ شعر یقیناً تبرا کے اندر داخل ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

مقدمہ جونپور میں حضرت مفتی اعظم کا گواہی دینے کی تردید

(سوال) (١) پٹیالہ میں دو تین برس سے ایک مولوی محبوب علی صاحب لکھنوی مفتی ہیں۔ جو تین چار مہینے سے جونپور کے کسی مقدمہ کی نقل دکھلا کر آپ اور مولانا حسین احمد صاحب شیخ الحدیث دیوبند اور مولانا عبدالشکور صاحب کو مردود خارجی وہابی وغیرہ وغیرہ بتاتے ہیں۔ اور یہ کہ اس مقدمہ کی تائید اور اس کی توثیق و تحقیق ثابت کرنے کے لئے آپ اور مولانا حسین احمد صاحب اور مولانا عبدالشکور صاحب کاکوروی نے شہادتیں دی ہیں۔ یزید اور عمرو بن سعد و عبدالرحمن بن ملجم و عبیداللہ بن زیاد و شمر اور سنان بن انس اور ابو ایوب بن غنوی وغیرہم خبیث مسلمانوں کے پیشوا ہیں اور محسن اسلام و مسلمین ہیں اور ان کو رضی اللہ عنہ کی تعریف و مناقب بیان کرنا عبادت ہے۔ خدارا ہم مسلمانوں پر رحم کیجئے اور جلد از جلد جواب دیجئے۔ کیا واقعی آپ صاحبان نے اس مقدمہ میں یہ بیانات دی ہیں۔ اگر نہیں تو فوراً اپنی براءت پیش فرمائیں اور اگر دی ہیں تو خدارا ہم مسلمان سنیوں کو یہ بتا کر خلجان سے نجات دیجئے کہ آپ کو یہ کہنے کی وجہ کیا ہے۔ جس سے مذہب اہل سنت والجماعت کو بڑا فائدہ ہے۔

(٢) کیا جناب والا ان شہادتوں کی نقول عطا فرما سکتے ہیں تاکہ یہاں کے مسلمانوں کو دھوکا نہ ہو، راہ راست پر لایا جائے۔ اور مفتی صاحب کا جھوٹ ثابت کیا جائے۔ تینوں شہادتوں کی نقل نہ ملے تو صرف آنجناب کی ہی شہادت کی نقل آجائے تو یہاں کا فتنہ بہت کچھ دور ہو جائے۔ نقل کی روانگی میں تاخیر نہ فرمائیں۔ یہ مذہب کی خدمت ہے۔

---

١ "ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار" (ہود: ١١٣)

(۳) مدعیوں نے بیان دعویٰ میں لکھوایا ہے کہ وہ شیعہ بنی امیہ ہیں تو تحریر فرمایا جائے کہ شیعہ بنی امیہ کون سا فرقہ ہے۔ اب تو صرف شیعان علی تھے۔ یہ دوسرے شیعہ نکل پڑے۔ ان کی تعریف اور پہچان لکھیے اور یہ بھی لکھئے کہ شیعہ بنی امیہ اہل سنت میں داخل ہیں یا خارج۔ یا اہل سنت ہی کو شیعہ بنی امیہ کہتے ہیں۔

(۴) پٹیالہ میں انہوں نے ایک فتویٰ کا فوٹو بھی پیش کیا ہے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے "وقوع کذب باری کے معنی درست ہو گئے۔" یہ فتویٰ حق و صحیح ہے یا نہیں۔ اگر صحیح مانا جائے تو یہ خرابی لازم آئے گی، جب کہ مولانا نے وقوع کذب باری کے معنی درست بتائے۔ ہاں صرف وقوع کا ثبوت باقی رہتا ہے۔

(المستفتی ۲۶۶۲ حافظ علی محمد صاحب (پٹیالہ) ۸ ربیع الاول ۱۳۴۰ھ مطابق ۹ / اپریل ۱۹۲۱ء)

(جواب ۳۲۴) میں نے جونپور کے مقدمہ میں شہادت نہیں دی۔ نہ ان سے کوئی بات کی۔ نہ کوئی تائید کی۔ میرے اوپر یہ تہمت اور بہتان ہے۔ جہاں تک مجھے علم ہے حضرت مولانا حسین احمد صاحب اور مولانا عبدالشکور صاحب نے بھی شہادت نہیں دی۔ لوگ تہمت لگانے اور بہتان باندھنے میں خدا کے غضب سے نہیں ڈرتے۔

شیعان بنی امیہ کے متعلق مجھے معلوم نہیں کہ جونپور کے کون لوگ تھے اور انہوں نے کیا دعویٰ کیا تھا۔ اس قدر معلوم ہوا ہے کہ وہاں رافضیوں کے مقابلہ پر کچھ لوگ کھڑے ہوئے ہیں جو رافضیوں کے تبرائے صحابہ کے مقابلہ پر تبرائے علی (رضی اللہ عنہ) کی اجازت مانگتے ہیں۔ ہم تو دونوں تبراؤں کو ایک لعنتی فعل سمجھتے ہیں۔ اعاذنا اللہ منہا۔ حضرت مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ کے فتویٰ کی جب تک پوری عبارت سامنے نہ ہو اس وقت تک ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کہ آیا وہ مولانا قدس سرہ کی عبارت ہے یا نہیں۔ اور ہے تو اس کا یہ مطلب ہے۔ وقوع کذب باری تعالیٰ بالاتفاق محال ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

کیا کربلا کی لڑائی جہاد تھا؟

جنگ کربلا جہاد تھا یا کوئی سیاسی جنگ تھی؟

(المستفتی نمبر ۲۶۹۹ نسیم میرٹھی۔ ۹ محرم ۱۳۶۱ھ مطابق ۲۷ جنوری ۱۹۴۲ء)

(جواب ۳۲۵) جنگ کربلا یزید کی طرف سے محض سیاسی تھی اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف سے بھی سیاست حقہ کا پہلو غالب تھا۔ مسلمانوں اور کافروں کی جنگ نہ تھی۔ مسلمانوں مسلمانوں ہی کی باہمی جنگ تھی۔ ایک فریق باطل پر تھا اور اس کی طرف سے انتہائی ظلم و فساد اور خونخواری کا مظاہرہ ہوا اور امام مظلوم کی طرف سے حقانیت مظلومیت اور صبر و رضا کا انتہائی درجہ ظہور میں آیا۔

عہد نامہ (۱) کے مسودے سے متعلق صحیح نہیں کہہ سکتا۔ مگر جلوس ہو کر دو منٹ کی خاموشی اور عہد نامہ شائع شدہ کی تلاوت کا پروگرام سنیوں کے لئے ناقابل عمل اور ایک بدعت ہے کہ اس کے نتائج نہایت ہولناک ہوں گے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

---

(۱) عہد نامہ مذکورہ کی نقل اس استفتاء میں نہیں ہے۔

(۱) یادگار حسینی میں شرکت حرام ہے۔
(۲) یادگار حسینی کی تکذیب کرنا ثواب کا کام ہے۔
(۳) یادگار حسینی میں اہلسنت کی شرکت۔
(۴) جلسہ یادگار حسینی کے خلاف کوشش و سعی کرنا کیسا ہے؟

(سوال) (۱) یادگار حسینی میں اہل سنت کی شرکت کا شرعاً کیا حکم ہے؟
(۲) جب شیعہ اس وقت یہ قومی جلسے کرتے ہیں تو شرعاً ان کی تکذیب وتردید کرنے کا کیا حکم ہے؟
(۳) جو اہل سنت مقررین اس میں شریک ہوتے ہیں ان کے متعلق عام مسلمانوں کو شرعاً کیا حکم ہے؟
(۴) اگر شرعاً یادگار حسینی کی شرکت جائز نہ ہو تو ان کے خلاف تبلیغ و سعی کرنے کا شرعاً کیا حکم ہے؟

(المستفتی نمبر ۲۷۳۳ ناظم مجلس خیر (گونڈہ) ۵ جمادی الثانی ۱۳۶۱ھ مطابق ۲۰ جون ۱۹۴۲ء)

(جواب ۳۲۶) یہ موقف یادگار حسینی اور اس کا پروگرام ۱۳۶۱ھ کی تبلیغی بدعات میں سے ایک نئی بدعت ہے جس کے نتائج اور ثمرات اسلام اور اہل سنت والجماعت کے حق میں نہایت ہولناک ہوں گے اور رسم تعزیہ داری اور علم اور شدوں اور ذوالجناح وغیرہ وغیرہ بدعات کی طرح یہ بھی اسلام اور تعلیم اسلام کے پاک صاف دامن پر ناپاک داغ بن کر موجب رسوائی ہوگا۔ شیعوں نے یہ تجویز نکالی اور وہی پوری سرگرمی سے اس کو چلا رہے ہیں۔

اس کو قومی بتانا محض فریب و دھوکا ہے۔ مقصد شیعیت کی تبلیغ اور فروغ ہے۔ [illegible] اہل سنت ان سے [illegible] اپنی [illegible] کا اعلان کر چکے ہیں۔ اس میں شرکت کسی طرح جائز نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

قاتلان حسینؓ اور یزید کو گالیاں دینے کا حکم

(سوال) قاتلان حسین و یزید پلید کو گالیاں دینا جائز ہے یا نہیں؟

(المستفتی ظہیر الدین امیر الدین (مہرون ضلع مشرقی خاندیس))

(جواب ۳۲۷) قاتلان حسین کے متعلق اتنا کہنا تو جائز ہے کہ انہوں نے بہت بڑا گناہ اور ظلم کیا۔ مگر گالیاں دینا درست نہیں اور لعنت کرنا بھی نہیں۔ المؤمن لایکون لعانا۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

۱۔ ترمذی، باب ماجاء فی اللعن والطعن ولفظہ "لایکون المؤمن لعانا" ج ۲ ص ۲۲ ط سعید

تعزیہ اور ماتم خلاف شرع ہیں۔

(از اخبار الجمعیۃ دہلی۔ مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۳۵ء)

(سوال) تعزیہ کو مذہب سے کیا تعلق ہے؟ ماتم کی حقیقت کیا ہے؟

(جواب ۳۲۸) اہل سنت والجماعت کے نزدیک تعزیہ بنانا ناجائز ہے(۱) اور ماتم کرنا بھی خلاف شریعت ہے یہ نہ خدا و رسول ﷺ نے اس کی تعلیم نہیں دی۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

شیعہ کا کفن دفن مسلمانوں پر ضروری ہے یا نہیں؟

(از اخبار الجمعیۃ دہلی۔ مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) یہاں پر فقط ایک گھر روافض درمیان مسلمانوں اور ہندوؤں کے اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اگر وہ روافض مر جائے تو اس کا کفن دفن مسلمانوں پر لازم ہے یا نہیں؟ اگر لازم ہے تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی یا نہیں؟

(جواب ۳۲۹) اگر ان روافض میں سے کوئی شخص مر جائے اور وارث ان میں موجود ہوں تو وہی اپنی میت کی تجہیز و تکفین کریں۔ لیکن اگر ان میں کوئی موجود نہ ہو تو دوسرے مسلمانوں کو لازم ہے کہ ان کی میت کی تجہیز و تکفین کریں۔(۳) پھر اگر وہ رافضی ایسے عقیدے کا تھا کہ اس پر حکم کفر جاری نہیں ہوتا تھا تو اس کی تجہیز و تکفین مثل مسلمین کے کریں۔ اور نماز جنازہ بھی پڑھ کر دفن کریں۔ لیکن اگر اس پر حکم کفر جاری ہو سکتا تھا تو اس کی تجہیز و تکفین میں رعایت سنت نہ کریں اور نہ نماز جنازہ پڑھیں۔ ویسے ہی دفن کر دیں۔(۴) واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ

---

(۱) تعزیہ داری در عشرہ محرم و غیر آن و ساختن ضرائح [illegible] این ہمہ امور بدعت است الخ (مجموعۃ الفتاوی علی ہامش خلاصۃ الفتاوی: ۴/۳۴۴ ط امجد اکیڈمی لاہور)

(۲) "لیس منا من شق الجیوب وضرب الخدود الخ" (ترمذی، کتاب الجنائز، [illegible] ۱/۱۹۵ [illegible])

(۳) "وإن مات الكافر وله ولي مسلم فإنه يغسله ويكفنه ويدفنه" (ہدایہ [illegible])

(۴) [illegible] في حفرة كالكلب [illegible] في خرقة [illegible] (ہدایہ [illegible] ۲۳۰ [illegible] ۱۸۲ ط [illegible])

فصل دوم : فرقہ دہریہ

"ان اللہ ھو الدھر" کا صحیح مفہوم

(سوال) نیچری، دہری زمانے کو اپنا معبود (الہ) ماننے والے درستی پر ہیں یا نہیں؟ حالانکہ راغب اصفہانی فرماتے ہیں کہ اصل الدهر، ليلة ونهارها والى طلوع الشمس ثم غروبها۔ یعنی دہر (زمانہ نیچر) نظام شمسی، سورج، چاند، ستارے، عناصر وغیرہ وغیرہ ہیں۔ مگر بخاری میں ولا تقولوا خيبة الدهر فان الله هو الدهر وقال الله يسب بنو ادم الدهر وانا الدهر بيدى الليل والنهار موطا امام مالک میں لا يقل احدكم يا خيبة الدهر فان الله هو الدهر لکھا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بخاری اور امام مالک دہر کو ہی اپنا معبود (الہ) مانتے ہیں۔

(المستفتی نمبر ۴۲۸ ابراہیم حنیف (لاہور) ۳۰ شعبان ۱۳۵۳ھ مطابق ۸ دسمبر ۱۹۳۴ء)

(جواب ۳۳۰) نیچری، دہری زمانہ کو معبود ماننے والے غلطی پر ہیں۔ اگر ان کو حدیث کے لفظ فان الله هو الدهر یا وانا الدهر سے کوئی اشتباہ ہوا ہے تو یہ ان کی کم فہمی اور معانی احادیث سے ناواقفیت پر مبنی ہے۔ ان الله هو الدهر اور انا الدهر کے معنی یہ ہیں ان الله هو صاحب الدهر ومدبر الامور اور انا صاحب الدهر ومدبر الامور یعنی دہر کا مالک اور امور کا مدبر میں ہوں۔ لوگ ناواقفیت اور جہالت سے دہر یعنی زمانے کو حوادث کا فاعل قرار دے کر برا بھلا کہتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ دہر خود حوادث کا فاعل نہیں تو ان کا سب وشتم حقیقی فاعل اور خالق اور متصرف فی الامور پر پہنچے گا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کان اهل الجاهلية يقولون انما يهلكنا الليل والنهار فقال الله فى كتابه "وقالوا ماهى الا حياتنا الدنيا نموت ونحيا وما يهلكنا الا الدهر" (۱) وقال الله يؤذينى ابن ادم يسب الدهر وانا الدهر بيدى الامر اقلب الليل والنهار (رواہ ابن جریر وابن ابی حاتم وابن مردویہ كذا فى الدر المنثور) (۲) اہل جاہلیت کہا کرتے تھے کہ ہم کو رات اور دن ہی ہلاک کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کا قول اپنی کتاب میں ذکر فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ بس یہی ہماری زندگی پر قصہ ختم ہے۔ مرتے ہیں پیدا ہوتے ہیں اور ہم کو زمانہ ہی ہلاک کرتا ہے۔ چنانچہ حضرت حق نے (ایک حدیث قدسی میں) فرمایا ہے کہ ابن آدم مجھے ایذا پہنچاتا ہے کہ دہر کو برا کہتا ہے (کیونکہ وہ دہر کو فاعل متصرف سمجھتا ہے) اور دہر (کا خالق اور حقیقی متصرف) تو میں ہوں۔ تمام تدبیر و تصرف میرے ہاتھ اور میرے قبضے میں ہے۔ رات اور دن کو میں ہی الٹتا پلٹتا رہتا ہوں۔ والحديث اخرجه الطبرى عن ابى كريب عن ابن عيينة بهذا الاسناد عن النبى صلى الله عليه وسلم قال كان اهل الجاهلية يقولون انما يهلكنا الليل والنهار هو الذى يميتنا ويحيينا الحديث (كذا فى فتح البارى) (۳) یعنی اسی حدیث کو

۱۔ تفسیر ابن کثیر تحت قوله تعالى، وقالوا ماهى الا حياتنا الدنيا الخ ۴ / ۱۵۱ ط سهيل اكيدمى

۲۔ الدر المنثور، تفسير سورة الجاثية ۶ / ۳۵ ط مصر وكذا فى البخارى، كتاب التفسير، سورة الجاثية ۲ / ۷۱۵ ط قديمى)

۳۔ فتح البارى، سورة الجاثية : ۸ / ۴۴۱ ط مصر

طبری نے ابوہریرہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اہل جاہلیت کہتے تھے کہ رات اور دن ہی ہمیں ہلاک کرتے ہیں (یعنی ان کی گردش ہی ہمیں موت اور زندگی دیتی ہے) جب کہ امام بخاری اور امام مالک اور دوسرے ائمہ حدیث اور علمائے اسلام کے نزدیک حدیث **انا الدهر** اور **فان الله هو الدهر** کے یہ معنی ہیں جو مذکور ہوئے۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "میں دہر کا خالق اور مالک ہوں۔" تو یہ کس طرح کہا جاسکتا ہے کہ ان ائمہ کا خیال یہ تھا کہ دہر معبود ہے اور چونکہ دہر اسمائے الہیہ میں ان کے نزدیک داخل نہیں اس لئے **انا الدهر** کے اور کوئی معنی لئے نہیں جاسکتے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

مولانا شبلیؒ کے بارے میں محتاط رائے۔

(سوال) ایک رسالہ آج کا ۱۳۲۲ھ میں چھپا ہوا نظر سے گذرا جو کہ مولانا شبلی مرحوم کے ملحدانہ اور زندیقانہ خیالات پر ہے۔ لیکن ایک مولوی صاحب سے سننے سے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے رجوع فرمایا ہے۔ اس سے مہربانی فرما کر جواب عنایت فرمائیے کہ مولوی صاحب کا کہنا درست ہے کہ نہیں۔

(المستفتی نمبر ۱۳۹۶ ابراہیم محمد اوہ۔ (راندیر۔ سورت) ۲۲ محرم ۱۳۵۶ھ مطابق ۵ اپریل ۱۹۳۷ء)

(جواب ۳۳۱) ۱۳۲۲ھ کے رسالے میں مولانا شبلی مرحوم کے چند اقوال و خیالات پر انہیں کا فتویٰ حاصل کر کے اس کو شائع کیا تھا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ ان کی کتابوں میں ایسے عقائد موجود ہیں جن کو مولانا شبلی خود بھی کفر و الحاد قرار دیتے ہیں۔ مگر ۱۹۳۶ء میں مولانا سید سلیمان ندوی صاحب نے مولانا شبلی مرحوم کا ایک اعتراف نامہ شائع کیا تھا کہ وہ عقائد اسلامیہ کے پابند تھے اور فلاسفہ اور دہریوں کے عقائد سے بیزار تھے۔ اس کی بناء پر میں نے لکھا تھا کہ علماء کو مولانا شبلی مرحوم کی تکفیر نہ کرنی چاہئے کیونکہ تکفیر بہت بڑی ذمہ داری کی چیز ہے اور کسی مسلمان کو کافر کہنے میں انتہائی احتیاط لازم ہے۔ فقط۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

---

(۱) اذا كان في المسئلة وجوه توجب الكفر ووجه واحد يمنعه فعلى المفتي ان يميل الى ذلك الوجه." (الهندية باب المرتد ۲/ ۲۸۳ ط کوئٹہ)

فصل سوم: فرقہ خاکساراں

(۱) عنایت اللہ مشرقی کے عقائد اور اس کی جماعت کا حکم۔
(۲) مرتد کا نکاح باطل اور مہر کی ادائیگی ضروری ہے۔
(۳) تحریک خاکساراں میں شامل ہونے والے غلطی پر ہیں۔
(۴) فوجی پریڈ کے لئے تحریک مذکور میں شرکت۔
(۵) اپنے ساتھ بیلچہ رکھنے کا شرعی حکم۔
(۶) سلف کا اجتہاد کافی نہیں کہنے والے کا حکم

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی مورخہ ۵ مارچ ۱۹۳۶ء)

(سوال) عنایت اللہ مشرقی اپنے تذکرہ و اصلاح اخبار میں یہ لکھتا ہے اور کہتا ہے کہ عمل صالح فقط ترقی کی چیزیں ہیں۔ مذہب، نماز، روزہ، حج، زکوۃ، کلمہ شریف وغیرہ میرے نزدیک نیک کام نہیں ہیں اور انگریزوں کی تعریف کرتے کرتے اس قدر بڑھایا اور کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد اللہ تعالیٰ کے سچے خلیفہ زمین پر انگریز ہی ہیں۔ اور انگریزوں کو فرشتے سجدہ کرتے ہیں۔ اور ان کی خدمت و عبادت کرتے ہیں اور انگریزوں کے برابر کسی نے اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانا اور نہ اس کی قدر کی۔ انگریز، یہودی، بت پرست ہی پکے ایماندار اور مسلمان ہیں۔ اور یہی لوگ جنت کے وارث ہیں۔ موجودہ مسلمان و علماء اور پچھلے زمانے کے مسلمان، تمام اولیاء، صحابہ، انبیاء سب کے سب دوزخ کا ایندھن ہیں اور ہر روز انگریزوں کو فرشتے سلام کرتے ہیں۔ سب مسلمان اندھے، بہرے، گمراہ ہیں۔ سب مسلمان مردود اور [illegible] ہوئے ہیں۔ فقط انگریز ہی پکے کامل مسلمان ہیں۔ بت پرست یہودی و انگریز ہی توحید کے ماننے والے ہیں۔ اللہ احد کہنا اور جاننا توحید نہیں ہے۔ دنیوی ترقی کو دل اور طریق سے خود حاصل کرنا ہی توحید ہے۔ [illegible] خداؤں کے ماننے والے پکے موحد اور عابد خدا ہیں۔ کسی نبی نے نماز نہیں پڑھی، نہ روزہ رکھا، نہ حج کیا، نہ زکوۃ دی، ان سب باتوں کی شریعت میں جگہ کی ضرورت نہیں۔ بیلچہ (جو کہ مشرقی کا ایجاد ہے) سب سے افضل ہے۔ اسلام کی بنا نماز، روزہ، حج، زکوۃ، کلمہ شہادت پر نہیں ہے۔ بلکہ اسلام کسے کہتے ہیں اور خدا کی عبادت کسے کہتے ہیں کسی مذہب کی قید نہیں ہے۔ بت پرستی و صلیب پرستی اور تین خدا ماننا بھی خدائی قانون ہے۔ انگریزوں کی تابعداری کرنا ہی اللہ تعالیٰ کی تابعداری کرنا ہے۔ کسی کے ڈر و خوف سے کفر کی بات کہنے اور کفر کا فعل کرنے سے انسان کافر نہیں ہوتا۔ بدھ اور کرشن کو بھی نبی مانتا ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا انکار کرتا ہے۔ محمدی نماز کی ظاہری صورت یعنی رکوع، سجود وغیرہ اور ارکان نماز سے کوئی سروکار نہیں۔ کسی بزرگ یا اماموں کی تابعداری شرک ہے۔ تمام اولیاء اور بزرگ عذاب کے مستحق ہیں۔ حنفی، شافعی، مقلد، غیر مقلد سب جہنم کی تیاری ہے اور سب مشرک ہیں۔ فقط شریعت پر عمل کرنا ہی مذہب ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ایک ماننے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اور اس کے رسولوں کو ماننے اور [illegible] کی ضرورت نہیں۔

اخبار اصلاح میں لکھا ہے کہ جس کے پاس بیلچہ نہیں ہے وہ مسلمان ہی نہیں ہے۔ بیلچہ کو جزو ایمان قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا محض دیوانہ پن ہے۔ اور نماز فقط پنجوقتہ سلام کرنا ہے۔ جیسے نوکر اپنے آقا کو سلام حاضری وغیرہ کر لیتا ہے۔ موجودہ صورت سے نماز کا پڑھنا غلط ہے۔ جو کثرت سے نمازیں پڑھیں اور عبادت کریں وہ حرام خور، کام چور، گستاخ، بدمعاش ہیں۔ مصلوں پر بیٹھ کر اللہ اللہ کرنا، اعتکاف کرنا کفر، شرک اور بدمعاشی ہے۔ مکہ شریف، مدینہ شریف پر قبضہ کرنے کے مستحق لندن اور پیرس والے ہیں۔ جتنے مسلمان اس وقت موجود ہیں سب کافر اور مشرک ہیں اور بت پرست ہزاروں خداؤں کو ماننے والے۔ سچے موحد اور مومن ہیں۔ بت پرستوں کو مشرک کہنا اندھا پن ہے۔ تین خدا ماننے والے پکے ایماندار مومن ہیں۔ اعتقاد بت پرستی نہیں ہے۔ نہ زبان سے تلاوت کرنا اور نماز پڑھنا اور درود شریف پڑھنا عبادت ہے۔ مسیلمہ کذاب کی بنائی ہوئی کتاب کو افضل بتاتا ہے اور انبیاء علیہم السلام کے معجزات کو محض دیوانہ پن بتاتا ہے۔ خدا کی دوستی کے لئے کسی مذہب کی تخصیص اور ضرورت نہیں۔ مسجد میں سنتیں پڑھنا سنت کی ہے۔ ایسے ہی اور بہت گندے اقوال ہیں۔ مقدمہ تذکرہ وغیرہ میں اور دو پرچہ تذکرہ اردو مقدمہ تذکرہ اردو سے یہ سب اقوال لئے گئے ہیں۔

(۱) شریعت میں ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟ (۲) اور جو شخص ایسے لوگوں کو اچھا سمجھے ان کی تائید کرے اور مرتد نہ جانے بلکہ ان کی حمایت کرے اور کہے کہ میں دل سے تمہارے ساتھ ہوں اور ظاہر میں بوجہ امامت، نوکری کی وجہ سے میں تمہارا ساتھ نہیں دے سکتا۔ ایسے شخص کی امامت درست ہے یا نہیں؟ (۳) جب کہ وہ لوگ ازروئے شریعت مرتد قرار دیئے گئے تو ان کے موجودہ نکاح ٹوٹ گئے یا نہیں اور ان کو تائب ہونے پر دوبارہ نکاح پڑھنے کی ضرورت ہے یا نہیں؟ اور پہلے مہر کا کیا حکم ہے؟ (۴) جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم کو مشرقی کے عقیدے اور اس کے قول و فعل اور اس کی کتابوں سے کوئی تعلق نہیں اور پھر بھی اس کی خاکساری جماعت میں شریک ہوتے ہیں اور دوسروں کو شریک ہونے کی ترغیب دیتے ہیں۔ اور ان کی کتابوں کی اشاعت کرتے ہیں۔ (۵) جو لوگ ورزش اور فوجی قواعد کے لئے اس جماعت میں شریک ہوں ان کا کیا حکم ہے؟ (۶) بیلچہ رکھنا سنت ہے یا فرض؟ کیا رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے؟ (۷) جو مولوی اپنی تقریر میں یہ کہے کہ جو معنی قرآن و حدیث کے نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام اور امام ابو حنیفہؒ وغیرہ نے لئے وہ اس وقت کافی نہیں ہیں۔ ہم بھی اپنی جدت و ذہانت سے مناسب وقت معنی لے سکتے ہیں اور اس وقت علوم و فقہ پڑھنے کی ضرورت نہیں بلکہ صرف بیلچہ کی ضرورت ہے۔ اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب ۳۳۲) یہ جتنے اقوال و خیالات آپ نے سوالات میں نقل کئے ہیں اگرچہ فرداً فرداً ہر قول اور ہر عقیدے کو مشرقی کی کتابوں سے ملانے کی ضرورت ہے تاہم کتاب تذکرہ کو ہم نے بھی دیکھا ہے اور بالاجمال اس قدر صحیح ہے کہ مشرقی اس قسم کے خیالات و عقائد ضرور رکھتا ہے جو جمہور اہل اسلام اور اصول اسلام سے خلاف ہیں۔ آپ کے سوالات جو مذکورہ بالا اعتقاد پر مبنی ہیں ان کا جواب یہ ہے:۔

(۱) جو شخص ان عقائد کا حامل ہے وہ اسلام کا مبلغ نہیں بلکہ اسلام کا دشمن اور دائرہ اسلام سے خارج

ہے(۱)۔ (۲) اور جو شخص کہ ایسے شخص کو اچھا سمجھے اور اس کی جماعت میں شامل ہو اور در پردہ ان کی حمایت کرے اس کا بھی یہی حکم ہے۔ مشرقی اور اس کی جماعت سے میل جول رکھنا خطرناک ہے(۲)۔ (۳) جو شخص کہ مرتد ہو جائے اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے(۳) اور اس پر اسلام لانے کے بعد تجدید نکاح لازم ہوتی ہے اور پہلا مہر بھی واجب الادا ہوتا ہے (۴)۔ (۴) یہ غلط ہے کہ مشرقی کی کتابوں سے اور اس کے عقائد و عمل سے بے تعلقی اور بے غرضی ظاہر کرتے ہوئے اس تحریک میں، جس کو وہ مذہبی تحریک اور اسلام کی روح ظاہر کرتا ہے، شرکت کی جائے یا شرکت کی ترغیب دی جائے۔ (۵) بغرض ورزش اور بغرض تحصیل قواعد کسی صحیح العقیدہ متشرع شخص کے ماتحت کام کرنا چاہئے۔ صرف ورزش اور قواعد کو جو ثانوی درجے میں ہے اصل مذہب قرار دینا عقل و دیانت کے خلاف ہے۔ (۶) بیلچہ رکھنا نہ فرض ہے نہ سنت نہ مستحب۔ البتہ آیہ کریمہ واعدوا لهم ما استطعتم (۶) کے تحت آلات و اسباب جہاد رکھنا مامور بہ ہے۔ (۷) یہ شخص راہ حق سے بھٹکا ہوا ہے۔ سلف صالحین کے مسلک مجمع علیہ سے مخالفت کر رہا ہے۔ صنائع کی ضرورت و مصلحت سے انکار نہیں۔ مگر یہ کہنا کہ عالم حافظ صوفی کی اب ضرورت نہیں صریح گمراہی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

لاعلمی کی وجہ سے تحریک خاکساراں میں شمولیت سے ارتداد لازم نہیں آتا۔

(سوال) محترم مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پرسوں مجھے اخبار ویر بھارت دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اس میں کسی نامہ نگار نے آپ کے اخبار الجمعیۃ کا حوالہ دے کر طویل مضمون شائع کیا ہے جس میں ایک مسلمان نے علامہ مشرقی بانی تحریک خاکساران کے عقائد بیان کرتے ہوئے آپ سے چند استفسارات کئے ہیں اور ساتھ ہی آپ کی طرف سے ان سوالات کے جواب بھی درج ہیں۔ چونکہ وہ مضمون اہم ہے اور میرے خیال میں اس کا جاننا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے اس لئے بہتر ہوتا کہ آپ اسے صرف اپنے اخبار میں جگہ دینے کی بجائے ہندوستان کے دیگر مسلم جرائد کو بھی اس کی نقل ارسال فرماتے تاکہ مسلمانوں کا بڑا طبقہ اس سے استفادہ حاصل کر سکے۔ آپ نے اس مضمون کے سوال نمبر ۵ کا جواب دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ جو شخص مرتد ہو جائے تو اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور اس پر بعد اسلام لانے کے تجدید نکاح لازم ہو جاتی ہے اور پہلا مہر بھی واجب الادا ہوتا ہے۔ میرے چند احباب جو اس تحریک میں بے علمی کی وجہ سے شامل تھے اور یہ معلوم کرنے کے بعد اس تحریک کا مدعا صرف انگریز کی غلامی اور مذہب سے انحراف ہے انہوں نے اس سے علیحدگی اختیار کر لی ہے

١۔ المرتد هو الراجع عن دين الإسلام وركنها إجراء كلمة الكفر على اللسان بعد الإيمان (تنوير مع شرحه باب المرتد ٤/ ٢٢١ ط سعيد)

٢۔ والرضا بالكفر كفر، حتى على هذا [illegible] باب ما يكون كفرا من المسلم وما لا يكون ٣/ ٥٧٣ ط ماجدیه کوئٹه)

٣۔ "إذا مجالسة الأغيار تجر إلى حسن الأوزار" (مرقاة، مجالسة أهل الضلالة ممنوع: ١/ ١٧٩ ط امدادیه)

٤۔ ثبت من زوجها بعد [illegible] كبردة (الهندية، فصل ثالث في تكرار المهر ج ١ ص ٣٢٣ ط ماجدیه کوئٹه)

٥۔ "كان عليه المهر بالنكاح الأول ومهر كامل بالنكاح الثاني" (حواله سابق)

٦۔ الأنفال: ٦٠

مگر جب سے انہوں نے آپ کا بیان پڑھا ہے سخت پریشان ہیں کیونکہ مذکورہ بالا جواب کی عبارت سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا پہلا نکاح فسخ ہو چکا ہے۔ اس لئے تجدید نکاح لازم ہے۔ مگر وہ کہتے ہیں کہ ہماری اس جماعت میں شمولیت نیک نیتی پر مبنی تھی۔ ہم علامہ صاحب کو ایک مخلص رہنما تصور کرتے تھے مگر جب سے ہمیں سید عنایت اللہ شاہ بخاری نے ان کے عقائد اور مقاصد سے آگاہ کیا ہے ہم نے ان کی تحریک سے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔ اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ علامہ موصوف ایسے بد عقیدہ انسان ہیں تو ہم ان کی تحریک میں کبھی شامل نہ ہوتے۔

(المستفتی نمبر ۹۱۱ شیخ محمد بوٹا (گجرات پنجاب) ۱۱ صفر ۱۳۵۵ھ م ۳ مئی ۱۹۳۶ء)

(جواب ۳۳۳) جو لوگ کہ مشرقی کے عقائد سے بے خبر تھے اور محض تحریک خاکساران میں اس کو ایک مفید تحریک سمجھ کر شریک ہوئے تھے وہ خدانخواستہ مرتد نہیں ہوئے۔ اور ان کے متعلق وہ فتویٰ عائد نہیں ہوتا جو مرتد کے متعلق ہے۔ میرا فتویٰ جو ۵ مارچ ۱۹۳۶ء کے الجمعیۃ میں شائع ہوا ہے اس کو غور سے ملاحظہ فرمانے سے یہ شبہ پیدا ہی نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس میں نمبر ۱ سے نمبر ۳ تک کے جواب تو ان اعمال و افعال سے متعلق ہیں جو سوال میں مذکور ہیں اور جواب نمبر ۴ جو خصوصی طور پر مشرقی سے متعلق ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔ "مشرقی اور اس کی جماعت سے میل جول رکھنا خطرناک ہے۔" یعنی اس کو کفر اور ارتداد نہیں کہا گیا خطرناک بتایا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو شخص مشرقی یا اس کی جماعت سے میل جول رکھے گا اس کے لئے یہ بات مشکل ہے کہ وہ صرف بیلچہ داری میں تو مشرقی کا تبع اور اس کے احکام کا فرمانبردار رہے اور مشرقی کی بد عقیدگی کے اثرات سے محفوظ رہے۔ نمبر ۵ میں ارتداد کا حکم شرطی بتایا گیا ہے جو صحیح و ثابت ہے۔ لیکن اس میں یہ نہیں کہا گیا کہ مشرقی کی تحریک کے تمام شرکاء مرتد ہیں اور ان پر مرتد کے احکام جاری ہوں گے اور میں نے تو یہاں تک احتیاط کی ہے کہ مشرقی کے نظریات و عقائد کو باوجود شبہ جمہور علماء اور اصول اسلام کے خلاف بتایا ہے مگر مشرقی کی ذاتی و شخصی حیثیت سے اس کو مرتد اور ملحد نہیں کہا۔ میرا یہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ سے جو امور اسانید صحیحہ کے ذریعہ سے ثابت ہیں اور وہ سنن نبویہ کے درجے سے بھی آگے (یعنی فرض و واجب تک) نہیں بڑھتے ان میں سے کسی ادنیٰ سے ادنیٰ عمل کا استخفاف واقعی کفر ہے(۱) اور تذکرہ میں کتنے ہی مقامات ایسے ہیں کہ سنن نبویہ صحیحہ ثابتہ کا استخفاف و تحقیر ان میں آفتاب کی طرح روشن ہے اور ان مضامین کو پڑھنے والے مسلمان میں سنت نبویہ کے خلاف ایک قسم کا توہین آمیز خیال پیدا ہونے کے سوا اور کوئی نتیجہ مرتب ہی نہیں ہو سکتا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

(۳۳۴) جواب دیگر نمبر ۱۰۲۸) جو لوگ کہ عنایت اللہ مشرقی صاحب تذکرہ کے ہم عقیدہ ہیں وہ مردود، ضال و مضل ہیں۔ مشرقی کے عقائد تعلیمات اسلامی کے خلاف ہیں۔ جو لوگ کہ مشرقی کے عقائد میں ان کے موافق نہ ہوں، صرف تحریک بیلچہ میں شریک ہوں ان کا حکم جداگانہ ان کے عقائد کے موافق ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

---

(۱) "و یکفر ... لاستخفافہ بالشرع" (بحر رائق، باب احکام المرتدین ۵/ ۱۳۲ ط بیروت)

تحریک خاکساران میں شامل ہونے والے کا ایمان خطرے میں ہے۔

میں خاکسار تحریک میں شامل ہوں اور میرے خیال میں سپاہیانہ و مجاہدانہ زندگی ہی قرآن اور اسلام کا صحیح اسلام ہے۔ اور میرے عقائد یہ ہیں کہ خدا ایک ہے، قیامت، حشر حق، جنت و دوزخ پر میرا ایمان ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ قرآن کریم آخری کتاب اللہ ہے اور پانچوں ارکان اسلام پر عمل کرنا میرا ایمان ہے۔ اور بندہ اہل سنت و جماعت کا ادنیٰ خادم ہے۔ باوجود ان عقائد کے یہاں پر میں ملازم ہوں، ان مالک کارخانہ کو تسلی نہیں اور فرماتے ہیں کہ تم مفتی صاحب کا فتویٰ لاؤ۔ کہیں تم کفر کے مرتکب یا خارج از اسلام تو نہیں ہوگئے ہو۔

(المستفتی نمبر ۱۳۹۲ [illegible] حسن چشتی دہلی۔ ۱۷ محرم ۱۳۵۶ھ مطابق ۳۱ مارچ ۱۹۳۷ء)

(جواب ۳۳۵) سپاہیانہ اور مجاہدانہ زندگی بے شک اچھی اور محبوب ہے مگر خاکساروں کی تحریک کے بانی عنایت اللہ مشرقی صاحب کی کتابوں اور رسالوں اور تقریروں میں اسلام کے اصولی عقائد و مسائل و فرائض و واجبات کے متعلق ایسی باتیں درج ہیں جو صریح اسلامی تعلیم کے خلاف ہیں۔ نماز و روزے و حج و وراثت کی صحیح صورتوں کو اس طرح ذکر کیا ہے کہ ان کی طرف سے نفرت و حقارت کے جذبات دلوں میں پیدا ہوں اور علمائے اسلام اور اہل علم کو جاہل بتانا، ان کے اعمال، نماز، روزے کا مذاق اڑانا تو معمولی بات ہے۔ ان وجوہ پر مسلمانوں کو اس تحریک میں شریک ہونا، اگرچہ وہ مشرقی کے عقائد و خیالات سے اپنی بے تعلقی کا اظہار بھی کریں سخت خطرناک ہے۔ اور ایمان کی سلامتی کی امید نہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

تحریک خاکساران کے متعلق حضرت مفتی اعظم کی رائے۔

(سوال) یہاں خاکسار تحریک شروع ہوئی ہے۔ لوگ بڑی تندہی اور جانفشانی سے خدمت خلق میں مصروف ہیں۔ ہم لوگ آپ کے ان ارادت مندوں میں ہیں کہ بلا اصلاح و مشورہ کے کام کرنا پسند نہیں کرتے۔ جناب مولانا ظفر علی خان صاحب، مولانا [illegible] پوری و مولانا سید سلیمان ندوی کے بیانات خاکسار تحریک کی تائید میں چھپ چکے ہیں۔ لیکن بہت سے لوگ آپ کے اعلان کے منتظر ہیں اور بڑی بے تابی سے منتظر ہیں کہ کب آنجناب کا اقراری یا انکاری ارشاد ہوتا ہے۔ آپ کی ذات گرامی سے قوی امید ہے کہ اس عریضہ کا ضرور خیال فرمائیں گے۔

(المستفتی نمبر ۱۳۹۹ حکیم محمود خان صاحب (برار) ۲۸ محرم ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۰ اپریل ۱۹۳۷ء)

(جواب ۳۳۶) خاکسار تحریک کے بانی عنایت اللہ خان مشرقی کے خیالات و عقائد سے لوگ واقف نہیں ہیں اور تحریک کی محض ظاہری شکل کو (کہ خدمت خلق اور مسلمانوں میں سپاہیانہ زندگی پیدا کرنا ہے) دیکھ کر اسے پسند کرتے اور شریک ہو جاتے ہیں۔ اس شخص کا مقصد ایک جدید فرقہ پیدا کرنا ہے اور اس کا واجب الاطاعت امیر خود بن کر مسلمانوں کو مرکزیت واحدہ کے رشتہ پر لانا چاہتا ہے۔ مشرقی کی کتاب "تذکرہ" ان کے فلسفیانہ خیالات

ور ڈاروِن تھیوری کے عقیدہ کی آئینہ دار ہے۔ سب سے پہلے کام ان کا یہ ہے کہ مسلمانوں کو علماء اسلام سے متنفر کریں۔ اس کے لئے ان کے مرکز اچھرہ سے پمفلٹ شائع ہو رہے ہیں۔ وہ نماز، روزہ، حج وغیرہ کو ظاہری صورتوں میں عبادات کا درجہ اور فرائض قرار نہیں دیتے بلکہ کہتے ہیں کہ نماز کی روح اطاعت امیر ہے اور جب کوئی شخص اپنے نفس کو امیر کے حوالہ کردے اور اس کے حکم کی اطاعت کرنے لگے بس اس کی نماز کی روح حاصل ہوگئی اور اس میں وہ نماز ادا کرنے سے مستغنی ہوگیا۔

تحریک خاکساراں میں جہاں تک خدمت خلق اور سپاہیانہ اسپرٹ کا تعلق ہے وہ اچھی چیز ہے لیکن یہ ناممکن ہے کہ جو شخص اس تحریک میں شریک ہو وہ بانی تحریک کے خیالات و عقائد سے متاثر نہ ہو۔ قادیانی تحریک کی ابتداء بھی ایک خوش نما عنوان سے ہوئی تھی کہ مرزا غلام احمد قادیانی آریوں اور عیسائیوں کے گندے اور ناپاک حملوں سے ناموس رسالت کی حفاظت کرنے میں علماء وقت سے پیش پیش ہیں اور ان کے رد میں تن من دھن سبھی کچھ قربان کر رہے ہیں۔ لیکن یہ دیکھنے والوں نے دیکھا کہ آج یہ قادیانی فرقہ اسلام کے لئے اور مسلمانوں کی قومیت کے لئے سب سے زیادہ مہلک اور تباہ کن ہے اور اس کے بانی نے آہستہ آہستہ مسند نبوت پر نہ صرف اپنی جگہ نکالنے کی کوشش کی بلکہ اب تمام پیغمبروں پر ایمان لانا اور خود آنحضرت ﷺ پر ایمان لانا بھی ان کے نزدیک مومن ہونے کے لئے کافی نہیں ہے تاوقتیکہ مرزا غلام احمد پر ایمان نہ لائے نہ کسی کا ایمان معتبر ہے نہ عمل مفید۔ خاکساروں کی تحریک کو حقیقت شناس حضرات قادیانی تحریک سے زیادہ خطرناک سمجھتے ہیں۔ وہ مذہب کے نام سے شروع ہوئی تھی اور یہ خدمت خلق و سپاہیانہ اسپرٹ کے نام سے شروع ہوئی ہے اور اس نے مذہبی طبقے کے خلاف اور علمبرداران مذہب یعنی علماء کے خلاف جہاد شروع کر دیا ہے۔ یہ قرآن مجید کے نام سے الحاد و یورپ کے عقائد پھیلا رہی ہے اور یہ انگریزوں کو خدا کے مخلص اور مقبول بندے ظاہر کر رہی ہے اور اسی طرح بہت سی خرافات پر مشتمل ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

تحریک خاکساراں کے عقائد مسلمانوں کے لئے خطرناک ہیں۔

(سوال) حضرت اقدس جناب قبلہ مفتی صاحب دام الطافکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ سوال کے بعد گرامی نامہ پہنچ کر باعث مسرت ہوا جو جناب کے دست مبارک کا تحریر کردہ معلوم ہوتا ہے۔ جناب کی اس بزرگانہ شفقت اور محبت کا دل سے شکر گزار ہوں اور شرمندہ ہوں کہ ایک عظیم الشان اور واجب التعظیم ہستی کو یوں جواب لکھنے کی تکلیف دی۔

مجھ کو اس سو سال کی مدت میں علمائے کرام کی جانب سے انتہائی مایوسی ہوگئی تھی اور میں نے سمجھ لیا تھا کہ واقعی ہمارے علماء کو قوم کا درد نہیں رہا اور جوانوں کی کسی تشفی کر سکیں۔ مد و جزر کی طرح جناب کے اس اقدام نے پھر امید کی ایک لہر جسم میں دوڑائی۔

خموشی نے بڑی مدت میں کھولی ہے زباں ان کی   چلائے رہتے رہتے دوروں سے پھر قصہ ان کا

جناب والا آپ خود فیصلہ فرمائیں کہ جو شخص سوا سال پیشتر مفصل طور پر اپنے خیالات اور عقائد کا صاف صاف اظہار کر چکا ہو اور آپ سے تسلی و تشفی کا طالب ہو اور شریعت اسلامیہ کی روشنی میں سب کچھ معلوم کرنا چاہتا ہو اور بار بار جناب سے التجائیں اور یاد دہانی کرتا رہا ہو اور بے چین ہو کر آپ کے خیالات و احکام کی طرف تشنگی لگائے دیتا ہو۔ پھر ایسے قابل رحم اور قابل توجہ شخص کو ایک عرصہ دراز کے بعد صرف یہ جواب دینا کہ مشرقی صاحب کے حالیہ اعلانات، ان کی تحریک کا مقصد سمجھنے کے لئے کافی ہیں کہاں تک تسلی بخش اور مفید ہو سکتے ہیں۔ جب کہ میں پورے طور پر تفصیل کا بھی طالب تھا۔ میں جناب کے قیمتی وقت کو ضائع اور عظیم الشان مشاغل میں سد راہ ہرگز نہیں بننا چاہتا بلکہ اپنی ذاتی اور قوم کی مذہبی ابتری اور روز قیامت کے خوف سے مجبور ہو کر آپ کی جناب میں مودبانہ عذر پیش کر رہا ہوں۔ مسلم قوم کی ذلت اور تباہی ان آنکھوں سے دیکھی نہیں جاتی ہے۔ سب و تمام اور شریعت اسلامیہ یعنی صراط مستقیم کو چھوڑ کر اور کچھ پٹنے میں جو بال کی کھال نکل رہی ہیں اس نے قوم اور افراد کو موت کے دروازے پر لا ڈالا ہے۔ صرف قضا و قدر کے حکم کی دیر ہے۔ پھر ایسی صورت اختلاف میں جو عام طور پر مسلم عوام میں جاری ہے۔ اگر آپ سے مفصل طور پر نہ معلوم کیا جائے تو صحیح راستہ پر پہنچنا دشوار ہے۔ میں جناب کا ادنیٰ عقیدت مند ہونے کی حیثیت سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ تحریک خاکساران کے جو اصول و اقوال ہیں وہ اسلامی نقطہ نظر سے مسلمانوں کے دینی و دنیوی حالت پر کیا اثر ڈال رہے ہیں اور اس کی کیا کیفیت ہے تفصیلی طور پر تحریر فرمائیں تو عین بندہ نوازی ہوگی۔

المستفتی نمبر ۱۵۴۲ محمد اسمٰعیل خان صاحب (نجیب آباد) ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۲۸ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۳۷) جناب مکرم و محترم زید فضلہم بعد سلام مسنون۔ جناب کا عنایت نامہ باعث ممنونیت ہوا۔ میں پہلے خط میں تاخیر جواب کی معذرت کر چکا تھا اب مکرر آپ کے عتاب آمیز شکوے پر تمت تقصیر کی معافی کا طلبگار ہوں۔

میں نے رد و کد میں پڑنا کبھی پسند نہیں کیا۔ اپنے ناقص خیال کے موافق مسئلہ بتا دینا اور اظہار حق کر دینا ہی کافی سمجھتا ہوں۔ اس سے زیادہ کی فرصت بھی نہیں ہے اور رد و کد کچھ مفید بھی ثابت نہیں ہوتی۔ جناب نے پہلی تحریر میرے اس جواب کو پڑھ کر اور اس سے متاثر ہو کر لکھی تھی، میں اظہار حق کے لئے اس کو کافی سمجھتا ہوں اسی کو مجمل پھر لکھے دیتا ہوں۔ اگر جناب غور فرمائیں گے تو اس میں تسلی و تسکین پائیں گے۔

مشرقی صاحب کی کتاب تذکرہ میں نے پڑھی ہے۔ اور ان کی دوسری تحریریں بھی پڑھی ہیں۔ ان کی تحریرات میں بہت سی باتیں صحیح اور اچھی ہیں۔ ان کی یہ شکایت بھی بجا ہے کہ مسلمانوں نے عبادات نماز، روزہ، حج وغیرہ کی صورتیں تو خوب مضبوطی سے پکڑ رکھی ہیں مگر ان عبادتوں کی روح باقی نہیں ہے۔ اکثر مسلمانوں کی رسمی عبادات کے متعلق یہ خیال ایک حد تک صحیح بھی ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی ان کا یہ خیال جو ان کی تحریرات سے صاف طور پر ہر پڑھنے والے کے دل میں پیدا ہو جاتا ہے کہ نماز کی روح اطاعت امیر ہے۔ اور اطاعت امیر مضبوطی سے بنا شعار بن جائے تو پھر نماز پڑھنے کی حاجت نہیں رہتی۔ اور ایک ایسا شخص جو پہلے

امیر کی پوری اطاعت کرتا ہے، ایسے شخص سے بہتر ہے جو نری نماز تو ادا کرتا ہے لیکن امیر کے احکام بے چوں وچرا عمل میں نہیں لاتا، نہ صرف غلط ہے بلکہ گمراہ کن اور شریعت کو پلٹ دینے والا ہے۔ ان کی تالیفات میں تمام سنتوں کا، جو صحیح سندوں سے آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول و متوارث ہیں ایسے طور پر مذاق اڑایا گیا ہے اور استہزا کیا گیا ہے کہ ایک ایماندار خشیت خداوندی رکھنے والے کا دل لرز جاتا ہے۔ اگرچہ وہ ان سب باتوں کی تاویلیں کرتے ہیں، وہ تاویلیں اہل علم کے خیال میں بھی ان کی کتاب پڑھتے وقت مشکل ہی آسکتی ہیں۔ عام لوگ تو سمجھنے سے بھی ان تاویلوں کو نہیں سمجھ سکتے۔ ان کے قلوب و اذہان پر ان کی تالیفات کا براہ راست جو اثر ہوتا ہے وہ یہ کہ نماز روزہ سب رسمی عبادتیں اور بے جان صورتیں ہیں۔ اور بہت سی سنن و مستحبات تو نہ صرف فضول بلکہ خلاف تہذیب اور قابل نفرت امور سمجھنے لگے ہیں۔ اور اسی مرحلے پر وہ ایمان کھو بیٹھتے ہیں۔ میں نے ان کی تالیفات کو پڑھ کر ابتدا ہی میں سمجھ لیا تھا کہ یہ تحریک مرزا قادیانی کی تحریک سے زیادہ خطرناک اور مسلمانوں کے ایمان کو سخت تباہ کن ہے۔ وہ تو مجددیت اور مسیحیت اور بالآخر دعویٰ نبوت تک پہنچے ان کے ساتھ اس کو خدا اور رسول کے ساتھ ایمان اور احترام رکھنے کی تلقین لازم تھی لیکن مشرقی صاحب نے جو چیز ڈالی تھی وہ خدا اور رسول اور ایمان و اسلام سب کی تحقیر کر کے سیدھی دہریت و الحاد کی طرف لے جانے کی تھی۔ ان کی کتابیں پڑھ کر نہ خدا کی وقعت دل میں رہ سکتی ہے نہ رسول کی۔ صرف دنیا میں عمل اور عمل بھی مادی اور مادیت سے متعلق انسان کے لئے انتہائی معراج ترقی ہے۔ یہی انہوں نے اپنے دین و مذہب کے پیرایہ میں بیان کیا اور نصوص قرآنیہ کو توڑ مروڑ کر الحاد و زندقہ کی دلیلوں کے مواقع پر استعمال کیا۔

اور بالآخر تو انہوں نے اعلان کر ہی دیا کہ امیر کا (مشرقی خود ان کا) ہر امر واجب الاطاعت ہے۔ بلکہ ان کے ماتحت امراء کا حکم بھی علی الاطلاق واجب الاطاعت، خواہ وہ قرآن کی صریح آیات کے خلاف ہی کیوں نہ ہوں۔ ان کے اس اقدام سے مسلمانوں کے لئے ان کی تحریک کی حقیقت سمجھنے کا راستہ صاف کر دیا ہے۔ وہ شریعت الٰہیہ کے بمقابل ایک نئی شریعت یعنی مشرقی دین قائم کر کے مسلمانوں کو دین مقدس سے چھین کر اپنی شریعت کی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ اور یہ ایک ایسا فتنہ ہے جو قادیانی فتنہ سے بدرجہا زیادہ خوفناک ہے۔ وردی بیلچہ برداری اور سپاہیانہ پریڈ تو وہ ارکان ایمان کی طاعت کے ساتھ ہوتی تو چشم ما روشن دل ما شاد۔ لیکن ان کے پردے میں متاع ایمان پر ڈاکہ ڈالنا مد نظر ہو تو اس کی شرکت سے زیادہ بدنصیبی اور کیا ہو سکتی ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

تحریک خاکساران پر مختصر تبصرہ۔

(سوال) (۱) تحریک خاکساران کے متعلق آپ کی شرعی رائے کیا ہے؟ (۲) اس تحریک کے بانی کے متعلق جو کفر و الحاد منسوب کیا جاتا ہے وہ کہاں تک درست ہے۔ کیا جناب والا نے اس تحریک کے بانی کی تصنیفات کا مطالعہ فرمایا ہے۔ اگر فرمایا ہے تو ہماری رہنمائی فرمائیں۔

المستفتی نمبر ۲۶۲۳ امین محمد امین صاحب (جالندھر) ۳ جمادی الاول ۱۳۵۹ھ م ۲۲ جون ۱۹۴۰ء

(جواب ۳۳۸)(۱، ۲) تحریک خاکساران بظاہر خوشنما اور مفید ہے۔ لیکن اس کا بغور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی ایک نیا فتنہ ہے۔ بہت سے اسلامی عقائد و اعمال حتی کہ فرائض قطعیہ سے انکار و استخفاف اس کا لازمی نتیجہ ہے۔ مشرقی کے عقائد تذکرہ اور ان کی دوسری تالیفات میں واضح طور سے موجود ہیں۔ ان کا یقینی نتیجہ ملحدان یورپ کی تحسین و تصویب اور علمائے اسلام کی تحقیر و توہین ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) تحریک خاکسار غیر اسلامی تحریک ہے اس میں شامل ہونا جائز نہیں۔

(۲) اس تحریک کی مدد اور تعریف کرنا بھی ناجائز ہے۔

(سوال) کئی سال سے ہندوستان میں امرتسر کے ایک شخص عنایت اللہ خاں نامی نے جس کا تخلص مشرقی ہے۔ اور جس کا موجودہ قیام گاہ لاہور ہے ایک تحریک جاری کی ہے جو تحریک خاکساران کے نام سے مشہور ہے۔ مشرقی مذکور اس تحریک میں شامل ہونے والے خاکساران کا امیر ہے وہ کہتا ہے کہ (۱) امیر کے حکم کی تعمیل معروف و منکر کی شرط کے بغیر ہر ایک خاکسار کو بلاچون وچرا کرنی چاہئے (اخبار الاصلاح)۔ (۲) وہ کہتا ہے کہ ابتدائے آفرینش سے آج تک یہ قطعی فیصلہ نہ ہو سکا کہ کون سا مذہب سچا ہے۔ کون سا شارع کائنات کی منشاء کے عین مطابق ہے۔ پھر کہتا ہے کہ نہ عقیدوں کی بت پرستی کوئی بت پرستی ہے نہ قول خدا پرستی و عبودیت سمجھتے ہیں۔ یہ بھی کہتا ہے کہ اسلام میں عمل کے سوا کسی عقیدہ کی ضرورت نہیں۔ (تذکرہ دیباچہ)۔ (۳) مشرقی کہتا ہے کہ تیرہ سو برس سے مولویوں کا مذہب غلط ہے۔ دوسری جگہ کہتا ہے کہ تین سو برس سے مولویوں کا مذہب غلط ہے۔ پھر ایک جگہ کہتا ہے کہ مولویوں کے بنائے ہوئے اسلام کا قرآن مجید میں ایک لفظ یا ایک حرف بھی نہیں۔ پھر ایک جگہ کہتا ہے کہ خاکسار تحریک اس لئے جاری کی گئی ہے کہ مولویوں کے بنائے ہوئے اسلام کو غلط ثابت کرے وغیرہ (الاصلاح اخبار کے مختلف پرچے)۔ (۴) مشرقی کہتا ہے کہ کلمہ شہادت، نماز، روزہ، حج، زکوۃ پر اسلام کی بنیاد ہرگز نہیں (تذکرہ حصہ عربی ص ۵۲)۔ (۵) مشرقی رمضان کے روزوں کی فضیلت و فرضیت کو من گھڑت باتیں، دروغ بافی اور فاقہ مستی کے نام سے یاد کرتا ہے اور تیرہ سو برس تک کے مسلمانوں کے روزوں کا تمسخر اڑاتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ پچھلے کئی سو برس کی نمازیں اور روزے سب اکارت ہیں۔ ان سے جنت تو کیا دوزخ کا بہترین گوشہ بھی نہیں مل سکتا۔ (الاصلاح ۱۵ اپریل ۳۵ء)

(۶) مشرقی نے اپنے اخبار الاصلاح مورخہ جولائی ۳۷ء کے کسی نمبر میں اپنے کسی معتقد کا یہ مضمون کہ مشرقی مجدد دین، امام اور مامور من اللہ ہے شائع کیا اور اس طرح اپنے مامور من اللہ اور مجدد ہونے کے دعوی کی بنیاد رکھ دی ہے۔ کیونکہ اس نے خود اس کو شائع کیا اور اس میں کوئی ترمیم نہیں کی۔

(۷) مشرقی کہتا ہے کہ انگریز نصرانی جن کو دنیوی ساز و سامان حاصل ہیں در حقیقت یہی عبادی الصالحون کے مصداق ہیں اور انگریز خدا کے صالح بندے ہیں۔ مسلمان ہندوستانیوں میں تو اسلام باقی ہی نہیں۔ ہاں نصرانی انگریز حقیقی مسلمان ہیں۔ انگریز ہی خلیفة اللہ فی الارض ہیں اور اکثر فرشتے اس قوم سے

سامنے سجدہ کرتے ہیں۔ (تذکرہ حصہ عربی)

(۸) مشرقی کہتا ہے کہ تمہاری نماز کو حرم سمجھنا فی الحقیقت انسان کی معاشرتی و دنیاوی زندگی کی صلاح کا ایک منظر ہے اس کو تمہاری روحانیت سے کوئی تعلق نہیں (تذکرہ مقدمہ) اس طرح مشرقی انگریزوں کی نماز پر خوبی و حقیقت واضح کر کے ان کی روحانیت کو گویا محفوظ رکھنا چاہتا ہے۔

(۹) مشرقی نے اصحاب کے قول فیصل نمبر میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مال غنیمت کی چادروں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت عمر پر اعتراض کرنے والے صحابی کی نسبت (جو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے) لکھا ہے کہ وہ بدبخت جہنمی خود چور ہو گا (نعوذباللہ، نعوذباللہ، نعوذباللہ)

(۱۰) مشرقی نے ابتداء اپنی تحریک خاکسار کی بنیاد صرف خدمت خلق اور فوجی قواعد دو چیزوں پر ظاہر کی اور مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو دنیوی حکومت و سلطنت مل جائے گی۔ یہ بھی اعلان کیا کہ اس تحریک میں کسی کے مذہبی عقائد سے کوئی بحث نہیں حتیٰ کہ ہندو، عیسائی، یہودی، پارسی وغیرہ لوگوں کو بھی اس میں شرکت کا موقع ہے۔ مذکورہ دونوں کاموں کو اچھا کام سمجھ کر مسلمان اس تحریک میں شامل ہونا شروع ہو گئے۔ اس وقت کہ مشرقی کی پہلے لکھی ہوئی کتاب تذکرہ سے لوگوں کو عام طور پر کوئی واقفیت نہیں تھی۔ مشرقی نے تحریک خاکسار کی تبلیغ کے ساتھ ساتھ اخبار الاصلاح جاری کیا اور ہدایت جاری کی اور ڈکٹیٹری کے ماتحت سالاروں کے ذریعہ بتدریج لوگوں کے خیالات و عقائد پر اثر ڈالا اور تذکرہ کی اشاعت بھی ہونے لگی۔ اب یہاں تک نوبت پہنچی کہ وہ مختار ناطق، امیر اور مذہبی پیشوا بن گیا۔ اور امام الزمان مہدی اور مجدد وقت بننے کی تیاری کر رہا ہے۔ اور اپنی جماعت کے لوگوں سے خونی معاہدے بھی لے رہا ہے اور اپنے جانبازوں اور فدائیوں کی ایک جماعت بنا رہا ہے۔ ان مذکورہ تفصیلات کے علاوہ ہندوستان کے علماء کرام کو اس تحریک کے متعلق اپنے اپنے ذرائع واقفیت سے مزید اور بھی صحیح باتیں ممکن ہے کہ معلوم ہوں۔ بہرحال دریافت طلب امور یہ ہیں۔

(۱) مسلمانوں کو خاکسار تحریک میں شامل ہونا چاہئے یا نہیں؟ یہ تحریک اسلامی ہے یا غیر اسلامی؟

(۲) جو لوگ تحریک میں شامل ہیں ان کو از روئے احکام شرع اب کیا کرنا چاہئے؟

(۳) جن لوگوں کو اس تحریک میں شامل رہنے اور مشرقی کی بد عقیدگیوں کا علم ہو جانے کے بعد بھی اس تحریک کی اشاعت و حمایت پر اصرار رہے ان کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۴) اس جماعت کے عملوں میں فوجی کیمپ، مصنوعی جنگ، فوجی مارچ، جلسے وغیرہ بھی شامل ہیں۔ مسلمانوں کو ان کے کیمپ اور مصنوعی جنگ کا تماشہ دیکھنے اور ان کے جلسوں میں شریک ہونے اور ان کی تقریریں سننے کے لئے جانا چاہئے یا نہیں۔ ان کے جلسے اور تقریریں سننے اور ان کی نمائشی چیزوں کا تماشہ دیکھنے سے مسلمانوں کو روکنا اور باز رکھنا ضروری اور ثواب کا کام ہے یا گناہ؟

(۵) اس تحریک اور اس جماعت کی جماعت فنڈ کی اور امداد کرنا یا مدح اور حمایت کرنا، ان کے جلسوں اور کیمپوں کے سامان بہم پہنچانا جائز ہے یا ناجائز۔ نیز اور جو احکام اس تحریک کے معاملے میں مناسب اور ضروری ہوں ان سے آگاہی بخشی جائے۔

المستفتی نمبر ۱۶۷۵ محمد ایوب خاں (نجیب آباد) ۷ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۵ اگست ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۳۹) (۱) مسلمانوں کو اس تحریک میں شامل نہیں ہونا چاہئے اور اگر محرک اس تحریک میں شامل ہونے والوں کے لئے اسلام کی شرط نہیں کرتا، ہندوؤں عیسائیوں یہودیوں وغیرہ ہم سب کے لئے بھی صلائے عام ہے تو تحریک کا اسلامی نہ ہونا ظاہر ہے۔

(۲) ان لوگوں کو جو ناواقفیت سے شریک ہوگئے تھے فوراً علیحدگی اختیار کرلینی چاہئے۔

(۳) یہ لوگ خود بھی غلطی میں مبتلا ہیں اور دوسروں کو بھی مبتلا کرنا چاہتے ہیں اور اگر مشرقی کے عقائد میں بھی شریک ہیں تو زوال ایمان کا بھی خطرہ ہے۔(۲)

(۴) ان کے عمل کی تحسین اور خوش تماشہ ان کے مجمع میں جانا بھی خطرناک ہے۔

(۵) اس جماعت کی ہمت افزائی اور اعانت اور مدح و ستائش کرنا باطل کی ہمت افزائی اور اعانت اور ناحق کی مدح و ستائش ہے۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) تحریک خاکسار میں شرکت جائز نہیں۔
(۲) اس تحریک کا رکن ہونے والے کی امامت درست نہیں۔

(سوال) (۱) بہرائچ میں چھ ماہ سے عنایت اللہ مشرقی کی جماعت خاکسار قائم ہوئی ہے۔ جو کتاب تذکرہ کی اشاعت کرتی ہے۔ علماء کو برا بھلا کہتی ہے اور عنایت اللہ کو امیر مطلق مانتی ہے۔ کیا اس تحریک میں حصہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ (۲) تذکرہ کے مضامین میں الحاد و کفر ہے یا نہیں؟ (۳) جو مولوی صاحب عنایت اللہ کے خیالات سے واقف ہوتے ہوئے اس تحریک میں حصہ لیں اور اس کے ممبر بنیں ان کے پیچھے نماز پڑھی جائے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۰۱۹ محمد شاہ (بہرائچ) ۱۰ رمضان ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۵ نومبر ۱۹۳۷ء

اسلامی حدود میں رہتے ہوئے جہاد کی ٹریننگ سیکھنا ضروری ہے۔

(سوال) (۱) ہر کہ و مہ واقف ہے کہ تاریخ اسلام و قرون اولیٰ کے مسلمانوں کے مطالعہ حیات سے یہ پایا جاتا ہے کہ آغاز اسلام میں "عسکریت" بالفاظ دیگر تنظیم و عمل جہاد مسلمانوں کے تمدن و حیات ملی کا ایک اہم جزو رہی ہے اور تمام زمانہ کے فدایان اسلام میں ایثار فی ملت روح جہاد اطاعت امیر اخوت جو عسکریت اور قومیت کے عناصر ترکیبی ہیں اور خدمت کے زرین اصول قائم رہے اور جب تک تبلیغ اسلام و ترویج و اشاعت

---

۱. "فلا تقعد بعد الذكرى مع القوم الظالمين" (الانعام: ۶۸)

۲. ولو رضي بالكفر كفر (قاضي خان على هامش الهندية، باب ما يكون كفراً من المسلم وما لا يكون ۳ / ۵۷۳ ط کوئٹہ)

۳. "ولا تعاونوا على الاثم والعدوان" (المائدة: ۲)

قوانین ہیں اور اپنی قومی زندگی کو برقرار رکھنے کے لئے جب تک یہ اصول ان کے پیش نظر رہا۔ صحیح معنوں میں فتح و ظفر مقدر رہی اور ہر مسلمان کے نعرے نکلنے میں اللہ اکبر کی پرجوش صداؤں سے فضاء عالم گونج اٹھی۔ مگر جب ان خصائص سے یکسر خالی ہوگئے وتجاهدوا في سبيل الله سے عملاً روگردانی کی یکجہتی و اخوت کی بجائے تعداد فرقوں میں منقسم ہوگئے تو ایسے قعر مذلت میں گرے کہ عرصہ حیات تنگ ہوگیا۔ مظلوموں کی دادرسی کرنے والے خود مظلوم بن گئے۔ غریبوں بیکسوں محتاجوں کی خبر گیری کرنے والے، غلامی کا نام و نشان مٹا کر غلاموں کو برابر کرنے والے خود غلام ہو کر رہ گئے۔ دنیا سے جہالت و بربریت کو مٹانے والے خود دوسروں کی بربریت کا شکار ہوگئے۔ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔

فی الحال جو کچھ ہوا اور ہو رہا ہے ظاہر ہے۔ قاعدہ ہے کہ اکثر زمانہ خود ٹھوکریں مار مار کر بیدار کرتا ہے اغیار کی روز روز کی یلغاریں بانگ دہل سنا رہی ہیں کہ اگر مسلمان کم از کم اپنا تحفظ اور قوانین شریعت کی ترویج چاہتے ہیں تو انہیں پھر سے مجاہد بننا چاہئے۔ مگر فی زمانہ سنین ماضیہ کا طریق جنگ بیکار اور عبث خیال کیا جاتا ہے۔ اس وقت بڑی طاقتیں جس چیز سے مرعوب ہوتی ہیں اور موجودہ تہذیب و تمدن کے ماحول میں قومی وقار کے لئے جو چیز مابہ الامتیاز خیال کی جاتی ہے وہ مروجہ اصول عسکریت ہیں جن میں قابل ذکر قواعد یک رنگی جن کے لئے معروف انگریزی الفاظ بالترتیب پریڈ و یونیفارم استعمال ہوتے ہیں اور توپ تفنگ وغیرہ ہیں۔ جس قوم میں اس کا رواج نہیں دنیوی طاقتوں کے نزدیک اسے اب اس دنیا میں رہنے کا حق نہیں۔ چنانچہ اکثر جگہ اس نظریہ پر عمل ہو رہا ہے۔ بناء علیہ اگر کوئی اسلامی انجمن عقائد اسلامی کی حد میں رہ کر تحفظ اسلام کی خاطر مسلمانوں میں عسکریت کی تبلیغ کرے۔ لباس میں سادگی و یک رنگی پیدا کرے۔ مسلمانوں کو استعمال اسلحہ اور دیگر ضروریات سے واقف کرے۔ تنظیم و اخوت کا سبق دے۔ اسوہ حسنہ رسول اللہ صلعم پر عمل کرائے صوم و صلوۃ کی پابندی کرے اور اس کے ساتھ ساتھ پریڈ کا عمل بھی کرائے تو اس کی یہ حرکت شرعاً معیوب ہے اور کیا مسلمانوں کو اس سے اتحاد کرنا چاہئے۔

المستفتی نمبر ۲۲۳۱ محمد آفاق صاحب (پٹیالہ) ۸ ذیقعدہ ۱۳۵۷ھ مطابق ۳۱ دسمبر ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۴۱) اسلامی عقائد و اعمال کی صحیح اتباع و تعمیل کے ساتھ عسکریت نہایت ضروری اور بہتر اور مفید ہے۔ مگر واضح رہے کہ اگر سائل کا مقصد جماعت خاکسار کی عسکریت میں داخل ہونے سے ہے تو افسوس کے ساتھ یہ عرض کردینا ضروری ہے کہ اس جماعت کے قائد اعظم مشرقی صاحب کے عقائد اسلامی عقائد سے منحرف ہیں۔ ان کی تصانیف اسلامی عقائد کے خلاف اور بزرگان سلف کے خلاف مضامین سے بھری پڑی ہیں۔ ان کی عسکریت مسلمانوں کے خلاف کام لینے کے لئے بنی ہے۔ انگریزوں کی طاعت اور خدمت ان کا منتہائے مقصد ہے۔ اس لئے ان کی جماعت میں داخل ہونا اسلام کے لئے مفید نہیں بلکہ عقائد اسلامیہ کے لئے مضر ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) علامہ مشرقی کے عقائد سے بیزاری کا اعلان کرنے والے خاکساران مسلمان ہیں یا نہیں؟

(۲) خاکسار تحریک کا معاون بننا جائز ہے۔

(سوال) ہم خاکسار اشہدان لا الہ الا اللہ واشہدان محمداعبدہ ورسولہ (خلاصہ ترجمہ) سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ یمان مفصل امنت باللہ و ملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر و القدرخیرہ و شرہ من اللہ تعالیٰ والبعث بعد الموت (ایمان مجمل) امنت باللہ کما ھو باسمائہ وصفاتہ وقبلت جمیع احکامہ اقرار باللسان و تصدیق بالقلب (خلاصہ ترجمہ) ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور قیامت کے دن اور تقدیر خیر و شر من اللہ اور موت کے بعد اٹھائے جانے پر نیز اللہ تعالیٰ کے اسموں اور صفتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور خدائے تعالیٰ کے تمام احکام و قبول کرتے ہیں۔ ان عقائد کا اقرار زبان کے ساتھ اور دل سے بھی ان کو سچ سمجھتے ہیں۔ نیز ہم اسلام کے پانچ ارکان کلمہ شہادت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کو بنائے اسلام سمجھتے ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ و خدائے تعالیٰ کا آخری پیغمبر سمجھتے ہیں۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ ان کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نیز ہم خاکساروں کے عقائد کو علامہ عنایت اللہ خان المشرقی بانی خاکسار تحریک کی کتاب تذکرہ سے کوئی تعلق نہیں۔ ہمارا دستور العمل مسائل اصول و فروع میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ ہم خاکسار خدائے تعالیٰ و رسول اللہ ﷺ کے سپاہی ہیں اور قرون اولیٰ کے مجاہدین کے طریقہ پر تنظیم کے ساتھ خدمت خلق اور غلبہ اسلام کے خواہش مند اور اسی طریق پر زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔ تو کیا ان عقائد کے رکھنے والے خاکساران مسلمان ہیں۔ یا اسلام سے خارج ؟ اگر مسلمان ہیں تو جو انہیں کافر کہیں وہ گنہگار ہوں گے یا نہیں۔

المستفتی نمبر ۲۴۹۷ سید مبارک علی صاحب (فیروز پور شہر) ۳۰ ربیع الاول ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۱ مئی ۱۹۳۹ء

(جواب ۳۴۲) جو خاکسار کہ عنایت اللہ خاں مشرقی کے عقائد میں ان سے متفق نہ ہوں اور ان کے ملحدانہ عقائد سے بیزار ہوں اور ضروریات اسلامیہ کے قائل ہوں وہ اس جہت سے اسلام سے خارج نہ ہوں گے لیکن ایک ملحد کی دینی اور دنیوی امور میں غیر مشروط اطاعت جو خاکسار تحریک کا اصل اصول ہے ان کے لئے جائز نہیں(۱) اور خاکسار تحریک بظاہر عسکری تنظیم معلوم ہوتی ہے مگر علمائے اسلام اور سلف صالحین کی تجہیل اور تضلیل اس کے خمیر میں داخل ہے۔ اس لئے اس تحریک میں شریک ہونے والے تحریک کے بنیادی اصول سے علیحدہ نہیں ہو سکتے۔ یہ تحریک اسلامی نقطہ نظر سے بہت خطرناک اور روح اسلام کے لئے تباہ کن اور مہلک ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

---

(۱) "ولا تعاونو اعلی الاثم والعدوان" (المائدہ۔ ۲)

علامہ مشرقی مرتد ہے۔

عنایت اللہ خاں المعروف علامہ مشرقی بانی تحریک خاکسار کے خیالات بذریعہ "تذکرہ" اور اشارات وغیرہ عیاں ہو چکے ہیں اور ان کے متعلق جو کچھ مولویوں کے طبقے میں اضطراب ہے وہ بھی جناب پر روشن ہو چکا ہوگا۔ لہٰذا علامہ مشرقی کے متعلق جناب کا کیا خیال ہے۔ وہ کافر ہے یا مسلم۔ اگر کافر ہے تو جناب کے یہاں ان کے کفر کے متعلق سب سے بڑا ثبوت کیا ہے۔

مجھے ایسے فتوی کی ضرورت ہے جس پر مولانا محمد کفایت اللہ صاحب کی تصدیق ہو۔

المستفتی نمبر ۲۵۳۷ مولوی غلام محمد صاحب (ضلع ملتان) ۶ رجب ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۳ اگست ۱۹۳۹ء

(جواب ۳۴۳) بانی تحریک خاکساران یعنی مشرقی کے عقائد جو اس کی کتاب تذکرہ اور اشارات وغیرہ سے ثابت ہیں جمہور امت محمدیہ کے اجماعی عقیدوں کے خلاف ہیں۔ وہ صرف عمل اور مادی ترقی کو اصل ایمان کہتے ہیں۔ نماز روزے حج کی یہ صورتیں ان کے نزدیک فضول ہیں۔ نماز ان کے نزدیک اطاعت امیر کا نام ہے۔ وہ ڈارون تھیوری کے قائل ہیں۔ وہ تمام نصاری کو جنتی اور پکا مومن قرار دیتے ہیں۔ ان وجوہات سے مشرقی اور ان کے تمام معتقد جو ان کے عقائد کو حق سمجھتے ہیں، سب دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔(۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

تحریک خاکسار کے مقتولین کو شہید سمجھنا۔

(سوال) ایک شخص مرتد ہے جس کے عقائد باطلہ کی وجہ سے روئے زمین کے علمائے حقہ نے اس کے ارتداد کا متفقہ فتوی صادر فرما کر شائع کر دیا ہے یعنی عنایت اللہ مشرقی۔ اب سوال یہ ہے کہ جو شخص اس مرتد کو مسلمان تصور کرے آیا یہ شخص عند الشرع کیسا ہے؟ مسلمان یا مرتد اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جو لوگ مشرقی کی تنظیم میں شامل ہیں۔ بیلچہ اٹھائے پھرتے ہیں وہ مشرقی کو مسلمان سمجھتے ہیں اور وہ لوگ علوم دینی سے جاہل ہونے کی وجہ سے اس کے ہر حکم پر جان دینے کو تیار ہیں خواہ وہ حکم جائز ہو یا ناجائز۔ جیسا کہ لاہور میں ہوا کہ جب کہ مشرقی نے حکومت وقت کے ساتھ تشدد کا حکم دے دیا جس کی وجہ سے بہت سے خاکساروں نے اپنی جانیں دے دیں۔ آیا یہ لوگ شہید کہلانے کے مستحق ہیں یا کیا؟ دوسری شق ممکن ہے کہ کوئی شخص اس کو مسلمان نہیں سمجھتا مگر تنظیم بیلچہ میں شامل ہے اور اس کے ہر حکم کی اطاعت کرنے کو اور جان دینے کو ہر وقت تیار ہے۔ اور طاعت بھی مرتد کی بغیر تنخواہ کے۔ یہ شخص اس کے تشددانہ حکم کی تعمیل میں مارا جائے تو شہید ہوگا یا نہیں؟ تیسری شق یہ ہے کہ جو خاکسار مشرقی کے معتقد اس کے تشددانہ حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ان مقتولوں کو جو شخص شہید تصور کرتا ہو۔ زبان سے اعلان کرے کہ یہ لوگ شہید ہیں اور ان کی اور ان کے ورثاء کی امداد کرتا ہو۔ مسلمان کا فرض ہے، وہ شخص کیسا ہے۔ شریعت میں شخص کے متعلق کیا حکم

---

۲ "من اعتقد ان الایمان والکفر واحد کفر۔" (جامع الفصولین، الفصل الثامن والثلاثون فی مسائل کلمات الکفر ۲/ ۲۹۶ ط اسلامی کتب خانہ کراچی)

دیتی ہے۔ یہاں لدھیانہ میں بازاروں میں دکانوں پر دن رات یہ جھگڑا ہوتا رہتا ہے۔ بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ اگر علمائے کرام ان لوگوں کی شہادت کا فتویٰ دے دیں تو ہم بھی علامہ مشرقی کی تحریک میں شامل ہو کر شہادت حاصل کریں۔

المستفتی نمبر ۲۶۱۱ محمد عیسیٰ دکاندار (لدھیانہ) ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ مطابق یکم جون ۱۹۴۰ء

(جواب ۳۴۴) مشرقی کے عقائد اور خیالات اسلامی اصول اور اسلامی تعلیم کے خلاف ہیں اور ان عقائد کی بنا پر مشرقی کو علمائے اسلام نے خارج از اسلام قرار دیا ہے۔ لیکن مشرقی کی تحریک خاکساری اور فوجی تنظیم میں جتنے مسلمان شریک ہو گئے ہیں وہ سب مشرقی کے عقائد سے واقف نہیں ہیں۔ وہ صرف تنظیم کی ظاہری صورت سے دھوکا کھا کر شریک ہو گئے ہیں۔ اس لئے اگرچہ ان کی شرکت ایک خطرناک امر ہے، مگر ان سب کو مرتد کہنا مشکل ہے۔ وہ غلط کار ضرور ہیں اور ان کے ایمان خطرے میں ہیں۔ لیکن ارتداد کا قطعی حکم ان پر لگا دینا درست نہیں

لاہور کے واقعہ میں جن خاکساروں نے تشدد کیا (اگر یہ صحیح ہو کہ انہوں نے تشدد کیا) انہوں نے غلطی کی اور بہت بڑی غلطی کی جس کی شرعی ذمہ داری ان پر عائد ہوتی ہے لیکن جس قدر خاکسار مارے گئے یا زخمی ہوئے ان سب نے تو یقیناً تشدد نہیں کیا تھا اور وہ قتل کے مستحق نہ تھے۔ پھر اگر فائرنگ بلا ضرورت کیا گیا اور اس میں بہت سے ایسے لوگ مارے گئے جو مجرم نہ تھے اور قتل کے مستحق نہ تھے وہ مظلوم مرے اور مظلوم مقتول شہید ہوتا ہے۔(۱) اس لئے لاہور کے ۱۹ مارچ کے واقعے کے مقتولین پر عام طور سے حرام موت مرنے کا حکم لگانا درست نہیں۔ جس طرح عام طور پر تمام مقتولین کو شہید بتانا بھی کچھ صحیح نہیں کہ اگر کوئی شخص تشدد کی ابتداء کرکے اس کے جواب میں مارا گیا ہو تو وہ شہید نہیں۔ تاہم یہ بات عوام کے لئے ناممکن ہے کہ وہ شخصی طور پر کسی مقتول کو شہید اور کسی کو حرام موت کا مقتول قرار دیں اس لئے ان کے لئے یہی بہتر ہے کہ اس قصے میں نہ پڑیں اور جب تک کہ پوری تحقیقات سے یہ امر ثابت نہ ہو جائے کہ آیا خاکساروں نے تشدد کی ابتداء کی تھی اور وہ تمام اس قتل و خون کے ذمہ دار ہیں یا نہیں اس معاملہ میں گفتگو نہ کی جائے اور ان کا معاملہ خدا کے سپرد کیا جائے۔ جو شخص کہ بغیر استحقاق قتل کے مظلوم مرا ہے وہ شہید ہے اور جس نے تشدد کی ابتداء کی وہ اس کے جواب میں مارا گیا اس کو شہید کہنا مشکل ہے۔ یہ بات بھی مشکل ہے کہ ان مقتولین میں کتنے مشرقی کے ہم عقیدہ تھے اور کتنے محض فوجی تنظیم کے خوشنما پھندے میں پھنس کر شریک ہو گئے تھے۔ اس کا علم بھی ہمیں نہیں ہو سکتا۔ اس لئے سب پر ایک ہی حکم جاری نہیں کرنا چاہئے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) علامہ مشرقی اور اس کے مددگاروں کی مذہبی امداد حرام ہے .

(۲) مشرقی کے مذہبی عقائد کی حمایت کرنے والے اخبار کو اسلامی ترجمان سمجھنا .

---

(۱) الشهيد [illegible] وقتله [illegible] صفه [illegible] الصلاة باب الشهيد ۲۶۸ ط محمد سعید اینڈ سنز

(۳) مشرقی اور اس کے رضا کاروں کے ساتھ اتحاد عمل کرنے کا حکم

(سوال) مسٹر عنایت اللہ مشرقی جو لندن کے پولیٹیکل اسکول کے تعلیم یافتہ اور تحریک خاکساران کے بانی ہیں اور جنہوں نے تذکرہ نامی ایک کتاب تصنیف فرمائی ہے۔ جس میں انہوں نے جا بجا احکام کفر کا فتویٰ دیا۔ مگر انہوں نے علماء کے فتویٰ کی کوئی پروانہ کی اور تا ہنوز تمام عبارت تذکرہ بدستور باقی ہے۔ یہ شخص ۱۳/ اکتوبر ۱۹۴۳ء کے خاکساروں کے جلسہ عام (اردو باغ) میں بزور طاقت عام مسلمانوں سے اس تذکرہ پر عمل کا اعلان کرتا ہے۔ اب سوالات یہ ہیں :-

(۱) جس شخص پر جس کتاب کی تصنیف کے باعث کفر کا فتویٰ عائد کیا گیا ہو اور وہ مجمع عام میں طاقت کے ساتھ تمام مسلمانوں سے اس کفریہ تذکرہ پر عمل کرنے کا اعلان کرتا ہے تو کیا ایسے شخص کی اعانت میں مضامین شائع کرنا اور اس کے مددگاروں حامیوں اور اس کے رضا کاروں یعنی خاکساروں کی ہمدردی و اعانت کرنا جائز ہے؟ (۲) جو اخبار مشرقی کی کفریہ عبارت سے توبہ کئے بغیر اس کی اور اس کے گروہ خاکساروں کی حمایت کریں کیا ان اخباروں کو اسلامی ترجمان سمجھا جا سکتا ہے؟ (۳) اگر جمعیۃ اور احرار کے اراکین اعلانیہ یا در پردہ ایسے شخص کی یا اس کے رضا کاروں کی اعانت و ہمدردی کریں تو ان کے متعلق کیا حکم ہے؟ (۴) جمعیۃ اور احرار کے کارکنان اور رضا کاران مشرقی سے اتحاد عمل کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر کر سکتے ہیں تو کیا وہ علماء کے شرعی احکام کی توہین کے مرتکب ہوں گے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۷۹۷ محمد زکریا دہلی۔ ۷ ذیقعدہ ۱۳۶۲ھ

(جواب ۳۴۵) (۱) مشرقی کی کتاب تذکرہ اور ان کے عقائد بے شک اسلام کے خلاف ہیں۔ اس میں ان کا ساتھ دینا یا مدد کرنا حرام ہے[1]۔ مگر مذہبی عقائد کے علاوہ سیاسی طور پر اگر وہ صحیح راستے پر ہوں تو ان کا ساتھ دینا مباح ہے۔ جس طرح کہ موجودہ وقت میں مسلمان انگریزی حکومت کا ساتھ دے رہے ہیں۔ تو جن معاملات میں دین کو نقصان نہ پہنچے ان میں انگریزوں کا ساتھ دینا مباح ہے۔

(۲) مشرقی کے مذہبی عقائد کی کوئی اخبار حمایت کرے تو وہ غلط ہے۔ لیکن اگر کوئی اخبار ان کی سیاسی تحریک کی حمایت کرے تو وہ دوسری بات ہے۔

(۳) اگر مشرقی کی حمایت اور جنبہ داری حق بات میں ہو تو وہ کافر کی بھی ہو سکتی ہے۔ ورنہ ناحق بات میں ہو تو وہ ناجائز اور باطل ہے۔

(۴) کسی ایسی بات میں جو شرعاً جائز ہو اور اس میں موافقت کرنے سے مسلمانوں کو کوئی دینی ضرورت نہ پہنچے اور کوئی فائدہ مد نظر ہو ان کے ساتھ اتحاد عمل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ہندوستان میں شرعی حکومت تو ہے نہیں۔ انگریزی حکومت ہے۔ یہاں شرعی حکومت کے سیاسی احکام جاری نہیں ہو سکتے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

---

[1] "ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔" (المائدۃ: ۲)

علامہ مشرقی کی جماعت کے اراکین کا حکم .

(سوال) استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صدر جمعیۃ علمائے ہند! السلام علیکم

آج کل علمائے کرام نے علامہ مشرقی قائد تحریک خاکسار اور کل خاکساروں پر کفر کا فتویٰ صادر فرما دیا ہے۔ اور ان کو واجب القتل قرار دیا ہے۔ اور ان کے ساتھ نکاح کو بھی ناجائز فرمایا ہے۔ میں ذیل میں جو مقابلہ کرتا ہوں اس کو ملاحظہ فرما کر جواب مرحمت فرمائیں۔

قائد تحریک خاکسار۔ علامہ عنایت اللہ خاں المشرقی :۔

عقائد :۔ علامہ مشرقی مطابق بیان علامہ موصوف خدائے برتر کو واحد مانتا ہوں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم الانبیاء محمد ﷺ تک تمام انبیاء کو برحق اور خدا کے بھیجے ہوئے نبی مانتا ہوں۔ قیامت برحق ہے۔ فرشتوں پر میرا ایمان ہے۔ ارکان اسلام کا پابند ہوں۔ قرآن برحق ہے وغیرہ۔

بالفرض علامہ مشرقی کافر ہے۔ لیکن خاکسار کس طرح کافر ہو سکتا ہے جب کہ خاکسار علامہ مشرقی کو نہ خدا مانتے ہیں نہ نبی گردانتے ہیں۔ نہ علامہ موصوف سے بیعت کی ہے۔ صرف ان کی جاری کردہ خاکسار تحریک کے پروگرام کے مطابق کام کرتے ہیں اور علامہ کو جرنیل یا افسر اعلیٰ خیال کرتے ہیں۔ خاکساروں کا جرنیل ایک مسلمان ہے۔ خاکسار علامہ موصوف کو اپنا جرنیل یا قائد تحریک سمجھ کر واجب القتل کیوں ہو گیا؟

قائد کانگریس۔ مہاتما گاندھی :۔

عقائد :۔ گاندھی غیر مسلم ہے۔ کافر ہے۔ مشرک ہے اسلام کی کسی کتاب، فرشتوں، انبیاء پر اس کا ایمان نہیں ہے وغیرہ۔

جواہر لال نہرو۔ لیڈر کانگریس۔ منکر خدا ہے۔ دہریہ ہے کانگریسی مسلمان اپنے لیڈر گاندھی مذکور کو نہ خدا سمجھتے ہیں نہ نبی بناتے ہیں نہ گاندھی سے بیعت کی ہے۔ بلکہ گاندھی کو صرف اپنا لیڈر تصور کرتے ہیں۔ اس کی کانگریس کے پروگرام کے مطابق کام کرتے ہیں۔ کانگریسی مسلمانوں کا لیڈر کافر ہے تو کانگریسی مسلمان واجب القتل کیوں نہیں ہو سکتا ہے۔ اگر ہو سکتا ہے تو ساٹھ سال سے آج تک ان پر کفر کا فتویٰ کیوں نہیں صادر فرمایا گیا۔ اور بے چارے خاکساروں پر چاروں طرف سے فتووں کی بارش ہو گئی اور زمین و آسمان سر پر اٹھا لیے۔

اگر کانگریسی مسلمان بھی واجب القتل ہو سکتا ہے تو علمائے کرام کو لازم ہے کہ پہلے ان کا خاتمہ کرکے بعد میں خاکسار سے بات کرنی چاہئے۔

المستفتی نمبر ۲۵۴۱ عبداللہ خان۔ لاہور مورخہ ۲۳ رجب ۱۳۵۸ھ مطابق ۹ ستمبر ۱۹۳۹ء

(جواب ۳۴۶) تمام خاکساروں پر کفر کا فتویٰ نہیں ہے۔ صرف مشرقی پر ان کے عقائد کی بنا پر کفر کا فتویٰ ہے اور کانگریسی مسلمان گاندھی کے کفر کا اقرار کرتے ہیں۔ اگر خاکسار بھی مشرقی کے کفر کا اقرار کرتے ہیں تو پھر وہ خطرہ نہیں۔ لیکن وہ تو مشرقی کو علامہ پکا مسلمان واجب الاطاعت امیر اور امام قرار دیتے ہیں۔ کوئی کانگریسی مسلمان گاندھی یا جواہر لال کو واجب الاطاعت امام نہیں سمجھتا۔ نہ یہ خطرہ ہو سکتا ہے کیونکہ دونوں کا مسلمان نہ ہونا ظاہر ہے۔ جو خاکسار مشرقی کے عقائد کو مشرکانہ عقائد سمجھتے ہوں وہ کافر نہیں۔ مگر ان کو واجب الاطاعت

میر اور امام بخشنے پر دو مراد ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

فصل چہارم : فرقہ قادیانی

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ ہیں
(۲) قرآنی آیات "من بعدی اسمه احمد" کا مصداق بلاتردد حضور ﷺ ہیں۔
(۳) حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا مردود و مرتد ہے؟

(سوال) (۱) فرقہ قادیانی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو چکی ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور قریب قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول آسمان سے ہوگا اور زمین پر تشریف لا کر خلیفہ وقت ہوں گے اور دجال کو ماریں گے۔ آپ آسمان پر زندہ تشریف رکھتے ہیں یا انتقال فرما گئے؟ (۲) فرقہ قادیان کہتے ہیں کہ من بعدی اسمہ احمد جو آیت قرآن شریف کی ہے، وہ غلام احمد قادیانی کی نسبت ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ اس کے مصداق حضرت محمد ﷺ ہیں اور آپ کی ہی تشریف آوری کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی۔ (۳) قادیانی کہتے ہیں کہ غلام احمد قادیانی عیسیٰ موعود ۱۳۲۰ھ سے نبی تھے حنفیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اس حالت میں غلام احمد نبی کیسے ہوئے جب کہ نبوت کے ختم ہونے کا ثبوت قرآن شریف دیتا ہے؟

(جواب ۳٤۷) صرف حنفیہ کا نہیں بلکہ تمام فرق اہل سنت و جماعت کا یہی مذہب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ آسمان پر تشریف رکھتے ہیں اور بے شک قریب قیامت نازل ہو کر دجال کو قتل کریں گے۔(۱) جو شخص ان کی وفات کا دعویٰ کرے وہ زمرہ اہل السنت والجماعت سے خارج ہے۔ ایسا شخص ہرگز اس قابل نہیں کہ اس کے قول پر کان لگایا جائے۔ (۲) آیت شریفہ **مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد**(۲) کو مرزا غلام احمد قادیانی کا اپنے لئے بتلانا بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اول تو باتفاق مفسرین یہ آیت حضرت رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے متعلق ہے جس میں خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وہ بشارت نقل فرمائی ہے جو انہوں نے آنحضرت ﷺ کے متعلق بطور پیشگوئی اپنی امت کو دی تھی تو اب آیت میں آنحضرت ﷺ کے سوا کسی دوسرے کو مراد لینا اجماع مفسرین کا خلاف کرنا ہے۔(۳) دوم یہ کہ مرزا غلام احمد کے متعلق یہ آیت کیسے ہو سکتی ہے کیونکہ اس میں آنے والے رسول کا نام احمد بتایا گیا ہے اور مرزا صاحب کا نام غلام احمد ہے نہ احمد۔ تو ایسی صورت میں ان کا یہ دعویٰ کہ یہ آیت میرے متعلق ہے

۱۔ کذا فی روح المعانی تحت قوله تعالیٰ "بل رفعه الله الیه" وهو حی فی السماء ... هنالك مقیم حتی ینزل الی الارض بقتل الدجال" (روح المعانی ۲ ۱۴۳ وشرح العقائد ص ۱۲۳)
۲۔ الصف: ۶
۳۔ "فعیسیٰ علیه الصلوٰة والسلام هو خاتم انبیاء بنی اسرائیل وقد قام فی بنی اسرائیل مبشراً بمحمد وهو احمد خاتم الانبیاء والمرسلین لا رسالة بعده ولا نبوة الخ (تفسیر ابن کثیر ۴ ۳۵۹ طبع مصر)

صراحۃً غلط اور کھلم کھلا باطل ہے۔ سوم یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جس آنے والے کی بشارت دی ہے اس کو رسول کے لفظ سے تعبیر کیا ہے اور ان کے بعد جو رسول آئے وہ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ روحی فداہ ہیں اور آپ خاتم النبیین اور خاتم الرسل ہیں اور مرزا صاحب یقیناً وبداہۃً آنحضرت ﷺ کے بعد پیدا ہوئے۔ پس اگر مرزا صاحب کو دعویٰ رسالت نہ ہو تو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئی کا مصداق اس لئے نہیں ہوسکتے کہ یہ پیشگوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آنے والے رسول کے متعلق ہے اور مرزا صاحب رسول نہیں۔ اور اگر ان کو دعوائے رسالت ہو تو یہ دعویٰ صراحۃً آیت قرآنی ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین(۱) کے خلاف اور حدیث رسول مقبول انا خاتم النبیین لا نبی بعدی(۲) کے مخالف ہونے کی وجہ سے باطل اور مردود ہے۔ چہارم یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ پیشین گوئی اور بشارت جس نبی کے متعلق ارشاد فرمائی ہے اسے اپنے بعد آنے والا بتایا اور بعدیت سے ظاہر اور متبادر بعدیت متصلہ ہے۔ اور ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ایک رسول یعنی آنحضرت ﷺ تشریف لائے جن کی رسالت کو قادیانی بھی مانتے ہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت و پیشگوئی کا مصداق تو پورا ہو گیا۔ اب مرزا صاحب کا اپنے آپ کو اس آیت کا مصداق بتانا تو جب صحیح ہو سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کلام میں ایک سے زائد رسولوں کے آنے کی بشارت ہوتی اور وہ نہیں ہے۔ بلکہ صرف ایک رسول کے آنے کا ذکر ہے جو آچکے۔ لہذا مرزا صاحب کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ایک رسول کے آنے کو تسلیم کرتے ہوئے اس آیت کا مصداق اپنے آپ کو ٹھہرانا صریح ہٹ دھرمی اور کھلی ہوئی گمراہی ہے۔ یاد رہے کہ ان کے اس دعویٰ میں حضور انور نبی ہاشمی ﷺ کی توہین بھی مضمر ہے۔ اور وہ منجر الی الکفر ہے۔(۳)، (۳) اس سوال کا جواب بھی مندرجہ بالا جواب کے ضمن میں آگیا ہے۔

(۱) غلام احمد قادیانی کے عقائد کی تصدیق کرنے والے کافر ہیں، ان سے مناکحت جائز نہیں۔
(۲) زوجین میں سے کسی ایک کا قادیانی عقائد کی تصدیق کرنے سے نکاح فسخ ہو جائے گا۔

(السوال) مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال مندرجہ ذیل ہیں :-

(۱) آیت مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کا مصداق میں ہوں (ازالہ اوہام طبع اول ص ۶۷۳)

(۲) مسیح موعود جس کے آنے کی خبر احادیث میں آئی ہے میں ہوں۔ (ازالہ اوہام طبع اول ص ۶۹۵)

(۳) میں مہدی مسعود اور بعض نبیوں سے افضل ہوں۔ (معیار الاخیار ص ۱۱)

---

(۱) الاحزاب ۴۰
(۲) ترمذی، باب ماجاء لا تقوم الساعۃ حتی یخرج کذابون ۲ : ۴۵ ط سعید۔
(۳) "اجمع العلماء علی ان شاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم والمتنقص لہ کافر" (مجموعہ رسائل ابن عابدین ۱ : [illegible] ط سہیل اکیڈمی لاہور)

(۴) ان قدمی علی منارة ختم علیه کل رفعة (خطبہ الہامیہ ص ۳۵)

(۵) لا تقیسونی باحد ولا احدابی (خطبہ الہامیہ ص ۱۹)

(۶) میں مسلمانوں کے لئے مسیح مہدی اور ہندوؤں کے لئے کرشن ہوں۔ (لیکچر سیالکوٹ ص ۳۳)

(۷) میں امام حسین سے افضل ہوں۔ (دافع البلاء ص ۱۳)

(۸) وانی قتیل الحبّ لکن حسینکم قتیل العدی فالفرق احلی واظهر (اعجاز احمدی ص ۸۱)

(۹) یسوع مسیح کی تین دادیاں اور تین نانیاں زناکار تھیں۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵)

(۱۰) یسوع مسیح کو جھوٹ بولنے کی عادت تھی۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵)

(۱۱) یسوع مسیح کے معجزات مسمریزم تھے۔ اس کے پاس بجز دھوکے کے اور کچھ نہ تھا۔ (ازالہ اوہام ص ۳۰۳، ۳۲۲ و ضمیمہ انجام آتھم ص ۷)

(۱۲) میں نبی ہوں اس امت میں نبی کا نام میرے لئے مخصوص ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱)

(۱۳) مجھے الہام ہوا۔ یا ایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعًا۔ (معیار الاخیار ص ۱۱)

(۱۴) میرا منکر کافر ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۶۳)

(۱۵) میرے منکروں بلکہ متامّلوں کے پیچھے بھی نماز جائز نہیں۔ (فتاوی احمدیہ اول)

(۱۶) مجھے خدا نے کہا اسمع ولدی۔ اے میرے بیٹے سن! (البشری ص ۴۹)

(۱۷) لولاك لما خلقت الا فلاك ۔ (حقیقۃ الوحی ص ۹۹)

(۱۸) میرا الہام ہے وما یطق عن الهوی (اربعین ص ۳)

(۱۹) وما ارسلناك الا رحمة للعالمین (حقیقۃ الوحی ص ۸۲)

(۲۰) انك لمن المرسلین ۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۷)

(۲۱) اتانی مالم یوت احدا من العالمین ۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۷)

(۲۲) الله معك یقوم اینما قمت (ضمیمہ انجام آتھم ص ۱۷)

(۲۳) مجھے حوض کوثر ملا ہے انا اعطیناك الکوثر ۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۸۵)

(۲۴) میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ہو بہو اللہ ہوں رایتنی فی المنام عین الله وتیقنت انی هو فخلقت السموات والارض ۔ (آئینہ کمالات مرزا ص ۵۶۴، ۵۶۵)

(۲۵) میرے مرید کسی غیر مرید سے لڑکی نہ بیاہا کریں (فتاوی احمدیہ ص ۷)

جو شخص مرزا قادیانی کا ان اقوال میں مصدق ہو اس کے ساتھ مسلم غیر مصدق کا رشتہ زوجیت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور تصدیق مذکور موجب افتراق ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

(جواب ۳٤۸) مرزا غلام احمد قادیانی کے یہ اقوال جو سوال میں نقل کئے گئے ہیں اکثر ان میں سے میرے دیکھے ہوئے ہیں۔ ان کے علاوہ بھی ان کے بے شمار اقوال ایسے ہیں جو ایک مسلمان کو مرتد بنانے کے لئے کافی

ہیں۔ پس خود مرزا صاحب اور جو شخص ان کا ان کلمات کفریہ میں مصدق ہو سب کافر ہیں(۱) اور ان سے تمام اسلامی تعلقات مناکحت وغیرہ قطعاً حرام ہے(۲) تعجب ہے کہ مرزا صاحب اور ان کے جانشین تو اپنے مریدوں کو غیر مرزائی کا جنازہ پڑھنا بھی حرام بتائیں اور غیر احمدی انہیں مسلمان سمجھ کر ان کے ساتھ رشتے ناتے کریں۔ آخر غیرت بھی کوئی چیز ہے۔

مرزائیوں کے ذبیحہ کا حکم۔

(السوال) جو شخص احمدی فرقہ (المعروف مرزائی فرقہ) سے تعلق رکھنے والا ہو۔ خواہ مرزا آنجہانی کو نبی مانتا ہو یا مجدد اور ولی وغیرہ اس کے ہاتھ کا مذبوحہ حلال ہے یا حرام؟

المستفتی نمبر ۴۶۹ عبداللہ (بہاولپور)

(جواب ۳۴۹) اگر یہ شخص خود مرزائی عقیدہ اختیار کرنے والا ہے یعنی اس کے ماں باپ مرزائی نہ تھے تو یہ مرتد ہے اس کے ہاتھ کا ذبیحہ درست نہیں۔ لیکن اگر اس کے ماں باپ یا ان میں سے کوئی ایک مرزائی تھا تو یہ اہل کتاب کے حکم میں ہے اور اس کے ہاتھ کا ذبیحہ درست ہے۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

قادیانی اور لاہوری دونوں جماعتیں کافر ہیں۔

(السوال) بعض مقتدر و باثر مسلمان مرزا قادیانی اور اس کے مریدوں کو پوری قوت سے مسلمان کہتے ہیں۔ ان سے فیصلہ ہوا تھا کہ مندرجہ ذیل پانچ علمائے کرام سے فتویٰ حاصل کر لیا جائے۔ مولانا ابوالکلام صاحب آزاد۔ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب۔ مولانا سید سلیمان صاحب ندوی۔ حضرت مولانا حسین احمد صاحب۔ مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری۔ اس سلسلہ میں مولوی محمد داؤد صاحب لیڈر قصور نے جناب کی خدمت اقدس میں ایک استفتاء ارسال کیا تھا۔ اس کا جواب موصول ہو چکا ہے۔ چونکہ وہ جواب آنجناب کے قلم مبارک سے نہ تھا اس لئے فریق ثانی نے اس کو قبول کرنے میں تامل کیا۔

المستفتی نمبر ۲۹۱ حاجی عبدالقادر۔ میونسپل کمشنر کورٹ بدرالدین قصور۔ ۱۳ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ م ۱۶ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۵۰) مرزا صاحب قادیانی نے اپنی تالیفات میں نبوت، مجددیت، محدثیت، مسیحیت، مہدویت کا اتنی صراحت اور اتنی کثرت سے دعویٰ کیا ہے کہ اس کا انکار یا اس کی تاویل ناممکن ہے۔ خاتم المرسلین ﷺ کے بعد

۱۔ [illegible] رضا بالکفر [illegible]۔ (قاضی خان علی هامش الهندية، باب ما یکون کفرا من المسلم الخ ۳/ ۵۷۳ ط ماجدیہ) وکذا فی المرقاة لملا علی القاری وفیه اذا رای منکرا معلوما من الدین بالضرورة فلم ینکره ولم یکرهه ورضی به واستحسنه کان کافرا" (ج ۹ ص ۳۲۸ ط امدادیہ ملتان)

۲۔ "مایکون کفرا یبطل العمل والنکاح۔" (الدر المختار علی هامش رد المحتار، باب المرتد ۴/ ۲۴۶ ط سعید)

۳۔ "وعن ابی علی انه تحل ذبیحته [illegible] ان کان بانهم [illegible] فهم کاهل الذمة وان کان انهم من اهل العدل لم تحل لانهم بمنزلة المرتدین۔" (رد المحتار، کتاب الذبائح ۶/ ۲۹۸ ط سعید)

نبوت کا دعویٰ کرنا کفر ہے۔ اور امت محمدیہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی مدعی نبوت کو دائرہ اسلام میں داخل کرنے کے لئے قطعاً تیار نہیں، خواہ وہ نبوت ظلیہ بروزیہ جزئیہ کی تاویلات رکیکہ کی پناہ لے یا مستقل نبوت تشریعیہ کا مدعی ہو۔ مرزا قادیانی کے کفر کی اور بھی وجوہ ہیں۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کی توہین۔ معجزات قرآنیہ کا انکار اور ناقابل اعتبار تاویلات سے ان کو رد کرنا یا استہزا کرنا۔ اور چونکہ یہ امور مرزا صاحب کی تالیفات میں آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہیں اس لئے لاہوری جماعت کا انکار اور تاویلیں بھی لاہوری جماعت کو کفر سے نہیں بچا سکتیں۔ اگرچہ یہ دونوں جماعتیں اسلام کی مدعی ہیں، لیکن عالم اسلامی کے معتمد علیہ علماء ان دونوں کو ملت اسلامیہ سے خارج قرار دے چکے ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

(۱) قادیانیوں سے میل جول، رشتہ ناتا ناجائز ہے.
(۲) قادیانیوں کے ساتھ قائم شدہ رشتوں کو ختم کرنا ضروری ہے.
(۳) قادیانیوں کے عقائد جاننے کے باوجود ان کو مسلمان سمجھنے والے اسلام سے خارج ہیں.

(السوال) آج کل نئے فیشن کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کی حالت یہ ہے کہ ان کو اپنے مذہب و عقائد کی تو بہت کم خبر ہوتی ہے، بسا اوقات وہ لوگ آج کل کے عقائد باطلہ و افعال ممنوعہ کے مرتکب ہو جاتے ہیں چنانچہ فی زمانہ قادیانیوں کا مسئلہ عام ہو رہا ہے اور عموماً ان لوگوں کو کلمہ گو کہہ کر مسلمان سمجھتے ہیں۔ اور باوجود ان کے عقائد کفریہ عام ہو جانے کے پھر بھی ان سے پرہیز اور اجتناب نہیں کرتے۔ اور اگر ان سے کہا جائے کہ ان لوگوں سے بچنا چاہئے کیونکہ ان کی صحبت کا برا اثر پڑتے پڑتے ایک روز ان کے عقائد کی خرابی کا دل میں احساس بھی باقی نہیں رہتا۔ لیکن یہ لوگ نہیں مانتے اور ان کو برا بھی نہیں سمجھتے بلکہ اپنی رشتہ داری یا ذاتی اغراض کی وجہ سے خلط ملط رکھتے ہیں اور نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ وہ ان کے اس قدر حامی اور مددگار ہو جاتے ہیں کہ اصل قادیانی بھی اس سے زیادہ ان کے عقائد باطلہ کی تائید نہیں کر سکتے۔ لہذا دریافت طلب یہ امر ہے کہ:

(۱) آیا قادیانی یا جو ان کو اچھا سمجھیں ان سے میل جول، رشتہ ناطہ کرنا ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور ان کی اعانت و مدد کرنا کیسا ہے؟

(۲) نیز جو رشتے ایسے لوگوں کے ساتھ ہو گئے ہیں ان کو باقی رکھنا بہتر ہے یا ان سے تعلق منقطع کر کے غریب دیندار مسلمانوں کے ساتھ تعلقات قائم کرنا بہتر ہے؟

(۳) اگر کوئی شخص باوجود سمجھانے اور باوجود شرعی حکم پہنچنے اور باوجود قادیانی کے عقائد باطلہ و جان لینے کے بھی ان کے ساتھ خلط ملط رکھے اور ان کو اچھا سمجھے اور ان سے علیحدگی کو گوارا نہ کرے بلکہ بچے کھچے

۱۔ "وقد اخبر الله تعالى في كتابه ورسوله صلى الله عليه وسلم في السنة المتواترة عنه انه لا نبي بعده ليعلموا ان كل من ادعى هذا المقام بعده فهو كذاب افاك دجال ضال مضل." (تفسير ابن كثير، سورة الاحزاب ۳/ ۴۹۴ ط سهيل اكيدمى)

دیندار مسلمانوں کو ایسے شخص سے میل جول رکھنا چاہئے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۲۹ عبدالرحمن (ریاست جیند) ۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۱ اگست ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۵۱) (۱) قادیانی فرقہ جمہور علمائے اسلام کے فتوے کے بموجب دائرہ اسلام سے باہر ہے۔ اس لئے اس فرقے کے ساتھ میل جول اور تعلقات رکھنا سخت مضر اور دین کے لئے تباہ کن ہے۔ اس حکم میں قادیانی اور لاہوری دونوں برابر ہیں۔

(۲) اگر ناواقفیت سے ان لوگوں کے ساتھ رشتہ ہو گیا ہو تو معلوم ہونے پر اسے منقطع کر دینا لازم ہے تاکہ خدا اور رسول کی ناخوشی اور آخرت کے وبال سے نجات ہو۔

(۳) جو لوگ کہ قادیانیوں کے عقائد کفریہ سے واقف ہوں اور پھر بھی ان کو مسلمان سمجھیں وہ گویا خود بھی ان عقائد کفریہ کے معتقد ہیں۔ اس لئے وہ بھی اسلام سے خارج اور قادیانیوں کے زمرے میں شمار ہوں گے۔ دیندار مسلمانوں کو ان سے بھی علیحدگی اور بیزاری کا سلوک کرنا چاہئے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

شائع شدہ اخبار الجمعیۃ ۲۰ر اگست ۳۵ء

(جواب ۳۵۲) قادیان کے نبی کے مقلد (دونوں لاہوری احمدی اور قادیانی) اسلام سے خارج ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور بہت سے کام مسلمانوں کے مذہب کے خلاف کئے۔ ان وجوہ سے وہ تمام علمائے اسلام کے نزدیک اسلام سے خارج سمجھے جاتے ہیں۔ اور دونوں فرقے جو کہ یقین کرتے ہیں کہ مرزا صاحب ہادی تھے یا مسیح موعود تھے یا مہدی تھے یا امام وقت تھے اس لئے وہ لوگ اپنے مقتدا کے مانند ہیں اور وہ لوگ کافر ہیں۔ اور لاہوری جماعت بھی یقین کرتی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی قابل تقلید تھے وہ بھی کافر ہیں۔

محمد کفایت اللہ (صدر جمعیۃ علمائے ہند) ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۵ ستمبر ۱۹۳۵ء

قادیانیوں کے بارے میں فتوی کی تصدیق

(السوال) متعلقہ فتوی مذکورہ۔ ہماری نظر سے ایک فتوی جو قادیانیوں کی بابت انگریزی میں مکہ کا چھپا ہوا نظر سے گزرا ہے۔ ہمارے بعض احباب فرماتے ہیں کہ یہ مولانا کفایت اللہ کا فتوی نہیں ہے۔ ہم یہ فتوی انگریزی کا جناب کی خدمت میں ارسال کر رہے ہیں۔ اگر یہ فتوی آنجناب کا ہو تو مہربانی فرما کر اس کی پشت پر اپنی مہر اور دستخط وغیرہ کر کے بھیج دیں۔

المستفتی نمبر ۷۲۲ حافظ وزیر محمد (دارجلنگ) ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۵ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۵۳) ہاں اس فتوی میں جو جواب مرزائی فرقے کے دونوں گروہ (لاہوری و قادیانی) کے متعلق درج ہے اس کا مضمون صحیح ہے۔ اور اصل جواب میرا لکھا ہوا تھا جس کا انگریزی ترجمہ کر کے شائع کر دیا گیا ہے۔

محمد کفایت اللہ

ـ "لانہ دار ای منکرا معلوما من الدین بالضرورۃ فلم ینکرہ ولم یکرھہ ورضی بہ واستحسنہ کان کفرا" (تتمہ ۹: ۳۲۸ ط امدادیہ)

(۱) مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں کا حکم
(۲) قادیانیوں سے قطع تعلق ضروری ہے۔

(السوال) (۱) علمائے اسلام مطابق شریعت مرزا غلام احمد قادیانی کو کیا سمجھتے ہیں؟ (۲) ان کا پیرو کیسا ہوگا؟ (۳) مسلمانوں کو مرزائیوں سے قطع تعلق کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ (۴) اور قطع تعلق کہاں تک ہے؟

المستفتی نمبر ۷۴۳ مسلمانان بھدرواہ۔ ۱۸ ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۳ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۵۴) (۱) جمہور علمائے اسلام مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو بوجہ ان کے دعوائے نبوت اور توہین انبیاء کے دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں۔ (۲) ان کے پیروؤں اور ان کو سچا ماننے والوں کا بھی یہی حکم ہے۔ (۳) ہاں اگر دین کو فتنہ سے محفوظ رکھنا چاہتے ہوں تو قطع تعلق کر لینا چاہئے۔ (۴) ان سے رشتہ ناتا کرنا ان کے ساتھ خلط ملط رکھنا جس کا دین و عقائد پر اثر پڑے ناجائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

قادیانیوں کے ہاں کھانا کھانے والے کا حکم۔

(السوال) یہاں قادیانی لوگ ہیں۔ مگر بڑے بے شرم ہیں۔ ان کو کتنا جواب دیں مگر وہ لوگ نہیں مانتے اور ان کے ہاں جو شخص کھانا کھا آیا اس کے لئے کیا سزا ہونی چاہئے؟

المستفتی نمبر ۸۰۶ منشی مقبول احمد (چھوہی) ۱۷/ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۲/مارچ ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۵۵) قادیانیوں کے یہاں جس شخص نے کھانا کھایا ہے اس سے توبہ کرالی جائے کہ آئندہ ایسا نہیں کرے گا۔ اور قادیانیوں کے ساتھ کھانا پینا رکھنا خطرناک ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

نسلی مرزائی اہل کتاب ہیں۔

(السوال) آنجناب نے مرزائیوں کے متعلق ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا ہے کہ نسل مرزائی کو اہل کتاب کا حکم دیا جائے گا۔ یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ کیسے اہل کتاب ہو سکتے ہیں۔ مفصل دلائل ارشاد فرمائیں۔

المستفتی نمبر ۸۳۱ مولوی محمد انور (ضلع جالندھر) ۱۳ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۶/ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۵۶) نسلی مرزائی اسی طرح اہل کتاب کے حکم میں ہیں جس طرح یہود و نصاریٰ۔ شامی میں اس مسئلہ کی بحث ہے اور یہی راجح ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

غلام احمد قادیانی کی تصدیق کرنے والا اور اپنے آپ کو ہندوؤں کا اوتار بتانے والا کافر ہے۔

(السوال) ایک بزرگ جو اپنے آپ کو ہندو اور روحانیت کا بادشاہ جتاتے ہیں، مرزا غلام احمد صاحب کے معتقد اور موجودہ جماعت احمدیہ کے قائل ہیں۔ قوم ہنود کے ایک فرقے کے اوتار ہونے کے مدعی اور

---

(۱) واعلم ان من اعتقد دینا سماویا وله کتاب فهو من اهل کتاب۔" (ردالمحتار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات ۳/ ۴۵ ط سعید)

مامور جماعت احمدیہ کے ممتنی۔ مذکورہ اعتقاد رکھنے والے کی رائے امور شرعیہ میں کیا حیثیت رکھتی ہے۔ ایسے بزرگ کا شرعی معاملات میں اعتماد کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۰۷ سلطان محمد خاں (برار) ۲۲ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۴ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۵۷) جو شخص مرزا غلام احمد قادیانی کو مانے اور ان کے دعووں کی تصدیق کرے اور اپنے آپ کو اوتار بتائے وہ مرتد اور اسلام سے خارج ہے۔ ایسے شخص کی بات ماننا اور اس کو پیشوا بنانا یا اس کی جماعت میں شریک ہونا حرام ہے۔ مسلمانوں کو اس سے قطعاً محترز اور مجتنب رہنا چاہئے۔ محمد کفایت اللہ

تبلیغ کے لئے قادیانیوں کو چندہ دینا جائز نہیں۔

(السوال) کسی فنڈ میں سے چندہ رقم تبلیغ اسلام کے لئے مندرجہ ذیل انجمن کو دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اگر دیا جائے تو جائز ہے یا ناجائز جب کہ ان کے اعتقاد یہ ہیں۔ فریق اول۔ مولوی محمد علی کی پارٹی جو لاہور میں "احمدیہ انجمن اشاعت اسلام" کے نام سے موسوم ہے۔ یورپ لندن ایشیا وافریقہ میں اس مشن کے ذریعہ تبلیغ کا کام کررہی ہے۔ فریق ثانی۔ خواجہ کمال الدین کی پارٹی جو لندن میں ووکنگ مشن کی بنیاد قائم کرکے لندن اور اس کے قرب وجوار میں اشاعت اسلام کا کام انجام دے رہی ہے۔ ہر دو فریق مرزا غلام احمد قادیانی کے معتقد ہیں۔ فریق اول مرزا غلام احمد قادیانی کو چودھویں صدی کا مجدد مانتے ہیں، نبی نہیں مانتے اور ان کا عقیدہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد مجدد آئیں گے نبی نہیں آئیں گے۔ حدیثوں میں جو نزول مسیح کا ذکر ہے اسے وہ درست مانتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ چونکہ قرآن کریم حضرت مسیح کی وفات کا ذکر صاف الفاظ میں فرماتا ہے اس لئے وہ اس سے مراد ایک مجدد کا مثیل مسیح ہو کر ظاہر ہونا لیتے ہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی کو چودھویں صدی کا مجدد اور نزول مسیح کی پیشین گوئی کا مصداق مانتے ہیں۔ اور یہ شعر حسب ذیل مرزا غلام احمد قادیانی کی شان میں فرماتے ہیں۔ اے مسیحا کہ بر افلاک مقامش گویند لطف کردی کہ ازیں خاک نمایاں گردی۔ فریق ثانی قریب قریب یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ خود وہ اپنے کو حنفی المذہب کہتے ہیں۔ ان صورتوں میں اسلام کی تبلیغ کرنے کا دعوی کرتے ہیں۔ تو کیا ان ہر دو فریقین میں سے کوئی اسلام کی تبلیغ کا کام صحیح معنوں وصورتوں میں انجام دے رہا ہے۔ کیا ان ہر دو فریقین میں سے کسی بھی ایک فریق کو تبلیغ کے لئے چندہ رقم اس فنڈ میں سے دی جائے تو یہ مسلمانان عامہ وعلمائے اسلام کے نزدیک مذہبی نقطہ نظر سے خلاف سمجھا جائے گا۔

المستفتی نمبر ۱۱۳۵ متولیان اوقاف حاجی اسماعیل حاجی یوسف احمد آبادی۔ میمن ایجوکیشنل ٹرسٹ فنڈ بمبئی ۲۸ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۷ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۵۸) یہ دونوں جماعتیں احمدی قادیانی فرقہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور ایک ایسے شخص سے

---

۱ اذا رای منکرا معلوما من الدین بالضرورۃ فلم ینکرہ ولم یکرھہ ورضی بہ واستحسنہ کان کافرا (مرقاۃ ۹/ ۳۲۶ امدادیہ)

مسلمانوں کو روشناس کراتی اور ان کے حلقہ ارادت میں داخل کرتی ہیں جس نے جمہور اسلام کے علم و تحقیق کے بموجب نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور اس کے مرکزی مقام میں اس کے جانشین اور خلفاء کو نبی اور رسول ہی مانتے ہیں اور منوانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اس کا بنا پر چونکہ دعوائے نبوت میں اتصاف واضح اور روشن ہے کہ محمد علی پارٹی یا خواجہ کمال الدین پارٹی کی تاویلات تحریف سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں۔ اور یہ دونوں پارٹیاں ممالک یورپ میں احمدی تبلیغ کرتی ہیں۔ اسلامی تبلیغ کا محض نام مسلمانوں سے چندہ لینے کے لئے ہے۔ ورنہ ان کا ذاتی نصب العین قادیانی مشن کی تبلیغ ہے۔ پس مسلمانوں کو ہرگز جائز نہیں کہ وہ کسی قومی تعلیمی فنڈ سے بلکہ اپنی جیب خاص سے بھی ان کو چندہ دیں۔ ایسا کرنے میں وہ قادیانی نبوت کاذبہ کی اعانت و امداد کے گنہگار اور مواخذہ دار ہوں گے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

کلمہ پڑھ کر مرنے والے قادیانی کا اہلسنت کو جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟

(السوال) ایک شخص جو مرزائی عقائد رکھتا تھا مگر نہایت نیک اور پابند صوم و صلوٰۃ علم حدیث و فقہ سے واقف عالم ربانی کے خصائل و شمائل سے متصف مغرب کی نماز کے لئے وضو کیا اور روزہ افطار کرنے سے قبل رمضان میں مصلے پر روزہ کھولنے کو بیٹھے کہ اچانک دل میں حرارت ہوئی اور باآواز بلند اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ پڑھا۔ حالت بدل گئی اور اسی حالت میں روزہ افطار کیا۔ پھر دو چار منٹ میں ہی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ اہل سنت والجماعت نے ان کا جنازہ پڑھا۔ کیا جنازہ پڑھنے والوں پر کوئی شرعی تعزیر عائد ہو سکتی ہے یا نہیں۔ نیز فرمان نبوی ﷺ الصلوٰۃ علی بر وفاجر کیسے لوگوں کے لئے ہے۔

المستفتی نمبر ۲۰۵۱ محمد اسمٰعیل صاحب (جہلم) ۱۵ رمضان ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۰ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۵۹) مرزائی عقائد رکھنے والا یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت پر ایمان رکھنے والا اسلامی اصول سے خارج از اسلام ہے۔ اس کے جنازے کی نماز پڑھنا درست نہیں تھا۔(۱) اس کے انتقال کے وقت کے یہ حالات جو سوال میں مذکور ہیں اس کے غیر اسلامی عقیدے کو بدل نہیں سکتے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

اسلامی انجمن میں قادیانیوں کو ممبر بنانا.

(السوال) (۱) کسی اسلامی انجمن میں قادیانیوں کو ممبر بنانا شرعاً کیا حکم ہے۔ (۲) اگر کثرت رائے اور متفقہ رائے سے یہ تجویز منظور ہو جائے کہ قادیانیوں کو بھی ممبر بنایا جائے پھر اس انجمن میں شریک ہونا یا اس کی امداد کرنا کیسا ہے۔

المستفتی نمبر ۲۰۲۲ محمد صدیق (کراچی) ۱۳ رمضان ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۸ نومبر ۱۹۳۷ء

۱۔ اما المرتد فیلقی فی حفرۃ کالکلب عند الاحتیاج فبوجه قریب فالاولی ترکه لهم من غیر مراعاۃ السنة فیغسله غسل الثوب النجس ویلف فی خرقة. (الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجنازۃ ۲: ۲۳۰ ط سعید)

(جواب ۳۶۰) (۱) قادیانیوں کو کسی انجمن میں ممبر نہ بنایا جائے۔ (۲) ہرگز نہیں۔ بلکہ اس انجمن سے علیحدہ ہو جانا چاہئے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

کیا قادیانی مرتد ہے؟

(از اخبار الجمعیۃ سہ روزہ دہلی مورخہ ۱۶/دسمبر ۱۹۲۸ء)

(السوال) یہ گروہ جو قادیانی و احمدی کے نام سے مشہور ہے حقیقۃً مرتد ہے؟ اگر مرتد ہے تو ان لوگوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہئے؟

(جواب ۳۶۱) جو شخص پہلے مسلمان ہو پھر قادیانی ہو جائے وہ مرتد کے حکم میں ہے۔ اور جو ابتدا سے شعور سے ہی قادیانی ہو وہ اگرچہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے مگر مرتد کے حکم میں نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ۔

فصل پنجم فرقہ مودودی

کیا جماعت اسلامی والے گمراہ ہیں؟

(السوال) محترمی و مکرمی مفتی صاحب مدظلہ العالی۔

سلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی نے جناب کے اسم گرامی سے یہ فتوی موسوم کیا ہے کہ مولانا ابوالاعلی مودودی کی جماعت اسلامی سے متعلق حضرات کافر ہیں۔ میں صرف یہ جاننا چاہتا ہوں کہ کیا یہ بات درست ہے کہ جناب نے جماعت اسلامی کے متعلق کیا فتوی صادر فرمایا ہے تو پھر خاکسار بلاچوں و چرا اس کو تسلیم کرے گا۔ کیونکہ جناب کی ذات والا صفات پر بندہ کو کامل اعتماد ہے۔ آپ دین کے معاملہ میں امت محمدی کے کسی فرد کو کسی حالت میں گمراہ نہ کریں گے۔

المستفتی خادم میر مشتاق احمد۔ اردو ہال۔ اردو بازار۔ دہلی۔

(جواب ۳۶۲) مکرمی جناب میر صاحب السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مولوی ابوالاعلی مودودی اور ان کی اسلامی جماعت کے متعلق میں نے گمراہ ہونے اور اسلام میں ایک فتنہ ہونے کا بیان تو دیا ہے۔ کافر ہونے کا بیان ابھی تک نہیں دیا ہے۔ تاہم فتنہ قوی اور بہت اندیشہ ناک ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی ۹ جون ۵۱ء

جماعت اسلامی کا رکن بننا جائز ہے۔

(السوال) مودودی صاحب کے زیر اثر جو جماعت اسلامی ہے اس میں شرکت کرنا اور ان سے تعلق رکھنا ان کی تصانیف پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب ۳۶۳) مودودی جماعت کے افسر مولوی ابوالاعلی کو میں جانتا ہوں۔ وہ کسی معتبر اور معتمد علیہ عالم کے

---

(۱) "فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین." (الانعام ۶۸)

شاگرد اور فیض یافتہ نہیں ہیں۔ اگرچہ ان کی نظر اپنے مطالعہ کی وسعت کے لحاظ سے وسیع ہے۔ تاہم دینی رجحان ضعیف ہے۔ اجتہادی شان نمایاں ہے۔ اور اس وجہ سے ان کے مضامین میں بڑے بڑے علماء امت بلکہ صحابہ کرام پر بھی اعتراضات ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو اس تحریک سے علیحدہ رہنا چاہئے اور ان سے میل جول ربط و اتحاد نہ رکھنا چاہئے۔ ان کے مضامین خاص دلکش اور اچھے معلوم ہوتے ہیں مگر ان میں ہی وہ باتیں دل میں بیٹھتی جاتی ہیں جو طبیعت کو آزاد کر دیتی ہیں اور بزرگان اسلام سے بدظن بنادیتی ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

فصل ششم فرقہ مہدویہ

فرقہ مہدویہ کا ذبیحہ حرام ہے.

(السوال) فرقہ مہدویہ جو یہ کہتے ہیں کہ توبہ کا دروازہ بند ہو گیا ان کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳٦٤) فرقہ مہدویہ جو اطراف دکن میں پایا جاتا ہے، کافر ہے۔ اس کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز نہیں۔[1]

فصل ہفتم فرقہ حران (سندھ)

(۱) انسان کو خدا سمجھنے، شعائر اللہ کی توہین کرنے اور قبر کو سجدہ کرنے والے ملحد اور زندیق ہیں.

(۲) ایسے لوگوں کے ساتھ رشتہ ناتا کا حکم.

(السوال) ایک مستند پیر جس کے ہزاروں مرید ہیں چند سال سے اپنے دادا پر اس طرح درود پڑھتا ہو اللھم صلی علی محمد الزمان السندھی اللواری۔ (۲) اپنے دادا کے ساتھ جل جلالہ و جل شانہ جیسے کی تلقین کرتا ہو اور اس کو انسانی صورت و جسمانی جامے میں اللہ سمجھنے کی تعلیم دیتا ہو اور اس کے بعد رکن چہارم اسلامی یعنی حج بیت اللہ کی نقل اتار کر شعائر اللہ کی اس طرح توہین کرتا ہو کہ ایک قصبہ کو مکہ اور اس کے نزدیک ایک گاؤں کو مدینہ ایک کوئیں کو چاہ زمزم اور ایک میدان کو عرفات اور ایک قبرستان کو جنت البقیع کے نام سے موسوم کر کے نو ذی الحجہ کے دن تین بجے ایک کثیر اجتماع کے سامنے ایک بڑے ممبر پر خطبہ حج پڑھتا ہو اور اختتام حج مصنوعی پر اپنی زبان سے حاضرین کو حج مبارک دیتا ہو اور بطور سند مریدوں کو حج مبارک کا سرٹیفکیٹ دیتا ہو اور اپنے دادا کو مقبرہ کا طواف و سجدہ کرتا ہو اور اس کے اشعار پڑھاتا ہو جن میں چند بطور نمونہ ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

نور ذاتی کاندراں وصف حسنہ شد پدید   شد ظہور حق زمیں مکان و قصبہ نور القری
در لواری نور حق شد نمایاں آمدہ   آدم و نوح و خلیل و نور رحمان آمدہ

---

[1] "فلا توکل ذبیحة اهل الشرك و المرتد." (الهندیة، کتاب الذبائح، باب اول ۵/۲۸۵ ط ماجدیہ کوئٹہ)۔

اے ملقب با محمد سید شاہ زماں! اے امام الرسل مظہر مصطفیٰ تاج شہاں
مالک ملک نبوت ہم ولایت آمدہ در جہاں ایں نور ذاتی مجسم آمدہ

(۱) ایسے پیر اور اس کے مریدوں کے متعلق شرعاً کیا حکم ہے؟ (۲) ایسے پیر اور اس کے مریدوں سے رشتہ ناتہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۳) اور جن سے رشتہ ناتہ ہو چکا ہے اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ (۴) ان تمام حالات و حقائق کا علم رکھنے کے باوجود کوئی شخص پیر سے یا پیر کے کسی مرید سے رشتہ ناتہ کرے تو شرعاً کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۱۶۶۱ احمد صدیق مدیر اخبار رہبر سندھ کراچی

(جواب ۳۶۵) یہ پیر اور اس کے مرید جو ان عقائد شنیعہ کے معتقد ہوں ملحد اور زندیق ہیں۔(۱) ان زنادقہ سے علیحدہ رہنا واجب ہے اور ایسے فاسد العقیدہ لوگوں سے رشتہ ناتہ کرنا جائز ہے۔ لیکن اس کے اقارب میں سے اگر کوئی شخص ان عقائد شنیعہ کا معتقد نہ ہو تو محض پیر کا رشتہ دار ہونے کی وجہ سے اس پر یہ حکم عائد نہ ہو گا۔(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی ۲۷ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۵ اگست ۱۹۳۷ء

(۱) کسی پیر کو امام الرسل اور بیت اللہ کے بجائے اور جگہ حج کرنا کفر ہے۔
(۲) کفر اور خوف کفر میں فرق۔

(السوال) (۱) کسی پیر کو شاہ خوباں، مالک ملک نبوت، سید انس و جاں، امام الرسل سمجھنا اور بجائے کعبۃ اللہ کے کراچی میں حج ادا کرنا ایک میدان کو عرفات سمجھنا اور ایک قبرستان کو جنت البقیع کہنا اور ۹ ذی الحجہ کو تین بجے ایک بڑے ممبر پر خطبہ حج ادا کرنا یہ باتیں کہنے اور عقائد رکھنے سے انسان کافر ہو جاتا ہے یا نہیں۔ یہ عقائد کفریہ ہیں یا خوف کفر ہے؟ (۲) کفر اور خوف کفر میں کیا فرق ہے؟

المستفتی نمبر ۲۰۴۲ محمد صدیق (کراچی) ۳ رمضان ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۸ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۶۶) (۱) یہ عقائد کفریہ ہیں۔ ان سے ہر مسلمان کو تبری کرنا لازم ہے۔ (۲) کفر کا یقیناً حکم کر دینا اس وقت ہوتا ہے جب کہ کوئی شبہ باقی نہ رہے۔ اور دلیل میں کوئی شبہ پیش آجائے تو وہاں کہا جاتا ہے کہ خوف کفر ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

۱۔ دیکھئے رد المحتار، باب المرتد، مطلب فرق بین الزندیق والملحد: ۴/ ۲۴۱ ط سعید

۲۔ "ولا تزر وازرۃ وزر اخرى" (الاسراء: ۱۵)

چودھواں باب

تقلید واجتہاد

کیا مذکورہ خیالات کے حامل غیر مقلدین اہل سنت والجماعت میں داخل ہیں؟

(السوال) کیا فرماتے ہیں علمائے دین وماہران شرع متین دربارہ غیر مقلدین جن کے قول حسب ذیل ہیں تمام دین اسلام کے احکام حلال و حرام فرض و سنت قرآن کریم و حدیث رسول میں ہیں اور تمام دین آنحضرت ﷺ پر پورا ہو چکا ہے اور یہی قرآن شریف میں ہے تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین تمام امت کے پیشوا ہیں۔ ان کے بعد امام اور مجتہد ان کے برابر نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات میں نرالا ہے کوئی اس جیسا نہیں۔ جو کوئی سوا اللہ تعالیٰ کے اوروں سے دعا مانگتے یا ان کو عالم الغیب کہتے ہیں اور مانتے ہیں یا اوروں کا وظیفہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرح کرتے ہیں یا مردوں پر چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ قبروں پر عرس میلے کرتے ہیں۔ ان کا طواف کرتے ہیں۔ ان مردوں کو حاضر ناظر جانتے ہیں یا ان کو اولاد دینے والا نفع نقصان پہنچانے والا مانتے ہیں، مشرک ہیں۔ ان کا کوئی عمل روزہ نماز عبادت مقبول نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے سچے نبی ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری سب پر فرض ہے اوروں کی اس طرح نہیں۔ بلکہ جو کوئی امام یا صحابی غلطی سے خلاف قرآن وحدیث کے حکم دیوے وہ ماننے کے قابل نہیں ہے۔ تقلید شخصی قرآن وحدیث اور صحابہ اور چاروں اماموں اور محدثین متقدمین سے ثابت نہیں۔ تقلید کا حکم نہ رسول خدا ﷺ نے دیا نہ چاروں اماموں نے اور نہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے تقلید جاری کی تھی نہ اس کا ذکر تھا۔ بلکہ قرآن وحدیث اور چاروں اماموں کے کلام میں اور صحابہ کے عملدرآمد میں تقلید کا لفظ بھی نہیں پایا جاتا جس سے تقلید شخصی جس کا آج کل شور ہے سمجھی جاوے لہذا یہ تقلید نہ قرآن نہ حدیث نہ صحابہ نہ اماموں سے ثابت اور نہ کہیں اس کا حکم۔ اور بدعت بڑا گناہ ہے اس سے آدمی مردود و خارج از اسلام ہو جاتا ہے۔ اور بدعت وہ کام ہے جس کو بعد زمانہ آنحضرت رسالت مآب ﷺ بغیر آپ کے حکم کے اور بعد زمانہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بغیر ان کے عملدرآمد کے دین میں داخل کیا گیا ہے جس کو لازم سمجھا جاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ایک طریق ومذہب چھوڑا ہے۔ کئی مذہبوں کی تعلیم وہدایت نہیں فرمائی۔ اہل سنت والجماعة سے مراد آنحضرت ﷺ کی سنت اور جماعت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے تابعدار ہیں۔ جو لوگ کسی بزرگ یا امام وغیرہ کی طاعت وفرمانبرداری کو لازم جانتے ہیں حدیث پر بھی جبھی عمل کرتے ہیں اور اسی حدیث پر کرتے ہیں جس پر ان کے امام و مرشد نے کہا ہو یا عمل کیا ہو۔ ورنہ حدیث سے بھی انکار و نفرت وضد ہے۔ وہ رسالت کے مخالف ہیں۔ ان کا کسی حدیث پر عمل کرنا بھی حدیث اور رسول کی عزت اور قدر و بزرگی کی وجہ سے نہیں ہوتا بلکہ کسی اور کی عزت کی وجہ سے ورنہ وہ سب حدیثوں پر عمل کرتے۔ سب اماموں وبزرگان دین کی عزت دل میں رکھنی چاہئے۔ کوئی کلمہ ان کے حق میں سب وشتم یا مذمت کا نہ کہنا چاہئے۔ اتباع رسول ﷺ و سبیل مومنین کو اختیار کرنا چاہئے۔ تمام امت محمدیہ میں قرن اول یعنی جماعت

سچی ہے بحکم قرآن وحدیث مسلمہ و مستحق پیشوا اور اماموں کی جماعت ہے۔ جن کی اتباع اور تابعداری حکم شرعی ہے۔ سہو ونسیان و غلطی کی امت کی معروف ہے۔ حالت خلاف قرآن وحدیث پر پیش کرنا ضروری ہے اول وقت نماز پڑھتے ہیں۔ اور جہری نمازوں میں مقتدی و امام بعد ختم سورہ فاتحہ آمین آواز سے کہتے ہیں۔ اور سورہ فاتحہ ضرور پڑھتے ہیں۔ امام ہو یا مقتدی یا تنہا۔ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت دونوں ہاتھوں کو اسی طرح اٹھاتے ہیں۔ جس طرح نیت باندھتے وقت اٹھاتے ہیں۔ اور نماز ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے ہیں۔ از روئے شرع شریف یہ لوگ سچے مسلمان سنی ہیں یا نہیں۔ اور ان کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ اور ان کے وعظ سننے اچھے ہیں یا ناجائز؟ اور ان سے ملنا سلام کلام کرنا ناجائز ہے یا جائز؟ بینوا توجروا۔

(جواب ۳۶۷) غیر مقلدین جن کے خیالات سوال میں مذکور ہیں عموماً تو اہل السنت والجماعۃ میں داخل ہیں۔ اور شخص کے لحاظ سے اگر ان میں کوئی فرد ائمہ مجتہدین کو سب و شتم کریں یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بدعتیں نکالیں یا سلف صالحین کو برا بھلا کہیں یا مسلمانوں کو بعض معمولی کوتاہیوں پر مشرک وکافر بنائیں یا امامت مطلقہ کا دعویٰ کریں تو میرا اپنا عقیدہ یہ ہے کہ ان باتوں کی ذمہ داری انہیں افراد پر ہوگی جن سے سرزد ہوں۔ نہ یہ کہ عام غیر مقلدوں کو مورد الزام بنایا جائے یا نفس ترک تقلید پر اہل سنت و جماعت سے خارج ہونے کا حکم لگا دیا جائے۔

رہے یہ مسائل جن کا سوال میں ذکر ہے۔ ان میں بہت سے مسائل تو متفق علیہ ہیں اور بہت سے مختلف فیہ اور بعض ہمارے خیال میں افراط و تفریط پر مبنی ہیں۔ ان کی تفصیل کا نہ یہ فتویٰ متحمل ہے اور نہ سائل کا سوال ان سے متعلق ہے۔ گو کہ ان تمام افعال کی جملہ تصویب نہیں کی جا سکتی۔ بہرحال عام غیر مقلدوں کو اہل السنت والجماعۃ سے خارج نہیں کہا جا سکتا ہے اور نہ بالعموم ان سے سلام و کلام کو ناجائز بتایا جا سکتا ہے۔ واللہ اعلم۔

محمد کفایت اللہ غفر لہ، دہلی ۲۰ نومبر ۱۹۲۵ء

مقلدین کو مشرک کہنے والے کی امامت کا حکم

(السوال) ایک شخص تقلید کرنے والوں کو مشرک کہتا ہے۔ سو ایسے شخص کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ مدلل بیان فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

(جواب ۳۶۸) جو شخص کہ تقلید کو شرک کہتا ہے وہ خود خاطی ہے۔ اور اگر تمام مقلدین کو مشرک بتائے تو اس کے ایمان کی سلامتی مخدوش ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز بھی نہیں ہوتی۔ کیونکہ مطلق تقلید کا ثبوت قرآن مجید و احادیث صحیحہ اور اقوال صحابہ اور تعامل سلف سے یقینی طور پر موجود ہے اور تقلید شخصی کا جواز بھی قرآن و حدیث و اقوال صحابہ و تعامل سلف سے ثابت ہے۔ پس اس کو شرک کہنا جہالت ہے۔

غیر مقلدین کے ساتھ کھانا پینا کیسا ہے؟

(السوال) غیر مقلدین کے یہاں کھانا پینا اور ان کو کھلانا پلانا بلا کراہت جائز ہے یا نہیں؟

۱۔ "ایما رجل قال لاخیه کافر فقد باء بها احدهما" (بخاری، کتاب الادب باب من اکفر اخاه بغیر تاویل ۲/۹۰۱ ط قدیمی)

المستفتی نمبر ۱۱۳۳ محمد عنایت حسین۔ قنوج ۲۶ رجب ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۶ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۶۹) بلا کراہت جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

اہل حدیث اہل سنت والجماعت میں داخل ہیں۔

(السوال) اہل حدیث جن کو ہم لوگ غیر مقلد بھی کہتے ہیں مسلمان ہیں یا نہیں؟ اور وہ اہل سنت و جماعت میں داخل ہیں یا نہیں۔ اور ان سے نکاح شادی کا معاملہ کرنا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۱۷۲ اسمٰعیل محمودوی صاحب (سورت) ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۸ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۷۰) ہاں اہل حدیث مسلمان ہیں اور اہل سنت والجماعت میں داخل ہیں۔ ان سے شادی بیاہ کا معاملہ کرنا درست ہے۔ محض ترک تقلید سے اسلام میں فرق نہیں پڑتا اور نہ اہل سنت والجماعت سے تارک تقلید باہر ہوتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

(۱) اہل حدیث کو کافر کہنا سخت غلطی ہے۔
(۲) اہل حدیث عورت کے غسل دینے کی وجہ سے میت کا جنازہ نہ پڑھنا۔
(۳) جنازے میں اہل حدیث شامل نہ ہو تو میت جنتی ہے کہنے والے امام کا حکم۔
(۴) کیا اہل حدیث حضرات کا پیسہ مسجد میں خرچ کیا جا سکتا ہے؟

(السوال) (۱) فرقہ اہل حدیث جو فاتحہ خلف الامام آمین بالجہر رفع یدین وغیرہ کرتے ہیں اور رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت کے قائل ہیں ہم ان کو کافر کہہ سکتے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو جو ان کو کافر کہتے یا سمجھے اس کے واسطے کیا حکم ہے؟

(۲) ایک معصوم حنفیہ لڑکی فوت ہوتی ہے۔ اس کو ایک اہل حدیث عورت غسل دیتی ہے بدیں وجہ محلّہ کا امام اس کا جنازہ نہیں پڑھاتا۔ کیا اس کا فعل شریعت محمدیہ کے موافق ہے۔ اگر نہیں تو ایسے امام کے واسطے کیا حکم ہے؟ (۳) امام مسجد کہتا ہے کہ میں جس آدمی کا جنازہ پڑھاؤں اور جنازہ میں کوئی اہل حدیث شامل نہ ہو تو وہ آدمی قطعی جنتی ہے۔ کیا یہ سرٹیفکٹ صحیح ہے۔ اگر نہیں تو اس کے قائل کے واسطے کیا حکم ہے"

(۴) ایک شخص چند روپیہ مسجد کی توسیع کے واسطے خرچ کرنا چاہتا ہے مگر مولوی کا کہنا ہے کہ وہ اہل حدیث ہے لہذا اس کا روپیہ مسجد میں خرچ نہیں ہو سکتا مگر جب وہ شخص خود مولوی سے پوچھتا ہے تو مولوی کہتا ہے کہ وہ روپیہ ہم کو دے دو۔ جب اس کا مال مسجد میں حرام ہے تو مولوی کو کھانا کس وجہ سے حلال ہوا۔ ایسے شخص کے واسطے کیا حکم ہے؟

(المستفتی) نمبر ۱۲۹۹ محمد اسمٰعیل صاحب (امرتسر) ۲۳ شوال ۱۳۵۵ھ م ۷ جنوری ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۷۱) (۱) فرقہ اہل حدیث کو کافر کہنا سخت غلطی ہے۔ اور آنحضرت ﷺ کو بشر سمجھنے کی بنا پر کافر کہنا تو خود کافر کہنے والے کو کفر کی تاریکیوں میں گرانے کے لئے کافی ہے، کیونکہ حضور ﷺ کا بشر ہونا قرآن کی آیات

بینات سے ثابت ہے۔(۱) (۲) اس بنا پر کہ معصومہ بچی کو ایک اہل حدیث عورت نے غسل دے دیا، اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھنا سخت جہالت اور گناہ کی بات ہے۔ (۳) امام کا دعویٰ کہ میں جس کے جنازہ کی نماز پڑھاؤں اور نماز میں کوئی اہل حدیث شامل نہ ہو تو وہ میت قطعی جنتی ہے، امام کی جہالت پر مبنی ہے۔ یہ شخص اسلامی تعلیم سے ناواقف یا کوئی بے دین ہے۔ (۴) اہل حدیث کا روپیہ مسجد میں خرچ ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر مسجد میں خرچ کر کے اہل حدیث اس پر قبضہ کرنا چاہیں تو ان کے روپیہ کو خرچ نہ کرنا مناسب ہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) فاتحہ خلف الامام کا حکم۔
(۲) کیا نماز میں رفع یدین ضروری ہے؟
(۳) تراویح کتنی رکعات ہے؟
(۴) کیا صرف اہل حدیث ہی جنتی ہیں؟

(السوال) (۱) یہاں پر اہل حدیث اور حنفیوں میں جھگڑا ہے۔ بہت سے حنفیوں کو ان کے مولویوں نے اہل حدیث کر لیا ہے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ الحمد رفع یدین حضرت نے ہمیشہ کیا اور حضرت نے سینہ پر ہاتھ باندھے اور یہ بھی تحریر فرمائیے کہ تراویح کتنی پڑھی جاتی ہیں۔ مولوی عبدالغفار اہل حدیث کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے رفع یدین مرتے وقت تک کیا ہے۔ آپ تحریر فرمائیے کہ حضور نے رفع یدین کیا یا نہیں اور تراویح ۸ پڑھیں یا ۲۰ پڑھیں۔ اور اہل حدیث کہتے ہیں کہ یہی گروہ جنتی ہے اس کا جواب مع آیت اور حدیث سے تحریر فرمائیے تاکہ مسلمان اس طرف ہو جائیں۔

المستفتی نمبر ۱۵۴۳ مولانا عبدالحق صاحب (ضلع متھرا) ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۸ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۷۲) (۱) امام کے پیچھے مقتدی کو الحمد نہیں پڑھنی چاہئے۔ صحیح مسلم میں حدیث ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا واذا قرأ فانصتوا (۲) یعنی جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو (۲) رفع یدین پہلے رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت کیا جاتا تھا لیکن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ثابت ہے کہ اخیر میں یہ رفع یدین ترک کر دیا گیا تھا۔(۳) وفات تک حضور ﷺ سے رفع یدین کرنے کا ثبوت نہیں (۳) تراویح کی بیس رکعتیں پڑھنی چاہئیں۔(۴) آٹھ رکعتیں تہجد کی ہیں۔ تراویح کی بیس رکعتیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ سے ثابت ہیں۔ اور چاروں اماموں میں سے کوئی بیس سے کم کا قائل نہیں۔ (۴) قرآن اور حدیث اور فقہ پر عمل کرنے والے ان شاء اللہ سب جنتی ہوں گے۔ اہل حدیث کا یہ دعویٰ کہ ان کا فرقہ ہی جنتی ہے غلط ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

۱۔ "قل انما انا بشر مثلکم" (حم السجدۃ ۶)
۲۔ مسلم، باب التشہد فی الصلوۃ : ۱/ ۱۷٤ ط قدیمی
۳۔ ترمذی، باب رفع الیدین عند الرکوع : ۱/ ۵۹ ط سعید
٤۔ "وہی عشرون رکعۃ، وفی الشامیۃ وھو قول الجمہور" (تنویر الابصار، مبحث صلوۃ التراویح ۲/ ٤۵ ط سعید)

(۱) امام کا غیر مقلد ہونا نماز با جماعت میں شرکت سے مانع نہیں ہے۔
(۲) غیر مقلد کے پیچھے نماز درست ہے۔
(۳) غیر مقلد کو کافر کہنا درست نہیں۔
(۴) غیر مقلد کے ساتھ تعلقات قائم کرنا جائز ہے۔

(السوال) (۱) زید قریشی جماعت کے برابر منفرد نماز پڑھتا ہے۔ اس کے ساتھ نہیں ملتا۔ کیا اس کی نماز ہوتی ہے یا نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ امام غیر مقلد ہے؟

(۲) کیا موجودہ وہابیوں یا غیر مقلدوں کے خلف نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔ اثبات و نفی کی وجہ تحریر فرمائیں؟

(۳) موجودہ وہابیوں یا غیر مقلدوں کو کافر اسلام سے خارج اور جہنمی اور گمراہ کہنا جائز ہے یا نہیں کیا جو شخص یہ الفاظ استعمال کرتا ہے اس پر کوئی حرف منجانب قرآن اور حدیث اور فقہ کے آتا ہے یا نہیں؟

(۴) ان کے ساتھ مصافحہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۵) ان کے ساتھ رشتہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۲۸۹ محمد مجاہد معرفت امیر نواب پشاوری متعلم مدرسہ امینیہ ۵ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ مطابق ۵ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۷۳) (۱) نماز تو ہو جاتی ہے مگر وہ ترک جماعت کی وجہ سے گنہگار ہوتا ہے۔ امام کا غیر مقلد ہونا جماعت میں شریک نہ ہونے کے لئے عذر صحیح نہیں ہے۔ (۲) غیر مقلدوں کے پیچھے حنفی کی نماز جائز ہے۔ (۳) غیر مقلدوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا صحیح نہیں۔ ایسا کہنے والا سخت گنہگار ہوگا۔ کیونکہ تقلید فی حد ذاتہ کفر نہیں ہے۔ (۴) جائز ہے۔ (۵) جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

(۱) ائمہ مجتہدین کی تقلید درست ہے۔
(۲) کیا تقلید ائمہ سے ترک سنت لازم آتا ہے؟
(۳) حضور ﷺ کی وفات کے بعد تقلید ائمہ کی پیروی کیونکر کی جائے؟
(۴) کیا ائمہ نے اپنی پیروی کا حکم دیا ہے؟
(۵) ائمہ اربعہ کس کے مقلد تھے؟
(۶) ائمہ کی بات شریعت کے موافق ہے۔
(۷) ائمہ کے درمیان بعض مسائل میں اختلاف کیوں ہے؟

(السوال) ہمارے یہاں ایک اہل حدیث غیر مقلد مولوی صاحب آئے اور تقریریں فرمائیں جس میں تقلید کی رد اکثر بیان کی۔ اس تقریر سے لوگوں کا دل جانب اہل حدیث ہو گیا اور اہل حدیث بننے کے لئے آمادہ ہیں مگر انتظار آپ کے فتویٰ کا ہے۔ اس لئے ہمارے سوال کا جواب جلدی سے دیویں۔

(۱) کیا تقلید ائمہ اربعہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے؟

(۲) تقلید ائمہ اربعہ سے بعض فرمان نبوی بھی چھوٹ جاتے ہیں تو کیا رسول کی پیروی چھوڑ کر امام کی پیروی کریں؟

(۳) رسول مقبول ﷺ کی وفات کے بعد کوئی امام سو برس کے بعد اور کوئی ڈیڑھ سو برس کے بعد پیدا ہوئے تو پھر ان کی پیروی کس طرح کریں؟

(۴) کیا اماموں نے فرمایا تھا کہ ہماری پیروی کرو؟

(۵) کیا اماموں کا بھی کوئی امام تھا نہیں جب ضرورت ہے تو ان کو کیوں ضرورت نہ ہو؟

(۶) بعض فقہ کی کتابوں میں مسئلہ بیان کرتے ہیں تو ایسا لکھتے ہیں کہ فلاں امام نے ایسا کیا فلاں نے ایسا کہا۔ رسول مقبول نے یہ فرمایا ایسا کیوں نہیں لکھتے؟

(۷) کوئی امام فرماتے ہیں حرام ہے اور کوئی فرماتے ہیں حلال ہے تو کیا اسلام نے ایسے فرقے بنائے ہیں؟

المستفتی نمبر ۲۴۹۲ ابراہیم سلیمان صاحب (سورت) ۱۳ ربیع الاول ۱۳۵۸ھ مطابق ۴ مئی ۱۹۳۹ء

(جواب) قرآن مجید میں ہے فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون[1] یعنی (مسلمانو!) تمہیں علم نہ ہو تو اہل علم سے دریافت کرو۔ اہل علم میں حضرات ائمہ مجتہدین بدرجہ اولیٰ داخل ہیں۔ ان کی تقلید کرنا اس لئے ہے کہ وہ قرآن وحدیث کے عالم اور ماہر اور مجتہد تھے۔ وہ جو کچھ کہتے تھے قرآن اور حدیث کے ماتحت کہتے تھے۔ اس لئے ان کی بات خدا اور رسول کے احکام کے خلاف نہیں ہوتی تھی۔

(۲) ائمہ اربعہ کی تقلید سے حدیث نبوی چھوٹ نہیں سکتی کیونکہ ان چاروں اماموں کو تمام امت نے مانا ہے کہ یہ امام عالم مجتہد متبع قرآن وحدیث تھے۔

(۳) جس طرح رسول کریم ﷺ کی وفات کے بعد کوئی محدث سو برس کے بعد کوئی دو سو برس کے بعد کوئی اس سے زیادہ زمانہ کے بعد پیدا ہوئے اور اس کے بعد انہوں نے حدیث کی کتابیں لکھیں مگر اس سے ان کی کتابیں مردود اور ناقابل اعتبار نہیں سمجھی گئیں۔ اسی طرح امام ابوحنیفہ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور امام شافعی ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے اور خدا نے انہیں عالم اور مجتہد اور امام بنادیا اور انہوں نے قرآن وحدیث سے دین کے مسائل استنباط کئے تو اس میں اعتراض کی کوئی بات نہیں۔

(۴) اماموں نے کہا ہو یا نہ کہا ہو خدا اور رسول نے حکم دیا ہے کہ اہل علم واجتہاد کی پیروی کرو۔

(۵) اماموں کا علم اور قوت اجتہادیہ دین کو سمجھنے اور مسائل کا استنباط کرنے کے لئے کافی تھی۔ وہ براہ راست قرآن وحدیث کے مقلد تھے اور ہم ان کے ذریعہ سے قرآن وحدیث کے مقلد ہیں۔

(۶) فلاں امام نے ایسا کہا اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ فلاں امام نے قرآن وحدیث کا یہ مطلب بیان کیا ہے

---

[1] النحل . ۱۲

مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ فلاں امام نے اپنی طرف سے یہ بات کہی۔

(۷) یہ اختلاف تو صحابہ میں بھی تھا۔ اور حدیثوں میں بھی ایسا اختلاف ہے کہ ایک حدیث سے ایک چیز کا جواز معلوم ہوتا ہے اور دوسری سے اسی چیز کا عدم جواز۔ پھر مجتہد کا یہ کام ہے کہ وہ یہ بتائے کہ کون سی حدیث قابل عمل ہے اور کون سی منسوخ یا مؤول ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

چاروں اماموں کا مذہب سنت نبوی کے موافق ہے۔

(السوال) اہل سنت والجماعت کے چار امام ہیں اور چاروں کے چار طریقے ہیں۔ ان چاروں میں سے کون سا امام موافق طریق نبوی ہے۔ باقی تین کے لئے کیا حکم ہے۔

المستفتی نمبر ۲۸۰۲ محمد انعام الحق، دہلی ۸ رمضان المبارک ۱۳۶۵ھ

(جواب ۳۷۵) ائمہ اربعہ اسلام کے اصول و مبادی میں متفق ہیں۔ ایک ذرہ بھر اختلاف نہیں ہے۔ ہاں عملی مسائل میں ان کے اندر اختلاف پایا جاتا ہے۔ وہ اختلاف در اصل اسلام میں نہیں ہے۔ بلکہ آپس کے دماغی تناسب اور رجحانات کا اختلاف ہے۔ رسول کریم ﷺ نے اعمال میں مختلف مدارج تسہیل کی غرض سے طے فرمائے ہیں۔ ان مختلف مدارج کی ترتیب نہ معلوم ہونے یا تعمیم نہ کرنے یا مختلف مقاصد پر محمول کرنے کی وجہ سے آپس میں اختلاف ہو گیا۔ مگر مسائل اور مقصد میں سب متفق ہیں۔ اس قسم کا اختلاف ہر نیک سے نیک کام میں ہو جاتا ہے۔ مثلاً دو آدمی اس امر میں متفق ہوتے ہوئے کہ محتاج کو کھانا کھلانا ثواب کا کام ہے جب عمل کرنے لگیں تو ایک شخص تو کھانے کی جگہ اس کو نقد پیسے دے دے دوسرا ایک قسم کا کھانا اور تیسرا دوسری قسم کا کھانا دے تو ان آدمیوں کے عمل کی تین صورتیں ہو جائیں گی مگر مقصد میں سب متفق ہیں۔ اہل سنت کے چار اماموں میں اسی قسم کا اختلاف ہے۔ حقیقت اسلام میں سب متفق ہیں۔ عملی فریضہ کی عملی صورت میں اختلاف ہے۔ اور جو صورتیں اختلاف میں متحقق ہوتی ہیں، وہ سب رسول اللہ ﷺ سے مروی ہیں۔ پس ان میں سے کسی ایک صورت کو کسی نے آخری سمجھ کر اس کو عمل کے لئے متعین کر لیا۔ کسی نے دوسری صورت کو۔ اور کسی نے سب صورتوں کو جائز سمجھ کر عامل کو اختیار دے دیا کہ جو چاہے اختیار کرے۔ مقصود سب کا اتباع سنت نبویہ ہے۔ اختلاف اس میں ہے کہ کون سی صورت سنت ہے۔ تو یہ اختلاف دین میں نہیں ہے۔ بلکہ لوگوں کے خیال اور تتبع اور تلاش میں ہے اور اس کا دین پر کچھ اثر نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

مجتہد کی تعریف اور کیا مجتہد ہر زمانے میں ہو سکتا ہے؟

مجتہد کس کو کہتے ہیں؟ مجتہد ہر زمانے میں ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟

المستفتی نمبر ۲۵۳۳ محمد ضیاء الحق متعلم مدرسہ امینیہ دہلی مورخہ ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۵۸ھ
مطابق ۱۶ اگست ۱۹۳۹ء

(جواب ۳۷۶) مجتہد اس کو کہتے ہیں جس کو قرآن مجید، حدیث شریف اور علوم شرعیہ میں اتنی مہارت ہو کہ وہ احکام شرعیہ کا استنباط کر سکے۔ (۱) مجتہد کا وجود ہر زمانے میں ممکن ہے۔ مگر فقہائے کرام نے قرن اول کے مجتہدین کے بعد عوام مسلمین و سلف نے مجتہدین کے اتباع کا حکم اس لئے دے دیا ہے کہ آئندہ دین متین میں ہر مدعی اجتہاد رخنہ اندازی نہ کر سکے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

کیا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے شرعی مسائل اپنی طرف سے بنائے ہیں؟

متعلقہ ائمہ مجتہدین (سوال دستیاب نہیں ہوا)

(جواب ۳۷۷) واضح ہو کہ ہم لوگ حضرت سراج الامۃ امام الائمہ امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ کے پیرو اور مقلد ہیں۔ ہمارا اعتقاد ہے کہ حضرت امام اعظم کتاب اللہ قرآن مجید اور احادیث نبویہ علی صاحبہا افضل السلام وازکی التحیۃ کے اعلیٰ درجے کے عالم اور علوم دینیہ کے اول درجے کے ماہر تھے۔ انہوں نے قرآن پاک اور احادیث سے جو احکام فقہیہ نکال کر فقہ کو مدون کیا ہے وہ صحیح معنوں میں قرآن پاک اور احادیث کا عطر ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت کاملہ کے لازوال خزانوں سے فقہ فی الدین کا بیش قدر ذخیرہ انہیں عطا فرمایا تھا۔ اور تفقہ فی الدین میں ان کی رفعت شان نہ صرف حنفی بلکہ علمائے مذاہب اربعہ کے نزدیک مسلم ہے۔ اس لئے ان کے بتائے ہوئے اور نکالے ہوئے احکام پر عمل کرنا بعینہ قرآن و حدیث پر عمل کرنا ہے۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ہمارا یہ خیال و عقیدہ ہرگز نہیں کہ امام ابو حنیفہ کو منصب تشریع احکام حاصل ہے۔ یعنی احکام شرعیہ محض اپنے قیاس و رائے سے وہ بنا سکتے ہیں یا بناتے تھے۔ یا ان کے احکام بہر صورت واجب التسلیم ہیں، خواہ وہ قرآن و حدیث کے خلاف ہی کیوں نہ ہوں۔ ہم انہیں معصوم نہیں سمجھتے۔ صحابہ کرام کے برابر نہیں سمجھتے۔ پھر معاذ باللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر سمجھنا تو کجا۔ وہ صرف ایک امتی تھے۔ بشر تھے۔ لوازم بشریت خطا و نسیان سے بھی مبرا و منزہ نہ تھے۔ مگر باعلم تھے اور بہت بڑے عالم تھے۔ فقیہ تھے اور کامل فقیہ تھے مجتہد تھے اور مسلم مجتہد تھے۔ مبدء فیض نے زیور علم و تفقہ تقویٰ و پرہیزگاری سے آراستہ کرنے کے ساتھ ہی انہیں شرف تابعیت بھی عطا فرمایا تھا۔(۳) اور خیر القرون میں ہونے کی بزرگی عطا فرمائی تھی۔ باوجود اس علم و اعتقاد کے وہ ایک انسان تھے۔ اور ان سے غلطی اور خطا ممکن۔ ہمارا یہ اعتقاد بھی ہے کہ ہر انسان کو یہ مرتبہ اور حق حاصل نہیں کہ ان کے اقوال میں سے کسی قول کو بلا اصل یا بے دلیل بتائے یا ان کے کسی قول کو خلاف حدیث ہونے کا الزام لگا کر چھوڑ دے۔ ہمارے مبلغ علم ہی کیا ہیں کہ ہم احادیث کے ناسخ و منسوخ، مقدم و مؤخر، مؤول و مفسر اور محکم و معلوم کر سکیں اور حدیث کی چند کتابیں یا چند رسالے پڑھ کر ایسے مسلم مجتہد کے

۱۔ "وشرط الاجتهاد ان يحوي علم الكتاب بمعانيه اللغوية والشرعية و علم السنة بطرقها و ان يعرف وجوه القياس بطرقها۔" (نور الانوار ص ۲۳۶ ط سعید)

۲۔ اس کی تفصیل حاشیہ میں ہے دیکھئے "مطلب القياس بعد عصر الاربع مائة منقطع فليس لاحد ان يقيس" (رد المحتار ۱/ ۵۸۹ سعید)

۳۔ "وصح ان اباحنيفة سمع الحديث من سبعة من الصحابة۔" (الدر المختار، مقدمہ ۱/ ۶۳ ط سعید)

اقوال کی تغلیط اور اس کے تخطیہ پر آمادہ ہو جائیں۔

بزرگان سلف میں سے جو لوگ کہ علوم دینیہ میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ اور قدرت نے انہیں خزانہ علوم سے پورا حصہ عطا فرمایا تھا، انہوں نے امام اعظم کے قول اور مسائل کو نظر تدقیق و تحقیق سے دیکھا اور جانچا۔ مخالفین کے اعتراضات کی جانچ پڑتال کی اور امام صاحب کے اقوال کے ماخذ نکال کر دکھائے اور ان کے قول کو مدلل کر دکھایا۔ ہاں معدودے چند بعض مسائل ایسے بھی ملے کہ ان میں امام صاحب کے قول کے ماخذ پر انہیں بھی پوری اطلاع نہ ملی اور امام ابو یوسف یا امام محمد رحمہما اللہ کے اقوال کو انہوں نے اس مسئلے میں اپنے علم اور خیال کے موافق راجح بتایا تو متاخرین حنفیہ نے بلا تردد ایسے مسائل میں امام صاحب کے قول کو چھوڑ کر ان علمائے اعلام کے قول کے موافق امام ابو یوسف یا امام محمد رحمہما اللہ وغیرہما کے اقوال کو معمول بہا بنا لیا۔ فقہ حنفی میں بہت سے مواقع ایسے ہیں کہ ان میں امام صاحب کے قول پر فتویٰ نہیں ہے بلکہ صاحبین وغیرہما کے اقوال مفتیٰ بہا ہیں۔ اور یہ صاف اس امر کی دلیل ہے کہ ہم خدانخواستہ امام ابو حنیفہ کو بالذات واجب الاطاعت نہیں سمجھتے۔ بلکہ ان کا اتباع اور تقلید صرف اسی حیثیت سے کرتے ہیں کہ وہ ہم کو کتاب اللہ تعالیٰ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی صراط مستقیم پر چلانے والے ہیں۔ اور شاہراہ سنت پر ہمارے رہبر ہیں۔ اگر کسی موقع پر علمائے متبحرین کاملین کے ارشاد سے امام ابو حنیفہ کے اقوال کا ماخذ ہمیں معلوم نہیں ہوتا اور صاحبین وغیرہما کا قول بظاہر زیادہ وفق بالکتاب والسنۃ ہوتا ہے تو ہم وہاں امام صاحب کے قول پر اصرار نہیں کرتے بلکہ صاحبین وغیرہما کے قول پر عمل کر لیتے ہیں، کیونکہ مقصود اصلی اتباع خدا اور رسول ہے۔

مگر اس کے ساتھ یہ بھی واضح رہے کہ جو مسائل امام ابو حنیفہ اور امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ میں مختلف فیہا تھے اور ان میں امام صاحب کی قوت اجتہادیہ نے ایک طرف پر فیصلہ کیا اور امام شافعی کی قوت اجتہادیہ نے دوسری طرح فیصلہ کیا اور یہ بھی ہمیں معلوم ہے کہ امام شافعی نے جن احادیث کی بنا پر یہ حکم دیا ہے کہ وہ حدیثیں امام صاحب کو پہنچیں مگر پھر بھی امام صاحب نے ان کا وہ مطلب نہیں سمجھا اور نہ ان کے نزدیک وہ اس حکم کے اثبات کے لئے کافی ہوئیں جو حکم امام شافعی نے ان کی موجب دیا ہے تو ایسے مسائل میں ہماری تحقیق حنفیہ کے ذمہ لازم ہے کہ (ناتمام)

حنفی مذہب چھوڑ کر شافعی مذہب اختیار کرنا.

(از اخبار الجمعیۃ مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۲ء)

میرا ارادہ ہے کہ میں شافعی مذہب میں ہو جاؤں۔ کوئی کتاب ایسی ہو جس میں مفصل چاروں مذاہب کا خلاصہ ہو اور میں اب تک حنفی مذہب پر رہا۔

(جواب ۳۷۸) کیوں حنفی مذہب چھوڑ کر شافعی ہو جانے کا ارادہ کیوں ہے؟ ایسی کیا ضرورت پیش آئی ہے؟

محمد کفایت اللہ غفر لہٗ، دہلی

پندرھواں باب

متفرقات

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کو لوگوں کے گناہوں کا کفارہ کہنا باطل اور بے ہودہ خیال ہے۔

(السوال) عام مسلمین کی ایک کثیر جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح امت محمدیہ کے گناہوں کا کفارہ ہوگئے اور محض حضرت امام کی شہادت کی وجہ سے ہزارہا سیاہ کاران امت بہشت میں داخل ہوں گے۔ چونکہ یہ عقیدہ عام ہوتا جاتا ہے۔ اور ایک گروہ کثیر اس کی جانب رغبت رکھتا ہے بلکہ اس کو بالکل سچ سمجھتا ہے لہذا ضرورت ہے کہ گہری تنقیدی نظر ڈالی جائے تاکہ جہلاء کے عقائد درست ہوں۔

(جواب ۳۷۹) قال اللہ تعالیٰ لا تزر وازرۃ وزر اخری (۱) یعنی ایک کا گناہ دوسرا نہیں اٹھائے گا۔ یہ نص قرآنی اس بارے میں صریح ہے۔ اصول اسلام کے موجب کفارہ کا خیال غلط اور محض باطل ہے۔ عیسائیوں کا یہ عقیدہ کہ مسیح گناہگاروں کے گناہوں کا کفارہ بن گئے خود ان کا تراشیدہ عقیدہ ہے۔ عقل اور قوانین الہیہ کے خلاف ہے۔ زید کے بدلے عمرو کو پھانسی دینا یا سزا دینا کسی عقلمند کے نزدیک جائز نہیں۔ پس احکم الحاکمین کا عدل ایسے ظلم کو کیسے جائز رکھ سکتا ہے۔ اور اسلام کا مسئلہ شفاعت اس مسئلے سے بالکل جدا ہے۔ کفارہ کو شفاعت پر قیاس کرنا غلط ہے۔ شفاعت کی حقیقت یہ ہے کہ کوئی مقرب بارگاہ خداوندی کسی گناہگار کے متعلق بارگاہ قدسی میں اس کے گناہ معاف کئے جانے کی درخواست کرے۔ اور ظاہر ہے کہ اس میں کوئی عقلی قباحت نہیں ہے۔ کیونکہ سزا دینا خداوند تعالیٰ کا حق ہے۔ اور صاحب حق سے معافی طلب کرنا اور عفو کی درخواست کرنا کسی طرح ظلم یا ناانصافی میں داخل نہیں۔ اور خدا تعالیٰ کا شفاعت کو قبول فرمالینا یہ ہے کہ وہ اپنے حق کو معاف فرما دے۔ اور صاحب حق کا اپنے حق کو معاف فرما دینا رحم و شفقت ہے نہ ظلم و ناانصافی۔ اور کفارہ کی حقیقت یہ ہے کہ زید عمرو وغیرہ نے گناہ کئے اور مستحق سزا ہوئے لیکن خدا نے ان کے بدلے میں ایک ناکردہ گناہ کو پکڑ لیا اور ان کے گناہوں کی سزا اس کو دے دی۔ یہ صریح ظلم ہے جو خدا تعالیٰ کی مقدس ذات سے بالکل ناممکن ہے۔ نیز یہ کہنا کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت امت محمدیہ کے گناہوں کا کفارہ ہوگئی ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ نے امت محمدیہ کے گناہگاروں کے گناہوں کی سزا امام حسین علیہ السلام کو دے دی۔ اور یہ خیال سراسر باطل اور بیہودہ ہے۔ اول تو یہ کہ اس کے لئے کوئی شرعی دلیل نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ کیا امت محمدیہ ﷺ حضرت امام حسین علیہ السلام سے زیادہ خدا کے نزدیک پیاری ہے کہ اس کی بلا ان کے سر ڈال دی گئی حضرت امام حسین رسول مقبول ﷺ کے جگر گوشہ اور نواسے اور محبوب تھے۔ اور امت اگرچہ امت ہونے

---

(۱) الاسراء ۱۵

کی جہت سے آپ کو پیاری ہے لیکن نہ اتنی پیاری کہ آپ کے جگر گوشہ کو امت پر سے قربان کر دیا جائے۔ الغرض یہ خیال اور عقیدہ شریعت محمدیہ کے سراسر مخالف ہے اور نصوص قرآنیہ سے بالکل مباین۔ اس سے توبہ کرنا چاہئے۔

کسی خاص چشمے میں شفا کی نیت سے نہانے کو شرک کہنا.

(السوال) ایک جگہ خلق خدا نے مقرر کی ہے کہ اگر کوئی شخص اس جگہ کے چشمہ میں نہائے تو اس کی بیماری دور ہو جاتی ہے۔ اس پر ایک شخص مدعی ہے کہ یہ شرک ہے۔ حکیم کا علاج کرنا چاہئے۔

جواب ۳۸۰) بعض چشمے ایسے ہوتے ہیں کہ بعض قدرتی نامعلوم اسباب کی وجہ سے ان کے پانی میں کوئی خاص تاثیر ہوتی ہے۔ پس اگر شہادت تجربہ سے کسی چشمے کے پانی میں کوئی خاص تاثیر ثابت ہو جائے تو اس میں نہانے کا حکم وہی ہے جو دوا و علاج کرنے کا ہے۔ اور اسے شرک کہنے والا غلط کہتا ہے۔ لیکن پانی میں اگر کوئی خاص تاثیر نہ ہو مگر لوگ اسے متبرک اور بزرگ پانی سمجھ کر نہاتے ہوں تو اگر اس کی برکت اور بزرگی کے لئے کافی وجہ ہو۔ جیسے آب زمزم اور شفا دینے والا خدا کو ہی سمجھیں تاہم جائز ہے۔ لیکن اگر کوئی کافی وجہ بزرگی اور برکت کی نہ ہو یا اس چشمے کی نسبت یہ عقیدہ ہو کہ حقیقی شفا دینے والا یہی ہے تو نہانا جائز نہیں ہے اور یہ دوسرا خیال شرک ہے۔

کیا ہر شہر اور بستی میں قطب کا ہونا ضروری ہے؟

مسلمانوں میں بہت سے لوگوں میں یہ خیال پختہ ہے کہ ہر شہر اور قریہ میں ایک قطب کا ہونا لازمی ہے۔ کیا یہ واقعہ ہے؟ اگر ہے تو جہاں مسلمانوں کی آبادی بالکل نہیں جیسے یورپ اور امریکہ کے بعض شہر تو کیا وہاں بھی قطب ہوتے ہیں۔

المستفتی نمبر ۱۱۸۹ شیخ ابراہیم محمدی ۱۱ شوال ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۷ جنوری ۱۹۳۴ء

جواب ۳۸۱) ہر شہر اور قریہ میں قطب کا ہونا روایات صحیحہ سے ثابت نہیں۔ ہاں جہاں مسلم آبادی ہو ان میں خدا کے مقبول بندے بھی ضرور ہوتے ہیں گو وہ عام لوگوں کو معلوم نہ ہوں۔ بعض اولیاء اللہ صاحب خدمت ہوتے ہیں اور اکثری طور پر وہ لوگوں کی واقفیت سے باہر ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی تعداد اور ان کے نظم کے متعلق کوئی صحیح معلومات نہیں ہیں۔ اہل تصوف نے ابدال اوتاد اقطاب کے درجے مقرر کئے ہیں اور ان کی تعداد اور مواضع خدمات کے متعلق بعض بزرگوں کے مکاشفات ہیں۔ تاہم یہ کوئی عقائد کی بات نہیں۔ اللہ پر ہی اس کے علم کو مفوض کرنا چاہئے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

۱۔ "ھی ظنیات لا تسمی علوماً یقینیاً" (مرقاۃ بحث کشف الاولیاء والہامہ ظنی ۱/۲۶ ط امدادیہ)

۲۹ کے چاند کی خبر سن کر افطار کرانا جائز نہیں۔

(السوال) ایک مولوی نے یہ خبر سن کر کہ دہلی سے تار آیا ہے کہ وہاں انتیس کا چاند ہو گیا ہے۔ اسی خبر پر اس نے روزے افطار کر دیئے اور عید کر لی اور یہ کہہ دیا کہ اس کا تمام گناہ میرے ذمہ ہے۔ آیا اس تار کی خبر پر روزے افطار کرانا اور اپنے ذمہ گناہ لینا درست ہے؟

(جواب ۳۸۲) صرف اس طرح خبر سن کر کہ دہلی سے تار آیا ہے کہ وہاں چاند انتیس کا ہو گیا ہے روزے افطار کر ڈالنا اور عید کر لینا جائز درست نہیں۔ عید کے چاند کے ثبوت کے لئے دو عادل آدمیوں کی گواہی شرط ہے۔ صورت مسئولہ میں تو تار خود اپنے پاس نہیں آیا۔ اور پھر اگر اپنے پاس بھی آئے جب بھی چونکہ تار میں کمی بیشی اور غلطی ہوتی رہتی ہے اس لئے وہ ثبوت رویت ہلال کے واسطے کافی نہیں۔ وان كان بالسماء علة لا تقبل الا شهادة رجلين او رجل و امرأتين و يشترط فيه الحرية ولفظ الشهادة كذا في خزانة المفتين و تشترط العدالة هكذا في النقاية انتهى مختصرا (ہندیہ(۱) ص ۲۱۰ ج ۱) اور کسی شخص کا خود بعد یہ کہنا کہ روزے افطار کرو اس کا تمام گناہ میرے ذمہ ہے بہت بڑی دیدہ دلیری کی ہے۔ بلکہ اس میں خوف کفر ہے اس میں اتنی حماقت ہے کہ عذاب خداوندی کا متحمل ہو سکے۔ ایسی باتوں سے احتراز واجب ہے۔

ردِ منکرات حسب الاستطاعت ضروری ہے۔

(السوال) کسی منکر (بری فعل یا بری رسم) کا ازالہ بروئے شریعت اسلامیہ ضروری ہے یا نہیں؟ کسی شیخ یا پیر کا اپنی جماعت کو یہ ہدایت کرنا کہ صرف میری جماعت سے رشتہ نکاح قائم کرو دوسرے مسلمانوں سے یہ تعلق قائم نہ کیا جائے۔ یا کسی جماعت کا اپنے طور سے یہ عقیدہ قائم کرے۔ ایسا عقیدہ یا حکم بروئے شریعت منکرات میں داخل ہے یا نہیں؟ منکرات کے ازالہ اور دور کرنے کی کیا صورت ہے؟

المستفتی نمبر ۲۲۸ محمد الدین نعیم آبادی ۲ ذی قعدہ ۱۳۵۲ھ مطابق ۳ / مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۸۳) یہ ہدایت اور تلقین اگر اس بنا پر ہے کہ اپنی جماعت کے سوا دوسرے مسلمانوں کے ساتھ رشتہ ازدواج قائم کرنے کو وہ ناجائز قرار دیتا ہے تو یہ حکم شریعت کی صریح خلاف ورزی ہے۔ منکر سے مراد وہ چیزیں ہیں جن سے شریعت نے منع کیا ہے۔ اگر وہ اتفاقی طور پر منکر ہیں تو ہر مسلمان کو ان کے روکنے کی سعی کرنی چاہئے اور اگر اختلافی ہیں تو اپنے فریق میں روک سکتے ہیں۔ مثلاً کچھوے کا گوشت کھانا حنفیہ کے نزدیک منکر ہے شوافع کے نزدیک منکر نہیں۔(۲) تو حنفیوں کو روکنا اور منع کرنا درست ہے۔ شوافع کو ہم نہیں روک سکتے۔ ازالہ منکر کی وہ صورتیں جو ہماری استطاعت میں ہوں اختیار کرنی جائز ہیں۔ اور وہ زبانی نصیحت و تبلیغ، کبائر کے لئے مقاطعہ معاشرتی کی صورت ہے۔ واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ

---

(۱) الہندیة، الباب الثانی فی رؤیة الہلال ۹۸ ط کوئٹہ)

(۲) "وعد الثلاثة يحل ولسلحفاة الخ" (تنویر الابصار، کتاب الذبائح ۶ / ۳۰۴، ۳۰۵ ط سعید)

کیا شریعت کے احکام تمام مسلمانوں پر یکساں ضروری ہیں؟

(السوال) شریعت کے احکام امیر و غریب دونوں پر یکساں ہیں یا اس میں کچھ تفاوت ہے؟

(جواب ۳۸۴) بعض احکام میں فرق ہے۔ مثلاً فقیر پر زکوۃ واجب نہیں۔ حج فرض نہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

کیا لفظ ”غفران پناہ“ غیر خدا پر بولا جا سکتا ہے؟

لفظ غفران پناہ غیر خدا پر بولا جا سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۰۷۵ سیٹھ عبدالستار صاحب (سورت) ۸ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ

مطابق ۲۸ جولائی ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۸۵) جب کہ غفران پناہ غیر خدا کے لئے استعمال کیا جائے مثلاً یوں کہیں زید غفران پناہ تو اس کے معنی یہ ہوں گے زید جس کی پناہ غفران ہے یعنی حضرت حق کی مغفرت اور بخشش اس کی پناہ گاہ ہے تو یہ معنی صحیح اور درست ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) شہداء کربلا کے مبالغہ آمیز حالات بیان کرنا جائز نہیں.
(۲) یزید کو کافر کہنے کا حکم.

(السوال) (۱) عاشورہ کے دس روز کے وعظ میں یہاں کسی مولوی نے وعظ کہا جس میں شہدائے کربلا کے حالات بہت مبالغہ آمیز اور غم و اندوہ کے جذبات کو مشتعل کرنے والے الفاظ میں مرثیہ اور نوحے وغیرہ کے اشعار ملا کر بیان کئے۔ مذہب اہل سنت و جماعت کے مطابق ایسے طرز پر بیان کرنا جائز ہے یا نہیں (۲) یزید کو کافر کہہ سکتے ہیں یا نہیں اور اس پر لعنت کر سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۱۲۵ عبدالرحمن و محمد حسین صاحبان (سادہ) ۲ جمادی ثانی ۱۳۵۵ھ

مطابق ۲۵ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۸۶) مبالغہ آمیز حالات بیان کرنا اور لوگوں کو غلط فہمی میں مبتلا کرنا کسی حالت میں بھی جائز نہیں۔

(۲) یزید کو کافر کہنا احتیاط کے خلاف ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

کیا علامہ شبلی نے اپنے کفریہ عقائد سے توبہ کی ہے؟

آج کل اکثر اخبارات و رسائل میں تکفیر کے جھگڑے دیکھے جاتے ہیں۔ علمائے حق میں سے اکثر لوگ مولانا شبلی اور مولانا حمید الدین فراہی کو کافر سمجھتے ہیں اور اکثر لوگ ان کے مخالف ہیں جیسے حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی۔ ان کے متعلق حضور کا کیا خیال ہے۔ کیا واقعی وہ لوگ قابل تکفیر ہیں۔

اس مضمون کے زیر عنوان حضور نے جواب عنایت فرمایا ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ حضرت کے فتوی سے مولانا حمید الدین فراہی اور دیگر کارکنان مدرسۃ الاصلاح کی بریت تو ثابت ہوتی ہے۔

مگر مولانا شبلی صاحب کی بریت ثابت نہیں ہوتی۔ بعض لوگ مولانا کے فتوی سے تاویل کرتے ہیں کہ مولانا نے مولانا حمید الدین صاحب فراہی اور مدرسۃ الاصلاح کے دیگر کارکنوں کی تکفیر کے لئے میری نظر میں شرعی وجوہ نہیں ہیں لکھا ہے تو اس جگہ پر لفظ دیگر مولانا شبلی کو کسی طرح شامل ہی نہیں ہو سکتا اور لفظ کارکنان بھی اسی طرح مولانا شبلی کو شامل نہیں۔ اب دریافت طلب یہ ہے کہ مولانا شبلی کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ مولانا شبلی صاحب مادہ کو غیر حادث اور نبوت کو اکتسابی مانتے تھے جیسا کہ ان کی کتابوں میں مصرح ہے۔ پس ایسے شخص کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔

المستفتی نمبر ۱۱۷۹ حافظ محمد رفیق صاحب (شہر مانڈلے برما) ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۰ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۸۷) مولانا شبلی مرحوم کی ایک تحریر مولانا سید سلیمان صاحب ندوی نے شائع کی ہے جس میں یہ تصریح ہے کہ مولانا شبلی نے مادے کے قدیم ہونے اور نبوت کے اکتسابی ہونے کے عقیدے سے تبری کی ہے۔ کوئی وجہ نہیں کہ اس تحریر کو نظر انداز کردیا جائے۔ اس لئے مولانا شبلی کی تکفیر نہ کرنی چاہئے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

علامہ شبلی کے بارے میں فتوی کے متعلق وضاحت۔

(السوال) گذارش یہ ہے کہ آپ کا ارسال کردہ فتوی موصول ہوا جس کو پڑھ کر مضمون مافیہا سے آگاہ ہوا آنجناب نے جو تحریر فرمایا ہے کہ مولانا شبلی کی ایک تحریر مولانا سید سلیمان صاحب ندوی نے شائع کی ہے جس میں یہ تصریح ہے کہ مولانا شبلی نے مادہ کے قدیم ہونے اور نبوت کے اکتسابی ہونے کے عقیدے سے تبری کی ہے۔ کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس تحریر کو نظر انداز کردیا جائے۔ اس لئے مولانا شبلی صاحب کی تکفیر نہ کرنی چاہئے۔ خیر یہ تو معلوم ہوا مگر اب چند شبہات در پیش ہیں۔ امید کہ آپ ان کا ازالہ فرمائیں گے۔ اول تو یہ کہ آپ نے اس سے پہلے فتوی میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ کفر کا معاملہ بہت سخت اور واجب الاحتیاط ہے۔ بے شک یہ بحث آپ کا بہت ہی درست ہے اور کتب فقہ اس مسئلہ سے پر ہیں تاوقتیکہ کوئی تاویل موجود ہو کسی مسلمان کو کافر نہیں کہنا چاہئے۔ اب اس میں یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ حکم عام ہے یا خاص۔ اگر عام ہے تو حضرت والا سے دریافت ہے کہ جس زمانے میں آپ نے مولانا شبلی صاحب پر کفر کا فتوی دیا تھا وہ کس دلیل سے اور اس وقت یہ مولانا سید سلیمان صاحب ندوی کہاں تھے جو کہ تصریح کو شائع نہیں فرمایا۔ نیز آپ نے ان سے تبادلہ خیال کیوں نہیں کیا اور بغیر تحقیق کئے ہوئے ایک مسلمان کی تکفیر کردی مسلمان ہی نہیں بلکہ علامہ زماں جس کو آج تک دنیا کافر ہی سمجھتی ہے اور ایک مسلمان کو کافر کہنا کتنے بڑے ظلم کی بات ہے حالانکہ وہ کافر نہیں اور علامہ سید سلیمان ندوی نے جو کچھ اخبار الجمعیۃ اور مدینہ میں شائع کیا ہے اول تو خبر کی چیزیں صدق اور کذب دونوں کا احتمال رکھتی ہیں۔ عامہ مسلمین کی تحریر سے مطمئن نہیں اس لئے کہ آپ کا وہ فتوی بھی نظروں کے سامنے ہے۔ اس کو کسی طرح نظر انداز نہیں کیا جاسکتا اس لئے آپ پر یہ واجب و لازم ہے کہ اپنے سابق فتوی کی تردید شائع کردیں تاکہ عامہ مسلمین کی

گناہ سے بری ہو جائیں یعنی ان کو کافر نہ سمجھیں۔

المستفتی نمبر ۱۲۰۲ حافظ محمد رفیق صاحب (شہ مانڈے برما) ۹ رجب ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۶ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۸۸) میرا پہلا کون سا فتویٰ تکفیر کا ہے جس کا آپ حوالہ دیتے ہیں۔ اگر ۱۳۳۲ھ کا مطبوعہ فتویٰ مراد ہے تو اسے غور سے پڑھئے اور یہ بھی حافظ رکھئے کہ اس کے بعد عرصہ تک علامہ شبلی زندہ رہے اور توفیق الٰہی ایک آن میں ملحد کو تائب کر سکتی ہے۔ میں اب بھی کہتا ہوں کہ جو شخص مادہ کو قدیم مانے اور خدا کو فاعل بالاضطرار جانے نبوت کو اکتسابی کہے وہ ملحد ہے(۱) ۱۳۳۲ھ کا فتویٰ الزامی طور پر مرحوم کی تحریرات سے عائد کیا گیا تھا۔ لیکن اگر اس کے بعد انہوں نے تبری کی ہو جیسے کہ مولانا سید سلیمان صاحب ندوی نے شائع کی ہے تو اسے نظر انداز نہ کرنا چاہئے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

علامہ شبلی کی عدم تکفیر کا مسئلہ۔

(السوال) (۱) آپ نے دریافت فرمایا ہے کہ میرا پہلا کونسا فتویٰ تکفیر کا ہے جس کا آپ حوالہ دیتے ہیں۔ اگر ۱۳۳۲ھ کا مطبوعہ فتویٰ مراد ہے تو اسے غور سے پڑھئے اور یہ بھی حافظ رکھئے کہ اس کے بعد عرصہ تک علامہ شبلی زندہ رہے اور توفیق الٰہی ایک آن میں ملحد کو تائب کر سکتی ہے۔ بے شک یہ لکھنا آپ کا بہت ہی درست ہے۔ مگر اب یہ دیکھنا ہے کہ ان کو بھی توفیق الٰہی ہوئی یا نہیں اور انہوں نے توبہ بھی کی یا نہیں اگر یہ کہا جائے کہ وہ تائب ہو گئے تھے تو اس کا کیا ثبوت ہے اور انہوں نے اپنی کس تصنیف اور کس کتاب اور کس صفحہ پر اپنے سابق عقائد کی تبری کی ہے۔ براہ کرم اس کا حوالہ دیں۔ جس تصریح کا آپ بار بار حوالہ دیتے ہیں اس تصریح کو تو آپ خود رد کر چکے ہیں اور وہی تصریح ہے جس کے سائل سید عبدالسلام صاحب مالک مطبع فاروقی دہلی ہیں اور مجیب علامہ شبلی فقط فرق یہ ہے کہ اس وقت اس کو شائع کرنے والے علامہ سید سلیمان صاحب ندوی ہیں۔ نیز آپ نے اس تحریر کو اپنے مطبوعہ فتویٰ کے شروع میں نقل کر کے اس کی کماحقہ تردید کر دی ہے۔ اب اس کے بار بار حوالہ دینے کا کیا معنی۔ اور فتویٰ سے وہی فتویٰ مراد ہے جس کو آنجناب نے ۱۳۳۲ھ میں مرتب فرمایا تھا تو انہوں نے اس کی کس مقام پر تبری کی ہے براہ کرم اس کا حوالہ دیجئے مع کتاب اور صفحہ کے اور حوالہ بھی اس تحریر کے علاوہ ہو۔ کیونکہ یہ تحریر تو خود آپ کے نزدیک غیر مسلم ہے تو دوسروں کے لئے آپ کے نزدیک کیونکر مفید ہونے لگی۔

(۲) اگر یہ صحیح ہے کہ انہوں نے اپنی سابق تحریرات سے رجوع نہیں کیا پس ایسے شخص کے متعلق آپ کا کیا فتویٰ ہے جو نبوت کو اکتسابی اور مادہ کو غیر حادث اور غیر مخلوق اور خدا کو فاعل بالاضطرار جانتا تھا۔

المستفتی نمبر ۱۲۵۵ حافظ محمد رفیق صاحب (شہ مانڈے) ۲۸ رمضان ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۳ دسمبر ۱۹۳۶ء

---

(۱) "الملحد هو من مال عن الشرع القويم الى جهة من جهات الكفر ولا بوجود الصانع۔" (رد المحتار باب المرتد مطلب في الفرق بين الزنديق الخ ۴ / ۲۴۱ ط سعید)

(جواب ۳۸۹) جناب محترم دام فضلکم۔ بعد سلام مسنون میں جس قدر لکھ چکا ہوں وہی کافی ہے۔ تکفیر مسلم میں انتہائی احتیاط کرنی چاہئے۔ اور میں نے ان کے جواب پر جو کچھ لکھا تھا وہ لزوماً تھا اور خود اپنی طرف سے تکفیر نہیں کی تھی۔ اور اگر علامہ شبلی ان عقائد سے تبری کرتے ہیں تو ان کی طرف ان عقائد کی نسبت کرکے ان کی تکفیر کا اپنی طرف سے حکم لگانا احتیاط کے خلاف ہے اور وہ بھی اب کہ ان کے انتقال کو سالہا سال گذر چکے ہیں یہ صحیح ہے کہ نبوت کو اکتسابی ماننا اور مادہ کو غیر حادث کہنا اور خدا کو فاعل بالاضطرار بتانا یہ عقائد کفریہ ہیں اور ان کے عقائد کفریہ ہونے کو علامہ شبلی بھی تسلیم کرتے ہیں تو ضرور ہے کہ وہ اپنی پہلی عبارتوں کو مؤول یا منقول یا منسوخ قرار دیتے ہیں۔ تو عدم تکفیر کے لئے اتنی کافی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

کیا درج ذیل عبارت لکھنے والا کافر ہے؟

(السوال) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مضمون ذیل مطبوعہ کے متعلق جو مجسٹریٹ رائے عدن کے لئے پیش کیا جاتا ہے کہ ایک سیکنڈ بھی خدا ہونا خدائی کا اہل اپنے تئیں سمجھنا شرک و کفر نہیں ہے۔ اور یہ لفظ کہ "چالیس روز تک یہ بوجھ اٹھا سکتا ہوں۔ ہاں مجھ میں اس بار کے تحمل کی ہمت ہے۔ تو دیکھے گا کہ میری چالیس روزہ خدائی کیسی آن بان کی ہوتی ہے"؟

المستفتی نمبر ۱۲۰۴ سید فدا حسین صاحب (جامع مسجد دہلی) ۱۰ رجب ۱۳۵۵ھ
مطابق ۲۷ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۹۰) میں نے خواجہ حسن نظامی کا سفرنامہ نہیں پڑھا۔ مجھے معلوم نہیں کہ محولہ بالا عبارت اس میں ہے یا نہیں۔ ورنہ بتاتا کہ اس کا اسلوب و محل بیان کیا ہے۔ منقولہ عبارت جتنی اس میں موجود ہے۔ یہ ایک شاعرانہ تخیل کا انداز رکھتی ہے۔ اور خود اس عبارت کے آخر میں اس کی حیثیت ایک مجذوبانہ گفتگو کی ظاہر کی گئی ہے اور اس کے متکلم کو حد سے گذرنے والا بندہ کہا ہے۔ اس لئے اس پر تکفیر یا ارتداد کا حکم نہیں کیا جاسکتا ہاں یہ ضرور ہے کہ یہ انداز تحریر ایک غیر مجذوب کے لئے حالت اختیار میں شایان اسلام نہیں کہ عوام کے لئے موجب گمراہی ہو سکتا ہے۔ فقط۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) قبر والے سے مدد مانگنا جائز نہیں۔
(۲) گیارھویں دینے کا حکم۔
(۳) مسلمان کے عقائد کس قسم کے ہونے چاہئیں؟

(السوال) (۱) کسی قبر پر جاکر قبر والے سے کہنا کہ اے فلاں۔ اللہ سے میرا فلاں کام کرا دو۔ کیا جائز ہے یا ناجائز۔

۱۔ "واعلم انه لا يفتى بكفر مسلم ان امكن حمل كلامه على محمل حسن او كان في كفره خلاف" (التنوير وشرحه، باب المرتد: ۴: ۲۲۹ سعيد)

(۲) گیارھویں دینا جائز ہے یا ناجائز۔ (۳) انسان مسلم کے عقائد صحیح کیا ہونے چاہئے۔

المستفتی نمبر ۱۵۷۲ عبدالمجید صاحب (آگرہ) ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۶ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۹۱) (۱) قبر پر جاکر صاحب قبر سے یہ کہنا کہ اللہ سے میرا فلاں کام کرادو جائز نہیں کیونکہ کسی کو اللہ سے کام کرا دینے کی قدرت نہیں۔(۱) اور اگر یہ مطلب ہو کہ اللہ سے دعا کرو کہ وہ اپنی رحمت سے میرا کام کر دے۔ یہ بھی مفید نہیں۔ کیونکہ اصحاب قبور کا سماع ثابت نہیں(۲) پس ہر حاجت مند کو اللہ تعالیٰ سے ہی سوال اور دعا کرنا چاہئے۔ یہی ہمارے سید و مولیٰ خاتم الانبیاء ﷺ کی ہمیں تعلیم ہے۔ (۲) گیارھویں دینے کا شریعت مقدسہ میں کوئی حکم اور کوئی ثبوت نہیں۔ حضور ﷺ اور خلفائے راشدین اور صحابہ کرام سے یہ امر ثابت نہیں اور نہ ان میں سے کسی کی تاریخ ہائے وفات پر کوئی عمل منقول و معمول ہے۔(۳) (۳) ایک مسلمان کا عقیدہ یہ ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہی خالق و رازق اور تمام حاجتیں پوری کرنے والا، ہر شخص کی دعا سننے والا اور رحمت سے قبول کرنے والا ہے۔ انبیاء کرام اس کے پیغمبر اس کی ہدایت اور وحی کو مخلوق تک پہنچانے کے لئے آئے تھے۔ انبیاء سب معصوم تھے۔ اور اولیاء کرام خدا کے مقبول بندے ہیں۔ مگر خدا کی مرضی کے بغیر نہ کچھ کر سکتے ہیں نہ کرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ اتباع سنت میں نجات ہے۔ اور ہر بدعت سیئہ گمراہی ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

(۱) خواجہ باقی باللہ کے مزار میں قدم شریف کی حقیقت.
(۲) گیارھویں شریف کی حقیقت کیا ہے؟
(۳) مزارات پر پھول، چراغ اور چادر چڑھانا ناجائز ہے.

(السوال) (۱) قبرستان نبی کریم (خواجہ باقی باللہ) میں جو قدم شریف ہے اس کی سند کے بارے میں جناب والا کا کیا خیال ہے۔ (۲) گیارھویں شریف کی کیا حقیقت ہے۔ (۳) مزارات پر پھول چڑھانا چراغ جلانا چادر چڑھانا کیسا ہے۔

المستفتی نمبر ۱۶۶۱ شبیر احمد صاحب۔ مالک فیض عالم دواخانہ۔ پہاڑ گنج نئی دہلی۔ ۱۸/ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۷/ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۱) یہ قدم شریف جو مزار شریف میں لگا ہوا ہے، مجھے اس کی سند کے متعلق کوئی معلومات نہیں۔ اللہ کو علم ہے کہ اس کی کوئی قابل وثوق سند ہے یا نہیں۔ مگر دہلی میں بعض بزرگوں کے کشف سے اس کے بعض آثار برکت منقول ہیں۔ کشف اصول شریعت میں صاحب کشف کے سوا دوسروں کے لئے حجت نہیں۔(۴)

۱۔ "من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ" (البقرۃ: آیت الکرسی پ ۳، رکوع ۲)

۲۔ "انک لا تسمع الموتی ولا تسمع الصم الدعاء" (الروم: ۵۲)

۳۔ "مقرر کردن روز سوم وغیرہ بالتخصیص و اورا ضروری انگاشتن در شریعت محمدیہ ثابت نیست۔" (مجموعۃ الفتاوی علی هامش خلاصۃ الفتاوی ۱/ ۱۹۵ ط امجد اکیڈمی)

۴۔ "والهام الاولیاء حجۃ فی حق انفسهم اذا وافق الشریعة ولم یتعد الی غیرهم الا اذا اخذنا بقولهم بطریق الادب۔" (نور الانوار، مبحث افعال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۲۱۵ ط سعید)

(۲) گیارھویں کا التزام اور اس تاریخ کی تخصیص اصول شریعت کے خلاف ہے۔(۱) (۳) مزارات پر پھول چڑھانا،(۲) چراغ جلانا،(۳) چادر چڑھانا(۴) ناجائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

شیخ عبدالقادر جیلانی کے بارے میں مشرکانہ حکایت بیان کرنے والے امام کا حکم

(السوال) امام نے خطبہ دونوں جمعہ عربی میں پڑھنے کے بعد اردو میں تقریر کرتے ہوئے بیان کیا کہ محی الدین جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے خدا کو دیکھا۔ خدا نے پوچھا اے محی الدین کیا چاہتے ہو فرمایا کہ تیرے پاس رکھا ہی کیا ہے جو تو دے گا۔ نبوت، رسالت، شہادت سب ختم ہی ہو چکا ہے۔ تب خدا نے فرمایا کہ اپنی قادریت میں نے تجھ کو دی۔ اس سے عبدالقادر ان کا نام ہوا۔ کیا از روئے شرع محمدی درست ہے۔ اور ایسے امام کے پیچھے نماز درست ہے۔

المستفتی نمبر ۱۷۵۲ حکیم عبدالغفور صاحب (ضلع بھاگلپور) ۸ رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۴ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۹۳) یہ روایت غلط اور مشرکانہ مضمون پر مشتمل ہے۔ ایسے امام کی امامت بھی مکروہ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

ایک سو تیس فرائض پر اعتقاد نہ رکھنے والا گناہگار ہے۔

(السوال) بعض الناس یقول ان مائة وثلثین مسئلة من عظائم فرائضه ومن لم یعتقدها کان من الآثمین ۔ وتلك المسائل هذه :-

(۱) ستون فرضا فی صوم رمضان (۲) سبعة عشر فرضا فی عدد رکعات الصلوة الخمس (۳) ثلثة عشر فرضا فی شرائط الصلوة وارکانها (۴) ثلثة فی الغسل (۵) وثلثة فی التیمم (۶) اربعة فی الوضوء (۷) وخمسة فی معرفة اوقات الصلوة (۸) وخمسة فی نیة الصلوة الخمس (۹) سبعة فی ارکان الایمان (۱۰) خمسة فی ارکان الاسلام (۱۱) اربعة فی معرفة مذاهب الاربعة (۱۲) اربعة فی معرفة رسول الله صلی الله علیه وسلم

(ترجمہ) ایک شخص کہتا ہے کہ ایک سو تیس مسائل بہت اہم ہیں۔ جو شخص ان پر اعتقاد نہ رکھے وہ گنہگار ہوگا۔ وہ یہ ہیں :-

---

(۱) "مقرر کردن روز سوم وغیرہ بالتخصیص واورا ضروری انگاشتن در شریعت محمدیہ ثابت نیست" (مجموعۃ الفتاوی علی ہامش خلاصۃ الفتاوی ۱: ۱۵۹ طبع امجد اکیڈمی)

(۲) دیکھئے ص ۳۲۹ حاشیہ ۲۔

(۳) "واعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یؤخذ من الدراهم والشمع والزیت ونحوها الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیهم فهو بالاجماع باطل وحرام" (رد المحتار ۲: ۴۳۹ ط سعید)

(۴) وفی الاحکام عن الحجة تکره الستور علی القبور اه (رد المحتار ۲: ۲۳۸ ط سعید)

(۱) رمضان کے روزوں میں ساٹھ فرض ہیں۔ (۲) پنج وقتہ نماز کی رکعات میں سترہ فرض ہیں۔ (۳) شرائط نماز اور ارکان نماز میں تیرہ فرض (۴) تین فرض غسل میں۔ (۵) تین فرض تیمم میں۔ (۶) چار فرض وضو میں۔ (۷) پانچ فرض وقت نماز کا جاننا۔ (۸) پانچ فرض پانچ نمازوں کی نیتیں۔ (۹) سات ارکان ایمان میں (۱۰) پانچ ارکان اسلام میں (۱۱) چار فرض چار مذاہب کا جاننا (۱۲) چار فرض رسول اللہ ﷺ کی معرفت ہیں۔

المستفتی نمبر ۲۹۵۷ احمد عبد ملک صاحب (بریال) ۱۳ رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۹ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۹۴) عبادات کے فرائض واجبات اور سنن کا علم تو بے شک چاہئے۔ لیکن فرائض کی یہ تفصیل جو سوال میں مذکور ہے فضول تطویل ہے۔ رمضان میں ساٹھ فرض اس کا مطلب دو فرض ہے مگر بھی ادا ہو سکتا ہے۔ ایک نیت دوسرے رمضان کے روزے۔ اسی طرح دوسرے فرائض کو سمجھئے۔ اور چار مذہب کا علم ہونا۔ اس کو فرائض میں داخل کرنے کا مطلب بھی سمجھ میں نہیں آیا۔ اسی طرح دوسرے نمبروں میں بھی غیر معروف اور غیر مقبول باتیں ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

کیا اولیاء اپنی قبور میں زندہ ہیں؟

اولیاء اللہ قبر میں زندہ ہیں یا نہیں۔

المستفتی نمبر ۲۳۱۸ ۔ ی۔ منصوری (بمبئی) ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۵ جون ۱۹۳۸ء

(جواب شہیدوں کی حیات تو ثابت ہے۔[1] اولیاء اللہ کی حیات شہیدوں کی حیات کی طرح نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

(۱) مشرکانہ افعال کرنے والے سے کس طرح کا برتاؤ کیا جائے؟
(۲) علی الاعلان زنا کار سے بائیکاٹ ضروری ہے۔

(السوال) ایک شخص مسلمان مسمی زید ہندوؤں کے دیوتاؤں کے تھان پر جا کر حسب رسم اہل ہنود سلام وغیرہ کرے اور منت وغیرہ مانے اور چڑھاوا وغیرہ چڑھاوے عند اللہ مذہب حنفیہ کی رو سے مع حوالہ کتب جواب باصواب سے آگاہ فرمائیں کہ آیا یہ شخص زید مشرک قرار دیا گیا یا نہیں۔ اور زید کے ساتھ دوسرے مسلمان کس طرح برتاؤ رکھیں۔

(۲) مسمی بکر ایک عورت کافرہ مسماۃ ہندہ کے ساتھ جو کہ ایک نہایت نیچ قوم سے ہے، علی الاعلان زنا کرتا ہے۔ اور اس کے ہمراہ خورد و نوش بھی کرتا ہے۔ عند اللہ مذہب حنفیہ کی رو سے مع حوالہ کتب آگاہ فرمائیں کہ اس کے ساتھ شرعاً مسلمان کیا برتاؤ رکھیں۔

المستفتی نمبر ۲۳۵۸ قاری حکیم شفیق احمد صاحب مرواڑ، ۲ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ

مطابق ۵ جولائی ۱۹۳۸ء

---

[1] "بل احیاء ولکن لا تشعرون" (البقرہ: ۱۵۴)

(جواب ٣٩٦) (١) دیوتاؤں کے تھان پر جا کر سلام کرنا، منت ماننا اور چڑھاوا چڑھانا یہ سب مشرکانہ افعال ہیں۔ اس سے توبہ کرانی چاہئے اور جب تک توبہ نہ کرے اس سے اسلامی تعلقات منقطع کرلئے جائیں۔

(٢) اس زناکار سے مسلمان اسلامی تعلقات سلام کلام، اکل و شرب منقطع کرلیں تاوقتیکہ وہ اس فعل سے تائب نہ ہو۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(١) قرآن پاک سمجھ کر پڑھنا چاہئے۔
(٢) اہل مقابر سے مدد مانگنا ناجائز ہے۔
(٣) معراج کی رات نبی علیہ السلام کہاں تک گئے تھے؟

(السوال) (١) قرآن شریف کے پڑھنے کا کیا مقصد ہے۔ بعض لوگ اسے رٹا لیتے ہیں۔ اور اس سے افسوں کا کام لیتے ہیں۔ چند آدمیوں سے میں نے کہا کہ قرآن شریف کو یاد کرنے کی جگہ اس کا ترجمہ کرو اور عمل بھی کرو تو یہ اچھا ہوگا۔ وہ جھگڑنے لگے۔ کیا قرآن شریف کو بغیر ترجمہ کے پڑھا جائے اور نہ تو سمجھے نہ عمل کرے اس کو ایک حرف کے بدلے دس نیکیاں مل سکتی ہیں۔ اور اب ترجمہ اچھا ہے یا کہ باترجمہ؟

(٢) لوگ ولیوں اور بزرگوں کے مقبروں پر جاتے ہیں اور ان سے مدد مانگتے ہیں۔ اور مختلف قسم کی تکالیف کو رفع کرنے کے لئے انہوں نے ایک ایک زیارت چنی ہوئی ہوتی ہے۔ اور اکثر تو اپنے گھر سے نکل کر میلوں دور جاتے ہیں۔ اور راستہ میں فرض نماز بھی ان سے فوت ہو جاتی ہے۔ یہ کہاں تک درست ہے۔ کیا کوئی بلبلیا ولی بحالت مرگ کسی کی مدد کر سکتا ہے۔

(٣) رسول اللہ ﷺ جب معراج کی رات کو اوپر گئے تو آپ کہاں تک گئے تھے۔ جس رات کو آپ معراج گئے وہ رات اٹھارہ برس کی تھی؟

المستفتی نمبر ٢٤١٧ جناب کامران صاحب منگورہ (پشاور) ٨ صفر ١٣٥٨ھ مطابق ٣٠ مارچ ١٩٣٩ء

(جواب ٣٩٧) (١) قرآن مجید کے نزول کی اصل غرض ہدایت اور ارشاد ہے۔ اس کو سمجھ کر پڑھنا اور اس کی ہدایتوں پر عمل کرنا ہر مسلمان کو لازم ہے۔ اس کے ساتھ بے ترجمہ پڑھنے کا بھی ثواب ہے۔ صرف تلاوت بھی مفید ہے اور ترجمہ کے ساتھ پڑھنا اس سے زیادہ مفید ہے۔

(٢) ولیوں کی قبروں پر زیارت کے لئے جانا جائز ہے۔ مگر زیارت کا مقصد یہ ہے کہ زیارت کرنے والے کو اپنی موت اور آخرت یاد آجائے۔ اور میت کے لئے دعائے مغفرت کرے۔ مرادیں مانگنا نذریں چڑھانا اور سفر میں فرض نمازوں کی ادائیگی سے غفلت برتنا یہ سب باتیں ناجائز ہیں۔(١)

(٣) معراج میں آنحضرت ﷺ کو مقام قرب حضرت احدیت میں جو مرتبہ عطا فرمایا گیا وہ تمام مخلوق کے عطا شدہ مراتب سے اونچا تھا۔ بس اتنا ہی کہہ سکتے ہیں۔ مقامات کی رسیدگی کی حد یقینی نہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔ الجواب صحیح۔ فقیر محمد یوسف دہلوی۔ مدرسہ امینیہ، دہلی

---

(١) واعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یوخذ من الدراہم والشمع والزیت ونحوہا الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیہم فہو بالاجماع باطل وحرام (الدرالمختار وشرحہ: ٢ / ٤٣٩ ط سعید)

ایک عبارت سے شتم صحابہ کا پہلو نکلنے کی تحقیق

(السوال) حسب الذیل الفاظ لکھنے والا شخص شاتم صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہوتا ہے یا نہیں۔ اور اگر شاتم ہونا ثابت ہو شرعی نقطہ نگاہ سے تو وہ شاتم کونسی سزا کا مستحق ہوتا ہے۔ الفاظ شخص مذکور کے یہ ہیں۔

کبھی آپ نے غور فرمایا کہ جب ملوکیت پرستی و نجی ملکیت اور خاندانی امارت نے اسلامی معاشرہ میں گھر کرلیا ہو تو ایک خاص قسم کی بے دینی پھیلنے لگی جس کے آثار پہلے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے بزرگوں میں اور اس کے بعد خوارج کی مرتب تحریک میں نظر آئے۔

المستفتی نمبر ۲۴۷۷ محمد امین صاحب (بمبئی) ۱۹ صفر ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۰ اپریل ۱۹۳۹ء

(جواب ۳۹۸) اس عبارت میں یہ لفظ ہیں ایک خاص قسم کی بے دینی لہذا اس کے قائل کے کلام سے خاص اس قسم کی بے دینی کی تشریح کوئی شرعی حکم بتانے کے لئے ضروری ہے۔ جس عبارت سے یہ اقتباس آپ نے لیا ہے براہ کرم اس کے سیاق و سباق سے اگر اس خاص قسم کی بے دینی کی کوئی تشریح نکل سکتی ہو تو اسے بھی نقل فرما کر بھیجئے تاکہ غور کے بعد اس کا حکم بتایا جاسکے۔ ممکن ہے کہ یہ فقرہ ایسا ہو جیسے کہ حضرت امام شافعیؒ کا یہ قول مشہور ہے۔ فلیشهد الثقلان انی رافض محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

(۱) مسلمان فاسق و فاجر کے لئے مرحوم کے لفظ کا استعمال۔
(۲) کیا یزید کے لئے مرحوم کا لفظ استعمال کیا جاسکتا ہے؟

(السوال) (۱) الف۔ زید کہتا ہے کہ مسلمان فاسق و فاجر کے لئے بھی لفظ مرحوم کا استعمال کرنا چاہئے۔ یہ جائز ہے یا ناجائز۔ (ب) اور اہل سنت کے نزدیک یزید فاسق و فاجر مسلمان تھا۔ اس لئے اس کو بھی مرحوم کہنا جائز ہے۔ کیا زید کے ہر دو قول (ا و ب) صحیح ہیں۔

(۲) ہندو کے ساتھ ایک برتن میں کھانا شاید دودھ جلیبی وغیرہ مسلمان کے لئے جائز ہے یا ناجائز و حرام؟

المستفتی نمبر ۲۵۰۱ محمد اشرف علی صاحب ضلع ہردوئی ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ مطابق ۴ جون ۱۹۳۹ء

(جواب ۳۹۹) کسی میت کے حق میں مرحوم کا لفظ احتراماً بولا جاتا ہے۔ اس لئے جو میت احترام سے یاد کئے جانے کا مستحق ہے اس کے نام کے ساتھ لفظ مرحوم بولنا درست ہے۔ البتہ اگر مرحوم کا لفظ اس حیثیت سے بولا جائے کہ وہ دعائے رحمت کے قائم مقام ہے تو پھر ہر مسلمان کے نام کے ساتھ بولنا جائز و درست ہوگا خواہ وہ فاسق ہو یا صالح ہو۔ (۲) غیر مسلم کے ساتھ جب کہ اس کے ہاتھ پاک ہوں اور کھانا بھی حلال اور پاک ہو ایک برتن میں مسلمان کے ساتھ کھانا فی حد ذاتہ مباح ہے۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی الجواب صحیح ۔ فقیر محمد یوسف دہلوی ۔ مدرسہ امینیہ دہلی۔

۱۔ واما نجاسة بدنه فالجمهور على انه ليس بنجس البدن والذات لان الله تعالى احل طعام اهل الكتاب۔" (تفسیر ابن کثیر ۲/ ۳۴۶ ط سہیل اکیڈمی)

(۱) کافر و مشرک کے ساتھ کھانا پینا کیسا ہے؟
(۲) علامہ مشرقی کیوں کافر ہے؟

(السوال) کیا مسلمانوں کو ایسے لوگوں کے ہاتھ کا کھانا جائز ہے جو خدا اور رسول۔ قرآن۔ حشر و نشر ملائکہ کے منکر ہوں۔ اور ہر طریقہ سے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے اور برباد کرنے کے درپے ہوں۔ اور جب کہ انہیں اشیاء کے فروخت کرنے والے مسلمان ہر جگہ موجود ہوں۔ کھانے کی اشیاء سے مراد پانی دودھ۔ مٹھائی۔ پان ڈبل روٹی مکھن وغیرہ۔ مسلمان فروخت کرنے والوں کے ہوتے ہوئے مذکورۃ الصدر لوگوں سے مذکورہ بالا اشیاء کے خریدنے کا شرع شریف سے جواز کس طرح پر ہے۔ اور منکرین خدا و رسول کے علاوہ شیعہ حضرات کے ساتھ کھانا پینا جائز ہے یا ناجائز؟

(۲) علامہ مشرقی کے خلاف کفر کا فتویٰ کن عقائد کی بنا پر دیا گیا ہے۔

المستفتی نمبر ۲۵۱۳ مستری خادم حسین صاحب۔ دہلی۔ ۹ جمادی الاول ۱۳۵۸ھ

مطابق ۲۸ جون ۱۹۳۹ء

(جواب ۴۰۰) اسلام ایک فطری اور بااصول دین ہے۔ اس کے اصول و ضوابط مستحکم اور عقل صحیح کے موافق ہیں اسلام نے انسان کے بدن کو (جب کہ وہ خارجی نجاست سے ملوث نہ ہو) پاک قرار دیا ہے۔ اور اس میں مسلم و کافر کی تمیز نہیں رکھی۔ پس اصول شرعیہ کے ماتحت انسان کا بدن (خواہ وہ کافر و مشرک ہی ہو) پاک ہے اور اس کے ہاتھ کا پکایا ہوا کھانا تر اشیاء سب پاک ہیں۔ رہی یہ دوسری بات ہے کہ مسلمان کے لئے قومی ہمدردی۔ مذہبی غیرت بلکہ انسانی حمیت کا تقاضا یہ ہے کہ جب تک اس کو مسلمانوں سے یہ اشیاء بہم پہنچ سکیں اس وقت تک ایسے لوگوں سے نہ خریدے جو اس کو ناپاک سمجھتے اور کتے سے زیادہ ذلیل قرار دیتے ہیں۔ نیز خارجی نجاستوں سے انہیں کوئی احتیاط اور پرہیز نہیں ہے۔ مسلمان سے خریدنے میں قومی ہمدردی بھی ہے۔ اور اپنے مسلمان بھائی کو فائدہ پہنچانا اپنے آپ کو فائدہ پہنچانا ہے۔ بھائی کا نقصان اپنا نقصان ہے۔ شیعہ حضرات کا کوئی حکم جدا نہیں ہے۔ وہ بھی انسان اور اسلامی فرقوں میں سے ایک فرقہ ہے۔ ان کا بدن ان کے ہاتھ بھی پاک ہیں اور کسی عارضی وجہ سے ان کے یہاں کا کھانا وغیرہ نہ کھایا جائے، تو دوسری بات ہے۔

(۲) مشرقی کی کتاب "تذکرہ" اصول اسلام اور اجماعیات کی مخالفت سے بھرا ہوا ہے۔ وہ ڈارون تھیوری کے معتقد اور عبادات شرعیہ کی ایسی تاویلیں کرنے والے ہیں جو بداہتاً باطل اور انکار قطعیات پر منتج ہیں۔ اس لئے علمائے اسلام نے ان کی تکفیر کی ہے۔ اور ان کی تحریک کو قادیانی تحریک سے زیادہ مضر اور خطرناک قرار دیا ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

واما نجاسة بدنه فالجمهور على انه ليس بنجس البدن والذات لان الله تعالى احل طعام اهل الكتاب۔ (تفسیر ابن کثیر ۲/ ۳۴۶ ط سہیل اکیڈمی)

مذکورہ چند علماء وبزرگان دین کی اقتداء میں نماز درست تھی یا نہیں؟

(السوال) سیدی ومولائی مرشدی وآقائی حضرت رأس الاتقیاء فخر الاتقیاء حاجی امداد اللہ صاحب حاجب شرع وجمیع اولیاء مثلاً حضرت شیخ ... خیر صاحب ومولانا کرامت اللہ صاحب نیز مولانا محمد عمر صاحب المعروف باخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اعتقاد وعمل کے اعتبار سے کیسے تھے۔ ان کے پیچھے نماز صحیح تھی یا جن لوگوں نے ان کے پیچھے نماز پڑھی وہ واجب الاعادہ ہے۔ اور ان کی اقتدا کرنے والے لوگ عنداللہ گنہگار ہیں ایک عالم جن کی عمر کا بیشتر حصہ کتب حدیث وفقہ وتفسیر کی تدریس میں گذرا۔ عزیز زندگی پندو نصائح میں گذری اور یہ عالم موصوف رئیس الاولیاء تاج الاتقیاء سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے روح پر فتوح پر قرآن خوانی اور طعام غرباء سے بلا تعیین ایام جب کبھی توفیق ہوئی اور پیسہ پاس موجود ہو ایصال ثواب کرتے رہے۔ اور اب بھی ان کا یہی معمول ہے۔ اولیاء اللہ سے خاص کر ان اور باخدا ہستیوں سے نہیں خاص تعلق ہو۔ کبھی کسی موقعہ پر کسی بزرگ کے عرس میں شرکت کا موقعہ بھی ملتا ہو ورنہ ہر لحاظ درجہ حیثیت سے عالم موصوف متقی و پرہیزگار ہو۔ کسی مدت میں ان کا وعظ اور ان کی امامت شرعاً مستحسن اور مقبول ہیں اور علماء کرام عرس کے قائل اپنی تمام عمر کی زندگی میں رہے ہوں اور یہ علماء ایسے مراسم عرس میں شریک ہوئے ہوں تو ایسی صورت میں موصوف عالم کی اقتداء عنداللہ شرعاً جائز نہیں تو ان بزرگان دین کی اقتداء کرنے والوں کا عندالشرع کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۲۵۲۸ جناب حمیت علی شاہ۔ ۲۴ رمضان ۱۳۵۸ھ مطابق ۷ نومبر ۱۹۳۹ء

(جواب ٤٠١) یہ تمام حضرات علماء صاحب رشد و متقین بزرگ تھے۔ ان میں سے بعض کے بعض اعمال ایسے تھے کہ ان پر سنت نبویہ کے قانون کے لحاظ سے تنقید کی جاسکتی تھی۔ مگر پھر بھی ان کی شان میں تنقیص کے الفاظ نہیں کہے جاسکتے۔

بلا تعیین اور بلا شرط ایصال ثواب کرنے میں مضائقہ نہیں ہے۔ اسی طرح عرس میں اتفاقی غیر لازمی شرکت بھی قابل گرفت و اعتراض نہیں ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) بے نمازی کے باقی اعمال خیر قابل قبول ہیں.

(السوال) (الف) زید خاندانی مسلمان ہے مگر نماز نہیں پڑھتا اور کبھی کبھی جمعہ کے دن یا عید بقر عید شوقیہ حضوری سے پڑھ بھی لیتا ہے۔ تو ایسی صورت میں آیا اس کے دیگر نیک اعمال مثلاً قربانی وصدقات یا خیرات وغیرہ عنداللہ مقبول ہوسکتے ہیں یا نہیں۔

(۲) عمرو کہتا ہے کہ بغیر پنجوقتہ نماز پڑھے دیگر نیک اعمال عنداللہ مقبول نہیں ہوتے۔ یہ بات صحیح ہے۔ عمرو کا ثبوت ذیل میں درج ہے۔

(۱) ثبوت از قرآن مجید واتل علیهم نبأ ابنی آدم بالحق اذ قربا قربانا فتقبل من احدهما ولم یتقبل من الآخر قال لاقتلنك قال انما یتقبل الله من المتقین۔(۱) ترجمہ اور سنائیے محمد ﷺ ان

سے حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں ہابیل و قابیل کا سچا واقعہ بیان فرمایئے جب ان دونوں نے قربانی کی تو ہابیل کی مقبول ہوئی اور قابیل کی مقبول نہیں ہوئی تو قابیل بولا کہ میں تجھ کو مار ڈالوں گا۔ ہابیل نے کہا کہ خدا فقط متقی لوگوں کے نیک عمل قبول فرماتا ہے۔ عمرو کہتا ہے کہ ایک بے نمازی مسلمان چونکہ اہل تقوی سے نہیں ہے لہذا اس کے دیگر نیک اعمال عند اللہ مقبول نہیں ہوتے۔

(۲) ثبوت از حدیث۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ ایک دن آنحضرت ﷺ نماز کا تذکرہ فرما رہے تھے تو فرمایا کہ جو نماز کی پابندی کرے گا اس کو قیامت کے روز ایک نور عطا ہوگا۔ اور نماز اس کے پاس اہل ایمان میں سے ہونے کا ثبوت ہوگی اور وہ نجات پائے گا۔ اور جو نماز کی پابندی نہ کرے گا وہ بے نور رہے گا۔ اس کے اہل ایمان میں سے ہونے کا ثبوت نہ ہوگا اور نہ اس کی نجات ہوگی۔ اور ایسا شخص قیامت کے دن قارون اور فرعون اور ہامان اور ابی بن خلف کے ہمراہ ہوگا۔ (دارمی. بیہقی فی شعب الایمان عمرو کہتا ہے کہ ایک بے نمازی مسلمان کے دیگر نیک اعمال اگر عند اللہ مقبول ہوتے تو وہ قیامت کے روز قارون و فرعون وغیرہ کے ہمراہ کیوں ہوتا۔

المستفتی نمبر ۲۵۶۳ عنایت اللہ خاں صاحب۔ لکھنؤ ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۵۸ھ ۲۸ جنوری ۱۹۴۰ء

(جواب ۴۰۲) قرآن مجید کی متعدد آیات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی کا نیک عمل ضائع نہیں ہوتا۔ فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ (۲) یعنی جو شخص ذرہ برابر خیر کرے گا اسے دیکھے گا یعنی پائے گا۔ دوسری آیۃ لا یلتکم من اعمالکم شیا (۳) یعنی خدا تعالی تمہارے عمل میں سے کچھ کم نہیں کرے گا۔ تیسری آیت ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین (۴) بے شبہ اللہ تعالی نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ چوتھی آیت ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ وان تلک حسنۃ یضعفھا (۵) یعنی بے شبہ اللہ تعالی ذرہ بھر ظلم نہیں کرتا اور اگر کوئی نیکی ہو تو اسے بڑھاتا ہے۔ ان آیات کے علاوہ قرآن مجید میں اور بھی آیات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ نیک عمل کتنا ہی چھوٹا ہو ضائع نہیں ہوتا۔ اور آیت انما یتقبل اللہ من المتقین (۶) میں متقین سے مراد مومنین ہیں۔ یعنی شرک سے بچنے والے۔ اور قابیل چونکہ مومن نہیں رہا تھا کافر ہو گیا تھا اس لئے ہابیل کے قول کا مطلب یہ ہوا کہ خدا مومنین کی قربانی یا طاعت قبول فرماتا ہے۔

یہاں قبول سے مراد قبول رضا ہے نہ اعطاء اجر یعنی گنہگاروں کے اعمال حسنہ کا اجر ضرور عطا فرمائے گا۔ (بموجب آیات منقولہ سابقہ) مگر ان اعمال حسنہ کو قبول نہ کرے گا یعنی ان لوگوں سے راضی اور خوش نہ ہوگا۔

۱۔ مسند احمد ۲/ ۳۵۷ ط دار احیاء التراث العربی۔
۲۔ الزلزال ۷
۳۔ الحجرات ۱۴
۴۔ ہود ۱۱۵
۵۔ النساء ۴۰
۶۔ المائدہ ۲۷

حدیثوں میں عدم قبول اعمال کا جو ذکر آیا ہے۔ اس سے مراد بھی یہی قبول رضا ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ بعض گناہ اپنی شدت سے اس درجہ پر پہنچ جاتے ہیں کہ ان کا وزن طاعت کے وزن سے بڑھ جاتا ہے تو اگرچہ طاعت کے اجر اور ثواب بھی ہیں مگر ان کا مجموعی وزن اس شدید گناہ کے وزن سے کم رہ کر بے اثر اور بے فائدہ اور بے حقیقت ہو جاتا ہے۔ اس کو قبول نہ ہونے سے تعبیر کر دیا گیا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

کرشن جی کے پیغام کے پرچار کو باعث برکت کہنے والے کا حکم.

(السوال) ایک مسلمان اگر مندرجہ ذیل بیان اخبار میں شائع کر دے تو اس کی یہ حرکت جائز ہے یا ناجائز۔ اس پر کفر عائد ہوتا ہے یا نہیں "شری کرشن جی کے مقدس پیغام کا سالانہ پرچار اخبار کے لئے یقیناً باعث برکت اور پڑھنے والوں کے لئے وجہ رحمت ہے۔ انسانی زندگی کی تاریکیوں کے لئے اس شمع سرمدی کی روشنی زمانہ بے انتہا مفید ہے۔ میں اس سلسلہ کے جاری کرنے والوں کو اور اس کے قائم رکھنے والوں کو ملک کا واقعی بہی خواہ سمجھتا ہوں کیونکہ شری کرشن جی کا پیغام اس ملک کی موجودہ کشمکشوں میں ایک نایاب نفع رساں چیز ہے۔"

المستفتی نمبر ۲۵۷۱ دوست محمد ولد مدار بخش صاحب دہلی۔ ۳ محرم ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۰ مارچ ۱۹۴۰ء

(جواب ۴۰۳) اس عبارت میں کرشن جی کے پیغام کا مضمون درج نہیں۔ یہ معلوم نہیں ہوا کہ ان کے کس پیغام کے متعلق یہ بات کہی گئی ہے۔ اگر پیغام کا مضمون صحیح اور اسلام کے خلاف نہ ہو۔ اور مخلوق خدا کے لئے نفع رساں ہو تو اس کے حق میں تائیدی بیان دیا جا سکتا ہے۔ کسی شخص کے لئے تقدس اور شمع سرمدی ہونے کا حکم لگانے کے لئے دلیل درکار ہے۔ مگر یہ بات کہ ہندوستان میں بھی خدا کی طرف سے مخلوق کو ہدایت کرنے والے انسان آئے ہوں گے یقینی ہے۔ لکل قوم هاد۔(۱) بہر حال اس بات پر کفر عائد ہونے کا حکم نہیں کیا جا سکتا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

کیا حجر اسود عام پتھروں کی طرح ایک پتھر ہے؟

(السوال) زید و بکر میں تکرار ہوئی دربارہ حجر اسود یعنی بکر کہتا ہے کہ پتھر پتھر ہے مثل ایک بت ہے۔ وہ بھی پتھر ہے۔ ایک قبر ہے وہ بھی پتھر ہے جس سے معتقدین بوسہ قبور کا جواز بھی لیتے ہیں۔ بکر کہتا ہے پھر دوسری اقوام پر اسلام کیوں معترض ہے۔ زید کہتا ہے ارکان اسلام یعنی رکن حج میں شامل ہے۔ لیکن مسلمان اس کو پتھر ہی مانتے ہیں۔ اس کو حاجت روا مشکل کشا نہیں مانتے۔ زید خود حاجی ہے۔ بالکل موحد راسخ الاعتقاد لیکن کچھ شبہات ضرور پیدا ہو گئے ہیں ان کا رفع کرنا ضروری و لازمی ہے۔

---

(۱) الرعد ۷

(۱) قرآن شریف میں اس کے متعلق کیا ذکر ہے۔ (۲) رسول اللہ ﷺ نے کیا فضیلت بیان کی ہے؟ (۳) از روئے قرآن پاک و حدیث شریف و تاریخ فضیلت کیا ہے۔ اور کب سے ہے۔ (۴) اس پتھر کو یہ خاص فضیلت کیوں حاصل ہے۔ یعنی انبیاء سابقین و خصوصاً آنحضرت ﷺ نے بوسہ دیا ہے؟

المستفتی نمبر ۲۵۷۲ عبدالرحمن صاحب (بمبئی) ۴ صفر ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۴ مارچ ۱۹۴۰ء

(جواب ٤٠٤) حجر اسود ایک پتھر ہے۔ حضرت عمرؓ نے اس کو بوسہ دیتے وقت یہ الفاظ فرمائے تھے۔ اعلم انك حجر لا تضر ولا تنفع ولولا انی رایت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقبلك ماقبلتك یعنی میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے نہ نقصان پہنچا سکتا ہے نہ نفع پہنچا سکتا ہے۔ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔(۱)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حجر اسود جنت سے نازل ہوا(۲) اور آخرت میں بھی وہ محشور ہوگا اور بوسہ دینے والوں کے حق میں شہادت دے گا۔(۳)

بوسہ دینا صرف محبت کی وجہ سے ہے نہ کہ اس کی تعظیم یا عبادت کی بنا پر۔(۴) محبت کی وجہ یہ ہے کہ یہ جنت کی نشانی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادگار ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

ایک محاملہ نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب آثار کا حکم

(السوال) یہاں بنگلور میں چند مساجد اور کئی گھروں میں آثار شریف کی عام نمائش کی جاتی ہے اور ان آثاروں کو آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب سمجھ کر ان کی بہت کچھ عزت و تکریم اور احترام کیا جاتا ہے جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ آثار جو عموماً ایک بال ہوتا ہے چاندی وغیرہ کی نلکی میں رکھ کر اس پر غلاف در غلاف چڑھا کر ایک صندوق میں رکھا جاتا ہے۔ یہ آثار چند مساجد اور کئی گھروں میں رکھے ہوئے ہیں ربیع الاول میں ان مساجد اور گھروں کو خوب آراستہ کیا جاتا ہے اور پھر ان آثاروں کو نعت اور قصائد مدحیہ پڑھتے ہوئے بصد احترام نکالا جاتا ہے۔ مساجد میں عموماً مردوں کا اجتماع ہوتا ہے۔ اور گھروں میں عموماً بوقت شب مستورات کا اجتماع ہوتا ہے۔ اور ساری رات مستورات قصائد وغیرہ پڑھتی ہیں نیز مستورات سے نذرانے بھی لئے جاتے ہیں) پھر جو لوگ زیارت کرتے ہیں وہ بڑے ادب و احترام کے ساتھ ان آثار کو بوسہ دیتے ہیں اور آنکھوں سے لگاتے ہیں۔ اور بعض لوگ آثار کی طرف دست بستہ کھڑے ہو کر یا ہاتھ اٹھا کر دعا بھی مانگتے ہیں۔

چونکہ آنجناب سے متوقع ہے کہ زید و عمرو کے مندرجہ ذیل دلائل پر تنقید و تبصرہ فرماتے ہوئے صحیح

۱۔ سنن نسائی، باب تقبیل الحجر ۲/ ۳۰ ط سعید

۲۔ نزل الحجر الاسود من الجنة (الترمذی، باب ما جاء فی فضل الحجر الاسود ۱/ ۱۷۷ ط سعید)

۳۔ لیأتین هذا الحجر یوم القیامة وله عینان یبصر بهما ولسان ینطق به یشهد علی من یستلمه بحق۔" (ابن ماجه، ابواب المناسک باب استلام الحجر ص ۲۱۱ ط قدیمی)

۴۔ والمقصود استلام الحجر بعنوان العرض لا لاجل تعظیم الحجر الخ۔" (حاشیہ سنن نسائی باب تقبیل الحجر ۲/ ۳۰ ط سعید)

دلائل شرعیہ سے جواب تحریر فرمائیں کہ ان آثاروں کی زیارت و عزت کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ کیونکہ ہندوستان مسلمانوں میں دو متضاد خیالات کے لوگ موجود ہیں۔ ایک زید کے ہم خیال جو ان آثاروں کے حامی ہیں اور ان آثاروں کے مخالفوں پر توہین رسول کریم ﷺ کا الزام لگاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان میں محبت رسول اکرم ہی نہیں۔ دوسری طرف عمرو کے ہم خیال ہیں جو آثار پرستوں کو بدعتی اور گمراہی تصور کرتے ہیں اور ان آثار کی زیارت اور نمائش کرنا ناجائز سمجھتے ہیں۔

زید کے خیالات اور دلائل ... زید کہتا ہے آثار مبارک کی زیارت و عزت کرنا نہ صرف جائز بلکہ موجب ثواب عظیم ہے۔ اور جو شخص ان آثار کی عزت اور زیارت نہیں کرتا وہ دائرہ ادب نبی ﷺ سے خارج ہے جس کے دلائل یہ ہیں۔

دلیل اول۔ یہ آنحضرت ﷺ کے آثار ہیں جن کی نسبت حدیث شریف میں ہے کہ جس نے میری یا میرے جزو کی زیارت کی تو مجھ پر اس کی شفاعت واجب ہو گئی۔

دلیل دوم۔ تاریخ اور سیر سے پتہ چلتا ہے کہ بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پاس آنحضرت ﷺ کے ناخن وغیرہ ہوتے تھے جن کو وہ بصد احترام اپنے پاس رکھتے تھے۔ پس جس کام کو صحابہ کرام نے کیا ہو اس سے ہمیں کیوں روکا جائے۔

دلیل سوم۔ قرآن شریف اور تفاسیر میں ہے کہ بنی اسرائیل کے پاس ایک تابوت ہوتا تھا جس میں انبیاء سابقین علیہم وعلی نبینا التحیۃ والتسلیم کے آثار ہوتے تھے۔ اس تابوت سے بنی اسرائیل کی تسکین اور تسلی ہوتی تھی یہاں تک کہ بنی اسرائیل اس تابوت کو جنگوں میں بھی ساتھ رکھتے تھے اور اس کی برکت سے کامیاب ہوتے تھے۔ اس سے ہم بھی اپنے نبی اقدس ﷺ کے آثار مقدس اپنے پاس رکھتے ہیں۔ اور ان کی زیارت و تکریم کرتے ہیں اور شریعت میں اس کی کوئی ممانعت بھی نہیں۔

عمرو کے خیالات اور دلائل۔ عمرو کہتا ہے کہ ان آثار کی زیارت کرنا اور عزت و تعظیم بجا لانا شرعاً ناجائز اور بدعت ہے۔ کیونکہ باقاعدہ ثبوت ہی نہیں کہ یہ آثار آنحضرت ﷺ کے ہیں۔ اور جب باقاعدہ ثبوت نہیں تو ایسے آثاروں کو آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب کرنا گناہ عظیم ہے جیسا کہ صحیح احادیث میں ہے۔ من کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعدہ من النار[1] او کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا پس اس نے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنایا۔ اب بغیر تحقیق کے کسی آثار کی صرف اس لئے عزت کرنا کہ وہ آنحضرت کے نام سے منسوب ہے یہ بھی اس حدیث کی وعید کا مستحق بنتا ہے۔ بلکہ اگر اس قاعدہ کو مان لیا جائے تو اسلام کا سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا کہ حضور علیہ السلام کے نام سے کئی ناجائز کاموں کی اتباع اور غلط چیزوں کی تعظیم کی جائے گی۔ حضور علیہ السلام کی ذات پر اس سے بڑھ کر اور کیا بہتان عظیم ہوگا۔ خدا معلوم کس کے بال ہیں جن کو آنحضرت ﷺ کی مقدس ذات کی طرف منسوب کر کے ان کی عزت و تکریم کی جاتی ہے۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ مفروضہ بشارتوں کی بنا پر کئی [illegible] یا شربت میں بال کی

---

[1] مسلم، باب تغلیظ الکذب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ص ۷ ط قدیمی

جاتا ہے تو اس بال کو آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب کرکے اس کی نمائش اور عزت و تکریم کی جاتی ہے۔ نعوذ باللہ اگر آنحضرت ﷺ کے موئے مبارک صحابہ کرام بطور آثار رکھتے تو آج وہ موئے مبارک مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں موجود ہوتے۔ حالانکہ وہاں ان موئے مبارک کا نام و نشان تک نہیں اور نہ ممالک اسلامیہ میں یہ آثار اس کثرت سے ہیں جیسے کہ بنگلور میں ہیں۔ پنجاب و سندھ کے پورے دو صوبوں میں صرف لوہڑی (سندھ) میں ایک موئے مبارک بتایا جاتا ہے اور یوپی سی پی دہلی وغیرہ میں صرف ایک مقام یعنی دہلی کی جامع میں چند آثار موجود ہیں اور کہا جاتا ہے کہ شاہان اسلام نے بصرف زر کثیر اور بے انتہا کوشش سے ان کو حاصل کیا تھا۔ پھر بھی محققین علمائے اہل سنت والجماعۃ کو شبہ ہے کہ آیا واقعی وہ آثار آنحضرت ﷺ کے ہیں یا نہیں۔ بنگلور میں ان بالوں کی بہتات اور کثرت ہی صاف شہادت دے رہی ہے کہ یہ بال جھوٹے اور جعلی ہیں اور صرف چند اشخاص کی شہرت اور پیٹ پالنے کے ذرائع ہیں۔

زید کے دلائل کی تردید۔ (۱) دلیل اول کی تردید۔ زید نے جو حدیث پیش کی ہے کہ جس نے میری یا میرے جزو کی زیارت کی تو اس کی شفاعت مجھ پر واجب ہوگئی۔ اس مضمون کی تمام حدیثیں ضعیف بلکہ من گھڑت ہیں۔ صحیح احادیث میں اس کا کوئی ثبوت ہی نہیں۔

(۲) دلیل دوم کی تردید۔ بے شک بعض روایت اور تواریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض صحابہ کرام کے پاس آنحضرت ﷺ کے ناخن اور موئے مبارک وغیرہ ہوتے تھے مگر انہیں روایات میں یہ بھی ہے کہ ان آثاروں کو انہی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی وصیت کے مطابق ان کے کفنوں سے باندھ کر ان کے ساتھ دفن کردیا جاتا تھا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اس کا ہرگز ہرگز ثبوت نہیں ملتا کہ صحابہ کرام ان آثاروں کی نمائش کیا کرتے یا ان آثار کی زیارت کے لئے مسلمانوں کا کوئی اجتماع ہوتا تھا۔ پس نمائش اور اجتماع کا موجودہ طریقہ نہ نبی اقدس ﷺ کے زمانہ میں تھا نہ صحابہ کرام کے زمانہ میں۔ حالانکہ صحابہ کرام کے پاک دلوں میں آنحضرت ﷺ کی پاک محبت اس حد تک تھی کہ صحابہ کرام اپنی جان و مال تک آپ پر قربان کردیتے تھے۔ پس جس طریقہ کو صحابہ کرام نے نہ کیا ہو اس کو کرنا بدعت اور گمراہی نہیں تو اور کیا ہے۔ خصوصاً جعلی اور جھوٹے بالوں کی نمائش اور عزت۔ خدا مسلمانوں کو اس سے بچائے۔ کون مسلمان برداشت کر سکتا ہے کہ کسی اور کے بالوں کو آنحضرت ﷺ کی مقدس ہستی کی طرف منسوب کیا جائے۔

(۳) دلیل سوم کی تردید۔ قرآن مجید اور تفاسیر میں بے شک ایک تابوت کا ذکر ہے جو بنی اسرائیل کے پاس تھا اور ورثہ انبیاء بنی اسرائیل اور سرداران بنی اسرائیل کو دیا جاتا تھا۔ اور بے شک بنی اسرائیل میں آثار پرستی تھی۔ اور اسی آثار پرستی کا نتیجہ ہے کہ بنی اسرائیل نے انبیاء اور اپنے سرداروں کی تصویریں اور بت تک بنا دیئے ہیں۔ جس کے سبب ان پر خدا کی لعنت اور غضب بھی ہے۔ مگر آنحضرت ﷺ کو نہ تو کسی قسم کا انبیاء سابقین سے کوئی تابوت دیا گیا ہے اور نہ ہی آنحضرت ﷺ نے اپنے آثار کا کوئی تابوت اپنے مقدس جانشینوں یعنی صحابہ کرام کے حوالے کیا ہے۔ البتہ بوقت وصال [illegible] آنحضرت ﷺ نے قرآن مجید ہی کو مضبوط پکڑنے کی وصیت فرمائی ہے اور بس۔ اور خدائے تعالیٰ نے بھی مسلمانوں کے لئے قرآن مجید ہی کو شفا اور رحمت قرار دیا ہے۔

غرض مسلمان اگر تسکین اور شفا اور برکت اور راحت حاصل کر سکتے ہیں تو وہ صرف قرآن مجید ہی سے حاصل کر سکتے ہیں۔ مسلمانوں کے پاس قرآن مجید ہی ایک سچا اور واقعی آثار مبارک ہے جو آنحضرت ﷺ سے ہم تک پہنچتا ہے اور اسی اصلی اور سچے آثار سے ہی مسلمان یہود و نصاریٰ پر غالب بھی آئے ہیں۔ پس مسلمان اس قرآن مجید کی عزت و تکریم جتنی کریں اتنی کم ہے۔ اس کے سوا مشکوک اور جعلی آثار کی عزت و توقیر کرنا یہود و نصاریٰ اور مشرکین سے تشبہ ہوگا نہ کہ صحابہ کرام کے ساتھ۔

براہ کرم تحریر فرمائیں کہ ان آثاروں کی اصلیت اور واقعیت کی تحقیق اس زمانہ میں کس طرح کی جائے۔

المستفتی نمبر ۲۵۷۸ غلام دستگیر (بنگلور) ۱۱ صفر ۱۳۵۹ھ مطابق ۲۱ مارچ ۱۹۴۰ء

(جواب ۴۰۵) اگر یہ ثابت ہو جائے کہ آنحضرت ﷺ کا موئے مبارک یا اور کوئی چیز کسی کے پاس موجود ہے تو اس اصلی چیز کو محبت کے طور پر احترام سے رکھنا اور اس سے استشفا جائز ہے۔ مگر چونکہ عام طور پر جو آثار حضور کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں ان کا ثبوت اور سند نہیں اس لئے ان کی تکریم اور احترام کرنا بے اصل اور بے سند ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔

کسی چیز کو بے ثبوت اور بے پختہ سند کے حضور کی طرف منسوب کرنا حرام ہے۔ نیز اصلی آثار کے ساتھ بھی اس قدر غلو کا معاملہ کرنا جیسا کہ سوال میں مذکور ہے ناجائز اور بدعت ہے۔ بے ثبوت ہونے کی بنا پر اگر کوئی شخص ان آثار کی تعظیم و احترام سے منع کرے تو اس کو آنحضرت ﷺ کی توہین کا الزام لگانا ظلم اور جہالت ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) امت کا ۷۳ فرقوں میں بٹنے والی حدیث میں امت سے کیا مراد ہے؟
(۲) "ما انا علیہ واصحابی" سے کیا مراد ہے؟

(السوال) (۱) حدیث میں جو وارد ہوا ہے کہ میری امت تہتر گروہ میں تقسیم ہو جائے گی۔ اس لفظ امت سے کیا مراد ہے۔ ساری دنیا کے انسان عام اس سے کہ مسلمان ہوں یا کافر؟ یا صرف مسلمان مراد ہیں۔ مسلمان اور کافر مل کر تہتر گروہ ہو جائیں گے۔ یا مسلمانوں میں تہتر گروہ ہوں گے۔ کیا امت میں مسلمان و کافر دونوں ہی داخل ہیں۔ یہ حدیث کس قسم کی ہے؟

(۲) ناجی کون گروہ ہے۔ کل مسلمان یا ان میں کوئی خاص گروہ مراد ہے۔ ما انا علیہ واصحابی کا کیا مطلب ہے۔

المستفتی نمبر ۲۶۱۲ ابراہیم حسین صاحب (بنگلور) ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ مطابق یکم جون ۱۹۴۰ء

(جواب ۴۰۶) اس حدیث میں امت سے مراد امت دعوت بھی لی گئی ہے اور امت اجابت بھی مرقات شرح مشکوٰۃ میں ہے۔ ثم قیل یحتمل امة الدعوة فیندرج سائر الملل الذین لیسوا علی قبلتنا فی عدد الثلاث والسبعین ویحتمل امة الاجابة فیکون الملل الثلاث والسبعون منحصرة فی اهل قبلتنا والثانی

ھو الاظھر و نقل الابھری، ان المراد بالامۃ امۃ الاجابۃ عند الاکثر انتھی۔ اور شارح کا قول یہ ہے کہ امت اجابت مراد ہے۔ یہ حدیث ترمذی اور مسند امام احمد اور ابوداؤد میں ہے۔ ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے۔
(۲) "ما انا علیہ واصحابی" سے وہ طریقہ مراد ہے جو آنحضرت ﷺ کا اور خلفاء راشدین اور صحابہ کرام ؓ کا طریقہ تھا یعنی جو آجکل اہل السنۃ والجماعۃ کا طریقہ ہے۔ اس میں حنفی شافعی، مالکی حنبلی اہل حدیث سب داخل ہیں۔ البتہ مبتدع فرقہ ہائے ضالہ جیسے معتزلی خوارج۔ مرجئہ مشبہ روافض وغیرہ اس سے خارج ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

کسی ولی کے بارے میں حد سے زیادہ تعریف میں مبالغہ آرائی جائز نہیں .

(السوال) معہ عریضہ ہذا ایک اشتہار بعنوان "اعلان خوشی بیان" ارسال خدمت ہے۔ اس اشتہار میں مرقوم توصیفی کلمات لکھے ہوئے ہیں۔ غوث الثقلین، امام الصدیقین، قدوۃ الاولین، صاحب مقام اورع الوری حاکم علی القدر و القضاء حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے متعلق استعمال کئے گئے ہیں۔ حالانکہ "امام الصدیقین" حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہو سکتے ہیں۔ "قدوۃ الاولین" تو آنحضرت ﷺ کا ہی درجہ ہے۔ نیز واقعہ معراج کی نسبت سے بھی آنحضرت ﷺ کو صاحب مقام اورع الوری کہا جا سکتا ہے گرچہ حقیقتاً صاحب مقام اورع الوری خدائے تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔ اور حاکم علی القدر والقضاء تو خدائے وحدہ لاشریک لہ کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا مگر معلن صاحب یہ الفاظ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے متعلق استعمال کئے ہیں۔ یہ اس لئے خود حضرت شیخ موصوف کی توہین لازم نہیں آتی کہ آپ کی طرف وہ درجے منسوب کئے گئے ہیں جو فی الواقع آپ میں نہیں ہیں۔ نیز یہ کہ اس سے معلن نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توہین کا ارتکاب نہیں کیا۔ اور کیا آنحضرت ﷺ کی شان میں اس سے بڑھ کر اور کوئی گستاخی اور بے ادبی ہو سکتی ہے کہ غوث بغداد کو [illegible] آپ سے [illegible] آپ پر فوقیت دی جائے۔ کیونکہ قدوۃ الاولین کے معنی پہلے گزرے ہوئے لوگوں کا سردار۔ ان پہلوں میں تمام پیغمبر اور صحابہ کرام اور خود آنحضرت ﷺ کی ذات ہے۔ جب شیخ عبدالقادر جیلانی کو قدوۃ الاولین یعنی پہلوں کا سردار مان لیا یا شیخ موصوف کو غوث بغداد مانا (نقل کفر کفر نباشد) تمام پیغمبروں تمام صحابہ کرام اور آنحضرت ﷺ کا سردار ماننا ہے۔ الامان۔
نیز جب حاکم علی القدر و القضاء خدا کی صفت خاص ہے تو خدا کی مخلوق کو حاکم علی القدر و القضاء ماننا شرک اور کفر نہ ہوگا؟

اس لئے مہربانی فرما کر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق الفاظ مندرجہ اشتہار منسلکہ عریضہ ہذا کے استعمال سے شرعاً جو نتائج پیدا ہوتے ہیں ان نتائج کو تحریر فرمائیے۔ اوران پر روشنی ڈالئے یا کوئی ایسی

۱۔ مرقاۃ ۱/۲۴۸ ط امدادیہ
۲۔ ترمذی، کتاب الایمان، باب افتراق ہذہ الامۃ ۲/۹۳ ط سعید)

تاویل تحریر فرمایئے جس سے ایسے لفظ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے متعلق شرعاً استعمال کئے جاسکیں۔

المستفتی نمبر ۲۶۲۵ رانا عبدالواحد صاحب نیاز۔ بنگلور کینٹ۔ ۲۷ جمادی الاول ۱۳۵۹ھ مطابق ۳ جولائی ۱۹۴۰ء

(جواب ۴۰۷) حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی طاب ثراہ کی رفعت منزلت میں کلام نہیں۔ وہ ایک بڑے درجہ کے بزرگ اور ولی کامل تھے۔ مگر ان کی ثناء و منقبت میں اس قدر مبالغہ کرنا جو حد اطراء تک پہنچے مذموم ہے سید المرسلین ارواحنا فداہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو خود حضور کی مدح و ثناء میں اطراء کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ لا تطرونی کما اطرت النصاری عیسی بن مریم (علیہ السلام) ۱؎ یعنی میری ثناء میں اطراء نہ کرنا جیسا کہ نصاری نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بارے میں اطراء سے کام لیا۔

حضرت غوث اعظم کے لئے امام الصدیقین اور قدوۃ الاولین کے الفاظ استعمال کرنا بھی فی الجملہ اطراء میں داخل ہے مگر اس میں تو یہ تاویل ممکن ہے کہ الصدیقین اور قدوۃ الاولین میں الف لام استغراق کا نہ لیا جائے یعنی الصدیقین اور اولین سے تمام صدیق اور تمام پہلے لوگ مراد نہ ہوں لیکن صاحب مقام وراء الوریٰ اور حاکم علی القدر والقضاء میں کوئی مقبول تاویل نہیں ہوسکتی۔ اس لئے ان الفاظ کا استعمال حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے قطعاً ناجائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

الجواب صحیح حبیب المرسلین عفی عنہ۔ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

(۱) صرف گناہ کے ارادے سے گناہ نہیں لکھا جاتا .
(۲) نیکی کے ارادے سے نیکی لکھی جاتی ہے .

(السوال) (۱) ایک شخص چند روپیہ لے کر زنا کرنے کی نیت سے چلا۔ اور کسی وجہ سے راستہ سے پلٹ آتا ہے۔ ایسے موقع میں وہ گناہ کا مرتکب ہوگیا یا نہیں ؟

(۲) ایک شخص حج کرنے کی نیت سے چلا اور اثناء راہ میں وہ مر گیا۔ مرحوم کو حج کا ثواب ملے گا یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۲۶۷۰ ایم عبدالرحمن صاحب (گیا) ۷ جمادی الاول ۱۳۶۰ھ مطابق ۴ جون ۱۹۴۱ء

(جواب ۴۰۸) بدی اور گناہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس وقت تک نہیں لکھا جاتا جب تک عمل میں نہ آجائے۔ اور نیکی ارادہ کرنے پر لکھ دی جاتی ہے۔ اور عمل میں آنے کے بعد اس کا حقیقی بدلہ لکھا جاتا ہے پس زنا کرنے کے ارادے سے چلا تو اس کا گناہ نہیں لکھا جائے گا۔ ۲؎ اور جب زنا واقع ہونے سے پہلے لوٹ آیا اور نادم ہوا تو یہ جانا کالعدم ہوگیا۔ اور حج کا ارادہ کرکے چلا تو اسی وقت سے اس کے نامہ اعمال میں نیکی (ارادہ حج) لکھی جائے

۱؎ بخاری، کتاب الانبیاء، باب واذکر فی الکتاب مریم ۱ / ۴۹۰ ط قدیمی۔

۲؎ واذا هم عبدی بسيئة فلا تكتبوها عليه فان عملها فاكتبوها سيئة واذا هم بحسنة فلم يعملها فاكتبوها حسنة فان عملها فاكتبوها عشرا۔ (مسلم، باب بیان تجاوز اللہ تعالیٰ عن حدیث النفس: ۱ / ۷۸ ط قدیمی)

گی۔ اگر حج وجود میں آگیا تو ان کا حقیقی کامل بدلہ اس بیٹے نے اٹھا لیا اور اگر حج کرنے سے پہلے مر گیا تو دو حج کی نیکی نامہ اعمال میں لکھی رہی اور اس کو حج کا بھی ثواب مل جائے گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(السوال) کیا درج ذیل شعر حضور ﷺ کی شان میں بے ادبی ہے؟

اگر حقیقت عشقی ہے کفر و اسلام میں
روئے نور دیکھ گیسوئے محمد دیکھ کر

مذکورہ بالا شعر میں شاعر نے حضور کی زلف مبارک کی سیاہی سے کفر کی ظلمت کو تشبیہ دی ہے شاعر کا یہ خیال شرعی نقطہ نظر سے سوء ادبی تو نہیں ہے یا کیا۔ مدلل جواب شرعی مرحمت فرمایا جائے۔

المستفتی نمبر ۲۶۷۱ محمد خان۔ ٹونک (راجپوتانہ) ۸ جمادی الاول ۱۳۶۰ھ مطابق ۵ جون ۱۹۴۱ء

(جواب ۴۰۹) یہ تشبیہ نامناسب ضرور ہے۔ مشبہ اور مشبہ بہ میں وجہ تشبیہ کے لحاظ سے یکسانیت نہیں ہے۔ اس لئے یہ مضمون بھی کوئی مستحسن اور بہتر نہیں ہے۔ کفر و اسلام کے نور و ظلمت میں اجتماع غیر متصور ہے۔ اور ظلمت کفر بجائے خود مذموم اور قابل محو ہے۔ اور زلف و روئے انور کی سیاہی اور نور مجتمع ہیں۔ اور ان کا اجتماع مستحسن اور مطلوب ہے۔ اور زلف کی سیاہی بجائے خود محمود اور قابل حفاظت ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

افعال میں عقل دل کے تابع ہے

(السوال) دل حاوی ہے عقل پر یا عقل حاوی ہے دل پر؟ یعنی کسی کام کی بات یا کسی فعل کے کرنے میں دل عقل کی متابعت میں چلتا ہے یا عقل دل کی؟ آپ اپنی رائے کا اظہار فرما کر صرف مجھے ہی نہیں بلکہ تقریباً ایک ہزار دیگر سیاسی قیدیوں کو بھی جو اس بحث میں بڑی شدت سے حصہ لے رہے ہیں، شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں

المستفتی نمبر ۲۶۳۲ تاج محمد میر۔ سیاسی قیدی۔ سینٹرل جیل۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان ۷ ربیع الاول ۱۳۶۲ھ مطابق ۱۳ اپریل ۱۹۴۳ء

(جواب ۴۱۰) تمام رجحانات و تحریکات نفسانیہ کا مبنی قلب ہے۔ وہی منشاء تحریک ہوتا ہے۔ پھر عقل اس کی رہبری کرتی ہے۔ اگر قلب نے عقل کی رہبری قبول کرلی تو اپنے اعمال میں رشد و استقامت پیدا کرلیتا ہے۔ اور اگر اس سے منحرف ہو گیا تو غوایت و ضلالت کی دلدل میں پھنس جاتا ہے۔ ہمارے سید و مولی آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا۔ الا ان فی الجسد مضغة اذا صحت صلح الجسد کله واذا فسدت فسد الجسد کله الا وھی القلب۔[1] یعنی جسم میں ایک مضغہ گوشت ہے وہ درست رہے تو سارا جسم درست رہتا ہے اور وہ بگڑ جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔ ہاں! وہ دل ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جسم انسانی اور حرکات نفسانی اور صلاح و فساد کی ذمہ داری دل پر ہے۔ قرآن پاک میں ہے کہ دوزخ میں دوزخی کہیں گے لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحب السعیر[2] یعنی اگر ہم سماعت سے کام لیتے یا عقل سے کام لیتے تو آج دوزخ میں نہ

---

[1] بخاری، کتاب الایمان، باب فضل من استبرأ لدینہ ۱/۱۳ ط قدیمی

[2] الملک ۱۰

ہوتے۔ " معلوم ہوا کہ ان کے تمام اعمال کی ذمہ داری دل پر تھی۔ عقل سے تو انہوں نے کام ہی نہیں لیا۔ ساری زندگی دل کی خواہشات اور تحریکات پوری کرنے میں گذاری لہذا دل ہی تمام اعمال کا ذمہ دار ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

کیامندرجہ ذیل عقائد اہلسنت کے عقائد ہیں؟

(السوال) زید جو مفتی بھی ہیں اہل سنت و جماعت کے عقائد مندرجہ ذیل قرار دیتے ہیں اور یہ فرماتے ہیں کہ جس کے عقائد یہ نہ ہوں وہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہے اور ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں کیا یہ شخص اس قابل ہے کہ مسلمانوں کا مفتی بن سکے۔ اور کیا ان عقائد کو نہ رکھنے والا اہل سنت سے خارج ہے۔ مفتی صاحب مذکور اہل سنت والجماعت کے مندرجہ ذیل عقائد بتاتے ہیں ۔

(۱) مجلس میلاد شریف میں قیام تعظیمی مستحسن ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو علم غیب عطا فرمایا تھا۔ (۳) فاتحہ کھانے پر جائز ہے۔ (۴) عرس گیارہویں شریف جائز ہے۔ (۵) اولیاء اہل قبور سے استمداد جائز ہے۔ (۶) یہ کہنا کسی ولی سے جو انتقال فرما چکے ہیں کہ آپ مدد فرمایئے یا خدا سے دعا کیجئے جائز ہے۔ (۷) تمام مردے قبروں میں سنتے ہیں۔ (۸) یا غوث اور یا رسول اللہ کہنا جائز ہے۔ (۹) عبدالنبی عبدالمصطفیٰ غلام نبی غلام رسول نام رکھنا جائز ہے۔ (۱۰) تقویۃ الایمان مصنفہ مولانا اسمٰعیل شہید دہلوی کے عقائد و مسائل خلاف مذہب اہل سنت والجماعۃ ہیں۔ بینوا بالادلۃ الواضحۃ۔

المستفتی نمبر ۷۸۸ افضل المناظرین جہانگیر خاں (آگرہ) ۲۷ ذی قعدہ ۱۳۵۴ھ

(جواب ۴۱۱) اہل سنت والجماعۃ کی یہ تعریف من گھڑت ہے جو کسی معتبر کتاب میں نہیں ہے۔ جو شخص اہل سنت والجماعۃ کی یہ تعریف بتاتا ہے اس سے دریافت کیا جائے کہ یہ تعریف کس کتاب میں لکھی ہے؟ جو عقائد وہ اہل سنت والجماعت کی طرف منسوب کرتا ہے ان میں سے بعض تو قرآن مجید کی صریح آیات اور حدیث صحیحہ کے خلاف ہیں۔ اور بعض وہ ہیں جن کو وہ خود مستحسن کا درجہ دیتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ کسی چیز کے مستحسن ہونے کو نہ ماننے والا اہل سنت والجماعۃ سے خارج نہیں ہو سکتا۔ اس کے بیان کردہ عقائد کی مختصر تفصیل یہ ہے ۔

(۱) "مجلس میلاد شریف میں قیام تعظیمی مستحسن ہے۔" اس سے پوچھا جائے کہ اہل سنت والجماعۃ کا یہ عقیدہ کس کتاب میں لکھا ہے کہ اہل سنت والجماعت وہ ہے جو مجلس میلاد میں قیام تعظیمی کو مستحسن سمجھتا ہو۔ پھر یہ بھی دریافت کیا جائے کہ قیام تعظیمی صرف مجلس میلاد میں مستحسن ہونے کی وجہ کیا ہے۔ اگر حضور انور ﷺ کی سیرۃ مطہرہ اور ولادت طیبہ کا مجلس وعظ میں ذکر کیا جائے تو اس میں قیام کیوں نہیں کیا جاتا؟ اور اس میں قیام نہ کرنے والے اہل سنت والجماعۃ سے خارج کیوں نہیں ہوتے۔ یہ بات بھی غور کے قابل ہے کہ مجلس میلاد معروف و مروج کی ابتدا یا ایجاد ساتویں صدی ہجری کے شروع میں ہوئی ہے۔ حضور رسول کریم ﷺ کے مبارک زمانے سے چھ سو سال تک مجلس میلاد کا وجود نہ تھا۔ سب سے پہلے یہ مجلس اربل کے بادشاہ ملک مظفر ابو سعید نے ایجاد کی۔ اول من احدث فعل ذلک صاحب اربل الملک المظفر ابو سعید کو کری ابن

زین الدین علی (الحاوی)(۱) ملک مظفر نے مولود کی ابتداء شاہانہ طریق پر کی۔ مجلس مولود پر ہر سال تین لاکھ اشرفیاں خرچ کرتا۔ یہ معلوم نہ ہو سکا کہ یہ مصارف بیت المال سے کئے جاتے تھے یا ذاتی ملکیت سے۔ اگر بیت المال سے ہوتے تھے تو اس کا حق نہ تھا۔ اور اگر ذاتی ہوتے تھے تو پھر بھی اس سے زیادہ ضروری اور مفید مصارف میں مثلاً تبلیغ اسلام و تعلیم میں یہ رقم خطیر خرچ کرنا مناسب تھا سبط ابن الجوزی نے مرآۃ الزمان میں ملک مظفر کی مجلس مولود کے بعض شرکاء سے نقل کیا ہے کہ جس مجلس میں وہ شریک تھا اس میں پانچ ہزار بکری کی بھنی ہوئی سریاں اور دس ہزار بھنی ہوئی مرغیاں اور ایک سو گھوڑے اور ایک لاکھ کھانے کی رکابیاں اور تیس ہزار حلوے کی قابیں شمار کی گئی تھیں۔ ملک مظفر ایک تو مجلس مولود اس شان و شوکت سے کرتا۔ دوسرے یہ کہ ظہر سے بعد سے نماز فجر تک مجلس قوالی گرم رہتی۔ اس میں خود شریک ہوتا اور حال کھیلتا اور رقص کرتا تھا۔ اور جو علماء اور صوفی آتے ان کو خلعتیں دیتا اور خزانے ان کے لئے کھول دیتا۔ وقال سبط ابن الجوزی فی مرآۃ الزمان حکی بعض من حضر سماط المظفر فی بعض الموالد انه عد فی ذلک السماط خمسة الاف راس غنم مشوی وعشرة الاف دجاجة ومائة فرس ومائة الف زبدیة وثلثین الف صحن حلوی قال وکان یحضر عنده فی المولد اعیان العلماء والصوفیة فیخلع علیهم ویطلق لهم ویعمل للصوفیة سماعا من الظهر الی الفجر ویرقص بنفسه معهم وکان یصرف علی المولد فی کل سنة ثلث مائة الف دینار (الحاوی للسیوطی)(۲) جب کہ مجلس مولود کا وجود چھ صدیوں تک نہ تھا تو چھ صدی تک مسلمان جو نہ مجلس مولود منعقد کرتے تھے نہ قیام کرتے تھے وہ اہل سنت و جماعت تھے یا نہیں۔ اور ان کا ایمان و اسلام کامل تھا یا ناقص؟ اگر تمام صحابہ کرام اور تابعین عظام اور مجتہدین وغیرہ احترام مجلس مولود اور قیام کے بغیر سچے اور پکے مومن و مسلم اور اہل سنت و جماعت تھے تو آج بھی وہی اسلام مومن و مسلم اور اہل سنت و جماعت بننے کے لئے کافی ہے۔ ملک مظفر کی ایجاد سے اسلام و ایمان کی حقیقت نہیں بدل سکتی۔ ورنہ اہل سنت والجماعۃ میں شمار کئے جانے کی شرط بن سکتی ہے۔ ورنہ تو قوالی اور حال کھیلنا اور رقص کرنا بھی اسلام و ایمان میں داخل اور اہل سنت والجماعت کی علامت قرار پا جائے گا۔ وحاشا عن ذلک

(۲) "اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو علم غیب عطا فرمایا۔" ہاں اللہ تعالیٰ نے بیشمار مغیبات کا علم حضور ﷺ کو عطا فرمایا تھا۔ ہمارا ایمان اس پر ہے کہ آنحضرت ﷺ کا علم اللہ تعالیٰ کے بعد تمام خلق سے زیادہ تھا۔ مگر جب مغیبات کا علم اللہ تعالیٰ کے بتانے سے حضور کو حاصل ہوا تو حضور عالم الغیب نہیں ہوئے۔ کیونکہ غیب کی بات کا علم جو بتانے سے حاصل ہو وہ علم غیب اس شخص کے حق میں نہیں رہتا اور اس لئے اس پر عالم الغیب کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ قرآن پاک میں حضور کو حکم دیا گیا کہ امت سے کہہ دو کہ میں عالم الغیب نہیں ہوں قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انی ملک(۳) تمام امت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ علم

۱۔ الحاوی للفتاوی للامام السیوطیؒ، حسن المقصد فی عمل المولد: ۱/ ۱۸۹، ۹۰ مکتبہ النوریۃ الرضویۃ فیصل آباد۔

۲۔ حوالہ بالا

۳ الانعام: ۵

غیب خاص حق تعالیٰ شانہ کی صفت ہے۔

(۳ و ۴) ”کھانے پر فاتحہ دینا اور عرس اور گیارھویں“۔ ان میں دو باتیں ہیں۔ اول ایصال ثواب یعنی صدقہ کرے (خواہ کھانا یا چنے یا نقد یا اور کوئی چیز) اس کا ثواب کسی میت کو بخش دیا جائے۔ یا کوئی عبادت بدنیہ نافلہ ادا کی جائے (جیسے نماز پڑھے یا روزہ رکھے یا تلاوت قرآن پاک کرے) اور اس کا ثواب کسی کو بخش دے۔ تو یہ باتفاق جائز ہے۔(۱) دوم ان رسومات کی تخصیص اور تعیین یا(۲) بشمول منکرات۔ جیسے کھانا سامنے رکھنا۔ فاتحہ کی جگہ کو لیپنا پوتنا۔ کھانے کے سامنے پان کی گلوری عطر کی پھریری حتیٰ کہ اگر میت افیون کھاتا تھا تو افیون۔ اور حقہ پیتا تھا تو بھرا ہوا حقہ بھی سامنے رکھ کر فاتحہ دینا۔ جس کا مطلب یہ ہو کہ میت کو گویا یہ تمام چیزیں پہنچتی ہیں۔ جو صریح جہالت ہے۔ پھر اس کو لازم وضروری سمجھنا۔(۳) گیارھویں تاریخ کو اہتمام سے گیارھویں کرنا۔ عرس میں دور و دراز مسافت سے شد رحال کر کے جانا۔ عورتوں کے ساتھ اجتماع و اختلاط کرنا۔ غیر محرم عورتوں کا گانا بجانا۔ یہ تمام باتیں بدعت ہیں۔ ان بدعات کے مرتکب تو اہل سنت و جماعت قرار دیئے جائیں اور جو ان بدعات و منکرات سے بچیں اور امت مرحومہ کو بچائیں وہ اہل سنت والجماعۃ سے خارج ہوں۔ یہ بات ایک ادنیٰ سمجھ والا بھی سمجھ سکتا ہے۔

(۵، ۶، ۷) اہل قبور سے مدد مانگنا تو اس لئے ناجائز ہے کہ وہ ظاہری زندگی کے لوازم اور اسباب اعانت سے علیحدہ ہو چکے ہیں۔ اور روحانی اور باطنی امداد دینے کی قرآن وحدیث وفقہ میں کوئی دلیل نہیں۔ ان کے مزارات کی زیارت مسنون و مستحب ہے۔ مگر زیارت کی غرض تذکر آخرت و تذکر موت اور صاحب قبر کے لئے دعائے مغفرت ہے۔ اور ان کے قرب سے برکت و سعادت حاصل ہوتی ہے جو ان سے مانگنے پر موقوف نہیں ہے۔ اور مردوں کا سننا نہ سننا صحابہ کرام کے زمانے سے مختلف فیہ ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور بہت سے صحابہ کرام سماع موتیٰ کا انکار فرماتے تھے اور قرآن کریم کی آیات سے استدلال فرماتے تھے۔ پس منکر سماع کو اہل سنت والجماعت سے خارج کرنے والا گویا حضرات صحابہ کو بھی اہل السنّت والجماعۃ سے خارج کرتا ہے۔ معاذاللہ

(۸) یا رسول اللہ صلوٰۃ و سلام کے ساتھ مثلاً الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ اس نیت سے کہنا کہ ہمارا یہ کلام فرشتے حضور کو پہنچا دیں گے جائز ہے۔(۴) اور اس اعتقاد سے کہنا کہ خود حضور سنتے ہیں ناجائز اور مفضی الی الشرک ہے۔ اور یا غوث کہنا اور غوث سے مراد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ہونا اور یہ سمجھنا کہ حضرت شیخ قدس سرہ ہر شخص کی ندا ہر مقام سے سن لیتے ہیں شرک ہے۔

---

[۱] ”ان الانسان لہ ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ صلوٰۃ او صوما او صدقۃ او غیرھا عند اھل السنۃ والجماعۃ“ (ھدایہ، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر، ۱ / ۲۹۶ ط شرکۃ علمیہ)

[۲] ”ومنھا وضع الحدود والتزام الکیفیات والھیئات المعینۃ والتزام العبادات المعینۃ لم یوجد لھا ذلک التعیین فی الشریعۃ“ (الاعتصام، الباب الاول فی تعریف البدع: ج ۱ ص ۳۹ ط دارالفکر بیروت)

[۳] ”وفیہ ان من اصر علی امر مندوب وجعلہ عزما ولم یعمل بالرخصۃ فقد اصاب منہ الشیطان من الاضلال فکیف بمن اصر علی بدعۃ او منکر.“ (مرقاۃ: ۳ / ۳۱ ط المکتبۃ الحبیبیۃ کوئٹہ)

[۴] ”ان للہ ملائکۃ سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام۔“ (نسائی، کتاب الصلوٰۃ، باب التسلیم علی النبی ۱ / ۱۴۳ ط سعید)

(۹) عبدالنبی عبد المصطفیٰ عبد الرسول اور اس قسم کے نام رکھنے کو اس غرض سے منع کیا جاتا ہے کہ اس میں ایہام واشتباہ ہو سکتا ہے۔(۱) اور عوام اس غلطی اور بد عقیدگی میں مبتلا ہو سکتے ہیں کہ ہم جیسے خدا کے بندے ہیں ویسے ہی نبی اور رسول کے بندے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ اس بات کو اہل سنت والجماعت کی پہچان قرار دینا کسی ذی فہم آدمی کا کام نہیں ہو سکتا۔ صحابہ کرام باوجود فدائے شمع رسالت ہونے کے عبدالمصطفیٰ عبدالنبی نام نہیں رکھتے تھے۔

(۱۰) تقویۃ الایمان حضرت مولانا اسمٰعیل شہید دہلوی کے مسائل قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے موافق اور مذہب اہل السنۃ والجماعۃ کا آئینہ ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ لفظی تعبیر میں کسی کو تامل ہو۔ لیکن مسائل میں کسی سنی حنفی کو اختلاف نہیں ہو سکتا۔ **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔**

علمائے دیوبند کو گمراہ کہنا غلط ہے۔

(السوال) حضرات علمائے دیوبند کو گمراہ جاننا اور ان کے وعظ کو بند کرنا اور ان کو وہابی کہنا کیسا ہے؟

(جواب ۴۱۲) علمائے دیوبند پکے حنفی اہل السنۃ والجماعۃ ہیں۔ ان کو گمراہ جاننا یا وہابی کہنا غلط ہے۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ۔ مدرسہ امینیہ دہلی

ملحدانہ کلام کے خلاف کوشش کرنا باعث اجر ہے۔

(السوال) ایک شاعر مندرجہ ذیل قسم کے اشعار اردو زبان میں کہتا پڑھتا اور شائع کراتا ہے۔ اور خدا و رسول کے خلاف ایسا لٹریچر پیدا کرتا ہے جو آئندہ نسلوں کے لئے خطرناک ہے۔

اشعار

افق سے سحر مسکرانے لگی موذن کی آواز آنے لگی
یہ آواز ہر چند فرسودہ ہے جہاں سوز صدیوں سے آلودہ ہے
مگر اس کی ہر سانس میں متصل دھڑکتا ہے اب تک محمد کا دل

رباعیات

حق کا ہو عروج ہر ولی چاہتا ہے باطل مٹ جائے ہر نبی چاہتا ہے
لیکن ان بزرگواروں سے کوئی پوچھے کیا قادر مطلق بھی یہی چاہتا ہے
آتے نہیں جن کو اور دھندے ساقی اوہام کے بنتے ہیں وہ پھندے ساقی
جس مے کو چھڑا سکا نہ اللہ اب تک اس مے کو چھڑا رہے ہیں بندے ساقی

---

(۱) ”ہیچو اسم کہ ایہام مذموم دروے باشد شرعاً ممنوع باشد“ (مجموعۃ الفتاویٰ علی ہامش خلاصۃ الفتاویٰ: ۴/ ۳۳۰ ط امجد اکیڈمی)

ایسے شاعروں اور ایسے اشعار کے خلاف آواز بلند کرنا ضروری ہے یا نہیں۔ اور احترام مذاہب کا خیال رکھتے ہوئے حکومت کو ایسے شاعر کے خلاف قانونی کارروائی کرنی چاہئے یا نہیں؟

(جواب ٤١٣) ایک فتویٰ اس سے پہلے شاعر مذکور کے کلام کے متعلق میں لکھ چکا ہوں۔ وہی اس کا جواب بھی سمجھ لیا جائے۔ یہ کلام ملحدانہ ہے۔ اس سے بچنا اور اس کو نقل کرنے سے احتراز کرنا لازم ہے۔ حکومت موجودہ کوئی اسلامی حکومت تو ہے نہیں کہ وہ ملحدانہ کلام پر کوئی گرفت کرے۔ ہاں مسلمان اپنے طرز عمل سے شاعر کو اس قسم کی شاعری سے روک سکیں تو ان پر لازم ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

حضرت شاہ ولی اللہ اور ان کے خاندان کے دیگر علماء اور ان کی تصانیف کا حکم.

(السوال) زید کہتا ہے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور شاہ رفیع الدین اور ان کے والد ماجد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور ان کے والد شاہ عبدالرحیم صاحب اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی یہ تمام کوئی بڑے پایہ کے علماء نہ تھے۔ جس طرح میاں نذیر حسین محدث دہلوی بڑے عالم تھے۔ ان علماء نے حدیث اور دین کی کوئی نمایاں خدمت نہیں کی۔ بلکہ ہندوستان میں تقلید کی بدعت پھیلانے کے یہی لوگ سبب ہوئے۔ عمرو کہتا ہے کہ مذکور بالا علماء بڑے پایہ کے عالم تھے۔ ہندوستان میں آج علم حدیث کا وجود انہیں حضرات کا طفیل ہے۔ حدیث کی اور دین کی بڑی خدمتیں کیں۔ اور ان کے بعد کے علماء ان کو اپنا مقتدا اور پیشوا سمجھتے ہیں۔ دیکھو حضرت شاہ عبدالحق محدث رحمۃ اللہ علیہ نے مشکوٰۃ کی شرح اشعۃ اللمعات تحریر فرمائی اور عقائد میں تکمیل الایمان تحریر فرمائی۔ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے رد شیعہ میں تحفہ اثنا عشریہ تحریر فرمائی اور تفسیر عزیزی فتاویٰ عزیزیہ وغیرہ لکھی۔ وغیرہ۔

سوال یہ ہے کہ دونوں میں سے کس کا قول صحیح ہے؟ المستفتی منشی رحیم بخش (جھانسی)

(جواب ٤١٤) عمرو کا قول صحیح ہے۔ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی اور حضرت شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز رحمہم اللہ تعالیٰ اور اسی خاندان کے دوسرے بزرگ بڑے مقدس اور متبحر علماء تھے۔ تمام ہندوستان ان کے علمی فیوض سے متمتع ہے۔ میاں نذیر حسین صاحب محدث دہلوی بھی اسی خاندان کے خوشہ چین اور حضرت شاہ محمد اسحٰق رحمہ اللہ کے شاگرد تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ اور حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے احسانات دینیہ سے ہندوستان کے مسلمان سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ ان کی تصنیفات معتبر اور لائق استفادہ ہیں۔ اسی طرح حضرت شاہ ولی اللہ، شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالقادر، شاہ محمد اسحٰق، شاہ محمد اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہم اجمعین یہ سب مقدس بزرگ ہیں۔ اور ان کی تصنیفات معتبر اور مقبول ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی مورخہ ۴ اپریل ۱۹۲۸ء مطابق ۲۲ شوال ۱۳۴۶ھ)

گزارش ہے کہ ایک مطبوعہ اشتہار عریضہ ہذا کے ساتھ ارسال خدمت ہے۔ بارہا اس قسم کے اشتہارات ہر دو تین سال بعد دیکھنے میں آتے ہیں۔ مگر اشتہار ہذا میں یہ نئی بات ہے کہ بقید سنین پیش گوئی درج

ہے لہذا استدعا ہے کہ اس کے متعلق رائے عالی سے مطلع فرمائیں۔ اشتہار۔

فرمان مصطفوی

ہم مسلمان مدد مانگتے ہیں اور درود و سلام بھیجتے ہیں دونوں جہان کے سردار سرور عالم ﷺ اور ان کے آل و اصحاب پر اس وصیت سے سب مسلمان بھائیوں کو اطلاع کرتا ہوں۔ مدینہ منورہ سے شیخ احمد خادم روضہ مبارک کی طرف سے کہتے ہیں کہ جمعرات کو میں قرآن مجید کی تلاوت کے بعد اللہ پاک کے نام کا ورد کر کے بیٹھا تھا کہ نیند کا غلبہ ہوا۔ تو میں وہیں سو گیا اور خدائے پاک کی مہربانی سے حضرت رسول خدا ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ حضور نے پکار کر فرمایا اے شیخ! میں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ آپ نے فرمایا کہ میری امت میں نہایت برے کام ہو رہے ہیں اور میں شرمندہ ہو رہا ہوں۔ اور پروردگار کو اور اس کے ملائکہ کو منہ نہیں دکھا سکتا۔ اس سبب سے آپ کہ اس جمعہ سے آتے جمعہ تک ایک لاکھ آٹھ ہزار اسلام کے سوائے دوسرے مذہب پر چل رہے ہیں۔ میں خدا کے آگے پناہ مانگتا ہوں حال میں ایسا ہو رہا ہے۔ مالدار لوگ غریبوں پر رحم نہیں کرتے۔ صبح اٹھتے ہی برے کاموں میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ ہر ایک شخص گناہوں کی طرف رجوع ہو رہا ہے۔ کوئی شراب دارو پیتا ہے۔ کوئی ناپ تول کم کر دیتا ہے۔ بیاج کھا رہا ہے۔ زکوۃ نہیں دیتے اے شیخ احمد اس میری وصیت کو لوگوں تک پہنچا دے کہ غفلت میں نہ رہیں۔ میں ان کی حالت دیکھ کر حیران و پریشان ہوں۔ کیونکہ ان کے اوپر عذاب نازل ہونے والا ہے۔ اور خدائے پاک ان کا رزق بند کرنے والا ہے۔ اس سے ان کو خبر کر دو کہ میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں۔ اس زمانے کے لوگ نیک کاموں سے دور اور برے کاموں کے نزدیک ہو رہے ہیں۔ دین اسلام سے دور بھاگ رہے ہیں۔ آخرت کا دن قریب آ رہا ہے۔ اور ۱۳۴۰ھ میں عورت اپنے خاوند کی بلا اجازت گھر سے باہر جائے گی۔ اور ۱۳۵۰ھ میں ایک نشانی مرغی کے انڈے کے مانند دکھائی دے گی۔ اور ۱۳۶۰ھ میں تین دن اور تین رات آفتاب غروب رہے گا۔ اس کے بعد مغرب سے طلوع ہوگا۔ اس وقت توبہ کے دروازے بند ہو جائیں گے۔ اور ۱۳۷۰ھ میں حافظوں کے سینے سے قرآن شریف نکل جائے گا یادداشت کمزور ہو جائے گی۔ اور مسیح دجال ظاہر ہوں گے۔ اور آخری زمانے کی حالت دیکھ کر میں بہت پریشان ہوں گا۔ شیخ یہ ہماری نصیحت لوگوں پر پہنچا دے اور ان کو خبر کر دے کہ اس وصیت کو جو کوئی نقل کر کے ایک شہر سے دوسرے شہر پہنچا دے گا تو خداوند کریم اس کے لئے ایک محل جنت میں تیار کرے گا۔ جو کوئی اس طرح نہ کرے گا تو قیامت کے دن اس کو میری شفاعت نصیب نہ ہوگی۔ اور جس کسی کو لکھنا نہ آتا ہو تو تین درم دے کر لکھوائے۔ اور جو کوئی مفت لکھ دے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں محل دے گا۔ اور قرض دار لکھوا کر اپنے پاس رکھے تو خداوند کریم اس کا قرض ادا کرے گا۔ اس کے اور اس کے ماں باپ کے گناہوں کو بخش دے گا۔ اور جو لکھ کر نہ دے اس کا منہ دنیا میں اور آخرت میں کالا ہوگا۔

شیخ احمد کہتے ہیں خدا کی قسم خدا کی قسم خدا کی قسم یہ اوپر لکھی ہوئی حقیقت سب سچ ہے۔ اور میں

جھوٹ کہتا ہوں تو دنیا میں اسلام کے سوائے غیر مذہب کے اوپر میری موت ہو۔ اور جو شخص اس حقیقت کو غلط سمجھے اور ایمان نہ لائے تو وہ کافر ہے۔ اور ایمان لائے گا تو دوزخ کی آگ سے نجات پائے گا۔ میں درود بھیجتا ہوں دونوں جہان کے سردار پر اور سلام بھیجتا ہوں نبی کریم ﷺ پر اور ان کے آل واصحاب پر۔ خداوند کریم یہ وصیت ظاہر کرنے والے پر اجر عظیم اور جنت نعیم ظاہر فرمائے۔ نماز پڑھو اور عذاب سے بچو۔ اور نیک چلنی اختیار کرو۔ امین ثم امین

(جواب ٤١٥) یہ وصیت نامہ اور اس قسم کے وصیت نامے جو مدت سے شائع کئے جا رہے ہیں، ہرگز معتبر کے قابل نہیں ہیں۔ شیخ احمد ایک فرضی نام ہے۔ اور تمام واقعہ محض بناوٹی اور گھڑا ہوا ہے۔ یا تو یہ کارروائی دشمنان اسلام کی ہے کہ وہ مسلمانوں کے عقیدے بگاڑنے کے لئے اس قسم کی بے سروپا باتیں شائع کرتے ہیں۔ یا ان ناواقف اور جاہل مسلمانوں کا کام ہے جو اصول اسلام سے ناواقف اور بے خبر ہیں بہر حال یہ اشتہار بالکل ناقابل اعتماد ہیں کسی مسلمان کو حلال نہیں کہ وہ انہیں چھپوائے یا شائع کرے یا اسے پڑھ کر دوسروں کو سنائے۔ بلکہ لازم ہے کہ جسے ملے وہ فوراً ضائع کر دے۔

(جواب ٤١٦) جواب دیگر۔ یہ اشتہار جس کا عنوان "فرمان مصطفوی" ہے عرصہ دراز سے ہندوستان میں چھپتا اور شائع ہوتا ہے۔ تقریباً پینتیس برس سے تو میں دیکھ رہا ہوں۔ ابتداء میں اس کی اشاعت غالباً کسی دشمن اسلام نے کی ہوگی۔ پھر جو بھولے بھالے مسلمان اپنی ناواقفیت کے باعث پھنس گئے۔ اور کوئی نہ کوئی مسلمان اس کو چھپوا کر شائع کر دیتا ہے۔ اس کا مضمون شریعت کے اصول کے خلاف ہے۔ اور اس پر یقین کرنا جہالت اور گناہ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

کسی دینی کتاب میں قیامت کی تعیین کا ذکر موجود نہیں ہے۔

(ازاخبار سہ روزہ الجمعیۃ مورخہ ۲۴ جون ۱۹۳۴ء)

(السوال) کسی دینی کتاب میں قیامت کے آنے کے لئے کوئی وقت یا صدی معین کی گئی ہے یا نہیں؟ ہم پر غیر اعتراض کرتے ہیں کہ تمہاری کتابوں میں لکھا ہے کہ چودھویں صدی میں قیامت ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟

(جواب ٤١٧) قیامت کا کوئی وقت معین طور پر نہیں بتلایا گیا۔ نہ کوئی صدی معین کی گئی ہے۔ اس کا صحیح وقت خدا تعالیٰ کے سوا کسی کو معلوم نہیں ہے۔[1] محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

[1] "ان الله عنده علم الساعة" (لقمن: ۳۴)

اشعار ذیل کا شرعی حکم

(ازاخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی مورخہ ۲۰ جولائی سن ۱۹۳۷ء)

(السوال) ہندوستان کے مشہور شاعر سیماب صاحب کے لئے چند شاعروں نے قصیدے لکھے ہیں جن میں سے ایک نے لکھا ہے :۔

اے ضیاء سیماب وہ پیغمبر اسرار ہے — رہنما ہے راہبر ہے قافلہ سالار ہے

اس کے علاوہ مضطر نہوری نے بھی سیماب کے لئے مندرجہ ذیل اشعار کہے ہیں :۔

عشق کا پیغمبر جذبات نقاش بہار — خالق روحانیت تہذیب کا پروردگار
رہبر راہ طریقت بربط نغمہ فروش — عارف کعبہ بداماں ساقی کوثر بدوش
ہم زباں روح القدس کا ہمنوائے ساز غیب — عشق کے بھیدوں کا محرم آشنائے راز غیب
غنچہ گل کو سکھانے والا طرز گفتگو — بھرنے والا چشم مینا میں مذاق جستجو
جوڑنے والا لب گفتار سے ساز وجود — توڑنے والا بت پندار کا باطل جمود
جس کے لب الہام زا جس کی نظر جبریل ساز — جس کی پستی میں ہزاروں آسمانوں کا فراز
جس کی ہر ہر سانس میں پنہاں حدیث راز ہے — آسماں تو کیا فرشتوں کا بھی جس پر ناز ہے
خار صحرا کو کیا جس نے چمن سے آشنا — بے زبانوں کو کیا جس نے سخن سے آشنا

کیا کسی شاعر کو پیغمبر اسرار کہنا جائز ہے مضطر نہوری کے مندرجہ بالا اشعار شریعت مطہرہ کی رو سے کیسے ہیں؟

(جواب ۴۱۸) شعراء کے کلام میں اس قسم کی باتیں بکثرت ہوتی ہیں اور یہ مبالغہ میں ہمیشہ حدود واعتدال سے گزر جاتے ہیں۔

در شعر مپیچ و در فن او — چونکہ اکذب اوست احسن او

پیغمبر اسرار کہنے سے کفر عائد نہیں کیا جائے گا کیونکہ اسرار سے اسرار الٰہیہ مراد نہیں ہیں بلکہ اسرار کلام یا اسرار عشق و محبت یا اسرار فصاحت و بلاغت مراد ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح تہذیب کا پروردگار یعنی رب التہذیب بالاضافت لیا ہے جیسے رب الشعر رب الفن وغیرہ۔ ساقی کوثر بدوش ان تمام الفاظ میں زیادہ سخت ہے مگر شعراء کے لئے[1] والشعراء یتبعھم الغاوون الم ترانھم فی کل واد یھیمون وانھم یقولون مالا یفعلون کے تمغے رکھنے کے بعد یہ باتیں مستبعد نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

---

[1] الشعراء ۲۲۴، ۲۲۵

بغیر دلیل کسی پر زنا کی تہمت لگانا اور قرآن کی بے ادبی کرنے کا حکم۔

(اخبار الجمعیۃ مورخہ ۱۶ نومبر ۱۹۳۱ء)

(السوال) چند اشخاص ہم خیال و ہم مشرب تھے۔ یکا یک فروعی مسائل میں اختلاف ہو گیا اور قلبی عداوتیں شروع ہو گئیں۔ زید نے بکر پر زنا کی تہمت لگا کر نماز سے نکال دیا۔ بکر نے ہر چند کہا کہ میں بری ہوں۔ قرآن شریف اٹھا سکتا ہوں اگر تم سچے ہو تو گواہ لاؤ۔ بکر نے قرآن شریف کے حق میں بے ادبی کے الفاظ کہے۔ وغیرہ۔

(جواب ۴۱۹) فروعی اختلاف میں تو یہ طرز عمل مناسب نہیں ہے۔ لیکن فروعی اختلاف کو صاف صاف ذکر کرنا چاہئے کہ کن مسائل میں باہم اختلاف ہوا ہے۔ زنا کی تہمت تو بہر حال سخت چیز ہے۔ بغیر ثبوت شرعی کسی کو متہم بالزنا کرنا سخت گناہ ہے۔ قرآن مجید کے بارے میں توہین کے الفاظ کہنا موجب فسق ہے اور بعض صورتیں کفر تک پہنچا دیتی ہیں۔(۱) علمائے کرام اور محدثین عظام کی شان میں بے ادبی کرنا موجب فسق ہے(۲) اور اگر بے ادبی بحیثیت کسی شرعی مسئلہ کے یا ان کی توہین پر مبنی ہو تو موجب کفر ہو سکتی ہے۔

محمد کفایت اللہ عفا عنہ ربہ

۱۔ "لو انکر آیۃ من القرآن او سخر بآیۃ منہ کفر" (جامع الفصولین، الفصل الثامن والثلاثون ۲/۳۰۴ ط اسلامی کتب خانہ)

۲۔ "یخاف علیہ الکفر اذا شتم عالما او فقیہا من غیر سبب." (البحر الرائق، باب احکام المرتد: ۵/۱۳۲ ط بیروت)

فرہنگ اصطلاحات

الف

احوط۔ قریب بہ احتیاط، جواز کی دو یا زیادہ صورتوں میں سے وہ صورت جو تقوی کے قریب تر ہو۔

استخفاف۔ حقیر سمجھنا۔

احتضار۔ نزع کا وقت، موت کے فرشتوں کا قبض روح کے لئے حاضر ہونا۔

اطراء۔ کسی کی تعریف میں حد سے زیادہ مبالغہ کرنا۔

اضطرار۔ ایسی حالت کا پیدا ہو جانا کہ جان کے ہلاک ہو جانے کا یا کسی عضو کے ٹوٹ جانے کا یقین ہو جائے۔

اجماعی مسئلہ۔ وہ عقیدہ یا حکم جس پر صحابہ و ائمہ مجتہدین متفق ہوں۔

الہام۔ خدا کے نیک بندوں کے دل میں خدا کی طرف سے جو کوئی بات ڈال دی جاتی ہے اسے الہام کہتے ہیں۔ یہ وحی کے بعد کا درجہ ہے۔ ملہم اسم فاعل۔ ملہم اسم مفعول۔

ادلہ اربعہ شرعیہ۔ چار شرعی دلیلیں جن پر احکام شرعیہ کا مدار ہے۔ اول قرآن مجید، دوم حدیث شریف، سوم اجماع امت، چہارم قیاس (اجتہاد)

احناف۔ حنفی کی جمع۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلدین۔

اتفاقاً۔ متفقہ طور سے، بالاتفاق۔

استدلال۔ دلیل پکڑنا، کسی مسئلہ مطلوبہ کو ثابت کرنے کے لئے کوئی اصول پیش کرنا۔

احتجاج۔ حجت پکڑنا۔ کسی مسئلہ کو ثابت کرنے کے لئے ایسی صاف اور واضح دلیل پیش کرنا جو مقابل کی دلیلوں کو کاٹ دے اور اس کو مغلوب کر دے۔

اسرائیلیات۔ زمانہ ما قبل اسلام کے پیغمبروں، امتوں، قوموں اور سلطنتوں سے تعلق رکھنے والی وہ روایات و حکایات جو اہل کتاب کی مذہبی کتابوں سے منقول ہیں۔

احداث۔ بے دینی، محدث اس کا اسم فاعل ہے۔

ب

برزخ۔ موت کے بعد قیامت تک کا زمانہ

ت

تعزیر۔ سزا دینا، کسی جرم کی وہ سزا جو حاکم اسلام اپنی صوابدید اور رائے سے تجویز کرے اور شریعت کی کوئی خاص سزا مقرر نہ کی گئی ہو۔

تکفیر۔ کفر کا حکم لگانا۔

تاویل۔ لفظ مشترک کے چند معانی محتملہ میں سے بقرائن ایک معنی کو ترجیح دینا۔ (اگر وہ ترجیح اصول شرعیہ کے خلاف نہ ہو تو تاویل مقبول ہے ورنہ تاویل باطل۔)

تعبیر۔ کسی مفہوم و معنی کو بیان کرنے کے لئے چند اسالیب بیان میں سے ایک اسلوب بیان کو یا چند مرادف الفاظ میں سے ایک کو اختیار کرنا۔

تحریف۔ الفاظ یا مفہوم میں اصل مقصد کے خلاف اپنی مرضی کے مطابق ردو بدل کر دینا۔

تواتر۔ کسی بات کا اتنے کثیر راویوں کے ذریعے سے تسلسل کے ساتھ ہم تک پہنچنا جن کے متعلق جھوٹ کا گمان نہ ہو سکے جیسے قرآن مجید کہ ہم تک بطریق تواتر پہنچا ہے۔

تشریع۔ کسی بات کو دین قرار دینا، مذہب قائم کرنا۔

تحدی۔ قوت مضبوطی اور دعوے کے ساتھ کسی بات کو دوسروں کے سامنے پیش کرنا، چیلنج کرنا۔

تلبیس۔ جھوٹ سچ کو ملا دینا، صحیح بات کو مشتبہ کر دینا۔

توجیہ۔ کلام کے محمل کو بیان کرنا اور وجہ وضاحت کو ظاہر کرنا تاکہ اس کا خلاف واقعہ ہونا دور ہو جائے اور دوسرے کلام سے اس کا تعارض رفع ہو جائے۔

تھیوری۔ (انگریزی) نظریہ

تثلیث۔ تین خدا ماننا (عیسائیوں کا عقیدہ)

ج

جماہیر۔ (جمہور کی جمع) مراد اسلام کے علماء اور صاحب الرائے لوگ۔

جاہلیت۔ (عہد جاہلیت) حضرت رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے کا زمانہ۔

ح

حربی۔ دار الحرب کے غیر مسلم باشندے یا رعایا۔

حنفیہ (حنفی کی جمع) حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مقلدین۔

حنبلیہ۔ (حنبلی کی جمع) حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے مقلدین۔

حجت۔ (برہان) ایسی صاف اور واضح دلیل جو مقابل کی دلیلوں کو کاٹ دے اور اس کو مغلوب کر دے۔

حمد۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرنا۔

حد۔ جرم کی وہ سزا جو دلیل قطعی کی رو سے شرعاً ثابت اور مقرر ہو۔

خ

خرق عادت۔ کوئی ایسا کام یا واقعہ جو فطرت کے عام دستور و معمول کے خلاف کسی آدمی سے بغیر سبب و آلات کے ظاہر ہو۔ (پیغمبر سے ظاہر ہو تو اس کو معجزہ اوروں سے ظاہر ہو تو اس کو کرامت اور غیر مسلم سے ظاہر ہو تو اس کو استدراج کہتے ہیں۔ لیکن ان تینوں میں اور بھی بہت سے باریک فرق ہیں۔)

دارالاسلام۔ وہ ملک جس میں مسلمانوں کی خود مختار حکومت ہو اور اسلامی احکام و قوانین جاری کرنے پر قادر ہو۔

دارالحرب۔ وہ ملک جس میں اقتدار اعلیٰ غیر مسلموں کے ہاتھ میں ہو۔

دیانۃ۔ وہ معاملہ جو بندے اور خدا کے درمیان ہو۔

دلیل۔ کوئی اصول جس سے مسائل ثابت کئے جائیں۔

دلیل قطعی۔ وہ دلیل جو صاف و صریح اور واضح طور پر کتاب و سنت میں موجود ہو اس میں توجیہ و تاویل کی گنجائش نہ ہو۔

ڈ

ڈارون تھیوری۔ ڈارون کا نظریہ۔ (ڈارون یورپ کا ایک فلسفی تھا۔ اس نے اسلامی عقیدے کے خلاف یہ نظریہ پیش کیا تھا۔ انسان کی آفرینش حضرت آدم علیہ السلام کی صورت میں نہیں ہوئی ہے بلکہ پہلے ایک کیڑا تھا، پھر اس نے بکرے وغیرہ کی شکل اختیار کی پھر تدریجاً بہت سی مختلف صورتیں اختیار کرتا ہوا بندر کی صورت میں آیا اور بندر سے ترقی کر کے انسان بنا۔)

ر

ربوٰ۔ ربا۔ سود، بیاج

ردۃ۔ ارتداد، مرتد ہونا، اسلام سے پھر جانا

ز

زجراً۔ تنبیہاً، اظہار نفرت کے طور پر۔

زندیق۔ جو شخص آخرۃ کو نہ مانے اور خالق کے وجود کا قائل نہ ہو۔ زنادقہ جمع۔

زندقہ۔ آخرۃ کو نہ ماننا اور خالق کے وجود سے انکار کرنا۔

زمانہ جاہلیت۔ عہد جاہلیت، حضور انور رسول خدا ﷺ کی بعثت سے پہلے کا زمانہ۔

س

سیر۔ (سیرۃ کی جمع) سیرۃ کے معنی کسی شخص کی سوانح عمری۔ مگر اصطلاحاً رسول اللہ ﷺ کے حالات زندگی مراد لئے جاتے ہیں۔ سیر کے دوسرے معنی مغازی۔

سنت۔ حدیث شریف یعنی رسول اللہ ﷺ نے دین کی حیثیت سے جو کام کئے یا کرنے کا حکم دیا۔ (آپ کا طریقہ اور نمونہ عمل)

سماع موتیٰ۔ مردوں کا سننا۔ (یعنی یہ مسئلہ کہ قبروں میں مردے باہر کی آواز سنتے ہیں یا نہیں؟)

سیاست۔ کسی جرم کی سزا جو حاکم انتظاماً اپنی رائے سے جاری کرے۔

ش

شہود۔ (شاہد کی جمع) گواہ۔

شہادتین۔ دو شہادتیں جو کلمہ شہادت میں ہیں۔ اللہ کی وحدانیت کی شہادت اور حضرت محمد مصطفی ﷺ کی رسالت کی شہادت۔

شان نزول۔ جن حالات کی وجہ سے یا جن اسباب کی بناء پر کوئی آیت نازل ہو۔ (سبب نزول یا موقعہ نزول)

شوافع۔ (شافعی کی جمع) حضرت امام شافعی رحمہ اللہ علیہ کے مقلدین۔

ص

صراحۃً۔ صاف، واضح، غیر مشتبہ طور پر۔

ع

عقود ربویہ۔ سودی معاملات۔

غ

غال۔ کٹر، متشدد

غلو۔ کٹر پن، شدت

غیر موجہ۔ وہ کلام جس میں توجیہ نہ کی گئی ہو۔

ف

فروعی مسائل۔ جزوی مسائل۔ ایسے مسائل جو بطریق اجتہاد اخذ کئے گئے ہوں۔

ق

قاضی۔ وہ با اختیار مسلم جج جو سلطان اسلام کی طرف سے مقرر کیا گیا ہو اور شریعت کے مطابق فیصلے کرے۔

قضا۔ وہ حکم یا فیصلہ جو قاضی کی عدالت سے جاری ہو۔

قرون ثلثہ مشہود لہا بالخیر یا قرون اولی مشہود لہا بالخیر۔ وہ تین زمانے جن کے فضل و علم اور باخیر ہونے کی شہادت مخبر صادق ﷺ نے دی۔ آپ نے فرمایا خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم۔ یعنی بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے۔ پھر ان لوگوں کا زمانہ جو میرے زمانے کے لوگوں کے بعد آئیں گے۔ پھر ان کا زمانہ جو ان کے بعد آئیں گے۔

م

محارب۔ دار الحرب کے غیر مسلم باشندے جو برسر جنگ ہوں۔

معتوہ۔ ناقص العقل۔ مخبوط یا زدہ آدمی۔

مقاطعہ۔ قطع تعلق، بائیکاٹ۔

منجر بکفر۔ کفر تک پہنچانے والا۔ یعنی کوئی ناجائز کام جو کفر کے قریب ہو۔

مجتہد فیہ۔ وہ مسئلہ جس کا حکم قرآن و حدیث میں صاف اور واضح طور پر موجود نہ ہو اور بطریق اجتہاد اخذ کیا گیا ہو۔

متفق علیہ۔ وہ مسئلہ جس میں ائمہ مجتہدین کا اتفاق رائے ہو۔

محتضر۔ وہ شخص جو نزع کی حالت میں ہو۔

مخبر صادق۔ سچی خبر دینے والا۔ یعنی حضرت رسول خدا ﷺ

معہود۔ ایسا کام جو پہلے سے ہوتا چلا آتا ہو۔

مندوب۔ مستحب۔

مختلف فیہ۔ وہ مسئلہ جس میں مختلف رائیں ہوں۔ ضد متفق علیہ۔

محدث۔ نئی پیدا کردہ چیز۔ اس کا مصدر احداث اور اسم فاعل محدث ہے۔

محدث۔ حدیث شریف کا بڑا عالم۔

مالکیہ۔ مالکی کی جمع۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مقلدین۔

ملہم۔ وہ شخص جس کو الہام ہو۔ اس کا مصدر الہام اور اسم فاعل ملہم ہے۔

ملائکہ سیاحین۔ وہ فرشتے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس خدمت پر مقرر ہیں کہ دنیا میں ہر جگہ چلتے پھرتے رہیں اور جہاں کہیں لوگ عبادت اور وعظ و تذکیر و تلاوت وغیرہ میں مشغول ہوں وہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کی گواہی دیں۔ اور درود و سلام جو پڑھیں حضور ﷺ تک وہی ملائکہ سیاحین پہنچاتے ہیں۔

منقبت۔ صحابہ و اہل بیت رضوان اللہ علیہم کے اوصاف اور کارنامے۔

ملحد۔ بے دین۔ وہ شخص جو کسی دین کا قائل نہ ہو۔

متخلف۔ وعدہ خلافی کرنے والا۔ اس کا مصدر تخلف ہے۔

منکر۔ وہ چیز یا وہ کام جس سے شریعت نے منع کیا ہے۔

منکر۔ انکار کرنے والا۔ انکار کا اسم فاعل۔

مضطر۔ وہ شخص جو حالت اضطرار میں ہو (دیکھو اضطرار)

متواتر۔ بطریق تواتر پہنچنے والی چیز۔ (دیکھو تواتر)

مباشرت۔ عملدرآمد کرنا، عمل میں لانا، بوس و کنار کرنا، اردو کے محاورہ میں مباشرت کے معنی جماع اور وطی کرنا ہیں لیکن عربی میں صرف بوس و کنار کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

ن

نص۔ حلت و حرمت کا وہ صریح اور صاف حکم جو کتاب و سنت سے ثابت ہو۔ اس میں کسی قسم کا ابہام نہ ہو۔

نظم قرآن۔ مراد قرآن شریف کی عبارت۔

نعت۔ رسول اللہ ﷺ کے اوصاف بیان کرنا۔ (خاص کر اشعار میں)

و

واجب الادا۔ ادا کرنے کے لائق۔ جس کا ادا کرنا ضروری ہو۔

وظیفہ۔ فرض، ڈیوٹی۔

واردات دل

خدا کا ہے یہ مجھ پر خاص انعام
ہوا رحمت سے اس کی اک اہم کام
کہاں یہ ایک علمی کارنامہ
کہاں یہ واصف بے علم وبدنام
خدا نا نے تصرف ہے یہ کس کا
کہ بہتر ہوگئی تبویب احکام
بڑی محنت بڑی کاوش ہوئی ہے
بہت ہی سخت گزرے ہیں یہ ایام
موانع سیکڑوں پیش نظر تھے
مقابل یاس آتی تھی بہر گام
رفیقوں کی نگاہیں ! اللہ اللہ!
خدا کے ہاتھ میں ہے عز واکرام
دل مظلوم کو معزور سمجھو!
چھلک جاتا ہے جب لبریز ہو جام
ادھر دن رات اک دھن تھی لگن تھی
ادھر تشمیت واستخفاف وابرام
یہاں دل میں کڑھن لب پر دعا تھی
وہاں ایذا، حسد، توہین والزام
بڑے ہمت شکن تھے اپنے حالات
مسلط دل پہ تھے افکار وآلام
معاذ اللہ غضب کا ابتلا تھا
دعا قاصر تھی اور تدبیر ناکام
نہ حامی تھا نہ کوئی تھا مددگار
نہ دل جمعی میسر تھی نہ آرام
اسی غم میں یہ سولہ سال گزرے
کہ تھا خطرے میں ہر دم حسن انجام
مگر اس کام کی ایسی لگن تھی
رہا جاری بایں آفات وآلام
بایں بیچارگی ، الحمد للہ
کہ مسودہ فتاوی کا ہوا تمام
سوادِ منزلِ مقصود آیا
بتوفیق خدائے پاکِ علام
ادائے شکر گو ممکن نہیں ہے
مگر بندوں کے لائق ہے یہی کام
اگر فردوس کی جانب گزر ہوں
تو لے جانا صبا میرا یہ پیغام
کہ اے فخر وطن صدر افاضل
امام اتقیا ، سرخیل اسلام
فقیہ امت ونباض ملت
خجستہ سیرت وپاکیزہ انجام
نہ ہونے سے ترے سونی ہے محفل
زبانیں گنگ ہیں عاجز ہیں اقلام
نہیں تجھ سا کوئی اب صاحب فیض
مبارک طلعت وفرخندہ اقدام
ترے واصف نے رولے ہیں یہ موتی
بامعان نگاہ ومحنت تام
جواہر پارے جو بکھرے ہوئے تھے
دیا ہے ان کو یکجا زیب ارقام
تری یہ باقیات جاودانی
رہے گی مرجع احبار واعلام
مگر تیرے نہ ہونے کا قلق ہے
عجب ہے یہ سرور وغم کا ادغام

کہے جو آفریں کوئی نہیں ہے یہاں جو ہے وہ ہے مغرور وخود کام
نہیں کوئی جو دے داد مشقت سوائے منعم ستار وعلام
کروں اب اس سے عرض مدعا کیا کہا ہے جس نے خود لسٹ بظلامٍ
یہ مسودہ تو بیشک ہے مکمل ہوا ہے اس کا نو جلدوں میں اتمام
مگر اب فکر یہ ہے دل پہ طاری کہ ہوجائے یہ محنت نیک فرجام
تمنا ہے کہ شائع جلد ہوجائے مگر بے زر بنے کیونکر کوئی کام
جگر سوزی ہے رہن بے نوائی یہاں کچھ ہے تو بس اللہ کا نام
قلندر بھی ہے قدرت کی نشانی اگر اس کا غم الفت نہ ہو خام
یہ ہے کس کام کی طبع درخشاں نہ ہو روشن اگر بخت سیہ فام
ادیباں را بکیسہ چوں درم نیست بسا اہل قلم رفتند گمنام
کہاں عادت ہے عرض مدعا کی نہیں طاقت کہ لوں احباب سے وام
عجب خوف ورجا میں مبتلا ہوں کہ گردش میں یہ کیونکر آئے گا جام
بھروسہ خالق اسباب پر ہے اسی سے لو لگی ہے صبح اور شام
وہی ہے کارساز ہر دوعالم وہی ہے مالک آغاز وانجام
پے تاریخ جب دل کو ہوا فکر کئے دو مصرعے ہاتف نے الہام
مبارک نسخہ رشد واطاعت خجستہ معبد احکام اسلام

۱۹۶۹ء ۱۳۸۹ھ

سخن کیا اور کیا واصف کی پونجی
بجز حرفِ دعا واللہ منعام

پریشان خاطر شاد صابری انبہوی از بمبئی

www.ahlehaq.org

مردے از غیب بروں آمد

جب کفایت المفتی کا مسودہ مکمل ہوا تو دل و دماغ پر اس کی طباعت کا فکر مسلط تھا اور اکثر زبان حال پر نوح ناروی کا یہ شعر ی جاری ہوتا تھا

سواد منزل مقصد نظر آنے لگا مجھ کو   کسی صورت سے طے اتنی مسافت اور ہو جاتی

مسودہ کی تکمیل کا اعلان اخبار الجمعیۃ میں بھی کر دیا گیا تھا۔ ملاقات کے وقت احباب سے، اور متفرق محفلوں میں فکر طباعت کے تذکرے بھی رہتے تھے۔ اسی حالت میں انتظار میں کافی عرصہ گزر گیا

شاید کہ ملتفت ہو کوئی شہسوار ناز   کس آرزو سے ہم سر منزل کھڑے رہے (واصف)

ناگاہ کارساز حقیقی کی رحمت متوجہ ہوئی اور ایک صاحب دل جواں ہمت، رجال الغیب کی طرح پردۂ غیب سے خود بخود نمودار ہوا۔ قربان جایئے رب العزۃ کی کارسازی پر!

وہ چراغ جو دہلی میں جھلملا رہا تھا اس کی روشنی کہاں جا کر چمکی! یہ سعادت کس خوش نصیب کے لئے مقدر تھی؟ وہ کون صاحب دل عالی حوصلہ بندۂ صالح ہے جس کی مبارک آنکھوں نے اس روشنی کو محسوس کیا؟

اپنے گرد و پیش کے کرم فرماؤں سے معذرت چاہتے ہوئے بصمیم قلب شکریہ ادا کرتا ہوں جناب حاجی ابراہیم محمد ڈایا (ٹرانسوال) کا، اور دعا کرتا ہوں کہ رب العزۃ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے اور تمام دینی و دنیاوی نعمتوں سے نوازے! انہیں کی بھرپور اعانت سے یہ علمی ذخیرہ اشاعت پذیر ہو رہا ہے

فدائے ہمت آں اہل خیرم   کہ کار خیر بے روی و ریا کرد
خوشش باد ا نسیم صبح گاہی   کہ درد شب نچیناں رادوا کرد

الدال علی الخیر کفاعله

اس اعانت کا وسیلہ اور واسطہ وہ سعید النفس و مبارک نفس بزرگ ہیں جو احقر کے محسن قدیم ہیں اور رشتہ تسبیح کی طرح اپنے اسم گرامی کو گہر ہائے تسبیح کے اندر پنہاں رکھنا چاہتے ہیں۔

اگرچہ حضرات محرکین و معاونین کا خلوص و ایثار احقر کے اظہار تشکر سے بے نیاز ہے لیکن بمصداق من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ نعمت خداوندی کو یاد کرنا نیز اس کے محرکات و بواعث کا ممنون احسان ہونا ایک انسانی فریضہ ہے۔ وان اجرهم لا علی اللہ۔

اولین معاونین

مسودہ کی تحریر کے سلسلے میں مندرجہ ذیل اہل خیر حضرات نے مالی تعاون فرمایا۔ ان کے جذبات بھی بمصداق

www.ahlehaq.org

الاقدم فالاقدم درخور صد تحسین ہیں۔ احقر ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہے کہ ان کی ابتدائی اعانت و ہمت افزائی سے قلم کا سفر جاری رہا۔

(۱) جناب مولانا صالح ابن محمد منگیرا (جوہانسبرگ)، (۲) جناب حاجی ابراہیم ابن حاجی یوسف لہر (جوہانسبرگ)، (۳) جناب مولانا حاجی محمد بن موسیٰ میاں (جوہانسبرگ)، (۴) از طرف مجلس علمی جوہانسبرگ، (۵) جناب حاجی ابراہیم تو تلا (اسٹانگر)، (۶) از وقف حاجی محمد میاں پٹیل (جوہانسبرگ)، (۷) جناب حافظ احمد علی صاحب (متھرا)، (۸) جناب ایچ آئی نقارچی صاحب (ضلع بیلگام)، (۹) جناب محمد ادریس صاحب (بمبئی)، (۱۰) جناب محمد یوسف ابن شیخ علی صاحب (بمبئی)، (۱۱) جناب محمد عمر صاحب (ضلع ربوا)

رب العزۃ تمام معاونین کی اس اہم دینی خدمت کو قبول فرمائے۔ امین

احقر حفیظ الرحمان واصف عفی عنہ

۱۳۹۱ھ

www.ahlehaq.org